اَلْمَثَلُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ
کہاوت گفتگو میں کھانے میں نمک کی طرح ہے
تحفة الطالبین
شرح اردو
مفید الطالبین
مصنف
حضرت مولانا محمد احسن صدیقی صاحب نانوتوی
نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۱۲ھ)
مترجم وشارح
عبد الصمد رشیدی کھیڑوی
مدرس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ
دار الکتب الاسلامیہ گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی

اَلْمَثَلُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ
کہاوت گفتگو میں کھانے میں نمک کی طرح ہے

تحفة الطالبین

شرح اردو

مفید الطالبین

مصنف

حضرت مولانا محمد احسن صدیقی صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۱۲ھ)

مترجم وشارح

عبد الصمد رشیدی کھیڑوی

مدرس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

ناشر: دار الکتب الاسلامیہ نزد جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی، پن: 247341

تفصیلات

نام کتاب: تحفۃ الطالبین شرح اردو مفید الطالبین

مصنف: حضرت مولانا محمد احسن صدیقی صاحب نانوتوی نوراللہ مرقدہ

مترجم وشارح: (مفتی) عبدالصمد رشیدی کھیڑوی

تعداد صفحات: ۳۶۰

سن اشاعت: ۱۴۴۴ھ

کمپیوزنگ: عبداللہ کمپیوٹرس سہارنپور

ناشر: دارالکتب الاِسلامیہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ9927592399

نوٹ: اس کتاب کی اشاعت کی عام اجازت ہے، لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل بندہ سے رابطہ کرلیں، تاکہ اگرکوئی تبدیلی ناگزیر ہوتو آگاہ کردیا جائے۔ بندہ عبدالصمد رشیدی، موبائل:9548265740

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

فہرست عناوین

انتساب

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے یہ حقیر کاوش مادر علمی

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

کے نام جس کے چشمۂ فیض سے آج ایک عالَم مستفیض ہورہا ہے،
خدا کرے یہ علمی مرکز تادیر آباد وشاداب رہے، آمین۔

اور اپنے تمام مشفق اساتذۂ کرام اور والدین کریمین کی نذر ہے جن کی مثالی تربیت، بے پایاں مخلصانہ توجہات اور سحر گاہی دعاؤں نے عالَمِ اسباب میں اس حقیر خدمت کی سعادت بخشی۔

حرفِ دعاء

مرشدی رہبرِ شریعت پیرِ طریقت محدث کبیر
حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب نقشبندی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث ومدیر جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین محمد النبی العربی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم ومن تبعھم بأحسان الیٰ یوم الدین امابعد!

اشاعتِ دینِ اسلام اور تفہیمِ قرآن وسنت کی ہر مخلصانہ خدمت قابلِ مبارک باد ہے، بالخصوص قلم وقرطاس کی صورت میں کی جانے والی تگ ودو تحسین آفریں ہے کہ یہ دیر اور دور تک قلب ونگاہ کیلئے فرحت بخش سرمایہ بھی ہے اور افادہ واستفادہ کی تحریکِ مسلسل بھی۔ پھر اسی قلم وقرطاس کا رشتہ اگر تفہیمِ دین، تہذیبِ اخلاق، اور تزکیۂ نفوس جیسے روشن مقاصد سے ہم آہنگ ہو تو اس کی نافعیت کا کیا کہنا۔

عزیزِ گرامی قدر مولوی مفتی عبدالصمد رشیدی سلمہ اللہ تعالیٰ وبارک فیہ مدرس عربی جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کی تازہ بتازہ قلمی کاوش ''تحفۃ الطالبین شرح مفید الطالبین'' دریں باب احادیثِ نبوی، آثارِ صحابہ، اقوالِ سلف اور ناصحانہ مضامین پر مشتمل ایسی شرح ہے جو خوشبو رنگ اور روشنی کا مصداق کہی جاسکتی ہے، واقف کار جانتے ہیں کہ مفید الطالبین اپنے مضامین ومندرجات کے لحاظ سے بڑی مفید کتاب ہے جسے اپنے زمانہ کے جلیل القدر عالمِ دین اور بہت سی اہم کتب کے مصنف وشارح حضرت مولانا محمد احسن نانوتویؒ نے مبتدی طلبہ کی استعداد وفہم کو سامنے رکھ کر مرتب فرمایا تھا، اس کتاب کی فی الجملہ خوبی یہ بھی ہے کہ اسے محنت سے پڑھنے والے باذوق طلبہ اپنی عربی استعداد میں خوش گوار اضافہ کرسکتے ہیں، فاضل مصنف نے عربی دانی اور استعداد سازی کے اس نکتہ کو ملحوظِ خاطر رکھ کر علم ومعرفت اور دانش وحکمت کا یہ ذخیرہ ترتیب دیا ہے جسے ''سہل ممتنع'' سے تعبیر کرنا زیادہ

انسب ہے، کتاب کی افادیت کے پیش نظر ہی بہت سے احباب نے اس کی شرح وترجمانی کی ہے، زیرتذکرہ شرح بھی اسی سلسلہ کی مفید کوشش ہے جسے عزیز سلمہ نے تہذیب جدید، تشریح متین اور تخریج انیق کے قالب میں ڈھال کرخوانِ علمی پر سجادیا ہے فجزاه الله خیراً۔

بندہ عزیز موصوف کی اس پہلی مگر علمی کاوش کوقدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اوران کی مزید علمی وروحانی نیز مادی ومعنوی ترقیات کیلئے دل سے دعا گو ہے، والسلام۔

خالدسیف اللہ عفا اللہ عنہ

خادم حدیث نبوی شریف ودارالاہتمام

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۲۹/۱۲/۱۴۴۴ھ/ ۱۸/۷/۲۰۲۳ء

تقریظ

فقیہ جلیل محدث نبیل حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب گنگوہی
استاذ حدیث وافتاء جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلولیه والصلوٰة لولیها امابعد!

قرآن وسنت کوصحیح معنوں میں سمجھنے کیلئے علوم آلیہ (صرف ونحو، بلاغت اورعلم ادب) میں کمال مہارت ضروری ہے اسی زریں سلسلہ کی عربی ادب کی معروف کتاب مفید الطالبین ہے جس کی شرح مولوی عبدالصمد رشیدی سلمہ مدرس عربی جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ نے بنام ''تحفۃ الطالبین شرح اردو مفید الطالبین'' تالیف کی ، اور بڑی عرق ریزی اورتخریج وتشریح کے ساتھ اس کتاب کوترتیب دیا ہے، احقر نے مختلف مقامات سے کتاب کودیکھا، جسے اساتذہ وطلبہ کیلئے مفید پایا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مؤلف سلمہ کی اس سعی جمیل کواپنی بارگاہ میں حسن قبول اورعلمی طبقہ میں عام مقبولیت نصیب فرمائے ، اوراپنی رضا کا ذریعہ بنائے ، آمین ۔

العبد محمد سلمان عفی عنہ
خادم تدریس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ
۲۰/۱۲/۱۴۴۴ھ

تقریظ

عالمِ کبیر خطیبِ شہیر حضرت مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری مدظلہ

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیا، أما بعد!

درسِ نظامی کی ابتدائی کتب میں، عربی ادب اور اخلاقیات کی تعلیم کیلئے ایک مفید کتاب شامل ہے، جس کا نام ''مفید الطالبین'' ہے، جو تقریباً ڈیڑھ صدی قبل اس زمانے کے ایک مشہور مدرس و مصنف حضرت مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کی ہے، اور بے شمار مدارس میں داخل نصاب رہی ہے اور اب تک ہے، اس کتاب میں احادیث مبارکہ اور اقوال سلف، نیز سبق آموز حکایات جمع کی گئی ہیں، اس مفید کتاب کے ساتھ شروع ہی سے علماء کا اعتناء رہا ہے اور اس کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں، اس وقت ''تحفۃ الطالبین'' کے نام سے ایک نئی شرح سامنے ہے جو بلاشبہ نہایت مفید اور ممتاز معلوم ہو رہی ہے، اس شرح میں احادیث کی تخریج اور دیگر مشمولات کے حوالے بڑی محنت سے جمع کئے گئے ہیں، ساتھ ہی لغات کا حل اور مضامین کی تشریح و تسہیل نہایت سلیس انداز میں کی گئی ہے۔ یہ شرح جناب مولانا عبدالصمد رشیدی صاحب زید مجدہ کے قلم سے وجود میں آئی ہے جو احقر کی مادر علمی جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں عربی کے استاذ ہیں اور ایک اچھے مدرس شمار ہوتے ہیں، ان کا وطنی تعلق احقر کی جائے ولادت کھیڑہ افغان سے ہے، اس طرح ان سے دو رشتے استوار ہیں مجھے ان کی اس قلمی خدمت سے قلبی مسرت حاصل ہو رہی ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور شارح کتاب کو مزید علمی خدمات کی توفیق سے نوازے، آمین، والسلام۔

محمد سلمان غفرلہ

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

۱۶/ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ بروز بدھ

تقریظ

مقرر شیریں بیان مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ساجد حسن صاحب مظاہری
استاذ تفسیر و حدیث مظاہر علوم سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عربی زبان دنیا کی تمام زبانوں میں اعلیٰ اور اپنی جامعیت اور وسعت کے اعتبار سے تمام زبانوں کی ماں ہے، اور اس زبان کے سب سے اشرف ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ رب العالمین نے اپنا ہمیشہ باقی رہنے والا کلام قرآن پاک عربی زبان میں نازل فرمایا، علوم ربانی کے اصل ماخذ قرآن، حدیث و تفسیر عربی زبان ہی میں ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور اثر ہے کہ عربی زبان سیکھو کیونکہ یہ امور دین میں سے ہے، بنابریں عربی زبان کو خوب محنت سے سیکھنا چاہئے کیونکہ عربی کی استعداد کے بغیر شرعی علوم اور کتاب وسنت کو سمجھنا اور مطلوبہ مقدار میں درک حاصل کرنا مشکل ہے، اسی لئے مدارس اسلامیہ عربیہ نے شروع ہی سے عربی زبان وادب کو سکھانے پر خصوصی توجہ دی ہے، مفید الطالبین عربی زبان کے مبتدی طلباء کیلئے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم آثار صحابہ اور اقوال سلف سے مختصر اور بہترین جملوں کو منتخب کر کے لکھی گئی کتاب ہے، اس کتاب کو پڑھانے سے مبتدی طلباء کو عربی جملوں کی ساخت اور کسی قدر لغات اور جملوں کی تراکیب کا علم حاصل ہوتا ہے، نیز مفید الطالبین کے مصنف نے جن جملوں سے کتاب کو مزین کیا ہے، وہ تہذیب اسلام اور حسن اخلاق کا درس دیتے ہیں، ہمارے اس دور میں مختلف علوم کی نصابی کتابوں کو آسان انداز میں پیش کرنے کیلئے مشکل متون کی تسہیل کی گئی یا شروحات لکھ کر کتابوں سے استفادہ کو آسان بنایا گیا ہے، زیر نظر کتاب بنام ''تحفۃ الطالبین شرح اردو مفید الطالبین'' بھی اسی ضرورت کے پیش نظر مدرسہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے مدرس، ہونہار عالمِ دین، مفتی عبد الصمد رشیدی حفظہ اللہ نے تالیف فرمائی ہے، ماشاء اللہ شرح عمدہ ہے

اورعزیز شارح نے شرح میں یہ کام بھی انجام دیا کہ اس کتاب میں آنے والے جملوں کی یہ نشان دہی کردی کہ یہ جملہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آثار صحابہ یا اقوال سلف میں سے کس زمرہ میں آتا ہے، اورحوالہ جات بھی درج کردئے ہیں تاکہ مراجعت میں سہولت ہو، بلاشبہ یہ شرح ایک کامیاب کوشش ہے، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے حسن قبولیت عطا فرمائے اوراس کا نفع عام فرمائے، آمین۔

محمد ساجد حسن
خادم تدریس مظاہرعلوم سہارنپور
۲۲/۱۲/۱۴۴۴ھ

تقریظ

مولانا مفتی محمد احسان صاحب رشیدی
استاذ حدیث وفقہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفید الطالبین کتاب اسم بامسمی ہے، درسِ نظامی میں مبتدی طلباء کے لئے نہایت ہی کارآمد مفید اقوال کا مجموعہ منتخب کیا گیا، بچپن ہی سے اس کتاب کے اقوال اور چھوٹے چھوٹے جملہ زبان زد ہوجاتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بھی گاہ بگاہ علماء ان جملوں کو استعمال کرتے رہتے ہیں، دراصل یہ اقوال بہت سی احادیث مبارکہ کے یا تو حصے ہیں یا احادیث سے مستفاد ہیں، اور بارہا تجربات سے گزرے ہوئے یہ اقوال زندگی کے متنوع اور مختلف مراحل پر آزمودہ رہبر کا کام دیتے ہیں، چھوٹے چھوٹے جملے اور آسان عربی ہونے کی بناء پر طلباء عزیز کی دلچسپی اس کتاب سے ہمیشہ وابستہ رہی ہے، اس کی حکایتیں بھی نہایت دلپذیر ہیں ان کو بھی طلباء ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں، کئی حضرات نے اس کتاب کی شروحات لکھی ہیں لیکن مدلل، مفصل، محقق، باتخریج، پورے شرح وبسط کے ساتھ کوئی شرح منظر عام پر نہیں آئی تھی، ہمارے جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے فاضل نوجوان مدرس جناب مفتی عبدالصمد صاحب رشیدی جو کہ تقریباً چودہ برس سے جامعہ میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھا رہے ہیں، نہایت ہی یکسومزاج اور تحقیقی ذوق رکھنے والے سنجیدگی ومتانت سے متصف ہیں، ماہنامہ صدائے حق میں بھی تحقیقی مضامین لکھتے رہتے ہیں، انہوں نے لاک ڈاؤن کے حال عرصہ کو بہترین شاندار علمی تحقیق میں لگا کر کامیاب بنایا ہے، عصرِ حاضر کی کامیاب شروحات کے انداز پر سلیس ترجمہ، حلِ لغات، جامع توضیح، اقوال کی تحقیق، احادیث کی تخریج اور حوالہ جات کے ساتھ شرح کو ترکیب دیا ہے، جس کی بناء پر یہ شرح مجموعی طور پر طلباء واساتذہ دونوں کے حق میں مفید تر ثابت ہوگی ؎

مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

درس وتدریس سے وابستہ لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ مفید الطالبین ترکیبِ نحوی کے حوالہ سے ابتدائی طلباء کے لئے نہایت ہی کارآمد ثابت ہوتی ہے اوراس کے مختصر جملوں کی ترکیب شرحِ مأ ۃ عامل کے لئے مقدمۃ الجیش اورتمہید کی حیثیت رکھتی ہے، احقر نے ام المدارس دارالعلوم دیوبند میں معین مدرسی کے دوران شرحِ مأ ۃ عامل پڑھاتے ہوئے اس کے فوائدکوطلباء پر محسوس کیا ہے، عزیزم شارح موصوف نے جمل وامثال کی ترکیبِ نحوی پربھی خاص توجہ دی ہے، اوراس کے حل کیلئے نہایت جاں فشانی سے کام لیا ہے، احقر دس بدعا ہے کہ اللہ جل شانہ موصوف کی اس علمی کاوش کوشرفِ قبولیت بخشے اورمزید دینی ،علمی اورتحقیقی کاموں کی توفیق ارزاں فرمائے ،نیز دولتِ اخلاص سے مالا مال فرمائے ،آمین۔

احقر محمد احسان رشیدی

مدرس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۲۹ محرام الحرام ۱۴۴۵ھ

باسمہ تعالیٰ

عرضِ مترجم

حامداً ومصلیاً: مفید الطالبین حضرت مولانا محمد احسن صاحب صدیقی نقش بندی نانوتویؒ نے عربی سیکھنے والے مبتدی طلبہ کیلئے نہایت نفع بخش کتاب تحریر فرمائی جوکہ احادیث نبوی وفرامین صحابہ اور اقوال صالحین، نصیحت آموز کہانیوں کا مجموعہ ہے جوایک طرف طلبہ کوعربی زبان نحو وصرف، ادب وترکیب سکھاتی ہے تو دوسری طرف احادیث وآثار سے مناسبت پیدا کر کے اصلاح اعمال وحسن اخلاق میں معین ومددگار ثابت ہوتی ہے، اللہ رب العزت کے فضل سے جب ناچیز کو جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں اس کے روح رواں پیر طریقت، رہبر شریعت استاذ الاساتذہ مرشدی ومولائی حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی نقش بندی گنگوہی دامت برکاتہم کی نگاہ شفقت ونظر عنایت سے ۲۰۰۹ء میں تدریس کی سعادت میسر ہوئی تو اگلے سال مفید الطالبین ناچیز کے زیر درس رہی، اس کی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں لیکن کوئی ایسی شرح جوتخریج وتشریح پر مشتمل ہوناچیز کی کوتاہ نگاہ سے نہیں گزری اور بعض مبلغین وواعظین اس کتاب کی ضرب الامثال کواحادیث کہہ کر بیان کرنے لگے، تو ضرورت اس بات کی پڑی کہ ان احادیث واقوال کی تخریج وتوضیح کردی جائے، کچھ مخلص احباب وتلامذہ نے اس کمی کو پورا کرنے کا ناچیز کو مشورہ دیا بالآخر ۱۴۴۱ھ/ ۲۰۱۹ء میں اللہ رب العزت کے بھروسہ پر اس شرح کا کام شروع کردیا، پھر دوران تالیف ہی اتفاق سے لاک ڈاؤن لگ گیا جس کی وجہ سے سب لوگ اپنے گھروں میں محصور ہوکر رہ گئے، ناچیز نے موقع غنیمت جانا اور فرصت کے ایام میں گھر پر رہتے ہوئے برابر کوشاں رہا یہاں تک کہ شرح کا کام پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا، ہر مقولہ پر ترتیب وار نمبر درج کردئے گئے اور ان کا آسان وسلیس ترجمہ کر کے تحقیق وتخریج کردی گئی، اور ہر مقولہ وحکایت کو حوالہ کے ساتھ مزین کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا مطلب اور اسی کے مطابق ہندی، فارسی وعربی کے محاورات اور اشعار سے آراستہ کیا گیا جن سے عام شروحات خالی ہیں اور اس میں جو امثال ہیں ان کا تعلق احادیث شریفہ سے ہے یا آثارِ صحابہ کرامؓ یا پھر اقوال ائمۂ عظام سے اس کی صراحت کردی گئی، اور کتاب میں جن شخصیات کا ذکر خیر آیا ان کے احوال بھی درج کردئے گئے ہیں اور جن جانوروں کا تذکرہ آیا ان کا مختصر تعارف اور حلت وحرمت کا حکم بھی تحریر

کر دیا گیا، اس کتاب میں اکثر امثال وحکایات نفحۃ الیمن سے ماخوذ ہیں، اس کے علاوہ دیگر کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، تمام حوالے اصل کتب میں دیکھنے کے بعد درج کئے گئے ہیں، عام طور سے ہمارے مدارس میں مفید الطالبین باب اول ہی کی ترکیب کرائی جاتی ہے اسلئے ناچیز نے صرف باب اول ہی کی ترکیب کی اگر یہ شرح مفید ومعین ثابت ہوتو زہے قسمت ورنہ کتابوں کے انبار میں ایک اور سہی۔ اس موقعہ پر دل کی گہرائیوں سے ان تمام حضرات، اساتذۂ کرام، احباب عظام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر طرح سے کتاب کو منظر عام پر لانے تک تعاون فرمایا اور ناچیز کی برابر حوصلہ افزائی فرمائی۔

یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت کرتا چلوں کہ ناچیز کی طرف سے ہر مسلمان کیلئے اس کتاب کو شائع کرنے کی اجازت ہے اس کا کوئی حق طبع بحق ناشر یا مؤلف محفوظ نہیں ہے، چونکہ احادیث مبارکہ اور علوم شرعیہ کی نشر واشاعت ایک بابرکت عمل ہے جو شخص روز وشب اس کوشش میں بسر کرے وہ یقیناً خوش نصیب انسان ہے۔

ناچیز کو خامہ فرسائی کا کوئی سلیقہ بھی نہیں ہے اس لئے جنبش قلم کسی طرح کی لغزش کا شکار ہو سکتی ہے، لہذا اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ کسی طرح کی لغزش پر تنقید برائے تنقیص سے صرف نظر کرتے ہوئے بغرض تصحیح اس کی نشان دہی فرمائیں گے، ناچیز کو اپنی کم علمی، ناتجربہ کاری، اور قلم وقرطاس سے لاتعلقی کی بنا پر قبول کرنے میں کچھ عار نہیں ہوگا، آخر میں قارئین سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اس ناچیز اور اس کے والدین واساتذہ کرام ومعاونین عظام کو اپنی دعاء خیر میں فراموش نہ فرمائیں، دست بدعاء ہوں کہ اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور معلمین ومتعلمین کیلئے نفع بخش بنائے آمین ثم آمین۔

عبد الصمد رشیدی کھیڑوی

مدرس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۲۴ر ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ بروز چہارشنبہ/۱۴ر جون ۲۰۲۳ء

موبائل: 9548265740

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اساتذۂ کرام اور علوم وفنون کے ماہرین وارباب درس وتدریس کی عادت شریفہ رہی ہے کہ جب وہ کسی فن کو شروع فرماتے ہیں تو اس فن سے متعلق ابتدائی باتیں طلبہ کے سامنے بیان فرماتے ہیں جن کو مبادیات کہتے ہیں تاکہ طلبہ کو اس فن سے مناسبت اور شوق ورغبت زیادہ ہو۔

حد (یعنی تعریف) کی تعریف: حد کے لغوی معنیٰ روکنا، منع کرنا، اسی لئے شریعت کی مقرر کردہ سزاؤں کو بھی حد کہتے ہیں اس لئے کہ وہ سزائیں جرائم سے روکنے والی ہیں، اسی طرح کسی چیز کی انتہا کو بھی ''حد'' کہتے ہیں اس لئے کہ وہ چیز وہاں آکر رک جاتی ہے، اور کسی چیز کی تعریف کو ''حد'' اس لئے کہتے ہیں کہ جب آپ نے تعریف کے ذریعہ اس چیز کی حقیقت جان لی تو اب آپ رک گئے آگے جانے کی ضرورت نہیں رہی اس لئے کہ تعریف ذاتیات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے دخول غیر سے مانع ہوتی ہے۔

حد کی اصطلاحی تعریف: حد ایسا کلام ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کی حقیقت بیان کی جائے، جس طرح اہل منطق نے انسان کی تعریف ''حیوانِ ناطق'' سے کی ہے تو حیوان ناطق کو انسان کی حد کہیں گے۔

حد جاننے کا فائدہ: تاکہ مجہول مطلق کو طلب کرنا لازم نہ آئے، یعنی ایک چیز ہم کو مطلق کسی بھی جہت سے معلوم نہیں اور ہم اس کو طلب کرنے لگیں تو بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔

موضوع کی تعریف: موضوع اسم مفعول کا صیغہ ہے، بمعنیٰ وضع کیا ہوا، اور اصطلاح میں ہر علم کا موضوع وہ شئے ہے جس کے ذاتی احوال سے اس علم میں بحث کی جائے، جیسے علم نحو میں کلمہ اور کلام کے احوال سے بحث کی جاتی ہے تو یہ علم نحو کا موضوع ہے اور علم طب میں انسان کے بدن پر طاری ہونے والے احوال سے بحث ہوتی ہے تو بدن انسانی علم طب کا موضوع ہوا۔

<u>موضوع جاننے کا فائدہ</u>: تاکہ دو فنوں کے درمیان امتیاز ہوسکے۔

غرض وغایت: غرض کے لغوی معنیٰ مطلوب، حاجت اور اصطلاح میں وہ نتیجہ مطلوبہ جس کی بنا پر فاعل سے فعل کا صدور ہوتا ہے، اس کو غرض کہتے ہیں۔

غایت کے لغوی معنیٰ انتہا کے ہیں اور اصطلاح میں کسی کام کے کرنے پر جو نتیجہ مرتب ہو، اس نتیجہ کو غایت کہتے ہیں، مثلاً آپ قلم خریدنے بازار گئے تو قلم خریدنا آپ کے فعل بازار جانے کی غرض کہلائے گا اور بازار جا کر قلم خرید لینا یہ غایت کہلائے گا۔

غرض وغایت میں فرق: فعل کی غرض کا پہلے سے فاعل کے ذہن میں پایا جانا ضروری ہے، کیونکہ کسی بھی عاقل وبالغ کا کوئی کام غرض سے خالی نہیں ہوتا، البتہ صدور فعل کے بعد غایت کا پایا جانا ضروری نہیں ہے، مثلاً آپ قلم خریدنے بازار جائیں لیکن دکان بند ہونے یا کسی اور مانع کی وجہ سے قلم نہ خرید سکیں تو یہاں بازار جانے کا فعل فاعل سے صادر ہوا، اور پہلے سے اس کی غرض قلم خریدنا بھی موجود تھی مگر غایت یعنی قلم خرید لینا نہیں پایا گیا۔

دوسرا فرق: کام شروع کرنے سے پہلے نتیجہ اس کام کی غرض کہلاتا ہے اور کام پورا ہونے کے بعد وہی نتیجہ غایت بن جاتا ہے۔

غرض وغایت جاننے کا فائدہ: تاکہ بےکار اور عبث چیز کا طلب کرنا لازم نہ آئے، یعنی انسان ایک کام کرے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ یہ کام کیوں کر رہا ہے تو بے فائدہ اور فضول کام ہوا جس کو عبث کہتے ہیں۔

ادب کی لغوی تعریف: أَدُبَ یـادُبُ أَدَبـاً (ک) زیرک ودانش مند ہونا، فن ادب کا ماہر ہونا، پھر اسی طرح أَدَبَ یادِبُ أَدُباً (ض) دعوت دینا، بلانا، ادب سکھانا، اخلاق سکھانا۔

اصطلاحی تعریف: وہ علم جس کے ذریعہ کلام عرب میں لفظی ومعنوی اور تحریری غلطی سے بچا جا سکے۔

دوسری اصطلاحی تعریف: عرب کے اشعار ان کی تاریخ واخبار کے حفظ اور عربی زبان کے دوسرے علوم سے بہ قدر ضرورت اخذ کا نام ادب ہے۔

وجہ تسمیہ: ادب کو ادب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو عمدہ اخلاق واوصاف سکھاتا ہے اور ان کی طرف

دعوت دیتا ہے۔

علم ادب کا موضوع: علامہ ابن خلدونؒ نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں علم ادب کے متعلق لکھا ہے کہ! اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے جس کے عوارض ذاتیہ کے اثبات یا نفی سے بحث کی جائے، (اور یہی صحیح ہے) کیونکہ موضوع اس علم کا متعین ہوسکتا ہے جس کی تمام قسموں کے موضوعات الگ الگ ہونے کے باوجود کسی ایک جنس کے تحت داخل ہوں اور علم ادب بارہ علوم کے مجموعہ کا نام ہے، جن میں آٹھ اصول ہیں، علم لغت، علم صرف، علم اشتقاق، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم عروض، علم قافیہ اور چار فروع ہیں، علم رسم خط، علم قرض الشعر، علم انشاء، علم محاضرات، ان تمام اقسام کے موضوعات چونکہ کسی ایک جنس کے تحت داخل نہیں ہیں اس لئے محققین نے فرمایا کہ اس علم کا کوئی موضوع بھی متعین نہیں، بعض لوگوں نے تکلف کر کے موضوع متعین کیا ہے، کسی نے کہا کہ عربی ادب کا موضوع ''نظم ونثر'' ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا موضوع طبیعت اور فطرت ہے جو خارجی حقائق اور داخلی کیفیات کی ترجمانی کرتی ہے۔

علم ادب کی غرض وغایت: اپنے دل کی بات کو نہایت اچھے اور مؤثر انداز میں دوسرے کے ذہن نشین کر دینا۔

دوسری غرض وغایت: ذہن اور زبان کو لفظی، معنوی اور تحریری غلطیوں سے بچانا۔

عربی زبان کی تاریخ اور فضیلت وخصوصیت: زبان وبیان اللہ رب العزت کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ ہم دوسروں کے خیالات کو سمجھتے ہیں اور اپنے خیالات دوسروں تک پہونچاتے ہیں، یوں تو دنیا میں سینکڑوں زبانیں ہیں اور ہر زبان اہل زبان کیلئے اہمیت کی حامل ہے مگر عربی زبان اہل زبان کے علاوہ ان کروڑوں مسلمانوں کیلئے بھی اہمیت کی حامل ہے جو دنیا کے مختلف ممالک میں سکونت پذیر ہیں، کیونکہ عربی صرف اظہار خیالات اور معاش کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ تفہیم حق اور تفہیم اسلام کا بھی بنیادی ذریعہ ہے اس کے علاوہ عربی دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ کی زبان ہے اور یہ جنتیوں کی زبان ہے اور یہ سب سے افضل پیغمبر اور سب

سے افضل آسمانی کتاب قرآن کریم کی زبان ہے۔

اورعربی زبان کا شمار دنیا کی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے، انگریزی اور فرانسیسی زبان کے بعد عربی دنیا کی تیسری بڑی زبان ہے اس زبان کے بولنے اور جاننے والے دنیا کے بہت بڑے حصہ میں پائے جاتے ہیں، اس زبان کے بولنے والے تقریباً ۳۵ ؍کروڑ افراد ہیں اور وہ افراد اس سے مستزاد ہیں جن کی مادری زبان عربی نہیں لیکن وہ عربی ایسے جانتے ہیں جیسے کہ اپنی مادری زبان ہو اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ زبان دنیا بھر کے تقریبا ایک ارب ستر کروڑ کے لگ بھگ مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے اور وہ عربی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں انہیں یہ زبان کتنی عزیز ہے اس کا اندازہ غیر مسلم لوگ نہیں لگا سکتے، ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ آسمانوں کی، اللہ کی، اللہ کے فرشتوں کی اور جنت کی زبان ہے، قرآن مجید کی تلاوت اور پھر اس کو یاد کرنا اور اپنی نمازوں میں اس کو روز پڑھنا ایک عام معمول ہے، عالم گیر مذہب اسلام کی عالم گیر عربی زبان دنیا کے کم وبیش ہر ملک اور یونیورسٹی میں سمجھی اور پڑھی جاتی ہے جبکہ اس وقت دنیا میں پچیس اسلامی ممالک کی سرکاری وقومی زبان بھی صرف عربی ہے جس میں بارہ ممالک براعظم ایشیا میں اور تیرہ ممالک براعظم افریقہ میں ہیں جو سب عرب ممالک کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔

ایشیا میں (۱) سعودیہ عربیہ (۲) عراق (۳) شام (سیریا) (۴) عمّان (۵) یمن (۶) متحدہ عرب امارات (۷) قطر (۸) اردن (۹) لبنان (۱۰) کویت (۱۱) بحرین (۱۲) فلسطین اور افریقہ میں (۱۳) مصر (۱۴) تیونس (۱۵) صومالیہ (۱۶) لیبیا (۱۷) اریٹیریا (۱۸) چاڑ (۱۹) الجزائر (۲۰) مراکش (۲۱) موریطانیہ (۲۲) کموروز (۲۳) جیبوٹی (۲۴) سوڈان (۲۵) صحارا۔

جبکہ بہت سے دوسرے ممالک میں بھی عربی بولنے والے افراد لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں جن میں البانیہ، ایران، فرانس، ترک، ارجنٹینا، تنزانیہ، امریکہ، نیدرلینڈ، بیلجیم، مالیو وغیرہ شامل ہیں یونیسکو کی رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں بولی جانے والی کل زبانوں کی تعداد ۳۸۲۴ ؍ ہیں، یورپ میں ۵۸۷ ؍ کے علاوہ ایشیا میں

۹۳۷؍جبکہ ہندوستان میں ۴۰۰؍زبانیں بولی جاتی ہیں، اگر ہم تمام عرب دنیا کا جغرافیائی جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پوری دنیامیں صرف عرب ممالک میں علاقائی زبانوں کے بعد زبان کی تبدیلی اورلب ولہجہ کے تغیر کا اصول ملتاہےلیکن یہ اصول عرب ممالک میں کہیں نہیں پایا جاتا تمام عرب ممالک میں عربی زبان ہی رائج ہے۔

عربی زبان کے فضائل وخصوصیات: (۱) تمام زبانوں میں اشرف وافضل، زیادہ فصیح وسیع اور منضبط وپرشوکت زبان عربی ہےاس لئے کہ یہ سب سے افضل رسول اورسب سے افضل کتاب قرآن کریم کیلئے منتخب کی گئی قال الله تعالیٰ: **اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ** o (سورۂ یوسف آیت:۲) ہم نے اتارا قرآن عربی کا تاکہ تم سمجھو،اس کے علاوہ متعدد آیات میں عربی زبان کے اشرف ہونے پرروشنی پڑتی ہے۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی زبان گوہرفشاں سے مختلف احادیث میں عربی زبان کے تکلم وتعلم کا امر فرماکرعربی کے مجدوشرف کواجاگرفرمایاارشادعالی ہے: **عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِأَنِّي عَرَبِيٌّ، وَالْقُرْآنُ عَرَبِيٌّ، وَكَلَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ** (شعب الإيمان للبيهقي رقم: ۱۴۹۶/ص: ۱۶۰/ج:۳/فصل في الصلاة على النبيؐ، المستدرك للحاكم رقم: ۶۹۹۹/ ص:۹۷/ج:۴/كتاب معرفة الصحابة فضل كافة العرب،مشكوٰة المصابيح/ص:۵۵۳/باب مناقب قريش)۔

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: کہ عرب سے تین وجہ سے محبت کرواس لئے کہ میں عربی ہوں،اورقرآن عربی ہے،اور جنت والوں کی زبان عربی ہے۔

وَعَنْ مِحْجَنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْكُوفِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى أَصْحَابِهِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ لِسَلْمَانَ: مَانَسَبُكَ ؟ فَقَالَ: مَانِسْبَةُ رَجُلٍ خُلِقَ مِنَ التُّرَابِ وَإِلَى التُّرَابِ يَعُوْدُ: إِنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنِيْ فَمَا أَكْرَمَ نَسَبِيْ، وَإِنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنِيْ فَمَا أَذَلَّ نَسَبِيْ، ثُمَّ الْآيَةَ "فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ "الآية فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْحَكَ يَاسَلْمَانُ! أُحِبُّ الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ: نَبِيُّكَ عَرَبِيٌّ، وَقُرْآنُكَ عَرَبِيٌّ، وَلِسَانُكَ فِي الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ (التاريخ الكبير للبخاري رقم: ۱۹۳۲/ص:۴/ج:۴/باب محجن)۔

حضرت مجن بن عبدالرحمٰن کوفیؒ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے پاس تشریف لائے اور صحابہ کرامؓ حضرت سلمان فارسیؓ سے ان کے نسب کے بارے میں سوال کررہے تھے؟ حضرت سلمان نے جواب دیا کہ جوشخص مٹی سے پیدا ہوا اور لوٹ کر مٹی ہی میں جانا ہو اس کا کیا نسب اگر میرے اعمال کا پلڑا بھاری ہوا تو کیا ہی اچھا ہے میرا نسب اور اگر ہلکا ہوا تو کس قدر حقیر ہے میرا نسب اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ''فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ الآية ''(سورۃ القارعۃ آیت:٦) ترجمہ:''پھر جس شخص کا پلڑا بھاری ہوگا'' اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تیرا بھلا ہو اے سلمان! عرب سے محبت کر تین وجہ سے: اس لئے کہ تیرے نبی عربی ہیں، اور تیرا قرآن عربی ہے، اور تیری زبان جنت میں عربی ہوگی۔

(٣) مذہب اسلام نے خداوندی نشانیوں یعنی زبانوں کے احترام کو باقی رکھتے ہوئے اپنے لئے عربی کو منتخب کیا اور اپنے بنیادی عقائد اور اخلاق کی تلقین کا حکم عربی زبان میں دیا توحید و رسالت کا دل میں راسخ اور مضبوط کرنا ہی اصل ایمان ہے مگر اس کا اظہار عربی الفاظ کے ذریعہ ہوتا ہے، ایمان کے بعد نماز جو اسلام کے اہم اور بنیادی امور میں سے ہے اور تمام عبادات اور قربتوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس کے ارکان کی ادائیگی کیلئے عربی کلمات کو تکبیرات و تلاوت وغیرہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(٤) جس طرح ہر حکومت اور سلطنت کی ایک مخصوص زبان ہوتی ہے جس میں ملکی آئین و قوانین مرتب ہوتے ہیں اور حکومت کے ہر شعبہ اور محکمہ میں یہی زبان جاری وساری ہوتی ہے، دفتروں اور کچہریوں میں اسکا استعمال ہوتا ہے بالکل اسی طرح حق تعالیٰ جل شانہ نے عربی زبان کو مملکت ساویہ کے لئے متعین فرما کر آسمانی زبان ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے۔

عن ابی ہریرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَاأَنْزَلَ اللّٰهُ وَحْيًا قَطُّ عَلٰى نَبِيٍّ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ إِلَّا بِالْعَرَبِيَّةِ ثُمَّ يَكُوْنُ هُوَ بَعْدُ يُبَلِّغُهٗ قَوْمَهٗ بِلِسَانِهٖ (رواہ الطبرانی فی الاوسط رقم:٦٣٥٤ مجمع الزوائد رقم:١٦٦٠٣ ص:٥٣ ج:١٠ باب ماجاء فی فضل العرب)۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہیں نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے کوئی

وحی کسی نبی پر مگر عربی زبان میں پھر وہ پہنچاتے تھے اپنی قوم کو اپنی مادری زبان میں۔

(۵) دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں عربی زبان سے زیادہ قدیم اور زندہ زبان روئے زمین پر اس وقت نہیں ملتی جو قرناً بعد قرنٍ مختلف جماعتوں اور طبقوں میں تربیت پاتی اور ترقی کرتی ہوئی چلی آرہی ہے، گو اس زبان نے قومی اور ملکی لحاظ سے بے شمار رنگ بدلے لیکن اصلیت کے لحاظ سے اپنی جگہ قائم رہی لباس بدلتا رہا ذات نہ بدلی چونکہ انسانیت کے مورث اعلیٰ حضرت آدمؑ کی زبان بھی یہی تھی۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ: إِنَّ آدَمَ كَانَ لُغَتُهُ فِي الْجَنَّةِ الْعَرَبِيَّةَ فَلَمَّا عَصٰى سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَرَبِيَّةَ، فَتَكَلَّمَ بِالسُّرْيَانِيَّةِ، فَلَمَّا تَابَ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْعَرَبِيَّةَ (تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج:۷/ص:۴۰۷/باب آدم نبی اللہ، المزہر فی علوم اللغۃ وانواعہا للسیوطی/ص:۳۰/ج:۱)۔

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے: کہ حضرت آدمؑ کی زبان جنت میں عربی تھی جب (دانہ کھانے کی) لغزش ہوئی تو اللہ نے ان سے عربی زبان بھی بھلادی اور انہوں نے سریانی زبان میں کلام فرمایا جب توبہ قبول ہوگئی تو اللہ جل شانہ نے پھر عربیت ان کی طرف لوٹادی۔

ابن حبیبؒ کا قول ہے کہ سب سے پہلی زبان جس کو حضرت آدمؑ جنت سے لیکر دنیا میں تشریف لائے عربی ہے طول زمان اور مرور ایام کی بنا پر تحریف ہوتے ہوتے سریانی بن گئی اسی لئے دونوں زبانوں کے الفاظ میں نمایاں طور پر مشابہت نظر آتی ہے۔

یہی زبان حضرت نوحؑ کو سکھلائی گئی اور اسی زبان کو یعرب بن قحطان نے اختیار کیا اور قبیلۂ جرہم بھی یہی زبان بولتا تھا اسی قبیلہ میں رہتے ہوئے حضرت اسماعیلؑ نے فصیح عربی میں کلام کیا، چنانچہ روایت میں آتا ہے علامہ قرطبیؒ رقم طراز ہیں: وَاخْتُلِفَ فِيْ أَوَّلِ مَنْ تَكَلَّمَ بِاللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ، فَرُوِيَ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ: أَنَّ أَوَّلَ مَنْ وَضَعَ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَالسُّرْيَانِيَّ وَالْكُتُبَ كُلَّهَا وَتَكَلَّمَ بِالْأَلْسِنَةِ كُلِّهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَقَالَهُ غَيْرُ كَعْبِ الْأَحْبَارِ فَإِنْ قِيلَ: قَدْ رُوِيَ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ مِنْ وَجْهٍ حَسَنٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْعَرَبِيَّةِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ الَّذِيْ أَلْقَاهَا عَلٰى لِسَانِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَلْقَاهَا نُوحٌ عَلٰى لِسَانِ ابْنِهِ

سَامٍ، وَرَوَاهُ ثَوْرُبْنُ زَيْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَعْبٍ، وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ فُتِقَ لِسَانُهُ بِالْعَرَبِيَّةِ الْمُبِيْنَةِ إِسْمَاعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا: أَنَّ أَوَّلَ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْعَرَبِيَّةِ يَعْرُبُ بْنُ قَحْطَانَ، وَقَدْرُوِيَ غَيْرُ ذٰلِكَ قُلْنَا: الصَّحِيْحُ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ تَكَلَّمَ بِاللُّغَاتِ كُلِّهَا مِنَ الْبَشَرِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَالْقُرْآنُ يَشْهَدُ لَهُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرة آیت ۳۱) وَاللُّغَاتُ كُلُّهَا أَسْمَاءٌ، فَهِيَ دَاخِلَةٌ تَحْتَهُ (تفسیر قرطبی ص:۲۲۳، ج:۱)۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے عربی زبان کس نے بولی، حضرت کعب احبارؒ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے عربی اور سریانی کتاب اور باقی کتب وضع کیں اور تمام زبانوں کے ساتھ کلام کیا وہ حضرت آدمؑ تھے، اور یہ حضرت کعب احبار کے علاوہ دیگر علماء کا بھی قول ہے۔ اگر کہا جائے کہ حضرت کعب احبار سے بہتر وجہ مروی ہے، فرمایا: کہ جس نے سب سے پہلے عربی بولی وہ حضرت جبریلؑ تھے، انہوں نے حضرت نوحؑ کی زبان پر عربی ڈالی تھی، اور حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کی زبان پر ڈالی تھی، اسے ثور بن زید نے خالد بن معدان سے انہوں نے حضرت کعب احبار سے روایت کیا ہے، کہ نبی ﷺ سے مروی ہے، فرمایا: جس نے واضح عربی زبان سب سے پہلے بولی وہ حضرت اسماعیلؑ تھے وہ اس وقت دس سال کے تھے، یہ بھی مروی ہے کہ سب سے پہلے عربی یعرب بن قحطان نے بولی، اس کے علاوہ بھی روایات ہیں، ہم کہیں گے: کہ صحیح یہ ہے کہ سب سے پہلے انسانوں میں سے عربی بولنے والے حضرت آدمؑ تھے، قرآن اس کی شہادت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور سکھائے آدمؑ کو تمام اسماء'' اور لغات ساری اسماء ہیں، پس یہ اس کے تحت داخل ہیں۔

(۶) عربی زبان کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ لوح محفوظ کی زبان بھی عربی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (سورۂ بروج آیت ۲۲) بلکہ قرآن مجید لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن الفاظ اور معانی کے مجموعہ کا نام ہے اور حسب مقتضائے آیت قرآن کے لوح محفوظ میں ہونے سے لازم آتا ہے کہ قرآن کے معنیٰ کے ساتھ اس کے موجودہ الفاظ بھی لوح محفوظ میں ضروری طور پر موجود ہوں اس سے ان لوگوں کی بھی تائید ہوتی ہے جنہوں نے ہر نبی پر وحی کا نزول عربی زبان میں تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے: کہ ہر نبی نے آمدہ وحی کا

جوکہ عربی تھی اپنی قوم میں ترجمہ کیا ہے۔

(۷) عربی زبان دینی معارف وحقائق اور قرآن وحدیث کے نکات ودقیقات اور روحانی معارف کی کلید ہے اور دیگر علوم عقلیہ ونقلیہ کے لئے ممدومعاون ہے اسی بنا پر عربی لغت کا سیکھنا علماء امت کے نزدیک بالاجماع فرض کفایہ ہے، علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: **فَإِنَّ نَفْسَ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ مِنَ الدِّيْنِ، وَمَعْرِفَتَهَا فَرْضٌ وَاجِبٌ، فَإِنَّ فَهَمَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَرْضٌ، وَلَايُفْهَمُ إِلَّا بِفَهْمِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِوَمَالَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ** (اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم ج: ۱/ص: ۵۲۷) بلاشبہ عربی زبان اموردینیہ میں ہے، اوراس کا سمجھنا فرض کفایہ ہے، اس لئے کہ کتاب وسنت کا سمجھنا فرض ہے اور کتاب وسنت عربی زبان سیکھے بغیر نہیں سمجھی جاسکتی اور چونکہ (قاعدہ ہے) واجب کی تکمیل واجب ہی سے ہوتی ہے لہذا (اس قاعدہ کی رو سے) عربی زبان سیکھنا بھی واجب ٹھہرا۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں: **تَعَلَّمُوا الْعَرَبِيَّةَ، فَإِنَّهَا تُثَبِّتُ الْعَقْلَ، وَتَزِيْدُ فِي الْمُرُوْءَةِ** (شعب الإیمان، رقم: ۱۵۵۶/ج: ۳/ص: ۲۱۰/باب فی طلب العلم، کنز العمال، رقم: ۹۰۳۷) کہ عربی زبان سیکھو، کیونکہ یہ عقل کو باقی رکھتی ہے، اور عزت میں اضافہ کرتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے: جب تم سے قرآن کے نادروغریب لغت کے بارے میں سوال کیا جائے تو اس کو عربی اشعار میں تلاش کرو کیونکہ شعر عرب کا دیوان ہے (المعاجم اللغوية العربية/ص: ۲۶/ شعب الإیمان، رقم: ۱۵۶۰/ ج: ۳/ص: ۲۱۳/ باب فی طلب العلم بتغییر یسیر)۔

(۸) عربی زبان دنیا کی تمام زبانوں کے لحاظ سے انتہائی جامع اور مکمل اووسیع ہے اس کے مختصر جملے اور رموجز فقرے معنیٰ اور مفہوم کی جن اعلیٰ اور عظیم ترین وسعتوں کو سمیٹ کر جس خوش اسلوبی اور اکمل طریق کے ساتھ ذہن انسانی تک پہنچاسکتے ہیں دوسری زبانوں کے طویل جملے اور مفصل فقرے بھی ذہن کو وہاں تک نہیں پہونچاسکتے، اس کی بے پناہ وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مرادفات کثیرہ کے علاوہ شیریں اور خوش کن استعارات وکنایات کثرت کے ساتھ موجود ہیں، حسن ادائیگی اور طرق تعبیر کی فراوانی ہے، ایک ایک لفظ میں کئی کئی

معنیٰ ہیں، مثلاً لفظ عین عربی زبان میں ستر معنیٰ میں مستعمل ہے،لفظ عجوز کے ساٹھ سے کچھ اوپر معنیٰ ہیں، اسی طرح ایک ایک معنیٰ کیلئے کئی کئی الفاظ ہیں، شہد ہی کو لے لیجئے اس کے لئے عربی کے خزانے میں اسّی الفاظ ملتے ہیں جن کے بارے میں علامہ مجد الدین شیرازیؒ کی ایک تصنیف بھی پائی جاتی ہے، جس کا نام ہے "**الروض المسلوف فيما له اسمان إلى ألوف**" سانپ کیلئے دوسو، اونٹ اور تلوار کیلئے ایک ہزار اور مصیبت کیلئے چار ہزار الفاظ ہیں، شیر کے پانچسو نام اور صفات کے علاوہ بے شمار کنیتیں اور القاب بھی ہیں، اسی طرح ایک جانور کیلئے کتنے نام اور کتنے القاب و کنیتیں ہیں (معجم عجائب اللغة /ص:٦٧/ المزهر في علوم اللغة ج: ١/ص:٤٠٧)۔

(۹) اگر عربی زبان کو عام بول چال اور گفتگو کیلئے منتخب کرلیا جائے اور انسان اسی زبان کا عادی بن جائے تو دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں جو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان سے نہیں ہوسکتے، انتہائی اہم اور پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ متکلم کو ملائکہ، اہل جنت اور بالخصوص سرور دو عالم ﷺ سے مشابہت حاصل ہوجاتی ہے جو ایک مؤمن کیلئے نہایت ہی وقیع اور قابل قدر ہے اس سے بڑھ کر شرف و بزرگی اور محبت و عقیدت کا کوئی سامان نہیں ہوسکتا، جو کہ درحقیقت مؤمن کیلئے فلاح و بہبودی ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب انسان عربی میں گفتگو کرنے کا عادی ہوگا تو تشبہ کی بنا پر عرب کے وہ مخصوص فضائل اور مناقب بھی اس کو حاصل ہونگے جو متعدد احادیث و روایات میں وارد ہیں۔

نبی کریم ص ﷺ کا ارشاد ہے: **يٰأَيُّهَا النَّاسُ: إِنَّ الرَّبَّ رَبٌّ وَاحِدٌ وَإِنَّ الْأَبَ أَبٌ وَاحِدٌ، وَإِنَّ الدِّيْنَ دِيْنٌ وَاحِدٌ، وَلَيْسَتِ الْعَرَبِيَّةُ بِأَحَدِكُمْ مِنْ أَبٍ وَلَاأُمٍّ، وَإِنَّمَاهِيَ لِسَانٌ فَمَنْ تَكَلَّمَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَهُوَ عَرَبِيٌّ** (کنز العمال، رقم: ٣٣٩٣٦/ تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ص: ٢٢٤/ ج: ٢٤) اے لوگو! رب ایک ہے، باپ ایک ہے، دین ایک ہے، اور عربیت تم میں سے کسی کیلئے ماں باپ سے نہیں بلکہ وہ ایک زبان ہے جس نے اس میں بات چیت کی وہ عربی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے: **عن انسؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حُبُّ الْعَرَبِ إِيْمَانٌ وَبُغْضُهُمْ نِفَاقٌ** (المستدرک للحاكم ذكر من اسمه صهيب بن سنان بن مالک رقم: ٦٩٩٨/ص: ٩٧/ج: ٤/ کتاب

معرفة الصحابة فضل كافة العرب) عرب کی محبت ایمان ہے اوران کا بغض نفاق ہے۔

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے:عن عثمان بن عفان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِي(جامع الترمذی رقم:۳۹۲۸/باب مناقب فی فضل العرب) کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عرب کو دھوکہ دیا وہ میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور نہ اس کو میری محبت حاصل ہوگی۔

عربی زبان کی فضیلت پر جو احادیث ذکر کی گئی ہیں اگر چہ یہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں لیکن ان سے عربی کی اہمیت کا اندازہ ضرور ہوتا ہے۔

(۱۰) یہ زبان بہت منظّم ہے کہ اس میں لغت و بیان کے مستقل نظام موجود ہیں اور یہ بہت سہل وآسان ہے کیونکہ اس کے قواعد کی تعداد بہت کم ہے اور بڑی خوبصورت کہ اس کے نہ جاننے والے گونگے شمار ہوتے ہیں۔ایک شاعر نے عربی زبان کی فضیلت وضرورت دو اشعار میں بیان فرمادی ہے

حِفْظُ اللُّغَاتِ عَلَيْنَا فَرْضٌ كَفَرْضِ الصَّلٰوةِ

فَلَيْسَ يُضْبَطُ دِيْنٌ إِلَّا بِحِفْظِ اللُّغَاتِ

(المزہر فی علوم اللغۃ وانواعہا للسیوطی رص:۳۰۲رج:۲)

لغات عربی کا یاد کرنا نماز کی طرح ایک فرض ہے۔ کیونکہ کسی دین کو بغیر حفظ لغات کے محفوظ نہیں رکھا جاتا (ماخوذ از: فضائل زبان عربی، مقدمہ المنجد اردو)۔
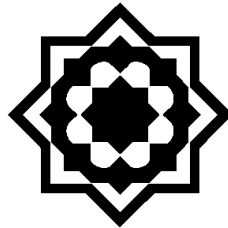
صاحبِ مفید الطالبین

نام ونسب اور سکونت: آپ کا نام محمد احسن ہے اور والد کا نام لطف علی اور دادا کا نام محمد حسن ہے۔

وطن عزیز: قصبہ نانوتہ کی مردم خیز پاک سرزمین ہے جہاں مولانا مملوک العلی مولانا محمد قاسم اور مولانا محمد یعقوب علی وغیرہ آسمان شریعت وطریقت کی وہ نامور ہستیاں گزری ہیں جن کے نام برصغیر کی اسلامی تاریخ میں بقائے دوام کا درجہ رکھتے ہیں۔

خاندان: سکندر لودھی کے عہد میں خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کی اولاد میں ایک بزرگ قاضی مظہر الدین دہلی آئے اور جہاں آباد کے قاضی مقرر ہوئے ان کے بیٹے میران بڈھے نہایت جری اور بہادر تھے انہوں نے نانوتہ کے قرب وجوار کے سرکش راجپوتوں کو سلطنت دہلی کا مطیع ومنقاد بنایا جس کے صلہ میں قاضی میران بڈھے علاوہ املاک وجاگیر عہدہ قضا پر سرفراز ہوئے ، دور شاہجہانی میں ان ہی قاضی میران بڈھے کی اولاد میں ایک بزرگ مولوی محمد ہاشم ہوئے جو دربار شاہی میں مقرب تھے ان کو بھی چند دیہات جاگیر میں ملے تھے نانوتہ میں مولوی محمد ہاشم کی اولاد خوب پھولی پھلی ،مولانا محمد احسن انہی کی اولاد میں ہیں۔

تاریخ پیدائش: صحیح طور پر معلوم نہیں ہوسکی البتہ ارواح ثلثہ میں مولانا کے بڑے بھائی محمد مظہر کے سلسلہ میں ایک روایت ہے کہ ''مولوی محمد مظہر نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتویؒ دونوں سے بڑے تھے''۔

مولانا محمد قاسم صاحب کا سال پیدائش ۱۲۴۸ھ اور مولانا رشید احمد گنگوہی کا سال پیدائش ۱۲۴۴ھ ہے مولوی محمد مظہر کا سال پیدائش ۱۲۲۷ھ ہے کیونکہ محمد مظہر تاریخی نام ہے اور خاندانی روایت کے مطابق مولانا محمد احسن مولوی محمد مظہر سے تین چار سال چھوٹے تھے اس طرح مولانا محمد احسن کا سال پیدائش تقریبا ۱۲۴۱ھ ہوتا ہے۔

تحصیل علوم: جس طرح مولانا کے سال پیدائش کے سلسلہ میں معلومات محدود ہیں اسی طرح تعلیم

وتدریس کے باب میں بھی ہماری معلومات تشنہ ہیں،مولانا کے خاندان میں علم وفضل کا چرچا تھا آپ کے دادا اور والد ماجد حافظ قرآن تھے مولانا کی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی اور اپنے والد حافظ لطف علی سے حفظ قرآن فرمایا پھر اپنے والد کے حقیقی چچازاد بھائی استاذ العلماء مولانا مملوک العلی کے پاس دہلی پہنچے جو اس وقت دارالحکومت دہلی میں مجلس علوم ومعارف کے صدر نشین تھے اور دہلی کالج میں تعلیم پائی نیز اس وقت کے ممتاز علماء مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور مولوی سبحان بخش شکارپوری وغیرہ سے بھی علم حاصل کیا،علم حدیث کی تکمیل وتحصیل حضرت شاہ عبدالغنی مجددی متوفی ۱۲۹۶ھ سے کی جو شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد اور نقشبندی سلسلہ کے مشہور شیخ اور خانقاہ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے مسند نشین تھے، یہ تمام حضرات حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے خاندان کے فیض یافتہ تھے اور ان حضرات کا مسلک بھی وہی تھا۔

فضل وکمال اور علومقام: مولانا محمد احسن جامع فضائل وکمالات تھے آپ نے علوم متداولہ کی باقاعدہ تحصیل کی تھی تصنیف وتالیف سے ان کو خاص شغف تھا نیز آپ نے انگریزی زبان کی بھی باقاعدہ تحصیل کی تھی، آپ کی قلمی بیاض میں اکثر یادداشتیں انگریزی میں تحریر ہیں سرسید احمد خاں بہادر کی تحریک پر گاڈ فری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ حمایۃ الاسلام کے نام سے آپ ہی نے کیا تھا،مولانا کے تراجم کے متعلق مولف مظہر العلماء تحریر فرماتے ہیں: ''مولوی محمد احسن نانوتوی، فرید العصر، وحید الدہر، مترجم لاثانی، یگانہ روزگار، مشہور ہر دیار وامصار، ایک دفتر عظیم کتب دینیات عربیہ کا ترجمہ نہایت دلچسپ پیرایہ میں تاقیام قیامت آپ سے یادگار رہے گا''۔

تعارف احسن بزبان حسین: مولوی محمد حسین مرادآبادی اپنی کتاب ''انوار العارفین'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی محمد احسن حافظ قرآن وواعظ خوش بیان، عالم فروع واصول، دانندہ براہین ودلائل معقول، مدرس علم معانی وکلام ودرس کنندہ بفصاحت وبلاغت تام، مفسر کلام اللہ ومحدث حدیث رسول اللہ، وجامع جمیع علوم، مترجم احیاء العلوم ومتصف باخلاق حسن ہستند''۔

قیام بنارس: دہلی کالج سے عربی کی تکمیل کے بعد آپ ۱۲۶۳ھ میں بنارس کالج میں فارسی کے مدرس اول

مقرر ہوئے آپ کی تصنیف ''تحفۃ المحصنین '' کے آغاز کی عبارت ''جب کارکنان تقدیر نے روزی اس بے سروپا کی شہر بنارس میں لکھ دی'' سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل علم کے بعد بنارس ہی سے مولانا کی ملازمت کا آغاز ہوا، ورنہ یہ الفاظ نہ ہوتے بلکہ تبادلہ وغیرہ کا ذکر ہوتا، آپ کے اس چار پانچ سالہ قیام بنارس میں بنارس کالج کے طلباء نے تعلیمی فائدے حاصل کئے، مسلمانان بنارس نے مولانا سے مذہبی و دینی خدمات لیں اور آپ نے یہاں احباب کا ایک حلقہ قائم کرلیا تھا۔

من احیا سنتی فکانما احیانی: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے برصغیر پاک و ہند میں تجدید واحیاء دین اور کتاب وسنت کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ دینی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں اس سلسلہ میں اس خاندان کے کارنامے بڑے روشن اور تابناک ہیں، برصغیر میں یہاں کے غیر اسلامی معاشرہ کے اثر سے نکاح بیوگان کو معیوب خیال کیا جاتا تھا، حضرت سید احمد شہید اور مولانا محمد اسماعیل شہید کی مساعی جمیلہ سے نکاح بیوگان کا خوب شیوع ہوا مولانا مملوک العلی نانوتویؒ نے باوجود خاندان کی مخالفت کے احیاء سنت کے خیال سے پہلا نکاح قصبہ منگلور (ضلع سہارنپور) کے کاظمی سادات کے ممتاز ومعزز رکن قاضی سید فدا حسین کی بیٹی ''اصالت النساء'' سے کیا تھا۔

مولانا محمد احسن صاحب بنارس میں مقیم تھے کہ ان کے حلقہ احباب میں سے ایک شخص مسمی غلام محمد کا انتقال ہوا انہوں نے ایک جوان بیوہ ایک لڑکی زینب اور ایک شیر خوار بچہ اپنی یادگار چھوڑے یہ نیک اور پاکباز بیوہ خاتون برادری اور خاندان کے جھوٹے رسم ورواج کے مطابق نکاح ثانی نہیں کرسکتی تھی حالانکہ شریعت اسلامیہ کی طرف سے صریح اجازت تھی اس بیوہ خاتون کا مولانا کے یہاں آمد ورفت کا سلسلہ تھا لیکن مولانا محمد احسن جیسے عالم دین تلمیذ مولانا مملوک العلی اور فیض یافتہ خاندان شاہ ولی اللہ دہلوی کو یہ آمد ورفت کس طرح گوارا ہوسکتی تھی اس میں ہزار دینی ودنیوی مقاصد وخطرات پوشیدہ تھے مولانا نے ان ارکان ثلثہ کی دستگیری کی اور شریعت کے حکم کے مطابق بیوہ غلام محمد بنارسی کے ساتھ نکاح کرلیا اور شرعی طور سے ان کے کفیل وسرپرست بن گئے اس شیر خوار بچے کا نام

مولانا نے ''عبدالاحد'' رکھا یہ کون عبدالاحد ہے یہی مطبع مجتبائی دہلی کے مالک ہیں جو بڑی حیثیت اور شہرت کے مالک ہوئے۔

بریلی کالج سے تعلق: ۱۸۳۷ء میں بریلی میں ایک اسکول کا قیام ہوا، ۱۸۴۱ء میں اسکول کی عمارت کی تعمیر شروع ہوگئی جو ۱۸۴۳ء میں اتمام کو پہنچی اس وقت کلارک کلکٹر بریلی تھے اس اسکول کو خوب ترقی ہوئی اور بریلی کی یہ درسگاہ اور میرٹھ اسکول دہلی کالج کی شاخ قرار پائے ۱۸۵۰ء میں بریلی کا یہ اسکول کالج بنادیا گیا، مولانا محمد احسن صاحب بنارس سے جمادی الاول ۱۲۶۷ھ مطابق مارچ ۱۸۵۱ء میں تبدیلی ہوکر بریلی پہنچے اور فارسی شعبہ کے صدر مقرر ہوئے اور جب عربی کا اجرا ہوا تو دونوں شعبوں کی صدارت آپ ہی کو تفویض ہوگئی جیسا کہ احسن القواعد کی تقریظ سے معلوم ہوتا ہے مولانا کالج کے طلبہ کی تعلیم کا خاص خیال رکھتے تھے آپ کی قلمی بیاض میں چند تلامذہ نجف علی، فضل رسول، کرامت حسین، کالی چرن، چھوٹے لال، سوہن لال، بھوانی پرشاد، اجودھیا پرشاد، کشن پرشاد، بختاور سنگھ اور کیدارناتھ وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔

قیام بریلی اور انقلاب ۱۸۵۷ء: بنارس سے بریلی تشریف لانے کے بعد آپ نے مستقل قیام کیلئے بریلی ہی منتخب کرلی اور جب ۱۸۵۷ء کا انقلاب انگیز طوفان آیا تو آپ نے اپنے بھائیوں اور دوسرے بزرگوں اور ساتھیوں کے خلاف اس انقلابی طوفان کے سامنے سینہ تان لیا، ابھی یہ سیلاب بریلی میں داخل نہیں ہوا تھا کہ آپ نے وعظ وتقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو شرکت سے روکنے کی کوشش کی، چنانچہ ۲۲ر مئی کو نماز جمعہ کے بعد آپ نے بریلی کی مسجد نومحلّہ میں ایک تقریر کی جس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے لیکن زمانہ کی رو کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوجانا قطعاً غلط تھا چنانچہ تمام مسلمان آپ کے خلاف ہوگئے اور عوام کی یورش یہاں تک بڑھی کہ اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش پر آپ بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہوگیا تھا، ۲۲ر مئی ۱۸۵۷ء کو مولانا نے بریلی چھوڑ دی اور بریلی سے آنولہ آئے یہاں حکیم سعادت علی خان رئیس اعظم آنولہ ومدارالمہام ریاست رامپور کے صاحبزادے حکیم ولایت علی صاحب کے پاس ٹھہرے اور پھر وہاں سے رامپور

(افغانان) ہوکر نانوتہ پہنچے۔

بریلی کو واپسی: جب ۱۸۵۷ء کا انقلاب پایاب ہوگیا تو آپ آخری ذی قعدہ ۱۲۷۴ھ میں دوبارہ بریلی پہنچ گئے جیسا کہ آپ کی قلمی بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ یکم ذی الحجہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۳/جولائی ۱۸۵۸ء بروز سہ شنبہ انہوں نے بریلی میں مکان کرایہ پرلیا اور دوبارہ ملازمت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

مطبع صدیقی بریلی: انگریزی حکومت کے قیام اور مغربی علوم وفنون کی اشاعت کے ساتھ برصغیر پاک وہند میں پریس بھی قائم ہوئے اور جلد ہی ملک میں پریسوں کا ایک جال پھیل گیا بریلی (روہیل کھنڈ) میں سب سے پہلا مطبع ۱۸۴۷ء میں قائم ہوا یہ مطبع بریلی کالج سے متعلق تھا گویا یہ گورنمنٹ پریس تھا مرادآباد اور بدایوں کا سرکاری کام بھی اسی مطبع میں ہوتا تھا انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد مولانا نے بریلی میں ''مطبع صدیقی'' قائم کیا اس مطبع کا صحیح سال قیام تو معلوم نہ ہوسکا مگر مولانا کی قلمی بیاض سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا قیام ستمبر ۱۸۶۲ء سے قبل ہوا تھا، یہ مطبع مولانا اور آپ کے بھائی مولوی محمد منیر کی شرکت میں تھا مطبع کے مہتمم مولوی محمد منیر تھے مولانا کا قیام خواجہ قبط (بریلی) میں تھا اور اسی محلّہ میں مطبع صدیقی تھا مطبع میں دودستی مشینیں تھیں جس مکان میں مطبع تھا وہ ایک مدت تک ''چھاپہ خانہ والا مکان'' مشہور رہا ہے اس مطبع میں مستقل کاتب منشی مٹھولال بریلوی تھے انہوں نے ازالۃ الخفاء وغیرہ کی کتابت کی ہے مولانا کے اس مطبع کا مقصد صرف تجارت کتب نہ تھا بلکہ دراصل یہ ''ولی اللہی اکیڈمی'' تھی اس مطبع سے ولی اللہی حکمت وفلسفہ کی خوب نشر واشاعت ہوئی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی اکثر معرکۃ الآرا تصنیفات حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفاء وغیرہ سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں اسی مطبع سے شائع ہوئیں۔

احسن الاخبار بریلی: مطبع صدیقی بریلی سے ایک ہفتہ وار اخبار ''احسن الاخبار'' کے نام سے ۱۷/ستمبر ۱۸۶۲ء سے نکلنا شروع ہوا اس اخبار کے مالک مدیر مولوی محمد احسن تھے اور اس کا دفتر درزی چوک بریلی میں تھا یہ اخبار بالعموم جمعہ کو شائع ہوتا تھا سالانہ چندہ سات روپے دس آنے تھا۔

حج بیت اللہ: ۱۵/دسمبر ۱۸۶۶ء کو بریلی سے حج کیلئے روانہ ہوئے پانچ مہینے اس مقدس سفر میں لگے چنانچہ

قلمی بیاض میں ایک جگہ تحریر ہے تاریخ ۱۵/دسمبر ۱۸۶۶ء سفر حج افتادو پنج ماہ درآمدرفت صرف شدآنچہ کہ بوددرریں مدت صرف کردید۔

فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ نبی اکرم ﷺ پر حاضری دی، صاحب انوار العارفین سفر حج کے متعلق لکھتے ہیں ''ایشاں درمن یک ہزار دوصد وہشتادوسوم بردرآستانہ بیت اللہ الحرام احرام بستہ سجدہ کردندہ وپیشانی سودندوازشوق وذوق طواف نمودہ وعمرہ آوردہ وازغلبہ شوق، لبیک گویاں بوادی عرفات دویدندوحج ادا کردندپس ازاں بمدینہ منورہ حاضرشدہ بردہلیز باب السلام سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بوسہ دادندو بہ نیاز تمام آداب وسلام آوردندوبمصداق حدیث شریف ''من زار قبری وجب له شفاعتی بزیارت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات سعادت اندوزگشتند ودرمسجد قدس نماز باجماعت ادا کردند''۔

<u>**مدرسہ مصباح التہذیب بریلی**</u>: بریلی میں مختلف علماء کرام انفرادی طور پر مذہبی تعلیم دیتے تھے جن میں مولوی ہدایت علی فاروقی، مولوی لائق علی، مولوی یعقوب علی اور مولانا محمد احسن وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں، مولوی ہدایت علی نے بریلی میں مدرسہ شریعت کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس میں وہ درس دیتے تھے، اکبر حسین کمبوہ کی بیوی نے بھی ایک مدرسہ قائم کیا تھا اور وہ تنہا اس مدرسہ کی کفیل تھیں اس مدرسہ میں مولانا یعقوب علی نے بھی کچھ مدت تک درس دیا جوشہر کہنہ بریلی کے رئیس عالم فاضل اور فقیہ تھے۔

ان مدارس کے باوجود مسلمانوں کی کوئی مرکزی درسگاہ نہ تھی اس لئے مولانا محمد احسن نے بریلی کے اکابر وعمائد کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخی ''مصباح التہذیب'' ۱۲۹۸ھ میں قائم کیا، باشندگان شہر کہنہ بریلی نے اس مدرسہ کے قیام میں خاص طور سے حصہ لیا اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے اور مولوی سخاوت حسین سید کلب علی شاہ، مولوی شجاعت علی، حافظ احمد حسین اور مولوی حافظ حسیب الحسن درس دیتے تھے، مگر جلد ہی بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے اس مدرسہ کی مخالفت شروع ہوگئی اور مولوی نقی علی خاں کے گروپ نے اس مدرسہ کے جواب میں ایک دوسری درسگاہ ''مدرسہ اہل سنت'' قائم کیا اور مولانا محمد احسن کے

خلاف ایک طوفان کھڑا کردیا۔

<u>دور مخالفت:</u> مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے تھے، بریلی کالج کے علاوہ طلباء کو گھر پر بھی درس دیتے تھے، تصنیف وتالیف کا سلسلہ قائم تھا مدرسہ مصباح التہذیب کے ذریعہ اسلامی علوم وفنون کی تعلیم جاری تھی آپ کی یہ مذہبی وعلمی خدمات بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے بعض علماء کو ناگوار ہوئیں جن میں مولوی نقی علی خاں بریلوی خاص طور سے قابل ذکر ہیں، صورت یہ ہوئی کہ ۱۲۸۸ھ میں شیخوپور ضلع بدایوں میں مسئلہ امکان وامتناع نظیر پر مولوی عبدالقادر بدایونی اور رامیر احمد سہسوانی کے درمیان ایک مناظرہ منعقد ہوا سہسوانی نے ہردوفریق کے مفصل حالات وتحریرات پر مشتمل ایک کتاب ''مناظرہ احمدیہ'' کے نام سے طبع کرادی تحریرات مناظرہ میں اثر ابن عباسؓ ''اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ سَبْعَ أَرَضِيْنَ فِيْ كُلِّ أَرْضٍ آدَمُ كَآدَمِكُمْ، وَنُوْحٌ كَنُوْحِكُمْ'' (الدرالمنثور رص: ۲۳۸رج: ۶رالمستدرک للحاکم رقم: ۳۸۲۲رص: ۵۳۵رج: ۲رتفسیر سورۃ الطلاق) بھی زیر بحث آیا، سہسوانی نے آخر کتاب میں ایک جملہ یہ بھی لکھ دیا ''مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی'' بھی اسی (صحت اثر ابن عباسؓ) کے معتقد ہیں اور اسی مضمون پر ان کی مہر ثبت ہے اور اسی کے اور علما دین قائل اور رمعتقد ہیں، سہسوانی کے نقل کردہ اقتباس پر مولانا محمد احسن کی تکفیر کی گئی جب ۱۲۹۰ھ میں مدرسہ مصباح التہذیب ختم ہوگیا جانبین سے رسالے لکھے گئے علمائے بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شدومد سے مخالفت کی بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خاں کررہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبدالقادر بن فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے، یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطہ آغاز تھا جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کرگیا۔

<u>ترک سکونت بریلی:</u> مولانا نے بریلی کالج سے کب پنشن حاصل کی اور کب بریلی چھوڑی اس کے متعلق کوئی صحیح تاریخ نہیں ملتی شاہجہاں پور میں پہلا میلہ خداشناسی ۷رمئی ۱۸۷۶ء کو منعقد ہوا تھا اس میں مولانا محمد احسن اور مولوی محمد منیر ہی کی تحریک پر مولانا محمد قاسم نانوتوی بلائے گئے اور واپسی میں حضرت نانوتوی مولانا محمد احسن ہی کے یہاں مقیم ہوئے حضرت نانوتوی نے مولانا محمد ابوالمنصور دہلوی کو جو ایک خط مورخہ ۳۰رمحرم ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۴ر

فروری ۱۸۷۲ء میں لکھا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ فروری ۱۸۷۲ء تک مولوی محمد منیر اور مولانا محمد احسن بریلی میں تھے ۱۸۷۲ء میں بریلی کالج ناقابل برداشت مصارف کی وجہ سے بند کر دیا گیا پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۷۲ء کے تعلیمی سال کے اختتام کے بعد مولانا نے بریلی چھوڑی ہوگی اس کے بعد بھی مولانا کبھی کبھی بریلی آتے رہے۔

قیام نانوتہ: مولانا محمد احسن نے بریلی سے آکر نانوتہ قیام کیا آپ کے ہمراہ آپ کے بھائی محمد منیر بھی نانوتہ آگئے یہاں بھی اصلاح وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کا کام شروع ہوگیا، مولانا کے مکان کی عمارت بہت وسیع تھی یہ مکان ''بنگلہ والی حویلی'' کے نام سے مشہور تھا، اس مکان کے دروازہ کے بیضوی گزر میں صبح کو درس حدیث ہوتا تھا باقی اوقات میں مولانا تصنیف وتالیف کا کام کرتے تھے اسی زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مشہور رسائل انصاف اور عقد الجید کا ترجمہ کشاف اور سلک مروارید کے نام سے کیا، حصن حصین کے ترجمہ کو درست اور بامحاورہ بنایا، قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین فتاویٰ عزیزی اور جواہر القرآن کی ترتیب وتصحیح کی مولانا اپنے محلّہ کی مسجد (نانوتہ) کے مہتمم تھے اس کی مرمت ودرستگی وہی کراتے تھے عیدگاہ نانوتہ کا انتظام بھی مولانا ہی کے سپرد تھا۔

احسن المدارس نانوتہ: مولانا نے جب نانوتہ میں قیام کیا تو یہاں بھی ایک مدرسہ قائم کیا جو مولانا ہی کے نام ''احسن المدارس'' سے موسوم ہوا مدتوں یہ مدرسہ جاری رہا ریاست بھوپال سے اس کو امداد ملتی تھی، یہ امداد منشی جمال الدین مدار الہام کی معارف پروری اور مولانا کے تعلقات کے نتیجہ میں ہوگی ۱۹۳۷ء تک یہ مدرسہ قائم رہا جب ۱۹۳۷ء میں صوبہ یوپی میں پہلی مرتبہ کانگریسی وزارتیں قائم ہوئیں تو حکیم محمد احمد نانوتوی ولد ملا محمد اسماعیل کی بدولت یہ مدرسہ ختم ہوگیا اور ایک دوسرا مدرسہ ''امدادیہ پرائمری اسکول نانوتہ'' قائم کیا گیا جس کیلئے کانگریسی حکومت سے امداد حاصل کی گئی۔

بیعت وخلافت: مولانا علوم ظاہری کے ساتھ علم باطن کا بھی ذوق رکھتے تھے اور کسی صاحب نظر شیخ کے متلاشی تھے چنانچہ اس زمانہ کے دو تین ممتاز اہل طریقت کی طرف آپ کا خیال گیا بالآخر اپنے استاذ علوم ظاہری،

حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ بیعت کا شرف بخشا جائے شاہ عبدالغنی صاحب مولانا کے علم و فضل سے خوب واقف تھے آپ نے فرمایا کہ جماعت درویشاں میں دعویٰ علم و فضل کی گنجائش نہیں یہاں تو ''انا'' کو مٹا کر بقا کی منزل ملتی ہے مولانا عقیدت و ارادت کے ساتھ خدمت شیخ میں حاضر ہوئے تھے لہذا شاہ عبدالغنیؒ کے دست حق پرست پر نقشبندی سلسلہ میں بیعت ہو گئے۔

جب مولانا ۱۲۸۳ھ میں حج بیت اللہ کو گئے تو اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالغنی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اس موقع پر مولانا شرف اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے صاحب انوارالعارفین لکھتے ہیں ''در صحبت شیخ خود از کیفیت نسبت لطیف اثر بلیغ برداشتند و اجازت یافتند و نازاں گردیدند''۔

جب ۱۲۸۷ھ میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی نے حج بیت اللہ کو جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے مرید منشی محمد قاسم نیانگری (اجمیری) کی اصلاح و تربیت کیلئے مولانا محمد احسن ہی کو تجویز کیا مولانا محمد احسن مرید بہت کم کرتے تھے آپ کے صاحبزادے منشی محمد اسماعیل کی اہلیہ نے ایک مرتبہ مولانا سے کہا کہ ''مولوی صاحب! آپ بھی تو عالم اور بزرگ ہیں جس طرح مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرید کثرت سے ہیں آپ بھی لوگوں کو مرید کیجئے گھر بیٹھے آمدنی ہوگی'' مولانا نے ہنس کر جواب دیا بی صاحبہ! مولانا رشید احمد صاحب کا کیا ذکر ہے وہ تو بادشاہی احدی ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ محنت کر کے کھاؤ اسی لئے ملازمت کرتا ہوں''۔

<u>ذکر و شغل اور یاد الٰہی</u>: مولانا کے ذکر و اذکار کا یہ عالم تھا کسی وقت یاد الٰہی سے غافل نہ ہوتے تھے جب عشاء کی نماز کے بعد لیٹ جاتے تو گھر کے لوگ سمجھتے کہ مولانا سو رہے ہیں مگر مولانا ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تھے اور سینہ معارف گنجینہ ہلتا ہوا معلوم ہوتا تھا آپ اکثر شب بیداری کرتے تھے۔

<u>ذوق شعر و شاعری</u>: مولانا کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا احسن تخلص فرماتے تھے آپ کی تصنیفات میں اکثر قطعات تاریخ اپنے لکھے ہوئے ہیں رسالہ عروض میں مثالوں میں بعض جگہ خود مولانا کے اشعار میں ''اغاثۃ اللہفان'' اور احیاء العلوم کے ترجمہ میں اشعار کا ترجمہ اشعار میں کیا ہے چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

تم نے بات نہ میری مانی کس کام آئی یہ نادانی
غرض کیا کہوں کیا ہے میرا سوال کہ ظاہر ہے دل پہ ترے سب کا حال
الٰہی کروں کس سے جا التجا عنایت نہ ہو تجھ سے گر مدعا
کہتی ہے گل سے یوں صبا کیوں شدہ بیجا کیا اس کے عوض میں چاک ہے تیری قبا کا پیرہن
ہر چند ظاہر تھیں تری سب خلق میں بے باکیاں لیکن نہ تھیں مجھ سے کبھی اس طور کی چالاکیاں
ہے برا تو ہی اگر تکتا ہے تو سب کی خطائیں تو ہی اچھا ہے تری نظروں میں گر خوب سب آئیں
غم کے عالم میں پڑا رہتا ہوں جو کچھ گزرے اسے سدا سہتا ہوں
اس غم میں یاں نہیں جو کوئی مونس دل ہی دل میں خدا خدا کہتا ہوں
گر کیسا ہی پیدا کرو طاعت میں کمال دن رات رہے ذکر عبادت کا خیال
کچھ فائدہ نہ ہو احسن اس محنت سے کھانے کیلئے گرنہ ہو مال حلال
احسن غفلت میں کٹے ہیں دن رات لاتعلم ان ماضیٰ لیس بات
کھوتا ہے خرافات میں کیوں عمر عزیز فلعبد مولاک فی جمیع الاوقات

<u>فن تاریخ گوئی</u>: میں بھی مولانا بہت مہارت رکھتے تھے آپ نے اپنی تصنیفات نیز اکثر مطبوعات مطبع صدیقی بریلی پر قطعات تاریخ خود لکھے ہیں، اس کے سوا ایک خاص بات یہ ہے کہ مولانا مطبوعات مطبع صدیقی کی لوح کی عنوان سطر ایسی عبارت سے ترتیب دیتے تھے جس سے سنہ طباعت نکلتا تھا یہ بڑے کمال کی بات تھی، ازالۃ الخفاء کی سطر لوح عنوان ''اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ'' ۱۲۸۶ھ غایۃ الاوطار کی ''فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ'' ۱۲۸۸ھ اور عقائد نظامیہ کی ''بعون ایزد متعال احد سے مثال'' ۱۲۸۷ھ ہے جس سے سال طباعت ظاہر ہوتا ہے۔

<u>وصال پر ملال</u>: مولانا کی عمر تقریباً ستر سال کی ہوئی تھی کہ شروع ۱۳۱۲ھ میں بیمار ہوئے علاج کی

غرض سے دہلی گئے لیکن افاقہ نہ ہوا رمضان میں دہلی سے واپس آئے راستہ میں مولانا ذوالفقار علی نے دیوبند میں ٹھہرنے کیلئے اصرار کیا مولوی محمد منیر بحیثیت مہتمم دارالعلوم اس وقت دیوبند میں مقیم تھے مولانا محمد احسن اپنے برادر عزیز مولوی محمد منیر کے یہاں ٹھہر گئے مولوی محمد منیر نے دیوبند کے اس مختصر سے قیام میں مولانا کی ہر قسم کی خدمت کی مگر موت کا وقت متعین ہے منشی محمد اسماعیل کی واپسی کے دو روز بعد آخر ہفتہ رمضان ۱۳۱۲ھ میں مولانا کا انتقال ہوگیا اور دارالعلوم دیوبند کے (قاسمی) قبرستان میں اس مجسمہ فضل وکمال کا جسد خاکی سپرد خاک کر دیا گیا، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے برابر میں جانب مشرق ایک قبر چھوڑ کر ان کی قبر ہے، درمیانی قبر مولانا ذوالفقار علی (والد ماجد شیخ الہندؒ) کی ہے، مولانا فضل الرحمٰن (والد ماجد مولانا شبیر احمد عثمانی) نے آپ کی قبر کی نشاندہی ذیل کے اس شعر میں فرمائی۔

؎ ہاں! بخسپ آسودہ ترما بین دو یاران خویش　　　قاسم بزم مودت ، احسن شائستہ خو

حلیہ: آپ اوسط قد گورے چٹے، گھنی گول ڈاڑھی ناک ستواں، خوبصورت چہرہ کسی قدر گولائی لئے ہوئے خوش گفتار شیریں آواز تھے، چہرہ سے متانت وسنجیدگی کا اظہار ہوتا تھا، حلم وبردباری طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

لباس وپوشاک: لباس میں کرتہ، پاجامہ اور عبا پہنتے تھے صدری اور انگرکھا بھی زیب تن کرتے تھے، موسم سرما میں لحاف، توشک، رضائی دوہر اور چادر کا اہتمام ہوتا تھا کپڑوں میں خاصہ، ململ، چھینٹ، جامدانی، کمٹی، بافتہ، تنزیب اور اطلس کے کپڑے مولانا کے گھر میں استعمال ہوتے تھے ''امید'' خیاط کا ایک مستقل کھاتہ تھا۔

اولاد امجاد: مولانا کی پہلی بیوی امانت النساء (خواہر متولی نصیر الدین گنگوہی) سے دولڑکے مولوی فضل الرحمٰن منشی محمد اسماعیل اور ایک لڑکی کلثوم تھیں، دوسری بنارس والی بیوی سے ایک لڑکا محمد ابراہیم اور تین لڑکیاں عصمت، آمنہ، فاطمہ پیدا ہوئیں۔

تصانیف وتراجم: مولانا کی زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف سے معمور ہے، آپ نے زیادہ تر

ضخیم اور اہم کتابوں کے اردو ترجمے کئے ہیں بریلی کے قیام میں تصنیف وتالیف کا کام زیادہ ہوا آخر زمانہ میں جب نانوتہ قیام رہا تو اس وقت مطبع مجتبائی دہلی کا تصحیح وحواشی کا کام ہوا اور بعض ترجمے بھی ہوئے آپ نے جو ترجمے کئے ہیں ان کی زبان بامحاورہ صاف اور سلیس ہے بڑی حد تک قواعد زبان اور صحت عبارت کا خاص خیال رکھتے تھے، آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تحفۃ المحصنین: غالبا یہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے جو باشندگان بنارس کی درخواست پر ۱۲۶۵ھ مابین عیدین ان عورتوں کے بیان میں لکھی گئی ہے جن سے مرد کو نکاح کرنا حرام ہے، یہ ایک مقدمہ، نوفصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، ہر فصل کا مضمون بیان کرنے کے بعد متعلقہ مسائل بھی اسی فصل کے ساتھ درج کردیئے ہیں، تمام مسائل کا جواب فقہ حنفی کے موافق لکھا گیا ہے۔

(۲) اصول جرثقیل: نام سے مضمون کتاب ظاہر ہے ۱۸۵۴ء میں بنارس سے طبع ہوئی ہے۔

(۳) نافعہ خریداران: یہ بیع وشریٰ کے مسائل کے بیان میں ہے۔

(۴) قواعد اردو حصہ چہارم: ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن صوبہ شمالی ومغربی (یوپی) کے حسب الحکم نصاب کی غرض سے قواعد اردو کو چار حصوں میں ترتیب دیا گیا اس سلسلہ کا چوتھا حصہ ۱۸۶۲ء میں مولانا نے مرتب کیا ہے اور شروع کے تین حصے دوسرے حضرات نے لکھے ہیں، چونکہ یہ کتاب نصاب میں شامل رہی اس لئے اس کے بیسوں ایڈیشن شائع ہوئے۔

(۵) رسالہ عروض: فنِ عروض میں مختصر مگر جامع رسالہ ہے کیمپسن صاحب بہادر ایم اے کے حسب الحکم ۱۲۸۰ھ میں تحریر کیا ہے، رسالہ میں اکثر مثالوں میں مولانا نے اپنے اشعار دیئے ہیں، یہ رسالہ بھی متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔

(۶) زاد المخدرات: تعلیم نسواں کے موضوع پر ۱۲۸۸ھ میں تالیف کی تھی جو ایک تمہید، چار ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے، گورنمنٹ نے ازراہ قدردانی اس کی پانچ سو جلدیں خریدیں اور تین سو روپیہ انعام بھی دیا۔

(۷) مذاق العارفین: حجۃ الاسلام امام غزالی کی مشہور تصنیف احیاء العلوم کا بامحاورہ سلیس اردو ترجمہ منشی نول

کشور کی فرمائش پر ۱۲۸۱ھ تا ۱۲۸۶ھ میں چار ضخیم جلدوں میں کیا ہے، مذاق العارفین تاریخی نام ہے تخریج عراقی سے احادیث کے مخارج کا حوالہ حاشیہ پر لکھدیا ہے اور جن احادیث کو عراقی نے کسی وجہ سے معلول کہا ہے ان کے ساتھ ضعیف وغیرہ ہر جگہ حاشیہ پر تحریر ہے، پہلے آخری دو جلدوں کا ترجمہ کیا ہے پھر پہلی جلد کا اس کے بعد دوسری جلد کا۔

(۸) **تہذیب الایمان:** حافظ ابن قیم کی مشہور کتاب اغاثۃ اللہفان کا اردو ترجمہ منشی جمال الدین صاحب مدار المہام ریاست بھوپال کی فرمائش پر صرف سات ماہ میں کیا ہے کتاب کا مضمون رد بدعات ہے ۶۴۸ر صفحات پر مشتمل ہے۔

(۹) **احسن المسائل:** فقہ حنفیؒ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا فارسی ترجمہ شاہ اہل اللہ دہلوی (برادر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) نے کیا تھا، مولانا نے اپنے بھائی محمد منیر کی فرمائش پر فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

(۱۰) **غایۃ الاوطار:** فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب درمختار کا اردو ترجمہ مشہور عالم مولانا خرم علی بلہوری نے حسب فرمائش نواب ذوالفقار الدولہ رئیس باندہ ۱۲۵۸ھ میں کتاب النکاح سے شروع کیا محرم ۱۲۷۱ھ میں قریب اختتام تھا کہ پیغام اجل آ گیا، مولانا محمد احسن نے اس ترجمہ کو ان کے ورثاء سے اشاعت کی غرض سے خریدا اور بقیہ ترجمہ از باب الاذان تا کتاب الحج مکمل کیا (جن حضرات نے غایۃ الاوطار کی نسبت علی الاطلاق آپ کی طرف کی ہے وہ صحیح نہیں)۔

(۱۱) **حمایۃ الاسلام:** انگلستان کے مشہور مصنف گاڈفری ہیگنس کی کتاب ''اپالوجی'' (جو اس نے تائید وحمایت اسلام اور عیسائیوں کے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی) کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہے جو مولانا نے سرسید احمد خاں کی تفویض سے کیا ہے چونکہ اس زمانہ میں کچھ لوگ اثر ابن عباسؓ کی وجہ سے مولانا کے خلاف تھے اس لئے مولانا نے اس ترجمہ کو منشی عبدالودود کے نام سے ۱۸۷۳ء میں مطبع صدیقی بریلی سے شائع کیا کتاب سرسید احمد خاں کے مصارف سے طبع ہوئی اور اس کے جملہ حقوق محمدن اینگلو اورینٹل کالج فنڈ کمیٹی (ایم، اے، او کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کیلئے محفوظ رہے۔

(۱۲) کشاف: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشہور رسالہ ''الانصاف فی بیان سبب الاختلاف'' کا اردو ترجمہ ہے جو ۱۳۰۷ھ میں مالک مطبع مجتبائی دہلی کی درخواست پر نہایت محنت و کاوش سے کیا ہے۔

(۱۳) سلک مروارید: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشہور رسالہ ''عقید الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید'' کا اردو ترجمہ بھی مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتبائی دہلی کی فرمائش پر نہایت صاف اور آسان زبان میں کیا ہے حسب ضرورت تشریح و وضاحت اور حاشیہ پر بعض مفید حواشی بھی لکھے ہیں۔

(۱۴) خیر متین: حصن حصین کا اردو ترجمہ ۱۳۵۳ھ میں مولانا نواب قطب الدین خاں دہلوی مرحوم نے باسم تاریخی ''ظفر جلیل'' کیا مولانا نے مالک مجتبائی پریس دہلی کی درخواست پر اس ترجمہ کو بامحاورہ کیا اور تصحیح و درستی کے فرائض بھی انجام دیئے اور تاریخی نام ''خیر متین'' رکھا۔

(۱۵) نکات نماز: مشہور رسالہ ''اسرار الصلوٰۃ'' کا اردو ترجمہ ہے۔

(۱۶) مفید الطالبین: عربی کے ابتدائی طلبہ کیلئے نصاب کی ضرورت سے یہ کتاب لکھی گئی ہے کتاب دو بابوں پر مشتمل ہے پہلے باب میں قریب ڈیڑھ سو امثال و مواعظ کے مختصر جملے ہیں اور باب دوم میں تقریباً چالیس سبق آموز حکایات و نقلیات شامل ہیں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم کراچی اور اکثر مدارس عربیہ میں داخل نصاب ہے ادیب شہیر مولانا اعزاز علی مرحوم نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔

حواشی و تصحیح: مولانا نے اکثر کتابوں کو اپنے مفید حواشی اور ضروری تصحیح کے ساتھ مرتب کیا مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتبائی دہلی نے اکثر کتابیں مولانا کے حواشی اور تصحیح کے ساتھ شائع کیں چند کتابوں کے نام ذیل میں درج ہیں۔

(۱۷) حجۃ اللہ البالغہ: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی مشہور معرکہ آراء کتاب سب سے اول ۱۲۸۶ھ میں مولانا نے مطبع صدیقی بریلی سے شائع کی آپ کے پیش نظر تصحیح و مقابلہ کیلئے اس کے چار قلمی نسخے مملوکہ مفتی سعد اللہ مرادآبادی مولوی ارشاد حسین رامپوری، مولوی ریاض الدین کاکوری اور مولوی احمد حسن مرادآبادی رہے، مولانا

نے مقابلہ وتصحیح وتحشیہ کے فرائض بڑی خوبی سے انجام دیئے۔

(۱۸) ازالۃ الخفاء: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی دوسری معرکہ آراء تصنیف ازالۃ الخفاء بھی سب سے اول ۱۲۸۶ھ میں مطبع صدیقی بریلی سے مولانا نے شائع کی، تصحیح ومقابلہ کیلئے مولانا کواس کتاب کے صرف تین نسخے مل سکے۔

(۱۹) شفاء: قاضی عیاض کومولانا نے ۱۲۸۷ھ میں تصحیح کے بعد اپنے مطبع صدیقی بریلی سے شائع کیا نصف کتاب پر مولانا احمد حسن مرادآبادی نے حاشیہ لکھا ہے اور بقیہ نصف پر مولانا محمد احسن نے حاشیہ کی تکمیل کی ہے۔

(۲۰) کنوز الحقائق: مولوی عبدالاحد کی فرمائش پر مولانا نے کنز الدقائق پر نہایت جامع حاشیہ عربی میں لکھا ہے اس کی تکمیل مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی نے کی ہے۔

(۲۱) نفحۃ الیمن: عربی کے مشہور ادیب احمد بن محمد شروانی یمنی کی کتاب پر مولانا نے فارسی میں حاشیہ لکھا ہے۔

(۲۲) خلاصۃ الحساب: پر بھی مولانا نے حاشیہ لکھا ہے جو مطبع مجتبائی میں چھپا ہے۔

(۲۳) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتاب ہے جس کو مولانا نے بہ تصحیح تمام مرتب کی اور ضروری حواشی لکھے یہ ۱۳۱۰ھ میں مطبع مجتبائی سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۴) رسالہ نیچرل: فلاسفی گارسان وتاسی لکھتا ہے کہ محمد احسن نانوتوی نے نیچرل سائنس پر ایک سوبیس صفحے کا ایک مضمون اردو زبان میں لکھا ہے یہ رسالہ مسٹر ٹیلر کی نگرانی میں شائع ہوا ہے۔

(۲۵) تنبیہ الرفیق علی مغالطۃ ثبوت الحق الحقیق: شمس العلماء میاں نذیر حسین نے ایک رسالہ ''ثبوت الحق الحقیق'' لکھا تھا جو عامی اور غیر عامی لوگوں پر وجوب وعدم وجوب تقلید کے سوال کا جواب تھا، میاں نذیر حسین کے کسی شاگرد نے یہ رسالہ مولانا کے پاس بھیجا اور ایک قسم کا چیلنج دیا کہ آپ اب یا بعد دو چار مہینے کے خود یا بمشورہ اپنے علماء کے اس کا جواب دیں۔ مولانا اگرچہ اپنی صاحبزادی کی بیماری کی وجہ سے پریشان تھے اور عارضی طور سے بریلی آئے ہوئے تھے مگر آپ نے فوراً اس رسالہ کا جواب لکھا اور بتایا کہ مولف مذکور نے اپنی تحریر میں اکثر مغالطے دئے ہیں مولانا نے اپنے اس رسالہ میں بعض الزامی جواب بھی دئے ہیں (ماخوذ از: ظفر المحصلین فی احوال المصنفین، از ص: ۲۴۷ تا ۲۴۵/ تذکرہ مولانا محمد احسن نانوتویؒ، نزہۃ الخواطر ص: ۱۳۵۰/ ج: ۸/ نثر الجواہر والدرر فی علماء القرن الرابع عشر ص: ۱۰۲۲)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

بسم اللہ سے ابتداء

مصنفؒ نے اپنی کتاب کو قرآن کریم کی اتباع و نبی کریم ﷺ کے فرامین کی پیروی اور سلف صالحین کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے بسم اللہ سے شروع کیا، زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنے کاموں کو بتوں کے نام پر شروع کرتے تھے (کشاف رص:۲۹رج:۱) اس رسم بد کو مٹانے کیلئے نبی ﷺ اللہ کے نام سے کاموں کا آغاز کرتے اور اسی طرح **باسمک اللھم** کے ذریعہ سے بھی کاموں کو شروع کرنے کا رواج اہل عرب میں تھا جیسا کہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں لکھا گیا (صحیح مسلم رقم ۹۳رکتاب الجہاد باب صلح الحدیبیۃ) اور حضور ﷺ کے تمام خطوط اور خطابت بسم اللہ سے شروع ہیں اور نبی ﷺ نے جگہ جگہ اس کی تاکید فرمائی، حدیث شریف میں ہے ''**كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَهُوَ أَبْتَرُ** ''وَفِي لَفْظٍ ''**فَهُوَ أَقْطَعُ** ''وَفِي لَفْظٍ'' **فَهُوَ أَجْزَمُ**'' **وَالْحَدِيْثُ حَسَنٌ** (کشف الخفاء رقم ۹۹۶۴رکنز العمال رقم ۲۴۹۱) کہ ہر ذی شان کام جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے پس وہ ناقص ہے، تو معلوم ہوا کہ ہر اہم واچھا کام بسم اللہ سے شروع کرنا موجب برکت وثواب ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ لفظ بسم اللہ ہی کے ذریعہ ہو بلکہ جو لفظ بھی اللہ کی تحمید، تقدیس وتسبیح پر دلالت کرتا ہے اس سے شروع کرنا بھی باعث خیر وبرکت ہے، لیکن بہتر طریقہ یہی ہے کہ بسم اللہ کے ذریعہ ہو کیونکہ قرآن میں بسم اللہ کے ذریعہ ابتداء کی گئی ہے۔

بسم اللہ پڑھنے کے سات احکام ہیں

(۱) جانور ذبح کرنے سے قبل اللہ کا نام لینا فرض ہے لیکن لفظ بسم اللہ شرط نہیں ہے بلکہ ہر وہ لفظ کافی ہے جو خالص اللہ کیلئے ہو اگر کوئی شخص جان بوجھ کر جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو وہ جانور مردار ہوگا اور اس کا کھانا حرام ہوگا، قرآن میں ہے **ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه** (سورۂ انعام آیت ۱۲۱) اور اس میں سے نہ کھاؤ

جس پر نام نہیں لیا گیا اللہ کا۔

(۲) کبھی بسم اللہ کا پڑھنا واجب ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے چونکہ وہ بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ کا جز کہتے ہیں، اگرچہ احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں۔

(۳) قرأت قرآن سے پہلے تعوذ اور بسم اللہ پڑھنا بالا جماع سنت مؤکد ہے خواہ تلاوت نماز سے خارج ہو یا اندر۔

(۴) کبھی بسم اللہ کا پڑھنا سنت غیر مؤکدہ یا مستحب ہوتا ہے جیسا کہ وضو کے شروع میں اور اچھے وذی شان کام کے شروع میں ان میں سے کھانا، پینا، جماع، بیت الخلا میں داخل یا خارج ہونا، سوار ہونا، جماع کرنا، برتن کو ڈھانپنا، چراغ بجھانا، علوم شرعیہ لکھنا پڑھنا وغیرہ۔

(۵) کبھی بسم اللہ کا پڑھنا مباح اور جائز ہوتا ہے جیسا کہ سورۂ فاتحہ اور دیگر سورت کے درمیان راجح قول کے مطابق اور جوتا پہننے کے وقت۔

(٦) کبھی بسم اللہ کا پڑھنا حرام ہوتا ہے، حرام کام کرتے وقت جیسا کہ زنا کرتے وقت اور حائضہ سے وطی کرنے کے وقت، چوری کرتے ہوئے، شراب پیتے ہوئے اور حرام مال کھاتے وقت۔

(۷) اور کبھی بسم اللہ کا پڑھنا مکروہ ہوتا ہے جیسا کہ تلاوت کے دوران سورۂ توبہ کے شروع میں اور مکروہ وناپسندیدہ چیز کھاتے پیتے وقت (جیسا کہ حقہ، بیڑی، تمباکو وغیرہ) (ملخص حاشیۃ الطحطاوی ص:٦)۔

حل لغات

بسم اللہ میں باء حرف جر ہے جو بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں تین معانی میں کوئی ایک مراد لینا درست ہے (۱) مصاحبت بمعنی ساتھ (۲) استعانت بمعنی مدد (۳) تبرک۔ اب یہاں تین ترجمے کئے جاسکتے ہیں، اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے نام کی مدد سے، اللہ کے نام کی برکت سے، لیکن اللہ کے نام سے کرنا

کیا ہے؟ وہ صرف ذہن میں ہوتا ہے جس کام سے پہلے بسم اللہ پڑھے گا وہی فعل اور صیغہ باء سے پہلے مانا جانا عقل کا تقاضا ہے، چنانچہ لکھنے سے پہلے اَکْتُبُ اور پڑھنے سے پہلے اَقْرَءُ اور کھانے سے پہلے آکُلُ تو جیسا کام ہوگا ویسا فعل محذوف مانا جاسکتا ہے، مثلاً شروع کرتا ہوں یا پڑھتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ اور مناسب یہ ہے کہ باء کو جس فعل کے متعلق کرنا ہو اسے بسم اللہ کے بعد میں محذوف ماننا چاہئے تاکہ اللہ کا نام اول ہی لیا جانا پایا جائے۔

اور بسم اللہ کی با کو اسم کے ساتھ ملا کر لکھا جاتا ہے چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ نے جو قرآن تیار کرایا تھا اس میں صحابہ کرام کے اجماع واتفاق سے یہ رعایت رکھی گئی کہ لفظ اللہ سے پہلے کم سے کم الفاظ آئیں، چنانچہ باء کو سین سے ملا کر لکھتے ہیں اور اسم کی ہمزہ جو بصورت الف ہے ختم کردی گئی اور باء کو لفظ اسم کا جز بنادیا گیا اور بیچ سے ہمزہ حذف کرکے باء کو سین سے ملا کر لکھنا یہ صرف بسم اللہ کی خصوصیت ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ لفظ اللہ سے ابتداء کی صورت بن جائے ورنہ اقرأ باسم ربک اور دیگر مواقع میں باء کے بعد ہمزہ بھی لکھا جائے گا جیسا کہ مصحف عثمانی میں ہے (ملخص معارف القرآن رص:٧٦رج:١)۔

صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ حذف شدہ ہمزہ کے بدلہ میں ہی باء کو اونچا کر کے لکھتے ہیں اس لئے بسم اللہ کی باء اوپر کی طرف طول دیکر لکھتے ہیں اور لکھنا چاہئے ، چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ باء کو لمبا کر کے لکھو اور سین کو ظاہر کر کے اور میم کو گول کر کے (اس میں کتاب اللہ کی تعظیم ہے) (تفسیر مدارک، وکشاف)۔

اِسْمٌ: جمع أَسْـمَـاءٌ ، أَسَامٍ ، أَسَامِیٌ آتی ہے بمعنی نام، عنوان، شہرت وہ لفظ جو کسی جوہر یا عرض کی تعیین وتمیز کیلئے وضع کیا گیا ہو اس کا ہمزہ ، ہمزۂ وصل ہے یہ ان گیارہ اسماء میں سے ہے جن کا پہلا حرف ساکن ہوتا ہے اور ابتداء بالساکن سے بچنے کیلئے ان کے شروع میں ہمزۂ وصلی لایا جاتا ہے وہ اسماء یہ ہیں (١) ابن (٢) ابنة (٣) ابنم (٤) إسم (٥) است (٦) إثنان (٧) إثنتان (٨) إمرؤ (٩) إمرأة (١٠) ایمن اللہ

(۱۱) ایم اللہ، نیز لفظ اسم ان اسماء میں سے ہے جن کا آخری حرف حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: یَدٌ اصل میں یَدْیٌ تھا اور دَمٌ دَمَوٌ تھا اسی طرح اِسْمٌ سِمْوٌ تھا اور وہ ان گیارہ اسمائے مذکورہ میں سے اخیر چار کے علاوہ ہیں۔

اسم کے اشتقاق میں بھی اختلاف ہے ائمہ بصریین اس کی اصل سِمْوٌ ناقص واوی کہتے ہیں سَمَا یَسْمُوْ سُمُوًّا (ن) جیسے: عَلٰی یَعْلُوْ عُلُوًّا جس کے معنیٰ بلند ہونا، اٹھنا، نام رکھنا، کیونکہ اسم سے مسمّی بلند ہو جاتا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ کلام کی دونوں قسموں حرف اور فعل پر اپنی قوت سے بلند ہوتا ہے، کوفیین کے نزدیک اسم کا مشتق منہ مصدر سِمَةٌ جو دراصل وِسْمٌ مثل عِدَةٌ ہے مثال واوی مطابقت مضارع کیلئے واؤ کو حذف کر کے اس کی حرکت عین کلمہ کو دیدی اور آخر میں واؤ کے قائم مقام ''ۃ'' کو لے آئے سِمَةٌ ہو گیا اور وِسْمٌ کی واؤ کو تخفیف کیلئے حذف کر کے اس کے قائم مقام ہمزہ کو لے آئے اِسْمٌ ہو گیا، ان کے نزدیک یہ سِمَةٌ سے ماخوذ ہے وَسَمَ یَسِمُ وَسْمًا سِمَةً (ض) نشان لگانا، علامت لگانا، کیونکہ اسم اس کی علامت وشہرت ہوتا ہے جس کے لئے وضع کیا جاتا ہے اس وجہ سے اسم کو اسم کہتے ہیں لیکن بصریین کا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ اگر وِسْمٌ اس کی اصل ہوتی تو اس کی جمع أَوْسَامٌ آتی حالانکہ ایسا نہیں ہے اور تصغیر وُسَیْمٌ آتی حالانکہ سُمَیٌّ آتی ہے نیز کوفیین کے نزدیک اسم کا ہمزۂ وصلی نہیں بلکہ عوض کا ہے درج کلام میں حذف نہیں ہونا چاہئے حالانکہ حذف ہوتا ہے اور اس کا ہمزہ مضموم اور مسکور دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے اور زیادہ مستعمل مسکور یعنی اِسْمٌ ہی ہے، اور اِسْمٌ کے تلفظ میں مشہور لغات پانچ ہیں (۱) اِسْمٌ (۲) اُسْمٌ (۳) سِمٌ (۴) سُمٌ (۵) سُمًی، بعض نے اس کی اٹھارہ لغات تک بتلائی ہیں، چنانچہ ان دو شعروں سے ظاہر ہے ؎

لِلِاسْمِ عَشْرُ لُغَاتٍ مَعَ ثَمَانِیَةٍ بِنَقْلِ جَدِّیْ شَیْخِ النَّاسِ أَکْمَلِهَا

سُمٌ سِمَاتٌ سُمًا وَإِسْمٌ زِدْ سِمَةٌ کَذَا أُسْمَاءٌ بِتَثْلِیْثٍ لِاَوَّلِهَا

اللّٰہ : یہ اس ذات واجب الوجود (جس کا وجود ضروری ہے) کا خاص نام ہے جو تمام صفات کمالیہ کو جامع اور جملہ نقائص وعیوب سے مبرا اور پاک ہے اسی لئے اس اسم مبارک کو اسم ذات اور اسم اعظم بھی کہتے ہیں اور کسی غیر کا نام اس کے ساتھ نہیں رکھا جاتا اسی وجہ سے نہ اس کا تثنیہ آتا ہے اور نہ ہی جمع۔

جس طرح ذات باری تعالیٰ کی معرفت میں عقول انسانی حیران ہیں اسی طرح اسم باری تعالیٰ لفظ اللہ کی تحقیق میں بھی مفسرین حضرات و محققین کے عقول حیران ہیں اس تحیر عقول کی وجہ یہ ہے کہ مسمّی میں اسم کا اثر ہوتا ہے، چنانچہ ابتداءً لفظ اللہ میں اختلاف ہے کہ یہ سریانی ہے یا عربی؟ پھر جامد ہے یا مشتق؟ پھر اگر مشتق ہے تو اس کا مادۂ اشتقاق کیا ہے؟ بعض حضرات نے کہا ہے کہ لفظ اللہ عربی نہیں بلکہ سریانی[1] زبان کا لفظ ہے اصل میں ''لاھا'' تھا آخر میں الف مقصورہ کے ساتھ جس کا معنیٰ معبود ہیں پھر چونکہ معرب بنانے کے کئی طریقے ہیں ان طریقوں میں سے یہاں یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ الف مقصورہ کو حذف کر دیا گیا باقی لاہ بچ گیا بعدہٗ ابتداء میں الف لام ملا کر ادغام کر کے پڑھا گیا وَلٰكِنْ هٰذَا الْقَوْلُ سَاقِطٌ عَنْ دَرَجَةِ الْإِعْتِبَارِ لَا يُسَاعِدُهٗ عَقْلٌ وَلَا نَقْلٌ وَخِلَافُ مَا عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ الْأُمَّةِ۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے بلکہ علمائے اسلام کا اس پر تقریباً اتفاق ہے۔

پھر جن علماء نے لفظ اللہ کو مشتق مانا ہے اشتقاق کے بارے میں ان کے بہت سے اقوال ہیں جن میں چند حسبِ ذیل ہیں: (۱) أَلَهَ يَأْلَهُ أُلُوْهَةً وَإِلَاهَةً وَأُلُوْهِيَةً (ف) پرستش کرنا، عبادت و بندگی کرنا اس صورت میں لفظ إِلٰـهٌ مَـأْلُوْهٌ کے معنیٰ میں ہے جس کے معنیٰ معبود کے ہیں الٰہ کا لفظ اسماء جنس میں سے ہر حق و باطل معبود پر بولا جاتا ہے پھر معبود حقیقی کیلئے اس کا استعمال غالب ہو گیا۔

(۲) أَلِـهَ يَأْلَهُ أَلَهًا وَتَأَلُّهًا (س) عبادت کرنا، فرمانبرداری کرنا، قربانی کرنا، تضرع اور جزع فزع کرنا، گھبرانا، حیران ہونا، سکون حاصل کرنا، پناہ پکڑنا وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ اس کی عبادت و فرمانبرداری کی جاتی ہے اور اسی کے لئے قربانی، نیز آخر کار بندہ اسی کے سامنے روتا اور گھبرا کر اسی کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہے نیز مخلوق اس کی ذات و صفات کے بارے میں حیران ہے قلوب کو اسی کے ذکر سے اور روحوں کو اسی کی معرفت سے سکون ملتا ہے اور سب اسی کی پناہ پکڑتے ہیں اس صورت میں إِلٰهٌ بمعنیٰ مَأْلُوْهٌ ہے۔

---

[1]: بنی اسرائیل کی اصل زبان عبرانی تھی اور سریانی آدمؑ کی زبان تھی توریت اور زبور کتابیں بھی عبرانی زبان میں تھیں اور انجیل سریانی زبان میں، جب آدمؑ جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو عربی زبان بولتے تھے پھر بدل کر ان کی زبان سریانی ہوگئی تھی، یہ منسوب ہے سُوریٰ مقام کی طرف (طُوبیٰ کے وزن پر) یہ عراق کی ایک بستی ہے، یا سُوْرِیَانَہْ کی طرف منسوب ہے اور یہ ایک جزیرہ کا نام ہے جہاں حضرت نوحؑ اور ان کی قوم طوفان سے پہلے آباد تھی سریانی عربی زبان سے ملتی جلتی ہے وہ لوگ اخیر میں الف کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے لاہا، رحمانا وغیرہ۔

(۳) لَاهَ یَلُوْہُ وَلَوْھَا نًا (ن) چمکنا، چھپنا (من الاضداد) اس صورت میں اس کی اصل لَاہٌ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نگاہوں سے پوشیدہ اور اس کی صفات کے جلوے نگاہوں کے سامنے ہیں اس لئے اس کو اللہ کہتے ہیں۔

(۴) لَاہَ یَلِیْہُ لَیْھًا (ض) چھپنا، بلند ہونا وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ وہ نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور اپنی شان کے مطابق بلند ہے۔

(۵) وَلَہَ یَلِہُ وَلْھًا (ض، ح) بہت زیادہ غمگین ہونا، متحیر ہونا، عقل زائل ہونا، چونکہ عشاق اس کے عشق میں غمگین اور وارفتہ ہیں اور اس کی ذات وصفات کی کنہ میں حیران ہیں، اس وجہ سے اس کو اللہ کہتے ہیں اس صورت میں لفظ اللہ کی اصل وِلَاہٌ ہوگی واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا جیسے وِشَاحٌ سے اِشَاحٌ، وِسَادَۃٌ سے اِسَادَۃٌ وغیرہ۔

(۶) امام سیبویہ کا قول ہے کہ لفظ اللہ کی اصل لَاہٌ تھی الف لام شروع میں لاکر ادغام کیا گیا ہے۔

(۷) امام سیبویہ نے امام خلیل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لفظ اللہ کی اصل اِلٰہٌ تھی فِعَالٌ کے وزن پر ہمزہ تخفیف کی وجہ سے حذف کرکے اس کے عوض لام تعریف شروع میں لے آئے اور لام کا لام میں اغام کردیا جیسا کہ اُنَاسٌ سے اَلنَّاسُ ہوا۔

(۸) امام کسائی اور امام فراء کہتے ہیں کہ لفظ اللہ کی اصل اَلْاِلٰہُ تھی الف لام تعظیم کے طور پر لایا گیا ہے، ثانی ہمزہ کو حذف کرکے الف لام کو اس کا عوض قرار دیدیا گیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا گیا جیسے لٰکِنَّا ھُوَا للّٰہُ رَبِّیْ میں لکِنَّا اصل میں لٰکِنْ اَنَاتھا اَنَا کا ہمزہ حذف کرکے نون کا نون میں ادغام ہوا۔

اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ لفظ اللہ جامد ہے علَم خاص ہے جس کا کوئی اشتقاق نہیں یہ قول اکثر حضرات کا ہے جن میں حضرت امام شافعی، ابوالمعالی، امام الحرمین، ابوسلیمان، خطابی، ابوحامد غزالی اور مفضل وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم، استاذ النحو خلیل، نیز سیبویہ سے بھی ایک روایت میں یہی قول منقول ہے (تفسیر قرطبی) لفظ اللہ کا الف لام لازم اور اصل کلمہ میں داخل ہے اسی وجہ سے اس پر بلا واسطہ حرف ندا داخل کرکے یا اللہ کہہ سکتے ہیں جبکہ نحوی قاعدہ کی رو سے کسی اور معرف باللام پر حرف ندا کا داخل کرنا جائز نہیں، مثلاً یاالرحمٰن نہیں کہہ سکتے بلکہ یارحمٰن یارحیم وغیرہ کہیں گے،

صاحب تفسیر خازن نے اپنی تفسیر میں اسے جمہور کا قول قرار دیا ہے، علامہ مجد الدین فیروز آبادی القاموس رص:۲۸۰رج:۴رمیں لکھتے ہیں کہ أصحها أنه غير مشتق یعنی صحیح قول یہ ہے کہ لفظ اللہ غیر مشتق ہے امام رازی ؒ کا مختار مذہب بھی یہی ہے کہ اللہ جامد ہے لفظ اللہ باری تعالیٰ کا مخصوص علَم ہونے کی وجہ سے یہ تمام اسمائے حسنیٰ وصفات علیا کا موصوف بنتا ہے، خود اس کو بطور صفت استعمال نہیں کر سکتے وَفِیْ إِسْمِ اللّٰهِ الْأَعْظَمِ مَبَاحِثُ طَوِيْلَةٌ وَأَسْرَارٌ كَثِيْرَةٌ لَايَسَعُهَا هٰذَا الْمُخْتَصَرُ فَسُبْحَانَ مَنِ احْتَجَبَ بِنُوْرِ الْعَظَمَةِ حَتّٰى تَحَيَّرَتِ الْأَفْهَامُ فِیْ اللَّفْظِ الدَّالِّ عَلَيْهِ وَتَقَاصَرَتِ الْأَلْسِنَةُ عَنْ بَيَانِ حَقَائِقِهٖ وَالْأَقْلَامُ وَمَنْ أَرَادَ التَّفَاصِيْلَ فَلْيُطَالِعْ رَسَالَتَنَا "اَسْرَارُ بِسْمِ اللّٰهِ" (مرأۃ الانوار شرح مشکاۃ الآثار رص:۲۷رج:۱)۔

الرحمن الرحیم : رَحِمَ يَرْحَمُ رَحْمَةً وَمَرْحَمَةً وَرُحْمًا وَرُحَمًا (س) نرم دل ہونا، مہربان ہونا، شفقت کرنا، بخش دینا، رحمٰن ورحیم دونوں اسی رحمت ہی سے مشتق ہیں اور اللہ کے صفاتی نام ہیں اور مشہور یہ ہے کہ دونوں اسم صفت مشبہ کے صیغے ہیں جو مبالغہ اور زیادتی معنیٰ کا فائدہ دینے کیلئے اس کے فعل متعدی کو لازم مان کر بنائے گئے ہیں اس لئے کہ صفت مشبہ کی بنا فعل متعدی سے نہیں ہوتی۔

دراصل رحمت کے معنیٰ رقت قلب کے ہیں جو ایک انفعالی کیفیت اور مخلوق کی صفت ہے، باری تعالیٰ پر اس معنیٰ میں اس کا اطلاق محال ہے بلکہ غایت ونتیجہ کے اعتبار سے بمعنی انعام واحسان باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اس لحاظ سے رحمٰن ورحیم کے معنیٰ بہت بڑے منعم ومحسن کے ہوئے، اسی طرح ہر اس صفت میں جس کے لغوی معنیٰ کا حمل ذات باری تعالیٰ پر محال ہو اس کی غایت ہی مراد ہوتی ہے۔ علامہ قرطبی وابوعبیدہ کہتے ہیں کہ رحمٰن ورحیم ندمان وندیم کی طرح ہم معنیٰ ہیں۔

دوسرے حضرات نے فرمایا: کہ رحمٰن میں رحیم کی بہ نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ رحمٰن میں ایک حرف زیادہ ہے اور قاعدہ ہے زِيَادَةُ الْمَبَانِیْ تَدُلُّ عَلٰى زِيَادَةِ الْمَعَانِیْ (الفاظ کی زیادتی معانی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے) حضرت ابن عباس ؓ سے بھی یہی منقول ہے: کہ رحمٰن رحیم سے زیادہ ابلغ ہے یہ فرق کمیت کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن دنیا کے اعتبار سے ہے اور اس کی رحمت مومنین وکافرین سب پر عام ہے اور رحیم آخرت کے اعتبار سے

ہے کہ اس کی رحمت وہاں مومنوں کے ساتھ خاص ہوگی، یا کیفیت کے اعتبار سے ہے اس طرح پر کہ وہ رحمٰن ہے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں اور رحیم صرف ایک جہاں (صرف دنیا یا صرف آخرت) کے اعتبار سے ہے، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ رحمٰن اسے کہتے ہیں کہ اس سے جو مانگا جائے عطا فرمائے اور رحیم وہ ہے کہ اس سے نہ مانگا جائے تو خفا ہو جائے۔

اَللّٰهُ يَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُوَالَهُ　　وَبُنَىُّ آدَمَ حِيْنَ يُسْئَلُ يَغْضَبُ

اگر اللہ سے سوال نہ کیا جائے تو ناراض ہوتا ہے، اور آدمؑ کے پیارے بیٹے سے جس وقت سوال کیا جاتا ہے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔

رحمٰن اللہ کا مخصوص صفتی نام ہے غیر اللہ پر اس کا اطلاق جائز نہیں اور رحیم کا اطلاق مخلوق پر بھی جائز ہے چنانچہ آیت میں حضور ﷺ کو رحیم فرمایا "بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ" (سورۂ توبہ آیت:۱۲۸) کہ آپ ﷺ مؤمنین کیلئے بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔

علامہ قرطبی امام عرزمیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: کہ رحمٰن وہ ہے جس کے لطف وکرم سے سب خواہ دوست ہوں یا دشمن برابر مستفید ہوں مثلاً بارش اور انسانی حواس (بصارت وسماعت وغیرہ) اور اسی طرح دوسری عام نعمتیں ہیں اور رحیم وہ ہے جو مؤمنین کیلئے خصوصی طور پر مہربان ہے مثلاً انہیں ہدایت کرنا اور ان پر خصوصی نوازش کرنا (قرطبی ص:۱۶۲/ج:۱)۔

بسم اللہ کی ترکیب

اس میں دو ترکیبیں زیادہ مشہور ہیں، ایک علماء بصرہ کی اور دوسری علماء کوفہ کی، اہل بصرہ کہتے ہیں کہ یہ جملہ فعلیہ ہے اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ یہ جملہ اسمیہ ہے اہل بصرہ کی ترکیب یہ ہے۔

پہلی ترکیب: باحرفِ جر، اسم مضاف، اللہ موصوف، الرحمن صفت اول اللہ موصوف کی، الرحیم صفت ثانی، اللہ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا، اسم مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا باحرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا أشرع یا أقرأ فعل محذوف کے انا ضمیر اس میں

پوشیدہ اس کا فاعل اشرع یا أقرأ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ انشائیہ ہوا، یہ جملہ لفظوں کے اعتبار سے تو خبریہ ہوا اس لئے کہ مضارع خبر ہوتا ہے اور معنیٰ کے اعتبار سے انشائیہ ہوا اس لئے کہ قائل کی مراد اللہ کے نام سے آغاز کرنا ہے نہ کہ اس کی خبر دینا، یہاں پر فعل کو جو محذوف مانیں گے شروع میں بھی مان سکتے ہیں اور آخر میں بھی جو شروع میں محذوف مانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اصل عامل کا معمول پر مقدم ہونا ہے اس لئے عامل اشرع وغیرہ شروع میں مانیں گے اور بعض حضرات آخر میں محذوف مانتے ہیں یہی زیادہ مناسب ہے، اہل بصرہ بھی یہی کہتے ہیں اس صورت میں عبارت اس طرح ہوگی **بسم اللہ الرحمن الرحیم أقرأ،أشرع** ترجمہ ہوگا اللہ ہی کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان اورنہایت رحم کرنے والا ہے میں پڑھتا ہوں ، شروع کرتا ہوں۔ فعل محذوف کو بعد میں لانے کی دو وجوہات ہیں، پہلی یہ ہے کہ کلام میں حصر و تخصیص پیدا کرنا اور حصر پیدا کرنے کا عربی کا اصول ہے **التقدیم ماحقه التاخیر یفید الحصر و التخصیص** مقدم کرنا ایسی چیز کو جس کا حق بعد میں آنے کا تھا تو وہ حصر اور تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔

اور دوسری وجہ مؤخر کرنے کی یہ ہے کہ بسم اللہ سے برکت حاصل کرنا ہے اور برکت اسی انداز سے ہوگی کہ ہر چیز سے پہلے لفظ اللہ آئے اگر لفظ اللہ سے پہلے زیادہ کلام آجائے تو وہ بات نہیں رہے گی اللہ کا نام حقیقۃً بھی اور حکماً بھی پہلے ہی رہے اس کو تیمن (برکت حاصل کرنا) کہتے ہیں۔

دوسری ترکیب اہل کوفہ کی

شروع میں تو اسی طرح ہوگی باحرف جر تک پھر باحرف جر اپنے مجرور سے مل کر متعلق مانا جائے **ثابتٌ** یا **حاصلٌ** شبہ فعل محذوف کے ھو ضمیر اس میں پوشیدہ اسکا فائل ثابت شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی مبتدا محذوف کی اور وہ ہے ابتدائی یا قراءتی یا شروعی اس میں ابتدا مضاف اوری ضمیر مضاف الیہ، مضاف، مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اس صورت میں عبارت یوں ہوگی **ابتدائی ثابت بسم اللہ الرحمن الرحیم**، ترجمہ: میری ابتدا ثابت ہے اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، یہاں بھی یہ یادر ہے کہ ابتدائی

ثابت شبہ فعل اور مبتدا کو مقدم یا مؤخر محذوف مان سکتے ہیں لیکن مؤخر محذوف ماننا زیادہ مناسب ہے تاکہ الفاظ میں بھی اللہ کا نام پہلے آجائے۔

<u>حَامِداً وَّمُصَلِّياً</u>: اس حال میں کہ میں اسی اللہ کی تعریف کرنے والا اور اس کے رسول ﷺ پر درود بھیجنے والا ہوں۔

اصل عبارت ہے اَحْمَدُهٗ حَامِدًا وَّاُصَلِّیْ مُصَلِّيًا۔

<u>حمد کی فضیلت</u>: مصنفؒ نے اپنی کتاب کو بسم اللہ کے بعد حمد سے شروع کیا مختلف وجوہات کی بنا پر۔

<u>وجہ اول</u>: یہ ہے کہ اللہ کے کلام سے برکت حاصل کرنے کیلئے، اس لئے کہ اللہ کے کلام سے افضل تو کوئی چیز ہے ہی نہیں جس سے برکت حاصل کی جائے۔

<u>وجہ دوم</u>: یہ کہ کلام اللہ کی اتباع کرتے ہوئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو اوّلاً بسم اللہ سے شروع کیا اور ثانیاً الحمد للہ سے۔

<u>وجہ سوم</u>: جناب نبی کریم ﷺ کی حدیث کی پیروی کرتے ہوئے: **عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: كُلُّ أَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَایُبْدَأُ فِيْهِ بِحَمْدِاللّٰهِ فَهُوَ أَبْتَرُ** (سنن ابی داؤد رقم: ۴۸۴۰ باب الھدی فی الکلام، ابن ماجۃ رقم: ۱۸۹۴ باب خطبۃ النکاح، مسند احمد رقم: ۸۷۱۲ باختلاف یسیر)۔ "کہ ہر مہتم بالشان کام جس کو اللہ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے وہ دم بریدہ رہتا ہے"۔

اب یہاں پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ابتدا کی حدیث تو تسمیہ اور تحمید دونوں کے بارے میں آئی ہے اور ظاہر ہے کہ ابتدا بیک وقت دونوں کیساتھ تو نہیں ہوسکتی اس لئے کسی ایک پر عمل متروک ہوگا اگر بسم اللہ کے ساتھ ابتدا کی جائے تو تحمید والی حدیث پر عمل نہ ہوگا اور اگر حمد کے ساتھ ابتدا کی جائے تو تسمیہ والی حدیث پر عمل نہ ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدا کی تین قسمیں ہیں (۱) ابتداء حقیقی (۲) ابتداء اضافی (۳) ابتداء عرفی۔ ابتداء حقیقی کہتے ہیں کہ کسی چیز کو سب سے پہلے ذکر کرنا اس سے پہلے کوئی چیز مذکور نہ ہو اور ابتداء اضافی کہتے ہیں کہ کسی

چیز کو کسی چیز سے پہلے ذکر کرنا خواہ اس سے قبل کوئی چیز مذکور ہو یا نہ ہو، ابتداء عرفی وہ ہے کہ کسی شئی کو اس طور پر شروع کرنا کہ وہ مقصود سے مقدم ہو اگر چہ غیر مقصود سے مؤخر ہو۔

اب تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ بسم اللہ والی حدیث میں ابتداء سے مراد ابتداء حقیقی ہے کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کا نام ہو اور حمد والی حدیث میں ابتداء اضافی مراد ہے کہ کچھ سے پہلے ہو چنانچہ یہاں مضاف میں کتاب سے پہلے حمد ہے یا حمد والی حدیث میں ابتداء عرفی مراد ہو کہ مقصود سے پہلے حمد ہونی چاہئے اور یہاں ایسا ہی ہے اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ تسمیہ اور تحمید دونوں میں ابتداء عرفی مراد لی جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ مقصود سے پہلے تسمیہ اور تحمید دونوں ذکر ہونی چاہئیں اور یہاں ایسا ہی ہے۔ وجہ چہارم: دیگر مصنفین کی کتب کا اتباع کرتے ہوئے تسمیہ وتحمید دونوں سے شروع کیا۔

حل لغات: حامداً: اسم فاعل **الحمد** مصدر سے لغوی معنیٰ **حَمِدَ یَحْمَدُ حَمْدًا وَمَحْمِدًا وَمَحْمَدًا وَمَحْمَدَةً وَمَحْمِدَةً** (س) فضیلت کی بنا پر تعریف کرنا۔

اصطلاحی تعریف: هُوَ الثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى الْجَمِيلِ الْاِخْتِيَارِ مِنْ جِهَةِ التَّعْظِيمِ نِعْمَةً كَانَ أَوْغَيْرَهَا۔ ”ممدوح کی اختیاری خوبیوں پر زبان سے تعظیم کے طریقہ پر تعریف کرنا چاہے نعمت کے مقابلہ پر ہو یا نعمت کے مقابلہ پر نہ ہو“۔ نعمت کے مقابلہ میں نہ ہو اس کا مطلب مثلاً خدا کا عالم ہونا، قادر ہونا، زندہ ہونا اوصاف حسنہ ہیں لیکن نعمت کے مقابلہ میں نہیں اور نعمت کے مقابلہ میں ہونے کا مطلب مثلاً خدا کا اپنے بندوں کی پرورش فرمانا، علم و دولت عطا کرنا دیگر انعامات عطا کرنا یہ سب ایسے اوصاف ہیں جو نعمت کے مقابلہ میں ہیں۔

حمد کی تعریف میں باللسان کی قید اس وجہ سے ہے کہ تعریف زبان ہی سے کی جاتی ہے دیگر اعضاء سے اگر تعظیم کا معاملہ کیا جائے تو اس کو شکر کہا جائے گا نہ کہ حمد اور شکر احسان وانعام ہی کی بنا پر ہوتا ہے۔

اور حمد کی تعریف میں علی الجمیل کی قید ہے، جمیل کا موصوف فعل ہے تعریف کیلئے ضروری ہے کہ اچھے فعل پر ہو اگر کسی برے کام کرنے والے کیلئے تعریف کے الفاظ استعمال کئے جائیں تو اس کو استہزا اور مذاق کہتے ہیں جیسے: کسی بخیل کو کہا جائے کہ یہ حاتم وقت ہے۔

اور حمد کی تعریف میں الجمیل کے بعد الاختیار کی قید ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس اچھے کام کی بنا پر تعریف کی جارہی ہے وہ محمود کے اختیار میں ہو اگر اس کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کو مدح کہیں گے نہ کہ حمد جیسے کسی مکان کو دیکھ کر کہا جائے: کہ بہت اچھا مکان ہے تو اس مکان کے اچھا ہونے میں خود اس کا دخل نہیں بلکہ بنانے والے نے اچھا بنایا تو اس میں خوبصورتی آئی تو یہ مدح ہے۔

نبی ﷺ پر صلوٰۃ

مصنفؒ نے تحمید کے بعد صلوٰۃ کو ذکر فرمایا قرآن کریم کا اتباع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **قُلِ الْحَمْدُلِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی** (سورۂ نمل آیت ۵۹)۔ ''کہ اے نبی ﷺ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے خاص ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام (نازل) ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا''۔ اس آیت شریفہ میں اللہ نے پہلے حمد کو اور پھر سلام کو بیان فرمایا۔ دوسری وجہ: صلوٰۃ بھیجنے کی یہ ہے کہ جہاں اللہ کا ذکر ہوگا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوگا، حدیث قدسی ہے: **إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ** (اللہ فرماتا ہے کہ اے حبیب!) جب بھی میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا (صحیح ابن حبان رص: ۱۷۵ رج: ۸ ررقم: ۳۳۸۲)۔

تیسری وجہ: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محسن و منعم حقیقی ہیں اور حضور ﷺ محسن مجازی ہیں کہ اللہ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچانے میں واسطہ، وسیلہ اور ذریعہ ہیں تو جب مصنف نے محسن حقیقی کی حمد و ثنا کی تو مناسب سمجھا کہ محسن مجازی کا حق ادا کرنے کیلئے صلوٰۃ علی النبی کا ذکر کیا جائے۔ چوتھی وجہ: نبی ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا آپ کا امت پر ایسا حق ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: **اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا** (سورۂ احزاب آیت ۵۶)۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا جنہوں نے اپنی دعا میں درود نہیں پڑھا تھا: **إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم**

ثُمَّ لَيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ (جامع الترمذی کتاب الدعوات، رقم: ۳۴۷۷) کہ تم میں سے کوئی جب نماز پڑھ چکے تو اسے چاہئے کہ سب سے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مجھ) پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

ومصلیاً: یہ اسم فاعل ہے صلّٰی يُصَلِّي تَصْلِيَةً (تفعیل) دعا کرنا، رحمت بھیجنا، نماز پڑھنا۔

اور اصطلاحی معنیٰ میں تفصیل ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ قرآن وحدیث میں مختلف مقامات پر آنے کی وجہ سے اس کے معنیٰ بھی مقام وموقع کے لحاظ سے الگ الگ مراد ہوتے ہیں یہ لفظ کبھی اللہ کیلئے بھی بولا گیا ہے تو کبھی فرشتوں کیلئے بھی، چرند وپرند کیلئے بھی، بندوں کیلئے بھی، چنانچہ: هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ (سورۂ احزاب آیت ۴۳)۔ "وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے" یہاں صلوٰۃ کی نسبت اللہ فرشتے اور مؤمن بندوں کی طرف کی گئی۔

اور: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيْحَهُ (سورۂ نور آیت ۴۱)۔ "اے مخاطب! کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے جو پر پھیلائے ہوئے ہیں سب کو اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح معلوم ہے۔ یہاں صلوٰۃ کی نسبت پرندوں کی طرف کی گئی ہے اس لحاظ سے صلوٰۃ کے چار معنیٰ آتے ہیں۔

(۱) رحمت (۲) استغفار (۳) دعا (۴) تسبیح، چنانچہ اللہ کی صلاۃ سے مراد اس کا رحمت بھیجنا اور نبی ﷺ پر رحم وکرم کرنا ہے اور فرشتوں کی صلاۃ سے مراد ان کا حضور ﷺ کیلئے استغفار کرنا ہے یعنی آپ ﷺ کیلئے دعائے مغفرت کرنا اور بندوں کی صلاۃ سے مراد حضور ﷺ پر بندوں کا آپ کے حق میں رحمت کی دعا کرنا اور چرندوں پرندے کی صلاۃ سے مراد ان کا اللہ کی تسبیح کرنا ہے۔

ترکیب: احمد فعل انا ضمیر اس میں فاعل کی ذوالحال ۂ ضمیر مفعول بہ حامداً حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا احمد فعل کا، احمد فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ہوا، واؤ حرف عطف اُصَلِّي فعل اس میں انا ضمیر فاعل کی ذوالحال مصلیا حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا

اصلی فعل کا اصلی فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

وَبَعْدُ، فَهٰذِهِ الرِّسَالَةُ الْمُسَمَّاةُ بِمُفِيْدِ الطَّالِبِيْنَ مُشْتَمِلَةٌ عَلَى الْبَابَيْنِ، بہرحال حمد وصلوٰۃ کے بعد، پس یہ رسالہ جس کا نام رکھا گیا ہے ''مفید الطالبین'' کے ساتھ دو بابوں پر مشتمل ہے۔

وبعد: امام شعبیؒ نے فرمایا: کہ فصل خطاب یہ ہے کہ انسان اللہ کی حمد وصلوٰۃ کے بعد لفظ اما بعد کہہ کر دوسرا کلام شروع کرے اور مشہور قول کے مطابق سب سے پہلے حضرت داوٗدؑ نے اما بعد کا کلام میں استعمال فرمایا ہے۔ **أَخْرَجَ ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَالَ أَمَّابَعْدُ دَاوُدُؑ وَهُوَ فَصْلُ الْخِطَابِ** (الدر المنثور ص: ۱۵۵ / ج: ۷)۔

لفظ بعد اکثر زمان کیلئے آتا ہے اور کبھی کبھی ظرف مکان کیلئے بھی آتا ہے اور بعد کی تین حالتیں ہیں (۱) اس کا مضاف الیہ کبھی لفظوں میں مذکور ہوتا ہے (۲) کبھی اس کا مضاف الیہ محذوف ہوتا ہے اور نیت میں بھی نہیں ہوتا جس کو محذوف نسیاً منسیاً کہتے ہیں (۳) کبھی محذوف تو ہوتا ہے لیکن نیت میں موجود ہوتا ہے جس کو محذوف منوی کہتے ہیں، پہلی دو صورتوں میں معرب ہوتا ہے اور آخری صورت میں مبنی علی الضم ہوتا ہے حرکت پر مبنی اس لئے کیا گیا تا کہ یہ حرکت مضاف الیہ محذوف کی تلافی کر دے۔

رِسَالَةٌ: راء کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ کتابچہ، وہ چھوٹی کتاب یا خط جس کو لکھ کر بھیجا جائے، اس کی جمع رَسَائِلُ، رِسَالَاتٌ آتی ہے۔ مُسَمَّاةٌ: اسم مفعول کا صیغہ واحد مؤنث سَمّٰى يُسَمِّي تَسْمِيَةً (تفعیل) نام رکھنا۔ مُفِيْدٌ: اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر أَفَادَ يُفِيْدُ إِفَادَةً مادہ فود اجوف واوی (افعال) فائدہ پہونچانا مفید اصل میں مُفْوِدٌ تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی واؤ ساکن ماقبل مکسور واؤ کو یاء سے بدل دیا مفید ہو گیا۔ الطالبین: اسم فاعل جمع مذکر سالم بحالت جر طَالِبٌ کی جمع ہے اور اس کی جمع طَلَبَةٌ اور طُلَّابٌ بھی ہے (نصر) ڈھونڈنا، طلب کرنا۔ مُشْتَمِلَةٌ: اسم فاعل واحد مؤنث کا صیغہ ہے (افتعال) مشتمل ہونا، شامل ہونا

مجرد میں ن، س سے۔ بَابَیْنِ :بَابٌ کا تثنیہ ہے معنیٰ دروازہ، حصہ جمع أَبْوَابٌ، بِیْبَانٌ۔

ترکیب: اصل عبارت اس طرح ہے وبعد الحمد و الصلوٰۃ واوٗاما حرف شرط کے قائم مقام اور اما حرف شرط، بعد مضاف، الحمد معطوف علیہ واوٗ حرف عطف، الصلوٰۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر مضاف الیہ ہوا بعد مضاف کا، بعد مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر شرط، فا جزائیہ، ھذہ اسم اشارہ، الرسالۃ موصوف، المسماۃ اسم مفعول کا صیغہ شبہ فعل، با حرف جر، مفید مضاف، الطالبین مضاف الیہ، مفید مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا مسماۃ شبہ فعل کے، مسماۃ شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی الرسالۃ موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر ھذہ اسم اشارہ کا مشار الیہ، ھذہ اسم اشارہ اپنے مشار الیہ سے مل کر مبتدا، مشتملۃ شبہ فعل، علی حرف جر، بابین مجرور، جار مجرور سے مل کر مشتملۃ شبہ فعل کے متعلق ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

<u>أَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِی الْأَمْثَالِ وَالْمَوَاعِظِ وَالْبَابُ الثَّانِیْ فِی الْحِکَایَاتِ وَالنَّقْلِیَّاتِ</u>۔

پہلا باب کہاوتوں اور نصیحتوں کے بیان میں اور دوسرا باب حکایتوں اور روایتوں کے بیان میں۔

حل لغات: الاول: اسم تفضیل کا صیغہ بمعنی پہلا، آخر کی ضد، اصل میں اَوْءَ لُ تھا ہمزہ کو واوٗ سے بدل کر واوٗ کا واوٗ میں ادغام کر دیا اَوَّلُ ہو گیا، اس کی جمع اَوَائِلُ، أَوَّلُوْنَ آتی ہے، أَمْثَالٌ: مَثَلٌ کی جمع ہے کہاوت، مانند، مشابہ، نظیر مَثَلَ یَمْثُلُ مُثُوْلًا (ن) مانند ہونا۔

أَلْمَوَاعِظُ: مَوْعِظَۃٌ کی جمع ہے وعظ، پند، نصیحت۔ وَعَظَ یَعِظُ وَعْظًا وَعِظَۃً (ض) نصیحت کرنا۔

الحکایات: حِکَایَۃٌ کی جمع ہے حَکٰی یَحْکِی حِکَایَۃً (ض) بیان کرنا، نقل کرنا۔

النقلیات: نَقْلِیَّۃٌ کی جمع ہے روایت کی ہوئی، بیان کردہ چیزیں، منقول نَقَلَ یَنْقُلُ نَقْلًا (ن) روایت کرنا، نقل کرنا۔

ترکیب: الباب موصوف، الأول صفت، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، فی حرف جر، الأمثال معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، المواعظ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل محذوف کے، ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، الباب موصوف، الثانی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا، فی حرف جر، الحکایات معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، النقلیات معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہو کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل محذوف کے، ثابت شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

اَلَّفْتُهَا لِلْمُبْتَدِیْنَ مِنْ طُلَبَاءِ الْعَرَبِیَّةِ، میں نے اس رسالہ کو تالیف کیا عربی کے ابتدائی طلبہ کیلئے۔

حلِ لغات: اَلَّفْتُ: ماضی معروف کے واحد متکلم کا صیغہ ہے اَلَّفَ یُؤَلِّفُ تَالِیْفًا (تفعیل) جمع کرنا، تالیف کرنا، مُبْتَدِیْنَ: مُبْتَدِیٌ کی جمع ہے اسم فاعل، یہ اصل میں مُبْتَدِیِیْنَ تھا یاء پر کسرہ ثقیل ہونے کی وجہ سے ساکن ہو گیا پھر اجتماع ساکین کی وجہ سے ایک یا گرگئی مُبْتَدِیْنَ ہو گیا یا پھر ایک یا کو ہمزہ سے بدل دیں گے مُبْتَدِئِیْنَ ہو جائے گا، بعض نسخوں میں مُبْتَدِئِیْنَ ہی لکھا ہوا ہے اِبْتَدَءَ یَبْتَدِأُ اِبْتِدَاءً (افتعال) اور مجرد میں فتح سے شروع کرنا، آغاز کرنا۔

طُلَبَاء (بالضم): طَلِیْبٌ کی جمع ہے اسم فاعل کا مبالغہ کا صیغہ ہے، بہت زیادہ طلب کرنے والا اور طَلَبَةٌ طَالِبٌ کی جمع ہے طَلَبَ یَطْلُبُ طَلَبًا (ن) طلب کرنا، مانگنا، ڈھونڈنا۔

العربیة: عرب کی طرف منسوب ہے عَرُبَ یَعْرُبُ عُرُوْبًا وَعُرُوْبَةً وَعَرْبًا وَعَرَابَةً (ک) فصیح عربی بولنا، فصیح عربی ہونا۔

ترکیب: الفت فعل، انا ضمیر فاعل، ھا مفعول بہ، لام حرف جر، مبتدین شبہ فعل، من حرف جر، طلباء مضاف، العربیة مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جر اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا

مبتدین شبہ فعل کے، مبتدین اپنے متعلق سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جر اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا الفت فعل کے، الفت فعل اپنے فاعل و مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فَالْمَسْئُوْلُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَّنْفَعَهُمْ، پس اللہ ہی سے سوال کیا گیا ہے کہ نفع پہونچائے ان (طلبہ) کو۔

حل لغات: المسئول: اسم مفعول کا صیغہ سَأَلَ يَسْئَلُ سُوَالًا (ف) سے مانگنا، درخواست کرنا، سوال کرنا۔ نَفَعَ يَنْفَعُ نَفْعًا (ف) فائدہ پہونچانا۔

ترکیب: فاء تعقیبیہ، المسئول شبہ فعل، من حرف جر، اللہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا شبہ فعل المسئول کے، شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر مبتدا، ان ناصبہ، ینفع فعل، ھو ضمیر اسمیں فاعل، ھم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ بتاویل مفرد ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، اور وہ میرے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

حسب: مصدر ہے، اسم فاعل مُحْتَسِبٌ کے معنیٰ میں، اور یہ ماخوذ ہے: أَحْسَبَ يُحْسِبُ إِحْسَابًا (افعال) کافی ہونا، حَسَبَ يَحْسُبُ حَسْبًا وَحِسَاباً وَحِسْبَانًا وَحُسْبَانًا وَحِسْبَةً وَحِسَابَةً (ن) شمار کرنا، کافی ہونا، کہا جاتا ہے: ''حَسْبُکَ دِرْهَمٌ'' آپ کو ایک درہم کافی ہے، ''وَهٰذَا رَجُلٌ حَسْبُکَ مِنْ رَجُلٍ'' یہ مرد آپ کے لئے اس مرد سے کافی ہے، ''وَزَيْدٌ صَدِيْقِيْ فَحَسْبِيْ'' زید میرا دوست ہے اور میرے لئے کافی ہے، ''حَسْبِيْ حَسْبِيْ'' پس یہ عنایت حق تعالیٰ کی میرے لئے کافی ہیں، ''حَسْبُکَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ وَعَائِشَةُ'' سارے جہاں کی عورتوں کے بدل مجھ کو حضرت مریم وحضرت عائشہ کی فضیلت پہچاننا کافی ہے۔ نعم: افعال مدح میں سے ہے، اس کا استعمال اکثر واحد ہوتا ہے، بمعنیٰ بہتر، اچھا۔

الوکیل: کارساز، جس پر کسی کام کی تدبیر میں اعتماد کیا جائے، یہ یا تو اسم فاعل ہے ناصر، محافظ کے معنیٰ میں یا اسم مفعول ہے موکول کے معنیٰ میں، یعنی جس پر کام سپرد کیا جائے، یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، اس کی جمع وُكَلاءُ آتی ہے۔ وَكَلَ يَكِلُ وَكْلًا وَوُكُوْلًا (ض) رد کرنا، کسی پر بھروسہ کر کے کام چھوڑنا، اور مزید میں وَكَّلَ يُوَكِّلُ

تَوْكِيْلًا (تفعیل) وکیل بنانا۔

ایک جامع دعا

حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ: بڑی جامع دعا ہے جو مصیبت و پریشانی کے وقت بڑی کارآمد ہے، حدیث میں آیا ہے واخرج ابن ابی الدنیا فی الذکر عائشة أن النبی صلی الله علیه وسلم كَانَ إِذَا اشْتَدَّ غَمُّهُ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلٰى رَاسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ ثُمَّ تَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ وقال: ''حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' (الدر المنثور رص: ۱۴۷ رج: ۴)۔

امام ابن ابی الدنیا نے باب الذکر میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا غم جب شدید ہو جاتا تو آپ اپنا ہاتھ سر اور ڈاڑھی پر پھیرتے اور لمبا سانس لیتے اور کہتے: ''حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' واخرج ابو نعیم عن شداد بن اوسؓ قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَمَانُ كُلِّ خَائِفٍ (ذکر اخبار اصبہان لأبی نعیم رص: ۳۸۳ رج: ۱ رفردوس الخطاب للدیلمی رقم ۲۶۲۸ رسیر اعلام النبلاء رص: ۵۱۸ رج: ۱۶) امام ابو نعیم نے حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت نقل کی ہے: کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' ہر خوف زدہ کیلئے امان ہے۔

عن عبدالله بن عباسؓ قَالَ: ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' قَالَهَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (صحیح البخاری رقم: ۴۵۶۳ رکتاب التفسیر، مستدرک حاکم رقم: ۳۱۶۷)۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: کہ ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' حضرت ابراہیمؑ نے اس وقت کہا تھا جب آپ کو آگ میں پھینکا گیا، اور محمد ﷺ نے یہ اس وقت کہا جب لوگوں نے یہ بات کہی: کہ مشرکوں نے تمہارے لئے بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہئے تو اس خبر نے ان (مسلمانوں) کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (مسلمان) بولے: ''کافی ہے اللہ ہم کو اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے'' (سورۂ آل عمران آیت ۱۷۳)۔

ترکیب: واؤاستینافیہ،ھو مبتدا،حسب مضاف،ی متکلم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کرخبر، مبتدااپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکرمعطوف علیہ،واؤحرف عطف،نعم فعل مدح،ھو ضمیراسمیں فاعل، الوکیل مخصوص بالمدح،نعم فعل اپنے فاعل اور مخصوص بالمدح سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکرمعطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الْاَمْثَالِ وَالْمَوَاعِظِ: پہلا باب کہاوتوں اور نصیحتوں کے بیان میں۔

ترکیب: الباب موصوف،الاول صفت،موصوف صفت سے مل کرمبتدا،فی حرف جر، الامثال معطوف علیہ،واؤحرف عطف،المواعظ معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکرمجرورہوافی حرف جرکا،جارمجرورسے مل کرمتعلق ہواثابت یا کائن شبہ فعل محذوف کے،شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کرخبر،مبتدااپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

(۱)أَوَّلُ النَّاسِ أَوَّلُ نَاسٍ، لوگوں میں سب سے پہلا سب سے پہلے بھولنے والا ہے۔

حل لغات: أَلنَّاسُ: إِنسِیٌّ کی جمع ہے بمعنیٰ انسان الناس اصل میں أُنَاسٌ تھا ہمزہ کوتخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا پھر لام تعریف اس کے عوض میں لایا گیا أَنَسَ یَانِسُ أَنسًا وَأَنَسَةً (س،ض،ک) مانوس ہونا،محبت کرنا اس لئے کہا گیا''وَمَا سُمِّیَ الْإِنسَانُ إِلَّالِأُنسٍ، وَمَاالْقَلْبُ إِلَّا أَنَّهُ یَتَقَلَّبُ'' کہ انسان کوانس ومحبت کی وجہ سے انسان کہا جاتا ہے،اور قلب (دل) کوقلب اس کے الٹ پلٹ ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

نَاسٍ: اسم فاعل کا صیغہ ہے،بھولنے والا،نَسِیَ یَنْسٰی نَسْیًا وَنِسْیَانًا (س) بھول جانا،فراموش کرنا،اصل میں ناسِیٌ تھا ضمہ ی پر دشوار تھالہذ اساکن کردیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے،ی کوگرادیا نَاسٍ ہوگیا۔

مطلب: یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مقولہ ہے،اور اس میں حضرت آدمؑ کے بھول لگنے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اصل قصہ اس طرح ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو آپ کی پشت پر (اپنی شان کے مطابق) ہاتھ پھیرا تب قیامت تک پیدا ہونے والی ہر جان آپ کی پشت سے ظاہر ہوگئی،اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی

آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک رکھ دی، پھر انہیں آدمؑ کو دکھایا حضرت آدمؑ نے کہا: اے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تیری اولاد ہے'' آپ کو ان میں ایک آدمی نظر آیا جس کی پیشانی کی چمک آپ کو بہت اچھی لگی، فرمایا: اے رب! یہ کون ہے؟ اللہ نے فرمایا: یہ تیری اولاد میں آخری زمانے کی قوموں میں سے ایک آدمی ہیں جن کا نام داؤد ہوگا، حضرت آدمؑ نے پوچھا: اے رب! تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ اللہ نے ارشاد فرمایا ''ساٹھ سال'' حضرت آدمؑ نے کہا اے رب! اسے میری عمر میں سے چالیس سال عطا فرما دے، جب آدمؑ کی عمر مکمل ہوئی تو موت کا فرشتہ آگیا حضرت آدمؑ نے فرمایا: کیا میری عمر میں سے چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ فرشتہ نے کہا: کیا وہ آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دئے تھے آپ نے انکار کیا تو آپ کی اولاد بھی بھولنے والی ہوئی، حضرت آدمؑ سے غلطی ہوئی تو آپ کی اولاد بھی غلطیاں کرنے والی ہوئی (جامع الترمذی باب تفسیر القرآن ومن سورۃ الاعراف رقم ۳۰۷۶) مرقاۃ المفاتیح رقم: ۱۱۸/ کتاب الإیمان/ص: ۳۰۰/ج: ۱/ مجمع الأنہر/ص: ۵۴۸/ کتاب الفرائض، بصائر ذوی التمیز لطائف الکتاب العزیز/ص: ۳۲/ ج: ۲/ قلائد الدرر علی تنیجة النظر/ص: ۱۴۵) اور یہ مثل اس طرح بھی منقول ہے أَوَّلُ نَاسٍ أَوَّلُ النَّاسِ ۔ قال ابن عباس: أَوَّلُ النَّاسِ أَوَّلُ النَّاسِیْ (شرح شرعۃ الإسلام/ص: ۴/ مفاتیح الجنان فی شرح شرعۃ الإسلام/ص: ۶)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آدمی کی آب و گل میں بھول کی آمیزش ہے، عربی مقولہ ہے ''أَلإِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَإِ وَالنِّسْیَانِ'' نیز کہا گیا: أَلنِّسْیَانُ طَبْعُ الْإِنْسَانِ، اور ہندی کہاوت ہے، کچا دودھ سب نے پیا ہے یعنی بھول اور غلطی انسان کا خاصہ ہے۔

ے پہلے لکھ اور پیچھے دے بھول پڑے کاغذ سے لے

(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

واضح رہے کہ اس بھول لگنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے، کیونکہ اگر انسان میں بھولنے کا مادہ نہ ہوتا تو وہ ہر وقت رنج و غم اور ٹینشن میں رہتا، بڑے بڑے حوادث سے وقتی طور پر بڑا پریشان ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ بھلا دیتے ہیں تو اس کو سکون ملتا ہے، یہ بھول ونسیان بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

<u>ترکیب</u>: أول مضاف، الناس مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، اول مضاف، ناس

مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) آفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ: علم کی مصیبت بھول جانا ہے۔

حل لغات: آفَةٌ: مصیبت، جمع آفَاتٌ، آفَ يَؤُوفُ أَوْفًا وَ آفَةً (ن) آفتِ الْبِلَادُ آفت زدہ ہونا۔ اَلْعِلْمُ: دانائی، آگاہی، ہنر اس کی جمع عُلُوْمٌ۔ عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا جاننا، النسیان: بھول، چوک نَسِيَ يَنْسٰى نَسْيًا وَنِسْيَانًا (س) بھول جانا، فراموش کرنا۔

مطلب: یہ حدیث کا ٹکڑا ہے پوری حدیث یوں ہے عن الأعمش قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَإِضَاعَتُهُ أَنْ تُحَدِّثَ بِهٖ غَيْرَ أَهْلِهٖ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم ص:۳۷ / کنز العمال رقم ۲۹۳۰۹۱ عن علی، سنن دارمی ص:۱۵۸ / ج:۱ / رقم ۶۲۴ / باب مذاکرۃ العلم)۔ حضرت اعمش تابعیؒ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کی آفت فراموشی ہے، اور اس (علم) کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اس کو نااہل کے سامنے بیان کیا جائے، اس روایت کو دارمی نے بطریق ارسال نقل کیا ہے یعنی علم حاصل کرنے سے پہلے تحصیل علم کی راہ میں تو بہت سی آفتیں اور رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں جو کتنی ہی پریشانیوں اور دکھوں سے دوچار کرتی ہیں لِكُلِّ شَيْءٍ آفَةٌ، وَلِلْعِلْمِ آفَاتٌ (کشف الخفاء رقم:۲۰۶۴) (ہر چیز کے راستہ میں کوئی نہ کوئی آفت ہوتی ہے، اور علم کی راہ میں بہت سی آفتیں آتی ہیں)۔

لیکن علم حاصل ہو جانے کے بعد بس ایک ہی آفت ہے جو عالم کو بہت ہی زیادہ پریشان کرتی ہے او وہ نسیان یعنی بھول جانا ہے، پس یہاں اس بات کے ذکر کرنے کا مقصد دراصل علماء کو تنبیہ کرنا ہے کہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچاؤ جو نسیان کے مرض میں مبتلا کر دیتی ہیں، گناہ اور ان چیزوں میں دل نہ لگاؤ جو ذہن اور دماغ پر پردہ ڈال دیتی ہیں یعنی نفس کو مائل کرنے والی دنیا کی لذتیں اور آسائشیں (مظاہر حق جدید ص:۳۰۳ / ج:۱)۔ کہتے ہیں کہ بھول جانے سے بڑھ کر نقصان کی کوئی تلافی نہیں۔

عَلِيُّ بْنُ حَشْرَمٍ يَقُوْلُ: شَكَوْتُ إِلٰى وَكِيْعٍ قِلَّةَ الْحِفْظِ فَقَالَ: إِسْتَعِنْ عَلَى الْحِفْظِ بِقِلَّةِ الذُّنُوْبِ (شعب الایمان للبیہقی رقم:۱۷۳۴ / ۲: ص:۲۷۲ / باب فی طلب العلم فضل فی فضل العلم ونشرہ) علی بن حشرم کہتے ہیں: میں نے وکیعؒ کی خدمت میں حافظہ کی کمی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: حافظہ کیلئے آپ مدد طلب کیجئے گناہوں کی کمی

کرنے کے ساتھ۔

ترک دنیا کر نہ لذت کو چھوڑ   معصیت کو ترک کر غفلت کو چھوڑ

نفس و شیطان لاکھ درپے ہو مگر   تو نہ ہرگز ذکر و طاعت کو چھوڑ

لطیفہ: زمانۂ متقدمین میں حصولِ علم کے بعد اس کو ضائع کرنے والی یہی ایک آفت ''نسیان'' بظاہر نظر آتی تھی اور کہا جاتا تھا: ''آفَةُ الْعِلْمِ نُوْنٌ وَاحِدٌ نُوْنُ النِّسْيَانِ'' لیکن جب قویٰ کمزور ہوگئے اور علم کی طلب پہلے جیسی باقی نہ رہی تو ہمارے اساتذہ نے ہمیں دیکھ کر ایک نون کا اور اضافہ کیا ''آفَةُ الْعِلْمِ نُوْنَانِ النَّوْمُ وَالنِّسْيَانُ'' لیکن اب ہم اپنے طلباء کو دیکھتے ہیں تو ایک نون کا اور اضافہ ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ''آفَةُ الْعِلْمِ ثَلَاثُ نُوْنَاتٍ، النَّوْمُ وَالنِّسْيَانُ وَالنَّيْتُ (نیٹ)''۔

ترکیب: آفة مضاف، العلم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، النسیان خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) اَلْجَهْلُ مَوْتُ الْأَحْيَاءِ: جہالت زندوں کی موت ہے۔

حل لغات: الْجَهْلُ: ناواقفیت، بےعلمی، جَهِلَ يَجْهَلُ جَهْلًا (س) جاہل ہونا، ناواقف ہونا، ان پڑھ ہونا (س)، اس کی صفت جاہل آتی ہے جمع جُهَلَاءُ، جُهَّالٌ، جُهَلٌ۔

مَوْتٌ: ختم، مرگ، مجازاً خرابی، حیاۃ کی ضد ہے، مَاتَ يَمُوْتُ مَوْتًا (ن) مرنا، ختم ہونا موت کی جمع أَمْوَاتٌ۔ الْأَحْيَاءُ: حَيٌّ کی جمع ہے بمعنی زندہ، حَيِيَ يَحْيٰ حَيَاةً (س) زندہ رہنا۔

مطلب: جاہل چلتی پھرتی لاش ہے، جہالت اسے لے ڈوبتی ہے، اس جہالت کی بنا پر ہی وہ بار بار مرنے کی سی کیفیات سے گزرتا ہے، جس طرح مردے بےبس ہوتے ہیں اسی طرح جاہل اور ان پڑھ آدمی بھی بےبس اور بہت سے کاموں سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہوجاتا ہے اور جہالت کی وجہ سے اس کو جگہ جگہ پریشانی ہوتی ہے۔

ہندی کہاوت ہے: لاعلمی تکالیف کا علاج نہیں، دوسری کہاوت ہے: قانون کے نہ جاننے کا بہانہ کرکے

کوئی بری نہیں ہوسکتا۔

یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے اور اس طرح بھی منقول ہے **اَلْجَھْلُ مَوْتٌ** (عیون الحکم والمواعظ رقم ۵۴ ۷ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۱ر التمثیل والمحاضرۃ رص:۴۳۸)۔

وَفِی الْجَھْلِ قَبْلَ الْمَوْتِ مَوْتٌ لِأَھْلِہٖ	وَأَجْسَادُھُمْ قَبْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرُ
وَإِنَّ امْرَءًا لَمْ یَحْیَ بِالْعِلْمِ مَیِّتٌ	وَلَیْسَ لَہٗ حَتَّی النُّشُوْرِ نُشُوْرُ

(دیوان علیؓ قافیۃ الراء رص:۴۸)

جہالت میں موت سے قبل جاہل کیلئے موت ہے	ان کے جسم قبروں میں جانے سے پہلے ہی قبر بن جاتے ہیں
بے شک جو شخص علم کی حیات سے زندہ نہیں ہوا وہ مردہ دل ہے	قیامت تک اس کے لئے اٹھنا (یعنی زندہ ہونا) ناممکن ہے
میں یہ سمجھا کہ جہالت کا ہے چھپر سر پر	شیخ چھجو کی ہے دستار کا چھجا ایسا

(دیوانِ عنایت وسفلی)

ترکیب: الجھل مبتدا، موت مضاف، الاحیاء مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) **اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِمَا جَھِلُوا**: لوگ دشمن ہیں اس چیز کے جس سے ناواقف ہیں۔

حل لغات: أَعْدَاءٌ: عَدُوٌّ کی جمع ہے بمعنی دشمن، عَدٰی یَعْدُوْ عُدُوًّا (ن،س) بغض رکھنا، دشمنی کرنا۔ جھلوا مثل نمبر۳ر کے تحت گزر چکا۔

مطلب: یہ حضرت ذوالنون مصریؒ کا مقولہ ہے پورا مقولہ اس طرح ہے: **أَلنَّاسُ أَعْدَاءٌ مَاجَھِلُوا، وَحُسَّادُ مَامُنِعُوْا، مَنْ جَھِلَ قَدْرُہٗ ھَتَکَ سِتْرُہٗ** (کشف الخفاء رقم:۲۸۴۵ رحلیۃ الاولیاء رص:۲۴۲ ر ج:۱۰ ر یوسف الرازی) لوگ اس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جس سے وہ ناواقف ہوں، اور اس چیز کے حاسد ہوتے ہیں جس سے ان کو روکا جائے، جو شخص اپنی قدر سے ناواقف رہا اس کا عیب ظاہر ہوجاتا ہے۔ یہ قول حضرت علیؓ کی طرف بھی منسوب ہے (نہج البلاغۃ ررقم:۱۵۸ رص:۴۴ ۷ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۱ر التمثیل والمحاضرۃ رص:۲۹) جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: **وَاِذْلَمْ یَھْتَدُوْا بِہٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ ھٰذَآ اِفْکٌ قَدِیْمٌ** (سورۂ احقاف آیت ۱۱) اور جب وہ راہ پر نہیں آئے اس کے بتلانے سے تو اب یہ کہیں

گے یہ جھوٹ ہے بہت پرانا۔

مطلب یہ ہے کہ انسان جس علم وفن سے واقف ہوتا ہے اسے بڑی اہمیت دیتا ہے اور جس علم سے عاری ہوتا ہے اسے غیر اہم قرار دے کر اس کی تنقیص و مذمت کرتا ہے وجہ یہ ہے کہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ جس محفل میں اس علم وفن پر گفتگو ہوتی ہے اسے نا قابل اعتنا سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس سے وہ ایک طرح کی سبکی محسوس کرتا ہے اور یہ سبکی اس کے لئے اذیت کا باعث ہوتی ہے اور انسان جس چیز سے بھی اذیت محسوس کرے اس سے طبعاً نفرت کرے گا اور اس سے بغض وعداوت رکھے گا۔

یہ انسان کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ ناواقف چیزوں کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اگر کوئی اس طرف توجہ دلاتا بھی ہے تو وہ اس پر گراں گزرتی ہے اور وہ توجہ دلانے والے کو بھی دشمن سمجھتا ہے، انسان کو چاہئے کہ حقیقت کو پہچانے اور اپنی جہالت دور کرے، حقیقت جانے بغیر کسی کے بارے میں رائے قائم کر لینا درست نہیں بلکہ نادانی اور بیوقوفی کی علامت ہے۔

کہتے ہیں کہ: جاہل آدمی ہر چیز کی طرف منہ پھاڑ کر دیکھتا ہے، شاعر کہتا ہے:

ے میرا تلفظ میری زبان میری جہالت میرا گمان

<u>ترکیب</u>: الناس مبتدا، اعداء صیغہ صفت، لام حرف جر، ما موصولہ، جھلوا فعل ماضی معروف صیغہ جمع مذکر غائب، ھم ضمیر اس میں فاعل، جھلوا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ماموصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اعداء صیغہ صفت کے، اعداء اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) **اَلْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ**: عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

اَلْعَاقِلُ: اسمِ فاعل کا صیغہ ہے سمجھدار، دانا، دانشمند، جمع **عُقَلَاءُ، عُقَّالٌ، عَاقِلُوْنَ، عَقَلَ يَعْقِلُ عَقْلًا** (ض) سمجھدار ہونا، باندھنا عقل کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ عقل ارتکاب مناہی سے روکتی ہے اسی سے **عِقَالٌ**

آتا ہے بمعنیٰ رسی۔

تَكْفِيْهِ: مضارع معروف کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے، **كَفٰى يَكْفِيْ كِفَايَةً** (ض) کافی ہونا۔

اَلْإِشَارَةُ: رمز، کنایہ، ایما، چشم وابرو سے یا کسی اور طرح منشا کا خفیف سا اظہار، **أَشَارَ يُشِيْرُ إِشَارَةً** (افعال) اشارہ کرنا، إِشَارَةٌ اصل میں إِشْوَارَةٌ تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، پس واؤ اصل میں متحرک تھا اب اس کا ماقبل متحرک ہوگیا واؤ کو الف سے بدل دیا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف ساقط ہوگیا پھر اس کے عوض آخر میں ۃ لے آئے اشارۃٌ ہوگیا۔

مطلب: جو شخص عقل وفہم والا ہوتا ہے اس کو زیادہ سمجھانے کی ضرورت نہیں وہ اشارہ وکنایہ ہی سے سمجھ جاتا ہے۔

یہ مقولہ اس طرح منقول ہے: **اَلْعَبْدُ يُقْرَعُ بِالْعَصَا وَالْحُرُّ تَكْفِيْهِ الْإِشَارَةُ**

(مجمع الأمثال رص: ۱۹ رج: ۲)

غلام کیلئے لکڑی سے دستک دی جاتی ہے، اور عقلمند کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔

اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْإِشَارَةُ وَالْأَحْمَقُ لَا تَنْفَعُ مَعَهُ الْعِبَارَةُ، کہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور بیوقوف کو وضاحت کے ساتھ ہونا بھی فائدہ نہیں پہونچاتا۔ ہندی کہاوت ہے: بھلے آدمی کو ایک بات، بھلے گھوڑے کو ایک چابک، نیز کہا گیا: **إِنَّ الْعَصَا قُرِعَتْ لِذِى الْحِلْمِ**، بیشک لاٹھی سنجیدہ آدمی کے لئے کھڑکھڑائی جاتی ہے (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۴۷ ارنفحۃ الادب رص: ۶۲ رمثنوی مولانا روم دفتر پنجم رص: ۳۰۷)۔

ے ہوشیار کو اک حرف نصیحت ہے کافی نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

ترکیب: العاقل مبتدا، کفٰی فعل، ہ ضمیر مفعول بہ، الاشارۃ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶) **اَلْعُجْبُ آفَةُ اللُّبِّ**: خود پسندی عقل کی آفت ہے۔

اَلْـعُجُبُ: خودپسندی، بڑائی، عَـجِـبَ يَـعْجَبُ عُجُبًا (س) تکبر کرنا، فخر کرنا، اَللُّبُّ: عقل، ہر چیز کا حاصل، مغز، ادراک، دانش لَبَّ يَلِبُّ لَبَبًا (ض، س) عقل مند ہونا اس کی جمع أَلْبَابٌ۔

مطلب: خود پسندی کہتے ہیں اپنے کمال (مثلاً علم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف منسوب کرنا، اور اس کو اپنا کارنامہ سمجھنا، اور یہ بھول جانا کہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عنایت ہے، اور اللہ واپس لینے پر بھی قادر ہے، اللہ فرماتا ہے: فَلَا تُـزَكُّوْآ اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (سورۂ نجم آیت: ۳۲) اپنے آپ کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہیں، اور خود پسندی بھی تکبر ہی کی ایک شاخ ہے فرق صرف اتنا ہے کہ تکبر میں دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں اپنے نفس کو بڑا سمجھا جاتا ہے اور خود پسندی میں دوسرے لوگوں کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے نفس کو اپنے خیال میں کامل سمجھ لینا اور حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنا حق خیال کرنا، خود پسندی اور تکبر سے آدمی تباہ ہو جاتا ہے اس لئے خود پسندی اور تکبر دونوں ہی ناجائز و ممنوع اور گناہ ہے۔

یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (عیون الحکم والمواعظ رص: ۱۸۱ رقم ۳۷۱۵ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۱ ر روضۃ العقلاء رص: ۹)۔ عن علیؓ انه قال: اَلْإِعْجَابُ آفَةُ الْأَلْبَابِ، علی بن ثابت نے کیا خوب کہا: شعر

اَلْمَالُ آفَتُهُ التَّبْذِيْرُ وَالنَّهْبُ   وَالْعِلْمُ آفَتُهُ الْإِعْجَابُ وَالْغَضَب

(جامع بیان العلم وفضلہ، فصل فی مدح التواضع، وذم العجب وطلب الریاسۃ رقم: ۹۶۶ رص: ۵۷۱)

مال کی آفت فضول خرچی اور لوٹ ماری ہے اور علم کی آفت خود پسندی اور غصہ ہے۔

کہتے ہیں کہ: خود پسندی نادانی کی دلیل ہے، غرور لیاقت کو چھپا دیتا ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد   بزندان لعنت گرفتار کرد

ترکیب: العجب مبتدا، آفۃ مضاف، اللب مضاف الیہ، اللب مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷) إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ۔ جب عقل مکمل ہو جاتی ہے تو کلام کم ہو جاتا ہے۔

إِذَا: حرف شرط بمعنی جب تَـمَّ يَتِمُّ تَمَامًا (ض) پورا ہونا۔ نَـقَـصَ يَـنْـقُـصُ نَقْصاً (ن) کم ہونا۔

الکلام: بات چیت، قول، جملہ، کَلَمَ یَکْلِمُ کِلْمًا (ض،ن) زخم لگانا، چونکہ آدمی کی بات سے بھی دوسرے کو زخم لگتا ہے اس لئے اس کو کلام کہا جاتا ہے۔

مطلب: قلت کلام عقل تمام کی دلیل اور کثرت کلام عقل خام کی دلیل ہے، بسیار گوئی پریشان خیالی کا اور پریشان خیالی عقل کی خامی کا نتیجہ ہوتی ہے اور جب انسان کی عقل کامل اور فہم پختہ ہوجاتا ہے تو اس کے ذہن وخیالات میں توازن پیدا ہوجاتا ہے اور عقل دوسرے قوائے بدنیہ کی طرح زبان پر تسلط واقتدار حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں زبان وعقل کے تقاضوں سے ہٹ کر اور بے سوچے سمجھے کھلنا گوارا نہیں کرتی اور ظاہر کے بعد جو کلام ہوگا وہ مختصر اور زوائد سے پاک ہوگا۔ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (تعلیم المتعلم ص:۶۰ رعیون الحکم والمواعظ رقم ۳۰۱۹ ص:۱۳۴ رغرر الحکم رقم:۴۰۸۳ رادب الدنیا والدین ص:۴۴۹ رنفحۃ الیمن الباب الخامس ص:۱۷۳)۔ کہتے ہیں کہ: اختصار ظرافت کی جان ہے۔ **إِذَا تَمَّ عَقْلُ الْمَرْءِ قَلَّ کَلَامُهٗ، وَأَيْقِنْ بِحُمْقِ الْمَرْءِ إِنْ كَانَ مُكْثِرًا** (تعلیم المتعلم ص:۶۰) جب آدمی کی عقل پوری ہوجاتی ہے تو اس کی باتیں کم ہوجاتی ہیں، اور اگر کوئی آدمی زیادہ باتیں بناتا ہو تو اس کی بیوقوفی کا یقین کرلو۔

؎ ٹوٹ جاتے ہیں سب الفاظ ومعانی کے طلسم بے زبانی میں عجب قوت گویائی ہے

ترکیب: اذا حرف شرط، تم فعل، العقل اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، نقص فعل، الکلام فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۸) **اَلْأَدَبُ جُنَّةٌ لِلنَّاسِ**۔ ادب لوگوں کیلئے ڈھال ہے۔

الادب: تمام علوم ومعارف، اخلاقی ملکہ، عقل مندی، خوش طبعی، مخصوص قوانین، احترام، شائستگی، تمیز، کسی بزرگی یا عظمت کا لحاظ، ہر چیز کی حد کو نگاہ میں رکھنا، پسندیدہ طریقہ، ہر شے کے مناسب احوال جس کے ذریعہ لکھنے پڑھنے اور بولنے میں آدمی غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے، ادب ایسا جامع لفظ ہے جو اسلام کی سبھی تعلیمات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اس کی جمع آدَابٌ آتی ہے أَدُبَ یَـأْدُبُ (ک) ادب والا ہونا، زیرک ودانشمند ہونا، صفت کیلئے أَدِیْبٌ آتا ہے، اس کی جمع أُدَبَاءُ آتی ہے۔

جُنَّۃٌ: پردہ، ڈھال، وہ چیز جس کے ذریعہ سے اپنے مقابل کے حملوں کو دفع کیا جاتا ہے اس کی جمع جُنُنٌ ، مَجَنٌّ ، مَجَنَّۃٌ آتی ہے، جَنَّ یَجُنُّ جَنًّا وَ جُنُوْنًا (ن) دیوانہ ہونا، پاگل ہونا، چھپانا، جس کلمہ کے مادہ میں ج ن ہوں اس میں چھپانے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں تو جُنَّۃٌ (ڈھال) کو جُنَّۃٌ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے نیچے لوگ چھپتے ہیں، اور جِنّ کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے مخفی رہتا ہے، اور جَنَانٌ بمعنیٰ قلب چونکہ وہ بھی بدن میں پوشیدہ ہوتا ہے، اور جَنِیْنٌ جو بچہ پیٹ میں مخفی ہو، اور مجنون کی عقل پر بھی پردہ ہوتا ہے، اور جنت بہشت کا باغ وہ بھی درختوں میں مخفی رہتی ہے، اور ہمارے مشاہدہ سے بھی مخفی ہے، اور جانی یعنی جنایت کرنے والا بھی لوگوں سے چھپا ہوا پھرتا ہے، قبر کو جَنِین کہتے ہیں کیونکہ اس میں مردہ پوشیدہ ہوجاتا ہے، اور جانّ ایک قسم کا سفید سانپ ہوتا ہے چونکہ وہ بھی چھپتا پھرتا ہے۔

مطلب: اس ضرب المثل میں حفاظت کے ایک زریں اصول ادب کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے جس طرح آدمی ڈھال کی وجہ سے دشمن کے حملہ سے محفوظ ہوجاتا ہے اسی طرح آدمی دوسروں کی عزت وادب کرنے کی وجہ سے بہت سی غلطیوں سے محفوظ ہوتا ہے، اور ادب کرنا اس کو ڈھال بن کر لوگوں کے شرور وفتن سے بچالیتا ہے، اور با ادب آدمی سلیقہ وسنجیدگی سے بات کر کے شر وفساد سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ (نفحۃ الادب/ص: ۸۷/ روضۃ الأدب فی تسہیل کلام العرب الباب الثانی)۔ حُلِیُّ الرِّجَالِ الْأَدَبُ، وَحُلِیُّ النِّسَاءِ الذَّهَبُ (عنوان البیان وبستان الأذہان/ص: ۲۵) کہ مردوں کا زیور ادب ہے، اور عورتوں کا زیور سونا ہے۔

کہتے ہیں کہ: علم وادب کی یادگاریں پائندہ ترین یادگاریں ہیں، نیز کہا گیا: ادب کے لباس سے آراستہ ہونا، دیبا وحریر پہننے سے ہزار درجہ بہتر ہے، نیز کہا گیا: جس میں ادب نہیں اس میں سب برائیاں ہی برائیاں ہیں۔

؎ أَدِبُوا النَّفْسَ أَيُّهَا الْأَصْحَابُ طُرُقُ الْعِشْقِ كُلُّهَا آدَابُ

اے دوستو! اپنے آپ کو آداب سکھاؤ۔ اس لئے کہ عشق کے سب طریقے ادب ہی ادب ہیں۔

ترکیب: الادب مبتدا، جنۃ شبہ فعل صیغۂ صفت، لام حرف جر، الناس مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا

جنة صیغہ صفت کے، جنة صیغہ صفت اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹) اَلْحِرْصُ مِفْتَاحُ الذُّلِّ۔ لالچ ذلت کی چابی ہے۔

الحرص : لالچ، بخل، بدنیتی حَرَصَ یَحْرِصُ حِرْصًا (ن،ض) لالچ کرنا، حرص کرنا، اس کی صفت حَرِیْصٌ، جمع حُرَصَاءُ حِرَاصٌ اور حُرَّاصٌ۔ مفتاح: چابی، اس کی جمع مَفَاتِیْحُ اسم آلہ ہے فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحًا (ف) کھولنا۔ الذُّلُّ: ذلت، رسوائی، بے عزتی ذَلَّ یَذِلُّ ذَلًّا (ض) ذلیل ہونا، بے عزت ہونا، صفت ذَلِیْلٌ اور ذُلَّالٌ، اس کی جمع أَذِلَّاءُ، أَذِلَّةٌ اور ذِلَالٌ آتی ہے۔

مطلب: لالچ کرنے کی وجہ سے آدمی ذلیل وخوار ہوجاتا ہے جس طرح کنجی سے قفل کھل جاتا ہے اسی طرح لالچ سے رسوائی کا دروازہ کھل جاتا ہے، کسی چیز میں حد درجہ دل چسپی کی وجہ سے نفس کا اس کی جانب راغب ہونا حرص اور لالچ کہلاتا ہے، قرآن میں ہے: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۂ حشر آیت:۹) جو شخص اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہے، مال ودولت کی ایسی طمع ولالچ جس کا کوئی دینی فائدہ نہ ہو، یا ایسی اچھی نیت نہ ہو جو لالچ ختم کردے نہایت ہی قبیح، گناہوں کی طرف رغبت دلانے والی اور ذلت وہلاکت میں ڈالنے والی بیماری ہے، مال ودولت کے لالچ میں پھنسنے والا شخص ناکام ونامراد اور جوان کے مکروہ جال سے بچ گیا وہی کامیاب وکامران ہے، کہتے ہیں کہ: لالچ حق کی پہچان سے اندھا کردیتی ہے۔ (روضة الأدب ص:۱۱۸/نفحة الیمن الباب الخامس ص:۱۷۵/عنوان البیان وبستان الأذہان ص:۲۰)۔ کہتے ہیں کہ: جو ہر بات میں لالچ کرتا ہے وہ جلدی نقصان اٹھاتا ہے، نیز کہا گیا: جس طرح شبنم سے کنواں نہیں بھر سکتا اسی طرح حریصوں کی آنکھ کا کاسہ نعمت دنیا سے نہیں بھر سکتا۔

اے مخزن معنی کبھی لالچ میں نہ آنا — پس خردہ اموات نہ ہونٹوں سے لگانا

(شاد عظیم آبادی)

<u>ترکیب</u>: الحرص مبتدا، مفتاح مضاف، الذل مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰) اَلْقَنَاعَةُ مِفْتَاحُ الرَّاحَةِ۔قناعت راحت کی کنجی ہے۔

اَلْقَنَاعَةُ :جس قدر حصہ میں آئے اس پر راضی رہنا، قَنِعَ يَقْنَعُ قَنْعًا وَقَنَاعَةً (ف،س)تھوڑے پر صبر کرنا، اکتفا کرنا، قائل ہونا، مطمئن ہونا، ماننا، قناعت کرنا، رَاحَ يَرُوْحُ رَوَاحًا وَرَاحاً وَرَوَاحَةً وَرِيَاحَةً (ن) کسی کام کیلئے خوشی کے ساتھ متوجہ ہونا، مزید میں أَرَاحَ يُرِيْحُ إِرَاحَةً (افعال) آرام پہونچانا، آرام دینا، فرحت بخشنا، سکون پہونچانا، رَاحَةٌ کی جمع رَاحَاتٌ۔

مطلب: قناعت وصبر کی وجہ سے آدمی کو راحت وسکون حاصل ہوتا ہے اور لالچی آدمی کبھی سیراب نہیں ہوتا، قناعت کا مطلب یہ ہے کہ جو مل جائے اسی پر راضی رہنا اور اس سے اپنی قسمت سنوارنا، یہ ایک ایسی عمدہ اور نیک صفت ہے جس کے ذریعہ انسان انتہائی مشکل اور کٹھن حالات میں بھی گزارہ کرکے اپنے پروردگار کا قرب حاصل کرکے خوش وخرم زندگی گزار سکتا ہے۔ شعر

گھٹانے سے نہیں گھٹتا قناعت مال ہے ایسا ہے رونق اس سے گودڑ کی چھپا یہ لال ہے ایسا

(مولانا ظفر علی خاں)

(روضۃ الأدب رص:۱۸۸ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۵ رعنوان البیان وبستان الأذہان رص:۲۰)۔ کہتے ہیں کہ: قناعت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔

قناعت تونگر کند مرد را خبر کن حریص جہانگرد را

(بوستاں باب ششم درقناعت رص:۱۵۷)

قناعت انسان کو مالدار بنادیتی ہے، دنیا کے چکر کاٹنے والے لالچی کو بتادے، نیز کہا گیا: ثَمَرَةُ الْقَنَاعَةِ الرَّاحَةُ، وَثَمَرَةُ التَّوَاضُعِ الْمَحَبَّةُ (محاضرۃ الأدباء رج:۲ رص:۱۸۰)۔کہ قناعت کا پھل راحت ہے، اور تواضع کا پھل محبت ہے۔

ترکیب:القناعۃ مبتدا، مفتاح مضاف، الراحۃ مضاف الیہ، مفتاح مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱)الصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ۔صبر کشادگی کی چابی ہے۔

الصَّبْرُ : برداشت تحمل، صَبَرَ یَصْبِرُ صَبْرًا(ض) برداشت کرنا،صبر کرنا۔ فرج : بفتحتین کشادگی فَرَجَ یَفْرِجُ فَرْجًا(ض) کھولنا، کشادہ کرنا۔

مطلب: صبر کی وجہ سے مشکل ودشوار کام آسان ہوجاتے ہیں اور راحت وسکون حاصل ہوتا ہے۔عربی زبان میں صبر کے معنیٰ برداشت سے کام لینے، خودکو کسی بات سے روکنے اور باز رکھنے کے ہیں، جبکہ شکر کے معانی احسان مندی جذبہ سپاس گزاری کے ہیں، شریعت میں صبر کا مفہوم یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کو عقل پر غالب نہ آنے دیا جائے صبر کے عمل میں ارادے کی مضبوطی اور عزم کی پختگی ضروری ہے (مجمع الامثال ر ص:۴۱۸)۔

اس حدیث کو امام دیلمیؒ نے حضرت حسین بن علی سے بغیر سند کے مرفوع نقل کی ہے:اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ وَالزُّهْدُ غِنَى الأَبَدِ (فردوس الخطاب للدیلمی رقم ۳۸۴۴) کہ صبر کشادگی کی کنجی ہے اور زہدو پرہیز گاری ہمیشہ کی مالداری ہے۔وقال السیوطیؒ: ذكره الديلمي بلا اسناد عن السيد الحسين عن علی مرفوعا (الدر رالمنتثرة رقم:۲۸۱) اگر چہ سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس کا مطلب صحیح ہے، اس کی تائید دیگر احادیث سے ہوتی ہے، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْتِظَارُ الْفَرَجِ بِالصَّبْرِ عِبَادَةٌ (مسند الشهاب للقضاعی، رقم:۴۶ رج:۱ر ص:۶۲ رالمقاصد الحسنة ،رقم:۶۱۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: صبر کے ساتھ کشادگی کا انتظار کرنا عبادت ہے۔احمد بن یحییٰ فرماتے ہیں: مِفْتَاحُ بَابِ الْفَرَجِ الصَّبْرُ كُلُّ عُسْرٍ مَعَهُ يُسْرُ (ابن ابی الدنیا ر ص:۶۱ رالفرج بعد الشدة، رقم:۹۸) کشادگی کے دروازہ کی چابی صبر ہے، ہر تنگی کے بعد آسانی ہے۔

اس طرح بھی منقول ہے:اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الدَّرْكِ کہ صبر حصول حاجت کی چابی ہے (ادب الدنیا والدین ر ص:۴۶۷)۔کہتے ہیں کہ:صبر کی طاقت حدِ اندازہ سے باہر ہے۔

پورا مقولہ اس طرح ہے:اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ،وَالْعُجْلَةُ مِفْتَاحُ النَّدَامَةِ (أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال

العرب/ص:٦١)صبر کشادگی کی کنجی ہے اور جلد بازی شرمندگی کی کنجی ہے۔

؎ منشیں ترش از گردش ایام کہ صبر   تلخ است، ولیکن برِ شیریں دارد

(گلستاں باب اول/ص:۴۲)

گردشِ ایام سے منہ بنا کر مت بیٹھ اسلئے صبر کڑوا ہے لیکن پھل میٹھا رکھتا ہے۔

اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ مَایُرَجّٰی   وَکُلُّ خَیْرٍ بِهٖ یَکُوْنُ

فَاصْبِرْ وَإِنْ طَالَتِ اللَّیَالِیُ   فَرُبَّمَا طَاوَعَ الْحَزُوْنُ

(دیوان علی بن ابی طالبؓ قافیۃ النون/ص:۱۹۴)

صبر ہر امید کی چابی ہے اسی کے ذریعہ ہر بھلائی ہوسکتی ہے، صبر اختیار کر اگرچہ تکلیف کی رات کتنی ہی طویل ہوجائے، اس لئے کہ کبھی اڑنے والا گھوڑا بھی مطیع ہوجاتا ہے۔

ترکیب: الصبر مبتدا، مفتاح مضاف، الفرج مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲) اَلنَّقْدُ خَیْرٌ مِنَ النَّسِیْئَةِ۔ نقد ادھار سے بہتر ہے۔

النقد: جو فوراً ادا کیا جائے، نقد ادھار کی ضد ہے اس کی جمع نُقُوْدٌ و نِقَادٌ، سونے چاندی کو بھی کہتے ہیں، نَقَدَ یَنْقُدُ نَقْدًا (ن) نقد ادا کرنا۔ خَیْرٌ: بہتر، زیادہ اچھا، نیکی، مال جمع أَخْیَارٌ وَخُیُوْرٌ وَخِیَارَةٌ یہ اسم تفضیل کا مخفف ہے اصل میں أَخْیَرُ تھا أَفْضَلُ کے وزن پر یاء مفتوح اس کا ماقبل حرف صحیح ساکن تو یا کی حرکت کو نقل کر کے ماقبل کو دیدی، تخفیف کیلئے ہمزۂ وصل کو ضرورت نہ ہونے کے سبب حذف کردیا خیرٌ ہوگیا خَارَ یَخِیْرُ خَیْرَةً وخِیَرَةً وخِیَرًا (ض) فضیلت دینا، اچھا اور بھلا ہونا، مالدار ہونا، ضرورت نہ ہونا، صاحب خیر ہونا، کہا جاتا ہے بِلَالٌ خَیْرُ النَّاسِ وَابْنُ الْأَخْیَرِ، اَلنَّسِیئة: ادھار، تاخیر نَسَأَ یَنْسَأُ نَسْأً ومَنْسَأَةً (ف) مؤخر کرنا۔

مطلب: اس مثل میں نقد کی اہمیت اور ادھار کی مضرت بیان کی گئی ہے، آپس کی محبت وقرابت کی رعایت بہت اہم ہے، اسے ادھار کی دھار سے کاٹنا صحیح نہیں، آدمی اپنے اوپر تنگی برداشت کرلے، ضروریات کو ادھر ادھر کرلے

مگرادھاراورقرض کا کوئی معاملہ نہ کرے، ادھار دینے والا اور لینے والا دونوں ہی مصیبت سے دوچار ہوتے ہیں، ادھار دینا جتنا آسان ہے اس کا وصول کرنا اتنا ہی مشکل ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات ناممکن ہوجاتا ہے یا لڑ جھگڑ کر بے حیثیت ٹکڑوں میں واپس آتا ہے، اوراگر مجبوری میں ادھار کالین دین کرے تو شرعی امور کالحاظ کرے، کہا گیا ہے: کہ ادھار میں اپنے ہی پیسے بھکاری بن کر مانگنے پڑتے ہیں، اورادھار لینے والا سیٹھ بن کرتاریخ پرتاریخ دیتا ہے (تفسیر ابن قیم سورۂ حدید آیت: ۱۴/احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغرور/ص: ۱۲۹۸/روضۃ الأدب/ص: ۱۱۸)۔ کہتے ہیں کہ: لمبے ادھار سے کم منافع بہتر ہے۔شاعر کہتا ہے

رکھواس مقولہ پہ دارومدار ؎ کہ نونقد اچھے نہ تیرہ ادھار

ترکیب: النقد مبتدا، خیر شبہ فعل، من حرف جر، النسیئۃ مجرور، جارمجرور سے مل کر متعلق ہوا خیر صیغۂ صفت کے، خیر صیغۂ صفت اپنے متعلق سے مل کرخبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳) اَلْجَاهِلُ يَرْضٰى عَنْ نَفْسِهٖ۔ جاہل اپنے آپ سے خوش ہوتا ہے۔

الجاهل: اسم فاعل کا صیغہ، جَهِلَ يَجْهَلُ جَهْلًا وَجَهَالَةً (س) ناواقف ہونا، اس کی جمع جُهَلَاءُ، يرضٰى: رَضِيَ يَرْضٰى رِضًا وَرِضَاءً (س) راضی ہونا، پسند کرنا، خوش ہونا، اصل میں يَرْضَوُ تھا يَسْمَعُ کے وزن پر، واؤ اصل میں تیسری جگہ میں تھا چوتھی جگہ میں واقع ہوگیا واؤ کی حرکت ماقبل کے مخالف ہے لہذا واؤ کو یا کیا گیا اب قاعدہ پایا گیا یا متحرک ماقبل مفتوح، یا کو الف سے بدل دیا يَرْضٰى ہوگیا۔ نَفْسٌ: بسکون فا عین شيئ، خود، شخص، ذات، جمع نُفُوسٌ، أَنْفُسٌ اور نَفَسٌ بفتح فا بمعنیٰ سانس اس کی جمع أَنْفَاسٌ۔

مطلب: ناواقف، کم عقل، بیوقوف شخص اپنی ہر چیز سے خوش ہوتا رہتا ہے، یہ اس کی کم علمی کی علامت ہے اس کو اپنی ہر چیز پسند ہوتی ہے (روضۃ الأدب/ص: ۱۱۸) یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے: كَفٰى بِالْمَرْءِ جَهْلًا أَنْ يَّرْضٰى عَنْ نَفْسِهٖ (غرر الحکم، رقم: ۷۰۶۵) انسان کی جہالت کیلئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے آپ سے راضی رہے۔ کہتے ہیں کہ: جاہل عموما خوش اعتقاد ہوتا ہے، اوراپنے نفس سے راضی اور خوش رہنا بہت بڑی جہالت اوراپنے آپ کو بڑا سمجھنا نہایت بھاری عیب اور نقصان ہے۔

جاہل کو اگر جہل کا انعام دیا جائے اس حادثۂ وقت کو کیا نام دیا جائے

(محسن بھوپالی)

مان میرے قول کو تو جاہلوں سے کر گریز دوستی جاہل کی کر دیتی ہے عاقل کو برباد

صحبت ناجنس کا انجام ہے ہوتا یہی لفظ جاہل سے تجھے کرے گی خلق یاد

ترکیب: الجاهل مبتدا، یرضی فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، عن حرف جر، نفس مضاف، ہٖ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا عن حرف جر کا، جر مجرور سے مل کر متعلق ہوا یرضٰی فعل کے، یرضٰی فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، متبدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۴) اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ۔ نیک بخت وہ ہے جو اپنے علاوہ سے نصیحت حاصل کرے۔

السعید: نیک بخت، خوش قسمت، سَعِدَ یَسْعَدُ سَعَادَةً (س) نیک بخت ہونا، خوش قسمت ہونا، جمع سُعَدَاءُ۔ وُعِظَ: ماضی مجہول کے واحد غائب کا صیغہ ہے وَعَظَ یَعِظُ وَعْظاً عِظَةً (ض) نصیحت کرنا۔ غیر: دوسرا، سوا، ج أَغْيَارٌ۔

مطلب: خوش قسمت ہے وہ انسان جو دوسروں کے کاموں کو دیکھ کر عبرت پکڑے اور ان کی اچھائیوں کو اختیار کرے اور برے کاموں کو چھوڑ دے، اور دوسرے کے عیوب کو دیکھ کر اپنی اصلاح کرے (صحیح مسلم کتاب القدر ۳۶۴۵/عن ابن مسعود موقوفاً، ابن ماجہ رقم ۴۶/ابواب السنۃ/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص: ۱۷۱/فیض القدیر شرح الجامع الصغیر رقم ۴۸۰۹/ الدرر المنتثرۃ رقم ۲۵۳) یہ حدیث کا ٹکڑا ہے مکمل حدیث اس طرح ہے:

عن عبداللہ بن مسعودؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إِنَّمَاهُمَا إِثْنَتَانِ الْكَلَامُ وَالْهُدٰى، فَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَأَحْسَنُ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ، أَلَا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ شَرًّا لْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلَا لَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْأَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ، أَلَا إِنَّ مَاهُوَ آتٍ قَرِيْبٌ وَإِنَّمَا الْبَعِيْدُ مَالَيْسَ بِآتٍ، أَلَا إِنَّمَا الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ، وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ، أَلَا إِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ، وَلَا يَحِلُ لِمُسْلِمٍ

أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاثٍ، أَلَا وَإِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ، فَإِنَّ الْكِذْبَ لَا يَصْلُحُ بِالْجِدِّ وَلَا بِالْهَزْلِ، وَلَا يَعِدِ الرَّجُلَ صَبِيَّهُ ثُمَّ لَا يَفِي لَهُ، فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ: صَدَقَ وَبَرَّ، وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ، كَذَبَ وَفَجَرَ، أَلَا وَإِنَّ الْعَبْدَ يَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا (سنن ابن ماجہ رقم ۴۶ رکتاب السنۃ)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں ہیں ایک کلام اور دوسرا طریقہ، پس سب سے بہتر کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، خبردار نئی نئی باتوں سے بچنا کیونکہ بدترین کام دین میں نئی نئی چیزیں پیدا کرنا ہے جبکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، دھیان رکھنا کہ طویل، طویل امیدیں باندھنے میں نہ لگ جانا مبادا تمہارے دل سخت ہو جائیں، خبردار وہ آنے والی (موت) قریب ہے دور تو وہ چیز ہے جو پیش آنے والی نہیں ہے، آگاہ رہو بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بدبخت ہو گیا، اور خوش بخت وہ شخص ہے جو اپنے غیر سے نصیحت حاصل کرے، خبردار مؤمن مسلمان کے ساتھ قتال کفر ہے، اور اس کو گالی دینا فسق ہے، کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے، آگاہ رہو اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ، کیونکہ جھوٹ نہ سنجیدگی کی حالت میں جائز ہے نہ ہنسی مذاق میں، کوئی شخص اپنے بچے سے ایسا وعدہ نہ کرے کہ پھر اسے پورا نہ کرے کیونکہ جھوٹ نافرمانی تک لے جاتا ہے، اور نافرمانی جہنم تک لے جاتی ہے، اور سچ نیکی تک لے جاتا ہے، اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے، اور سچے شخص کیلئے کہا جاتا ہے: کہ اس نے سچ کہا اور اس نے بھلائی کی، جبکہ جھوٹے کیلئے کہا جاتا ہے: کہ اس نے جھوٹ بولا اور نافرمانی کی، خبردار بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آدمی دوسروں کو دیکھ کر سدھر جائے، مومن عبرت حاصل کرے تو یہ عبادت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ لوگوں کے واقعات واحوال قرآن کریم میں بیان کر کے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ ایسے لوگوں کی مدح سرائی فرمائی جبکہ عبرت نہ پکڑنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا گیا، مومن کیلئے ہر چیز سبق آموز ہوتی ہے حتیٰ کہ بیماری بھی اسے نصیحت کرتی ہے، دوسروں سے نصیحت

حاصل کرنے کا عمل انسان کو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے اور تباہی سے نجات دلاتا ہے، عبرت وموعظت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حالیہ یا ماضی کی اندوہناک صورتحال کو دیکھ کر ان کے نقصان دہ اسباب سے بچتے ہوئے بہتری کی جانب بڑھنا، یا پھر صالحین کی سیرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملنے والے انعامات کو دیکھ کر ان کے طور طریقہ کو اپنی عملی زندگی میں جگہ دینے کا نام عبرت ونصیحت حاصل کرنا ہے، یا پھر مخلوقات کی ماہیت، پر اسرار رازوں اور صفات کو معلوم کر کے انہیں ایک خالق کی بندگی پر کاربند رہنے کا نام عبرت ونصیحت حاصل کرنا ہے تو نصیحت وعبرت حاصل کرنے والا ہی نیک بخت وکامیاب ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ دوسروں سے سبق آموزی اور عبرت حاصل کرنا روشن ذہنوں کا خاصہ ہے۔

سعادت مند تو اس کو کہیں گے چلن جو حال سے غیروں کے سیکھے
کسی کے دیکھ کر اطوار اچھے کرے اس کی طرح کردار اچھے
صلاح کار دیکھے نیک ہوجائے برائی گر نظر آئے ادب پائے

<u>ترکیب</u>: السعید مبتدا، من موصول، وعظ فعل ماضی مجہول اسمیں ھو ضمیر نائب فاعل، باحرف جر، غیر مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا بــــا حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا وعظ فعل کے، وعظ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۵) <u>اَلنَّا سُ بِاللِّبَاسِ</u>۔ لوگ لباس سے پہچانے جاتے ہیں۔

لباس: ملبوس کے معنیٰ میں، جس کو پہنا جائے، جمع لُبُسٌ، أَلْبِسَةٌ لَبِسَ يَلْبَسُ لُبْسًا (س) کپڑا پہنانا۔

مطلب: ہر علاقہ وہر قوم ومحکمہ کا مخصوص لباس ہوتا ہے جو دوسروں سے عام طور سے مختلف ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ فلاں علاقہ یا قوم ومحکمہ کا آدمی ہے، اور عمدہ وبہترین لباس خوش حالی اور تہذیب کی علامت ہے، میلے کچیلے اور چھوٹے کپڑے پہننا تنگدستی اور جہالت کی نشانی ہے، لیکن یہ قاعدہ کلیہ اور قطعیہ نہیں بلکہ اکثریہ واغلبیہ ہے چونکہ بعض لوگ اس کے برخلاف بھی لباس پہن لیتے ہیں (لیس بحدیث، المصنوع

فی معرفة احادیث الموضوع رقم ۳۷۵/روضۃ الأدب/ص:۱۱۸)۔ ہندی کہاوت ہے: جیسا دیس ویسا بھیس۔

دنیا میں ہر شخص کی پہچان کا ہے معیار — مؤمن کی ہے پہچان کہ ہو صاحب کردار

ترکیب: الناس مبتدا، با حرف جر، اللباس مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یعرفون فعل محذوف کے، یعرفو ن میں ھم ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۶) اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر ہوتے ہیں۔

دین: بالکسر، سیرت، عادت، طریقہ، حالت، مذہب، ملت، اس کی جمع أَدْیَانٌ آتی ہے، دَانَ یَدِیْنُ دِیْنًا (ض) دین اختیار کرنا، فرمانبرداری کرنا اور دَیْنٌ بالفتح قرض کو کہتے ہیں۔ مُلُوْکٌ: مَلِکٌ کی جمع ہے بکسر لام بادشاہ، صاحب اقتدار یہ اسماء حسنٰی میں سے ہے مَلَکَ یَمْلِکُ مَلْکًا وَمِلْکًا ومُلْکًا ومَلَکَۃً (ض) مالک ہونا، غالب ہونا اور مُلْکٌ بضم میم وطن، دیش جمع مَمَالِکُ اور بفتح میم ولام مَلَکٌ فرشتہ اس کی جمع مَلَائِکَۃٌ اور مِلْکٌ بکسر میم وسکون لام مملوک چیز اس کی جمع أَمْلَاکٌ۔

مطلب: لوگ اپنے بادشاہوں، بڑوں، راہ نماؤں دوستوں کے طور طریقہ عادات واخلاق اختیار کرتے ہیں، نیز بادشاہ کی خواہشات کی طرف مائل ہوتے ہیں، علوم وآداب میں سے جس کی طرف بھی بادشاہ راغب ہوگا لوگ بھی اسی طرف راغب ہوں گے، حضرت عمر فاروقؓ کا قول اسی مثل کے مشابہ ہے: اَلنَّاسُ بِزَمَانِھِمْ أَشْبَہُ مِنْھُمْ بِآبَائِھِمْ کہ لوگ اپنے زمانہ کے لحاظ سے اپنے آباء واجداد سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں (کشف الخفا رقم ۲۷۸۸) یہ بھی کہا جاتا ہے: کہ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (موضوعات کبیر رقم ۹۹۱)۔

حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں ولید بن عبد الملک کے ترجمہ کے تحت بڑی عمدہ بات لکھی ہے جس سے روایت مذکورہ ''الناس علی دین ملوکھم'' کے مضمون کی بہت ہی جلی اور واضح مثال سامنے آتی ہے، لکھتے ہیں کہ بادشاہ اگر شرابی، لوطی، بخیل وحریص ہوگا تو قوم بھی ویسی ہی ہوگی، اور اگر بادشاہ شریف، سخی، بہادر ہوگا تو قوم کا بھی یہی حال ہوگا، ولید بن عبد الملک کا سارا منصوبہ عمارتوں سے متعلق ہوا کرتا تھا، تو اس کے دور میں لوگ بھی اسی

خیال میں مشغول تھے، کہ آپس کی ملاقاتوں میں پوچھتے تم نے کتنی عمارت کھڑی کی پھر اسکے بھائی سلیمان کی ساری سوچ عورتوں کے اردگرد گھومتی رہتی تو اس کے عوام کا بھی یہی حال رہا کہ لوگ یہی مذاکرے کرتے کہ تمہارے پاس کتنی بیویاں ہیں؟ کتنی لونڈیاں ہیں، اور جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا مبارک دور آیا تو وہ چونکہ تلاوت قرآن، نماز اور عبادت میں مستغرق رہتے تھے تو ان کے زمانے میں لوگ آپس کی ملاقاتوں میں ایک دوسرے سے یہ سوال کرتے کہ تم نے آج کتنی تلاوت کی؟ کتنے وظیفے کیئے؟ گزشتہ رات کتنی نفلیں پڑھیں؟ بادشاہ وحاکم کیلئے ضروری ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے طریقے پر ہو اور اقوال وافعال میں ان کی پیروی کرے (المستطرف رص:۱۵۶ر الباب التاسع عشر فی العدل والإحسان والإنصاف وغیر ذلک) حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ جس مزاج کا ہوگا لوگوں میں وہی مزاج پیدا ہوگا، یہ بات چند لوگوں کی حد تک تو درست ہے لیکن عمومی نہیں (البدایہ والنہایہ رص:۱۶۱رج:۹رتنبیہات دوم ۳۸) الغرض روایت مذکورہ کا مضمون تو بہت عمدہ اور مطابق واقع ہے مگر حدیث نبوی نہیں ہے (کشف الخفاء رص:۳۷۳رج:۲ررقم ۲۷۹۰رعمدۃ الاقاویل رص:۳۸۴)۔ ہندی کہاوت ہے: جیسا راجا ویسی پرجا۔

رہبرِ کامل کے ہاتھوں میں عنانِ قوم ہو — روز افزوں مجمع دانشورانِ قوم ہو

(صفی لکھنوی)

<u>ترکیب</u>: الناس مبتدا، علیٰ حرف جر، دین مضاف، ملوک مضاف الیہ مضاف، ملوک مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا دین مضاف کا، دین مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا علیٰ حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا قائمون شبہ فعل محذوف کے، قائمون شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۷) <u>اَلْقَرْضُ مِقْرَاضُ الْمَحَبَّةِ</u>۔ قرض محبت کی قینچی ہے۔

قرض: ادھار، وہ مال جو غیر کو اس شرط پر دیدیا جائے کہ وہ ایک زمانہ کے بعد واپس کردے، قَرَضَ یَقْرِضُ قَرْضًا (ض) کسی کو بدلہ دینا، کاٹنا، قرض دینا، مِقْرَاضٌ کاٹنے کا آلہ جمع مَقَارِیْضُ، مَحَبَّةٌ: دوستی، کسی چیز کی طرف طبیعت کا میلان، حَبَّ یَحِبُّ حُبًّا وَحِبًّا (ض) بفتح میم محبت کرنا، رغبت کرنا۔

مطلب: جس طرح قینچی سے چیزیں کٹ جاتی ہیں اسی طرح قرض لینے سے دلوں کی محبت اور پیار ختم ہو جاتا ہے، یہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن جامیؒ کا قول ہے، بلاضرورت قرض لینا ناپسندیدہ عمل ہے، اگر فضول رسم ورواج کیلئے لیا جائے تو اور زیادہ برا ہے، اگر سودی قرض لیا جائے تو ناجائز وحرام ہے، مقروض ہونے سے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، قرض رات کا غم اور دن کی ذلت ہے، قرض بہت سے گناہوں کی جڑ ہے، مثلاً مقروض قرض خواہ کے تقاضے کے وقت جھوٹ بھی بولتے ہیں، کہ گھر میں چھپ کر کہلوا دیتے ہیں کہ صاحب گھر پر نہیں ہیں، اور اگر پکڑ لئے گئے تو کہد یا ہمارا مال آنے والا ہے جلدی دیں گے، وعدہ خلافی بھی کرتے ہیں کہ کل لے جانا مگر دیتے نہیں جس کی وجہ سے مقروض وقرض خواہ دونوں ہی کو پریشانی ہوتی ہے، پھر اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ دونوں سے محبت نکل جاتی ہے اور آپس میں رنج وعداوت پیدا ہو جاتی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے بہت زیادہ پناہ مانگتے تھے، آپ ﷺ نے اس کی وجہ یہ ارشاد فرمائی: **إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ** (صحیح البخاری کتاب الأذان باب الدعاء قبل السلام رقم: ۸۳۲) کہ آدمی جب مقروض ہوتا ہے بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے، آدمی صرف سخت مجبوری میں قرض لے اور ادا کرنے کی بھی نیت ہو، اور قرض کے معاملہ کو لکھ لے اور اس پر گواہ بھی بنا لے اور قرض دینے والا بھی خلوص وہمدردی واعانت کے ارادے سے دے تو ایسے قرض سے آپس میں محبت والفت بھی بڑھتی ہے اور قرض لینے والا احسان منداور دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ پورا شعر اس طرح ہے:

مده یک جبه مستان نیم حبه   فإن القرض مقراض المحبه

مت دے ایک کرتا بھی (قرض) اور مت لے آدھا دانہ بھی (قرض) اس لئے کہ قرض محبت کو کاٹنے کا آلہ ہے (کتاب الأمثال والحکم ص: ۲۶۷ ج: ۱ دستور العلماء أو جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون ص: ۴۸ ج: ۳ فتح الکریم الخالق ص: ۲۲۲ باب القاف مع الراء المهملة)۔ ہندی کہاوت ہے: ادھار دیجئے دشمن کیجئے۔

قرض قینچی ہے حب والفت کی   قرض کنجی ہے بغض ونفرت کی

(مولانا محمد اسعد رامپوریؒ)

ترکیب: القرض مبتدا، مقراض مضاف، المحبة مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۱۸) اَلْأَمَانِيُّ تُعْمِيْ عُيُوْنَ الْبَصَائِرِ۔ آرزوئیں اندھا کردیتی ہیں بصیرت کی آنکھوں کو۔

أَمَانِيُّ: آرزو، امیدیں، تمنائیں، أُمْنِيَّةٌ کی جمع ہے۔

تُعمی: مضارع مجہول کے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔

أَعْمٰى يُعْمِي إِعْمَاءً اندھا کرنا (افعال) اور مجرد میں عَمِيَ يَعْمٰى عَمًى (س) اندھا ہونا اسی سے أَعْمٰى اسم تفضیل آتا ہے بمعنی نابینا جمع عُمْيٌ، عُمْيَانٌ أَعْمَاءٌ، عُمَاةٌ، تُعْمِيُ: اصل میں تُعْمِيُ تھا ضمہ یا پر ثقیل تھا ساکن کردیا، عُيُوْنٌ: عَيْنٌ کی جمع ہے اس کی جمع أَعْيَانٌ، أَعْيُنٌ بھی آتی ہے، بمعنی آنکھ، زمین سے جاری ہونے والا چشمہ، کسی چیز کی ذات، ڈھلا ہوا سکہ، لغت میں عَيْنٌ کے تقریباً سو (۱۰۰) معانی آتے ہیں، عَيِنَ يَعْيَنُ عَيَنًا وَعِيْنَةً (س) کشادہ اور خوبصورت آنکھ والا ہونا۔

البصائر: بَصِيْرَةٌ کی جمع ہے عقل، دانائی بَصُرَ يَبْصُرُ بَصَارَةً (ک) جاننا، دیکھنا۔

مطلب: آدمی کی تمام آرزوئیں اور تمنائیں پوری نہیں ہوتی آدمی ان کو پوری کرنے کی کوشش میں حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتا مطلب نکالنے میں اندھا بن جاتا ہے، یہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا قول ہے (التمثیل والمحاضرة رص: ۴۵۶ رعیون الحکم والمواعظ رقم ۴۰۳ نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۱)۔ کہتے ہیں: کہ مہلک ترین و بانفسانی خواہشات ہیں۔

ظاہری آنکھوں سے دیکھنا بصارت ہے اور دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور عبرت حاصل کرنا بصیرت ہے، اگر بصارت ایک نعمت ہے تو بصیرت اس سے بھی بڑی نعمت ہے، بصارت کا فقدان صرف ایک محرومی ہے، لیکن بصیرت کا فقدان بہت بڑی بدنصیبی ہے، جب دل باطل تمناؤں اور آرزوؤں سے بھرا پڑا ہو تو اس وقت دل تاریک ترین مکان ہوتا ہے، ایسی صورت حال میں قوۃ بصیرت ختم ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے انسان اچھے و برے کی تمیز کرنا چھوڑ دیتا ہے، اس وقت خواہشات نفسانیہ اس کی بصیرت کو اندھا بنا دیتی ہیں، حضرت امام مجاہدؒ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ عَيْنٍ أَرْبَعُ أَعْيُنٍ، يَعْنِيْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَرْبَعُ أَعْيُنٍ: عَيْنَانِ فِيْ رَأْسِهٖ لِدُنْيَاهُ، وَعَيْنَانِ فِيْ قَلْبِهٖ

لِآخِرَتِهٖ، فَإِنْ عَمِيَتْ عَيْنَا رَأْسِهٖ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَا قَلْبِهٖ فَلَمْ يَضُرُّهُ عَمَاهُ شَيْئًا، وَإِنْ أَبْصَرَتْ عَيْنَا رَأْسِهٖ وَعَمِيَتْ عَيْنَا قَلْبِهٖ فَلَمْ يَنْفَعْهُ نَظْرُهُ شَيْئًا (تفسیر قرطبی سورۂ حج آیت:۴۶ تفسیر مدارک) ہر آنکھ کیلئے چار آنکھیں ہیں، یعنی ہر انسان کی چار آنکھیں ہیں، دو آنکھیں اس کے سر میں دنیوی امور کے لئے، اور دو آنکھیں آخرت اور دینی امور کے لئے ہیں اس کے دل میں، جب سر کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں اور دل کی آنکھیں بینا ہوتی ہیں تو اس کا ظاہری آنکھوں سے اندھا ہونا کچھ نقصان نہیں دیتا، اور اگر سر کی آنکھیں بینا اور دل کی آنکھیں نابینا ہوں تو اس کا دیکھنا نفع نہیں دیتا۔

انسان کی خواہشوں کی کوئی انتہا نہیں دو گز زمیں بھی چاہئے دو گز کفن کے بعد
(کیفی اعظمی)

حلال وحرام سے کیا ہے غرض؟ یہاں تو پیٹ بھرنے کا ہے مرض

دل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور، دل کا نور نہیں
(علامہ اقبالؒ)

ترکیب: الامانی مبتدا، تعمی فعل ھی ضمیر فاعل، عیون مضاف، البصائر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے تعمی کا مفعول بہ، تعمی اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۹) اَلْحِلْمُ سَجِيَّةٌ فَاضِلَةٌ۔ بردباری بہترین عادت ہے۔

حلم: بردباری، جمع أَحْلَامٌ، حُلُوْمٌ، حَلُمَ يَحْلُمُ حِلْمًا (ک) بردبار ہونا، متحمل مزاج ہونا، سلیم الطبع ہونا، صفت حَلِيْمٌ، جمع حُلَمَاءُ، أَحْلَامٌ۔ سجية: طبیعت، عادت، جمع سَجَايَا، سَجِيَّاتٌ۔ فاضلة: فضیلت والی، عمدہ، جمع فَاضِلَاتٌ، فَوَاضِلُ، فَضِلَ يَفْضُلُ فَضْلًا (ک، س) فضیلت والا ہونا۔

مطلب: اس مثل میں حلم وبردباری کی تعریف کی گئی ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی بہت سی تکالیف وپریشانی ولڑائی جھگڑے سے بچ جاتا ہے اور اس کا مرتبہ بھی بلند ہوجاتا ہے، یعنی انسان ایسی بات کو دیکھے جو اس کے مزاج کے خلاف ہو یا کسی سے اس کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ ہو، تو اس وقت انسان انتقام کے بجائے صبر وتحمل اور

برداشت کا مظاہرہ کرے باوجودیکہ وہ سامنے والے سے بدلہ لینے پر قادر ہو اس پر اپنے غصہ کا اظہار نہ کرے تو یہ حلم ہے، یقیناً یہ بہت ہی اچھی صفت ہے، حلم و بردباری کی وجہ سے آدمی عنداللہ وعندالناس محبوب ہو جاتا ہے، اس لئے بردباری عمدہ خصلت ہے جو ہر انسان کو اپنانی چاہئے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (کنز الفوائد رص:۳۱۹ رج:۱ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۱)۔ کہتے ہیں: کہ صبر و تحمل عقل و فہم کی نشانی ہے۔

اگر علم سیکھا ہے دکھلاؤ حلم نہیں حلم گر تو ہے تلوار علم

اگر ایک جاہل سے لڑنے لگو تو ثابت یہ ہوگا کہ جاہل ہیں دو

محمد بن عبداللہ زنجیؒ نے کہا:

أَلَمْ تَرَأَنَّ الْحِلْمَ زَيْنٌ مُسَوِّدٌ لِصَاحِبِهٖ وَالْجَهْلَ لِلْمَرْءِ شَائِنٌ

فَكُنْ دَافِنًا لِلشَّرِّ بِالْخَيْرِ تَسْتَرِحْ مِنَ الْهَمِّ إِنَّ الْخَيْرَ لِلشَّرِّ دَافِنٌ

(روضۃ العقلاء رص:۱۳۸)

ترجمہ: کیا تم کو معلوم نہیں کہ بردباری زینت ہے، جو انسان کو سردار بنا دیتی ہے، اور جہالت انسان کیلئے باعث عیب ہے، برائی کو بھلائی سے دفن کرو، غم سے نجات پاؤ گے، بے شک بھلائی برائی کو دفن کرنے والی ہے۔

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

(مولانا رومیؒ)

بردباری کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ بڑی فاتح ہے

ترکیب: الحلم مبتدا، سجیۃ موصوف، فاضلۃ صفت، موصوف صفت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۰) اَلْحِمْيَةُ رَأْسُ كُلِّ دَوَاءٍ۔ پرہیز ہر دواء کی جڑ ہے۔

الحمیۃ: پرہیز، بچائی ہوئی چیز، حَمٰى يَحْمِيْ حَمْيًا وَ حِمْيَةً وحِمَايَةً (ض) روکنا، بچانا، پرہیز کرنا۔ رأس: سر، جڑ، چوٹی، جمع رُؤُسٌ، أَرَاسٍ، رُؤُسٌ، أَرْؤُسٌ۔ دواء: دارو، دوا، علاج، جمع أَدْوِيَةٌ، دَاوٰى يُدَاوِيْ مُدَاوَاةً (مفاعلۃ) علاج کرنا، دوا دینا۔

مطلب: گناہوں اور نقصان دہ چیزوں سے آدمی پرہیز کرتا رہے تو وہ صحت مند رہتا ہے اس کو دوا کی ضرورت نہیں پڑتی، گناہوں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے آدمی کی دنیا وآخرت تباہ ہو جاتی ہے، اور بدن کو نقصان دہ چیزوں سے نہ بچانے کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ رہتا ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ روحانی وجسمانی بیماریوں سے اپنے آپ کو بچائے تا کہ اس کو کسی بھی طرح کی دواء کی ضرورت نہ پڑے۔

حضرت امام سخاویؒ لکھتے ہیں کہ یہ جملہ حدیث نبوی نہیں بلکہ عرب کے ایک طبیب حارث بن کلدہ ثقفی طائفی کا قول ہے، حارث بن کلدہ علامہ ابن عبد اللہ کی تحقیق کے مطابق اسلام کے ابتدائی زمانہ میں موجود تھا مگر اس کا اسلام لانا ثابت نہیں، نبی ﷺ اس کے دواء وعلاج سے فائدہ اٹھانے کا حکم دیتے تھے (الإستیعاب فی معرفۃ الأصحاب رص:۲۸۳) اس کا پورا مقولہ اس طرح ہے: **اَلْمَعْدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ، وَالْحِمْيَةُ رَأْسُ الدَّوَاءِ، وَعَوِّدُوْا كُلَّ بَدَنٍ مَا اعْتَادَ** (تفسیر قرطبی سورۂ اعراف آیت:۳۱ رکشف الخفاء رقم ۲۳۲۰ رزاد المعاد رص:۱۰۷ رج:۴ رالدرر المنتثرہ رقم ۳۷۲ رعمدۃ الاقاویل رص:۱۳۷:۲ ررقم ۷۱)۔ کہ معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے، اور کھانے پینے وغیرہ میں پرہیز علاج کی اصل اور شفاء کی جڑ ہے، اور بدن کو اسی چیز کا عادی بناؤ جس کی اس میں ہمت ہو۔

ہندی کہاوت ہے: ایک پرہیز سو علاج، یعنی ایک پرہیز سو علاجوں سے بہتر ہے، نیز کہا گیا: صحت کے قوانین کی خلاف ورزی کرنا جسمانی گناہ ہے۔

ے شرط یہ ہے زندگی میں نظم ہو، اور انضباط احتیاط اور احتیاط اور احتیاط اور احتیاط

(سید محمد جعفری)

<u>ترکیب</u>: الحمیة مبتدا، رأس مضاف، کل مضاف الیہ مضاف، دواء مضاف الیہ، کل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا رأس مضاف کا، رأس مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۱) <u>اَلْمَرْءُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ</u>۔ انسان (دوسروں کو) اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔

اَلْمَرْءُ: اَلْمَرْءُ بالحرکات الثلثة المیم مرد جمع رجالٌ من غیر لفظهٖ اور بعض نے مرؤونٌ جمع بتلائی

ہے،نسبت کیلئے مرئیٌ،مؤنث مِرْأَةٌ وَمِرَةٌ۔

قَاسَ يَقِيسُ قَيْسًا وَقِيَاسًا (ض) کسی چیز کونمونہ پر اندازہ کرنا،يَقِيسُ اصل میں يَقْيِسُ تھا يَضْرِبُ کے وزن پر یا متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن یا کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی يَقِيسُ ہوگیا۔

مطلب: جس مزاج وخصلت کا آدمی ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی ویسا ہی دیکھنا چاہتا ہے(روضۃ الأدب،ص:۱۱۹)۔

کہتے ہیں: کہ اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا نظر آتا ہے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے:

؎ يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ،إِذَا مَاهُوَ مَاشَاهُ وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ، مَقَايِسُ وَأَشْبَاهُ

(جامع الأحاديث المسانيد رقم:۷۰۵۶،دیوان حضرت علیؓ قافیۃ الہاء،ص:۲۰۵،روضۃ العقلاء،ص:۷۲)۔ایک آدمی دوسرے آدمی پر قیاس کیا جاتا ہے، جب وہ دونوں ساتھ چل رہے ہوں، ایک چیز کو دوسری چیز سے ناپنے کے پیمانے اور نظائر ہیں۔

؎ نیک نے نیک جانا، بدنے بد جانا مجھے ہر کسی نے اپنے پیمانہ سے پہچانا مجھے

ترکیب:المرء مبتدا،یقیس فعل ھو ضمیر اس کا فاعل، علی حرف جر، نفس مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا علیٰ حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یقیس کے، یقیس فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۲)اَلْجِنْسُ يَمِيْلُ إِلَى الْجِنْسِ۔جنس (اپنی) جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

الجنس : ذات،نوع،صفت،قسم،وہ ماہیت جو انواع متعددہ کو شامل ہو جیسے انسان اور گھوڑے کیلئے حیوانیت،جمع أَجْنَاسٌ۔ يَمِيلُ: مَالَ يَمِيلُ مَيْلًا (ض) جھکنا، مائل ہونا،راغب ہونا عن کے صلہ کے ساتھ اعراض کرنا،اصل میں يَمْيِلُ تھا یقیس کے قاعدہ کی طرح يَمِيْلُ ہوگیا۔

مطلب: آدمی جن حالات میں ہوتا ہے انہی حالات میں دوسروں کو سمجھنے لگتا ہے اور اسی طرح جو آدمی جس ذات،نسل اور جنس کا ہوتا ہے وہ اسی سے محبت کرتا ہے اور اسی کی طرف راغب ہوتا ہے، ہر چیز اپنی جنس کی طرف رجوع کرتی ہے۔کہتے ہیں: کہ جس طرف شاخیں جھکتی ہیں درخت بھی اسی طرف جھک جاتا ہے، دوسری کہاوت

ہے: اُتّم سے اُتّم ملے اور نیچ سے نیچ، پانی سے پانی ملے اور کیچ سے کیچ، اعلیٰ اعلیٰ کی طرف، ادنیٰ ادنیٰ کی طرف مائل ہوتے ہیں، اسی کو ایک فارسی شاعر نے کہا ہے:

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

(المستطرف رص:۴۲/روضۃ الأدب رص:۱۱۹/حکایات قلیوبی رقم ۱۵۲)

یہ مقولہ حضرت علیؓ سے اس طرح بھی منقول ہے: كُلُّ شَيْءٍ يَمِيْلُ إِلٰى جِنْسِهٖ وَكُلُّ شَيْءٍ يَنْفُرُ مِنْ ضِدِّهٖ (غرر الحکم رقم:۹۷۱۹) ہر چیز اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے، اور اپنی ضد سے بھاگتی ہے۔

اہل حق از اہل حق ہم سرخو شند — اہل باطل باطلاں رامی کشند

الخبیثات للخبیثین است بین — طیبات آمد بہر طیبین

(روح البیان رص:۱۳۶/ج:۶)

اہل باطل باطل کو کھینچتے ہیں، اہل حق اہل حق سے خوش ہوتے ہیں۔ طیبات طیبین کے لئے ہیں، خبیثات خبیثین کے لئے ہیں۔

ترکیب: الجنس مبتدا، یمیل فعل ھو ضمیر فاعل، الی حرف جر، الجنس مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یمیل فعل کے، یمیل فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۳) اَلْكَرِيْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰى۔ شریف آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

الکریم: اسم فاعل وصفت مشبہ کا صیغہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام بھی ہے، معنی صاحبِ کرم، درگزر کرنے والا، سخی، شریف اس کی جمع كُرَمَاءُ، كِرَامٌ آتی ہے، کریم کا اطلاق ہر اچھی اور پسندیدہ اور قابلِ تعریف چیز پر ہوتا ہے، كَرُمَ يَكْرُمُ كَرَمًا وَكَرَامَةً (ک) سخاوت کرنا، عمدہ ہونا، باعزت ہونا، فیاض ہونا۔

وَعَدَ يَعِدُ وَعْداً وَعِدَةً (ض) وعدہ کرنا۔ وَفٰى يَفِيْ وَفَاءً (ض) پورا کرنا، اصل میں وَفَيَ ضَرَبَ کے وزن پر تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا وفٰی ہو گیا۔

مطلب: اس کہاوت میں ہے کہ وعدہ وفائی شریف اور اچھے انسان کی شان و پہچان ہے۔

پورا مقولہ اس طرح ہے: هُوَ الَّذِيْ إِذَا قَدَرَ عَفَا، وَإِذَا وَعَدَ وَفٰى، وَإِذَا أَعْطٰى زَادَ عَلَى الْمُتَمَنِّىْ، وَلَا يُبَالِيْ كَمْ أَعْطٰى وَلِمَنْ أَعْطٰى، وَإِذَا رَفَعَتِ الْحَاجَةُ إِلٰى غَيْرِهٖ لَا يَرْضٰى ۔ کہ کریم جل جلالہ ایسی ذات ہے جو قادر ہونے کے باوجود معاف کردے، اور جب وعدہ کرے تو اس کو پورا کرے، اور جب عطا کرے تو تمنا کرنے والوں کی تمنا سے زیادہ دے، اور دینے میں پرواہ نہیں کرتا کہ کتنا دیا اور کس کو دیا، اور جب اس کے غیر کے پاس کوئی حاجت لیکر جاتا ہے تو وہ کریم ناراض ہوجاتا ہے (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ص:۸۸/۵/شرح اسماء اللہ الحسنیٰ ص:۲۶/نظم الدرفی تناسب الآیات والسور ص:۳۰۳/ج:۲۱/شرح اسماء الحسنیٰ ص:۱۶۳)۔

اور حدیث میں وعدہ خلافی کو منافق کی نشانی و پہچان بتلایا گیا ہے: عن ابی هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَاؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ منافق کی نشانی تین ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے (مشکوۃ المصابیح ص:۱/۷کتاب الایمان/صحیح البخاری رقم ۳۳/باب علامۃ المنافق/مسند احمد رقم ۹۱۶۹)۔ یہ مقولہ حضرت علیؓ کی طرف بھی منسوب ہے (عیون الحکم والمواعظ رقم ۳۳۹/نفحۃ الادب ص:۸۷)۔

عِدَةُ الْكَرِيْمِ عَطِيَّةٌ ۔۔۔ لَا مَطْلَ فِيْ عِدَةِ الْكَرِيْمِ
اَلْمَطْلُ تَحْرِيْضُ الْعُدَا ۔۔۔ وَذَاكَ مِنْ فِعْلِ اللَّئِيْمِ
فَدَعِ الْمَطَالَ إِذَا وَعَدْتَ ۔۔۔ فَإِنَّهٗ عَمَلٌ ذَمِيْمُ

(نفح الطیب غصن الأندلس الرطیب، الباب الثالث ص:۵۵۵/ج:۵)

کریم کا وعدہ عطیہ ہے، کریم کے وعدہ میں تاخیر نہیں، ٹال مٹول دشمنی کو ابھارتی ہے، اور یہ کمینہ آدمی کا فعل ہے، ٹال مٹول کو چھوڑ دے جب تو وعدہ کرے اس لئے کہ یہ ذلیل آدمی کا کام ہے۔

ہندی کہاوت ہے: بات بدلی ساکھ بدلی، یعنی وعدہ خلافی سے عزت پر حرف آتا ہے ؎

وعدہ مکن، اگر کردی وفا کن ۔۔۔ طریق بے وفائی را رہا کن
وعدہ مت کر، اگر کرلیا تو اس کو پورا کر ۔۔۔ بے وفائی کے طریقہ کو چھوڑ دے

خلاف وعدہ بہت ہوئے ہو کوئی تو وعدہ وفا کرو اب
ملا کے آنکھیں دروغ کہنا کہاں تک کچھ حیا کرو اب
(میر تقی میر)

ترکیب: الکریم مبتدا، اذا حرف شرط، وعد فعل ماضی کا واحد غائب کا صیغہ، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر شرط، وفی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جزاء، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر خبر الکریم مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۴) اَلْحِكْمَةُ تَزِيْدُ الشَّرِيْفَ شَرَفًا۔ دانائی زیادہ کرتی ہے شریف کو شرافت کے اعتبار سے۔

الحکمۃ: حاء کے کسرہ کے ساتھ بردباری، دانائی، حق بات، کام کی درستگی، تدبیر، اس کی جمع حِکَمٌ آتی ہے، حَكُمَ يَحْكُمُ حِكْمَةً دانا ہونا، عقلمند ہونا (ک) اسی سے حکیم آتا ہے دانا اور عقلمند کو کہتے ہیں جمع حُكَمَاءُ آتی ہے۔ تزید: مضارع معروف کے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے زَادَ يَزِيْدُ زِيَادَةً (ض) بڑھنا، زیادہ ہونا، لازم ومتعدی دونوں آتا ہے۔ شَرِيْفٌ: باعزت، بلند مرتبہ والا، جمع شُرَفَاءُ، أَشْرَافٌ، شَرُفَ يَشْرُفُ شَرَفًا وَشَرَافَةً (ک، ن) باعزت ہونا، شریف ہونا۔

مطلب: پوری حدیث اس طرح ہے: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الْحِكْمَةَ تَزِيْدُ الشَّرِيْفَ شَرَفًا، وَتَرْفَعُ الْعَبْدَ الْمَمْلُوْكَ حَتّٰى تُجْلِسَهٗ مَجَالِسَ الْمُلُوْكِ (فیض القدیر ص: ۲۷۴/ ج: ۳/ رقم: ۳۸۲۷/ ابونعیم حلیۃ الأولیاء ص: ۱۸۵/ ج: ۶/ فردوس الخطاب للدیلمی رقم ۲۷۶۹/ جامع بیان العلم وفضلہ رقم ۱۷/ کنز العمال ۴۳۰۸۸/ اسنادہ ضعیف)۔ کہ حکمت ودینی سمجھ بوجھ شریف بندہ کے شرف کو بڑھاتی ہے، اور غلام کے درجہ کو اتنا اونچا کر دیتی ہے کہ وہ بادشاہوں کی مجالس میں بٹھا دیا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ علم وحکمت ودانائی اور تدبیر اختیار کرنے کی وجہ سے شریف آدمی کا مرتبہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور اس کے برخلاف جاہل وبیوقوف آدمی کی ذلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ جو کام حکمت ودانائی سے نکلتا ہے وہ حکومت سے نہیں نکلتا ؎

اَلْعِلْمُ يَنْهَضُ بِالْخَسِيْسِ إِلَى الْعُلَا وَالْجَهْلُ يَقْعُدُ بِالْفَتٰى الْمَنْسُوْبِ

(جامع بیان العلم وفضلہ، رقم:۳۱/ص:۲۲)

علم حقیر آدمی کو بھی بلند کر دیتا ہے مگر جہل حسب ونسب والے شریف کو بھی لے ڈوبتا ہے۔

؎ یہ علم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت جو کچھ ہے، وہ ہے فکرِ ملوکانہ کی ایجاد

(علامہ اقبالؒ)

ترکیب: الحکمۃ مبتدا، تزید فعل، ھی ضمیر اس میں اس کا فاعل، الشریف مفعول اول، شرفا مفعول ثانی، تزید فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر الحکمۃ مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب: الحکمۃ مبتدا، تزید فعل، ھی ضمیر اس میں فاعل، الشریف ممیّز، شرفا تمیز، ممیّز تمیز سے مل کر مفعول بہ ہوا فعل تزید کا، تزید فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی الحکمۃ متبدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۵) اَلدُّنیَا بِالْوَسَائِلِ لَا بِالْفَضَائِلِ۔ دنیا وسائل سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ بلند مراتب سے۔

الدنیا: موجودہ زندگی، عالم، کائنات، جہاں، اس کی جمع دُنیٰ آتی ہے اور یہ دنیا ادنیٰ کی تانیث ہے دَنِیَ یَدْنٰی دَناً وَدَیَانَۃً (س) گھٹیا ہونا، ردی ہونا، کیونکہ دنیا بھی کمینی اور گھٹیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ مشتق ہے دَنا یَدْنُو دُنُوًّا (ن) بمعنیٰ قریب ہونا، کیونکہ دنیا فنا ہونے کے قریب ہے۔ اس صورت میں دنیا دراصل دُنْوٰی (بروزن فُعْلٰی) تھا صیغہ واحد مؤنث اسم تفضیل، یہاں لام کلمہ کی جگہ واؤ واقع ہوا لہذا واؤ کو یاء سے بدل دیا دُنْیَا ہو گیا۔

وسائل: وَسِیْلَۃٌ کی جمع ہے، اس کی جمع وُسُلٌ بھی آتی ہے معنیٰ ذریعہ، سبب، سہارا، واسطہ، وَسَلَ یَسِلُ وَسِیْلَۃً (ض) تقرب حاصل کرنا۔ فضائل: فَضِیْلَۃٌ کی جمع ہے خوبی، بلند مرتبہ، بزرگی، فَضِلَ یَفْضَلُ فَضْلًا (ک،س) فضیلت والا ہونا، بلند مرتبہ والا ہونا، زائد ہونا، باقی رہنا۔

مطلب: دنیا حاصل کرنے کیلئے خوب جدّ وجہد کی ضرورت پڑتی ہے بلند وبالا دعویٰ کرنے اور ڈینگیں مارنے اور اپنے آباءواجداد پرفخر کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا آدمی کی اپنی کمائی کام آتی ہے، کسی بھی دنیوی مقصد کے حصول کیلئے وسائل وذرائع کو استعمال میں لانا ضروری ہے، بلند عہدہ اور مرتبہ سے کچھ حاصل نہ ہوگا چاہے وہ علم وفضل والا ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ جب تک وہ اپنے جسم سے حرکت ومحنت نہیں کرے گا رزق ومقصد حاصل نہیں کر سکے گا، لیکن اسباب اختیار کرنے کے بعد توکل اللہ ہی پر کرنا چاہئے اور نتائج کو اسی کے حوالہ کر دینا چاہئے،

گر توکل می کنی در کار کن کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

اگر تو توکل کرنا چاہتا ہے تو کام میں لگ جا کمائی کر اور پھر اللہ پر بھروسہ کر

تکیہ بر جبار کن تا وارہی ورنہ افتی در بلا وگمرہی

(مثنوی مولانا رومؒ دفتر اول رص:۱۲۶)

اللہ پر بھروسہ کرتا کہ تو نجات پائے ورنہ مصیبت اور گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا

(روضۃ الأدب رص:۱۱۹ رأمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص:۳۷)

ہندی کہاوت ہے: بن مانگے ماں بھی بچے کو دودھ نہیں پلاتی، یعنی کوشش کے بغیر کچھ ہاتھ نہیں آتا، اور شیخی بھگارنا بھی بے فائدہ ہے، پدرم سلطان بود ترا چہ؟۔

تمہاری لن ترانی کے کرشمے دیکھے بھالے ہیں چلو اب سامنے آجاؤ ہم بھی آنکھ والے ہیں

<u>ترکیب</u>: الدنیا مبتدا، با حرف جر، الوسائل معطوف علیہ، لا حرف عطف، با حرف جر، فضائل مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تحصل فعل محذوف کے، تحصل فعل اپنی ھی ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تحصل فعل کے، تحصل فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>دوسری ترکیب</u>: الدنیا مبتدا، با حرف جر، وسائل مجرور، جر مجرور سے مل کر متعلق ہوا تحصل فعل محذوف کے، تحصل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر الدنیا مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لا بالفضائل کی الگ سے اس طرح ترکیب ہوگی **لا** نافیہ، **با** حرف جر، **الفضائل** مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا **تحصل** محذوف کے، **تحصل** اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲۶) اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

مــزرعة: کاشت کی جگہ اسم ظرف مؤنث ہے، جمع **مــزارِع زَرَعَ یَــزْرَعُ زَرْعًــا (ف)** بونا، بیج ڈالنا۔ **آخــرة**: حساب وکتاب کے بعد کی زندگی جو کبھی فنا نہ ہوگی اور یہ مؤنث ہے آخر کا اور آخر مقابل ہے اول کا، پھر دار آخرت کا نام آخرت ہو گیا۔

مطلب: جو لوگ دنیا میں رہ کر شریعت کے مطابق آخرت کیلئے ذخیرہ اندوزی کریں گے وہی ان کے کام آئے گا، بعض حضرات اس عربی مقولہ کو حدیث سمجھتے ہیں اس کے بارے میں علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: **لــم أقف عــلیــه مع ایراد الغزالی فی الإحیاء** یعنی اس روایت کو امام غزالیؒ نے اگرچہ احیاء العلوم رص:۱۹رج:۴رمیں گناہوں کی اقسام کے باب میں ذکر کیا ہے مگر مجھے اس حدیث کی خبر نہیں اور دیگر حضرات بھی اس کو موضوع قرار دیتے ہیں (دیکھئے تذکرۃ الموضوعات رص:۱۷۴رج:۱رکشف الخفاء رص:۴۹۵ررقم ۱۳۲۰)۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں جس کو حدیث کہا جا سکے لیکن ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ معنوی لحاظ سے اس کا مضمون صحیح ہے اور قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت و ماخوذ ہے: **مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَــزِدْلَــهٗ فِیْ حَرْثِهٖ** (سورۃ الشوریٰ آیت ر۲۰) یعنی جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں زیادتی کر دیتے ہیں (موضوعات کبیر رقم ۴۷۲) حضرت علیؓ کا فرمان ہے: **الــدُّنْیَــا مَــعْبَــرَةُ الْآخِرَةِ** (غرر الحکم رقم:۴۳۹) کہ دنیا آخرت کی گزرگاہ ہے۔

اس کے مثل ایک دوسری روایت ہے: **عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلــم :اَلْاَنْبِیَــاءُ قَادَةٌ، وَالْفُقَهَاءُ سَادَةٌ، وَمَجَالِسَتُهُمْ زِیَادَةٌ، وَأَنْتُمْ مَمَرِّ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ عَلٰی آجَالٍ مَــنْقُوْصَةٍ وَأَعْمَالٍ مَحْفُوْظَةٍ، وَالْمَوْتُ یَأْتِیْکُمْ بَغْتَةً، فَمَنْ یَزْرَعْ خَیْرًا یَحْصُدْ رَغْبَةً، وَمَنْ یَزْرَعْ**

شَرّاً یَحْصُدُ نَدَامَةً (شعب الإیمان رقم: ۱۰۵۸۰/باب فی الزهد وقصر الأمل/ص: ۳۵۹/ج:۷/ کنز العمال رقم:۴۳۶۰۳/ص: ۹۳۴/ج:۱۵/ سیر أعلام النبلاء/ص: ۲۵۳۱/عن ابن مسعود، المعجم الکبیر للطبرانی رقم:۸۵۵۳/ص:۱۱۰/ج:۹) حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ انبیاء کرام قیادت کرنے والے (قائد ورہنما) ہیں، اور فقہاء کرام (دین کی فہم رکھنے والے) سردار ہیں، اور ان کی مجالس فیضیابی کا سبب ہیں، تم لوگ رات اور دن کی رفتار میں ہو (جس میں) عمریں کم اور اعمال محفوظ ہورہے ہیں، اور موت تمہارے پاس اچانک آئے گی، پس جو شخص نیکی کی کاشت کرے گا وہ اسے رغبت سے کاٹے گا، اور جو شخص شر کی کاشت کرے گا وہ اسے ندامت سے کاٹے گا۔

ے　آج جو بوئے گا وہ کاٹے گا کل　　تیری کرنی کے ملیں گے تجھ کو پھل

ترکیب: الدنیا مبتدا، مزرعۃ مضاف، الآخرۃ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۷) اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ فِیْمَا مُنِعَ۔ انسان حریص ہوتا ہے اس چیز میں جس سے روکا جائے۔

منع: ماضی مجہول، مَنَعَ یَمْنَعُ مَنْعاً روکنا (ف) الانسان اور حریص کی تشریح مثل نمبر: ۱ اور ۹ کے تحت گزر چکی ہے۔

مطلب: انسان کی خاصیت ہے کہ اس کو جس چیز سے روکا جاتا ہے وہ اسی کی طرف راغب ہوتا ہے اسی طرح عربی کا ایک دوسرا مقولہ ہے: کُلُّ مَمْنُوْعٍ حُلُوٌّ (کشف الخفاء رقم:۱۹۸۸) ہر روکی جانے والی چیز شیریں معلوم ہوتی ہے۔ مقولہ کے الفاظ اس طرح ہیں: إِنَّ ابْنَ آدَمَ لَحَرِیْصٌ عَلٰی مَامُنِعَ (عن ابن عمر کنز العمال رقم ۴۴۰۹۵/المقاصد الحسنۃ رقم ۸۳۱/اسنادہ ضعیف، مجمع الأمثال/ص:۲۸۴/ج:۲/رقم:۳۸۸۴/المنتشرۃ رقم ۱۱۹)۔ ہندی کہاوت ہے: جو پھل چکھا نہیں وہی میٹھا۔

ے　غفلت کب تک کہے ہمارے لاگو　　بس حرص و ہوا سے پر اب تم بھاگو

(میر تقی میر)

ترکیب: الانسان مبتدا، حریص صیغہ صفت، فی حرف جر، ما موصوفہ، منع فعل ماضی مجہول صیغہ

واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اسمیں نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ما موصلہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا حریص شبہ فعل کے، حریص اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی الانسان مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

(۲۸) اَلْإِنْسَانُ عَبْدُالْإِحْسَانِ۔ انسان احسان کا غلام ہوتا ہے۔

عَبْدٌ: غلام، اس کی بہت سی جمعیں آتی ہیں، عِبَادٌ، عَبَدَةٌ عَبِيْدٌ، أَعْبُدٌ، أَعْبَادٌ، عَبْدُوْنَ، عُبْدَانٌ، عِبْدَانٌ وغیرہ، جمع الجمع أَعَابِدُ آتی ہے، عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً وَعُبُوْدَةً وَعُبُوْدِيَّةً (ن،ک) خدمت کرنا، ذلیل ہونا، پرستش کرنا، فرماں برداری کرنا۔

الاحسان: باب افعال کا مصدر ہے أَحْسَنَ يُحْسِنُ إِحْسَانًا (افعال) نیکی کرنا، احسان کرنا، بھلائی کرنا، کسی چیز کو اچھی طرح کرنا، نیک سلوک کرنا اور مجرد میں حَسُنَ حسناً (ک،ن) اچھا ہونا، خوبصورت اور حسین ہونا۔

مطلب: احسان کرنے کی وجہ سے احسان کیا جانے والا شخص محسن کا مطیع وفرماں بردار ہو جاتا ہے اور محسن کا شکر گزار ہونا بھی چاہیے، یہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کا فرمان ہے (عیون الحکم والمواعظ رقم ۲۱۴ رقاموس الطلاب فی الحکم والامثال رص:۲۶)۔ کہتے ہیں کہ: جس کا کھائے اسی کا گائے، لقمہ اندر حق باہر۔

علم وعمل کی دنیا میں اس طرح گزارا کرتے ہیں
اخلاق سے مارا کرتے ہیں، احسان سے جیتا کرتے ہیں

ترکیب: الانسان مبتدا، عبد مضاف، الاحسان مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

(۲۹) اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ۔ سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

الصدق: سچ یہ کذب وجھوٹ کی ضد ہے، واقع کے مطابق خبر دینا صَدَقَ يَصْدُقُ صَدْقًا وصِدْقًا

(ن) سچ بولنا۔ ينجي: (افعال) مضارع کے واحد غائب کا صیغہ ہے، اَنْـجی يُنْجِىُ اِنْجاءً رہائی دلانا، نجات دلانا، مجرد میں نَـجٰـى يَـنْـجُوْ نَجاةً وَنَجاءً (ن) نجات پانا، رہائی پانا۔ الكذب: جھوٹ، غلط كَذَبَ يَكْذِبُ كِـذْبًـا وَ كَذِبًا (ض) جھوٹ بولنا صفت کے لئے كَاذِبٌ آتا ہے۔ يهلك: مضارع معروف کا واحد غائب کا صیغہ ہے أَهْـلَكَ يُهْـلِكُ إِهْلَاكًـا (افعال) ہلاک کرنا، فنا کر دینا، ختم کرنا اور مجرد میں (ض، س، ف) ہلاک ہونا، ختم ہونا، مرنا۔

مطلب: اس مقولہ میں ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے، پوری حدیث اس طرح ہے: قَـالَ النبی صلی الـلـه علیه وسلم: تَحَرَّوْا الصِّدْقَ، وَإِنْ رَأَيْتهُمْ أَنَّ فِيْهِ الْهَلَكَةَ فَإِنَّ فِيْهِ النَّجاةَ، وَاجْتَنِبُوا الْكِذْبَ، وَإِنْ رَأَيْتهُـمْ أَنَّ فِيْـهِ الـنَّـجاةَ، فَإِنَّ فِيْهِ الْهَلَكَةَ (الجامع الصغیر للسیوطی رقم: ۱۰۲۱۰ / کنز العمال رقم: ۶۸۵۶ / ہناد عن مجمع بن یحیٰ مرسلاً) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ سچ بولنے کی کوشش کرو اگر چہ تم کو اس میں ہلاکت معلوم ہو، اس لئے کہ نجات اسی (سچ بولنے) میں ہے، اور بچو تم جھوٹ بولنے سے اگر چہ تم کو اس میں نجات معلوم ہو، اس لئے کہ اس (جھوٹ) میں ہلاکت ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے: عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلَ يَصْدُقُ وَيَتَحَرّٰى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيْقاً وَإِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِىْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلَ يَكْذِبُ وَيَتَحَرّٰى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ / جامع الترمذی باب البر والصلۃ / سنن ابی داؤد کتاب الأدب / مسند احمد رقم ۳۸۴ / ابن ماجہ رقم ۴۶ / کتاب السنۃ)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچ بولنے کو لازم پکڑو اس لئے کہ سچ نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور نیکی یقیناً جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے اور تم جھوٹ سے بچو اسلئے کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے

اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

یہ مقولہ اس طرح بھی منقول ہے:

؎ الصِّدْقُ مُنْجِیْکَ وَإِنْ خِفْتَهٗ وَالْکِذْبُ مُرْدِیْکَ وَإِنْ أَمِنْتَهٗ

(ادب الدنیا والدین رص:۴۲۲ربحوالہ نہایۃ الأدب رص:۳۶۰رج:۳)

اور الصدق ینجی یہ مقولہ حضرت علیؓ کی طرف بھی منسوب ہے (عیون الحکم والمواعظ رقم ۷۳۲) ہندی کی کہاوت ہے: کہ جھوٹے کا منھ کالا، سچے کا بول بالا۔ اور ابرش شاعر نے کہا:

؎ الْکِذْبُ مُرْدِیْکَ وَإِنْ لَمْ تَخَفْ وَالصِّدْقُ مُنْجِیْکَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

(روضۃ العقلاء رص:۲۸رذکر الحث علی الزوم الصدق ومجانبۃ الکذب)

جھوٹ تجھے ہلاک کرنے والا ہے اگر چہ تو نہ ڈرے اور سچ ہر حال میں تجھے نجات دینے والا ہے

ترکیب: الصدق مبتدا، ینجی فعل مضارع معروف، صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر اس میں ھو فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، الکذب مبتدا، یھلک فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب ضمیر اس میں ھو فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۳۰) أَحْسِنْ کَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَیْکَ۔ احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا۔

ان الفاظ کی تشریح گزر چکی ہے۔

مطلب: جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بے شمار خوبیوں، بھلائیوں اور انعامات سے نوازا ہے تو بھی اسی طرح بغیر عوض کے دوسروں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کر اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات دوسروں کو عنایت کر، تا کہ تجھ کو اللہ اور زیادہ دے اور اسی طرح مال ودبدبہ، جان پہچان، عمدہ ملاقات سے بھی دوسروں کی اعانت کر (سورۂ قصص آیت ۷۷)۔ کہتے ہیں کہ: لگاتار نیک سلوک ایسے اشخاص کو بھی جو تمہارا برا چاہتے ہوں اچھا بنا دیتا ہے۔

؎ أَحْسَنُ مِنْ كُلِّ حَسَنٍ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ وَزَمَنٍ

(ابو بکر وراق تفسیر قرطبی رص:۳۱۲ رج:۳)

اچھائی کرنا ہے ہر اچھائی اور نیکی سے بڑھ کر ہر وقت اور ہر زمانہ میں

؎ حسن عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اس لب کا تبسم ہیرا ہے اس آنکھ کا آنسو موتی ہے

ترکیب: احسن فعل امر، صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر اس میں انت فاعل، کاف حرف جر، ما موصولہ، احسن فعل ماضی معروف، صیغہ واحد مذکر غائب، اللہ اس کا فاعل، الیٰ حرف جر، ک ضمیر خطاب مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا احسن فعل کے، احسن فعل فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا احسن فعل کے، احسن فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۳۱) إِذَا فَاتَكَ الْأَدَبُ فَالْزِمِ الصَّمْتَ۔ جب تجھ سے ادب ختم ہو جائے تو خاموشی کو لازم پکڑ۔

فَاتَ يَفُوْتُ فُوْتًا وَفَوَاتًا (ن) ختم ہونا، گزر جانا، فَاتَ اصل میں فَوَتَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا فَاتَ ہو گیا اجوف واوی ہے، أَلْزِمْ: امر حاضر کا صیغہ (افعال) أَلْزَمَ يُلْزِمُ إِلْزَامًا لازم کرنا، واجب کرنا، اور مجرد میں لَزِمَ يَلْزَمُ لُزُوْمًا (س) لازم رہنا۔ الصَّمْتُ: صَمَتَ يَصْمُتُ صَمْتًا وَصُمُوْتًا وصَمَاتًا (ن) خاموش رہنا، چپ رہنا، صُمُوْتٌ اور سُكُوْتٌ کے درمیان فرق یہ ہے کہ صموت بہت دیر تک چپ رہنا اور سکوت عام ہے۔

مطلب: جب آدمی کے اندر ادب، شائستگی، احترام ختم ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ سکوت اختیار کرے اسی میں بہترائی ہے (المستطرف رص:۳۹ رعیون الأخبار رص:۱۷۶ رج:۲ رکتاب العلم والبیان، نفحة الیمن الباب الخامس رص:۱۷۳)۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے: کہ أَحْسَنُ الْأَدَبِ أَنْ يَقِفَ الْإِنْسَانُ عِنْدَ حَدِّهِ وَلَا يَتَعَدّٰى قَدْرَهُ (غرر الحکم، رقم:۳۲۴۱)۔

بہترین ادب یہ ہے کہ انسان اپنی حد میں رہے اور حیثیت سے آگے نہ بڑھے (یعنی اپنی چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائے)۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں خموش اے دل بھری محفل میں چلاّ نا نہیں اچھا

ترکیب: إذا حرف شرط، فـــات فعل ماضی معروف، صیغہ واحد مذکر غائب، ک ضمیر خطاب مفعول بہ ،الادب اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، فا جزائیہ، أَلزم فعل امر حاضر معروف، ضمیر اس میں انت فاعل، الـصـمت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہوئی شرط کی، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۳۲) **إِذَا فَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ**۔ جب تجھ سے شرم وحیاء چلی جائے تو جو جی چاہے کر۔

الحیاء: حَیِیَ یَحْیٰ حَیَاءً (س) شرمانا، منقبض ہونا، کسی چیز کی طرف سے طبیعت میں گھٹن پیدا ہونا، بدن کا متغیر ہونا، لفیف مقرون ہے **شئت**: ماضی مطلق کے واحد حاضر کا صیغہ شَاءَ یَشَاءُ شَیْئًا وشِیْئَۃً (س،ف) چاہنا۔

مطلب: حیاء عربی زبان کا لفظ ہے جو حیات سے نکلا ہے اور حیات کے معنیٰ زندگی اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی بھی معاشرہ یا فرد میں حیاء کا ہونا زندگی کی علامت ہے، حیاء کا لفظ بہت وسیع ہے جس کے مطالب میں عاجزی، خود داری اور عزت کو لیا جاسکتا ہے، انسان سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ سے حیاء کرے اس کے احکام کی بجا آوری اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرے، اس کے بعد انسان اپنے آپ سے حیاء کرے اس طرح کہ تنہائی میں بھی باعفت اور عالی ہمت رہے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے، اس کے بعد بقیہ ساری مخلوقات سے اس طرح حیاء کرنا کہ انہیں تکلیف پہونچانے سے باز رہے اور ان کے سامنے کھلم کھلا برائی کا ارتکاب نہ کرے، لیکن اگر جھجک کی وجہ سے شرعی امور کو چھوڑ دیا جائے اور برائی سے منع نہ کیا جائے یا دینی علوم کے حصول کو چھوڑ دیا جائے تو یہ حیاء نہیں بلکہ بزدلی اور شرمندگی ہے، جو کہ ممنوع اور قابل مذمت ہے۔

حدیث میں ہے عن ابن مسعودؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إِنَّ مِمَّا أَدْرَکَ

النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰی إِذَالَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ (صحیح البخاری، احادیث الانبیاء رقم ۳۴۸۴ سنن ابی داؤد شریف کتاب الادب رقم ۴۷۹۷ ابن ماجہ مشکوٰۃ المصابیح ص: ۴۳۱) حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی نبوت کے کلام میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا وہ یہ ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ رہے تو پھر وہی کر جو تو چاہے، بعض روایت میں إِذَالَمْ تَسْتَحْیِ کے بجائے إِذَالَمْ تَسْتَحْ ہے اور فَاصْنَعْ کے بجائے فَافْعَلْ ہے، مطلب ایک ہی ہے فارسی کا مقولہ ہے: ''بے حیاء باش وہر چہ خواہی کن'' مطلب یہ ہے کہ قبیح افعال سے روکنے والی چیز صرف حیاء ہے اگر یہ نہ رہے تو پھر آدمی جو چاہے کرتا پھرے اسے کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا درحقیقت حیا ہی وہ قوت ہے جو انسان کو اصول وضوابط کا پابند کرتی ہے اور ایک دوسرے کے مرتبہ اور شان کی پہچان کراتی ہے اور اسی کے سبب ایک دوسرے کی عزت وتکریم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اگر یہ باقی نہ رہے پھر انسانی حقوق وحدود کو پھلانگنے میں دیر نہیں لگتی اور کوئی شئی راہ کی رکاوٹ نہیں بن سکتی، خلاصہ یہ ہے کہ اقدام سے پہلے سوچ لو کہ اگر کام بے حیائی کا ہے تو باز رہو۔ ہندی کہاوت ہے: اتری جب لوئی تو کیا کرے گا کوئی، یعنی بے شرم سب کچھ کرسکتا ہے۔

ے
حیا سے حسن کی قیمت دوچند ہوتی ہے — نہ ہو جو آب تو موتی کی آبرو کیا ہے

ترکیب: اذا حرف شرط، فـات فعل ماضی مطلق معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ک ضمیر خطاب مفعول بہ، الـحیـاء: اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، فـاء جزائیہ، افـعل امر حاضر معروف، ضمیر اس میں انـت فاعل، مـا موصولہ، شـئـت فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر اس میں انـت فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مفعول بہ ہوا افعل فعل کا، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۳۴۳) اَلْحَیٰوۃُ کَظِلِّ الْجُدْرَانِ وَالنَّبَاتِ۔ زندگی دیواروں اور پودوں کے سایہ کی طرح ہے۔

حیـوٰۃ: زندگی حَیِیَ یَحْیٰی حَیَاۃً (س) زندہ رہنا۔ ظِلٌّ: سایہ جمع ظِلَالٌ أَظْلَالٌ ظُلُوْلٌ، جُدْرَانٌ: جَدْرٌ کی جمع ہے بمعنی دیوار اس کے لئے جِدَارٌ بھی آتا ہے مگر اس کی جمع جُدْرٌ اور جُدُرٌ آتی ہے (س)، النبات:

پودا گھاس وغیرہ ہر وہ چیز جو زمین سے اگے واحد نَبَاتَةٌ اس کی جمع نباتات اور أَنْبِتَةٌ آتی ہے۔

مطلب: زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں کب ختم ہو جائے جس طرح درختوں اور دیواروں کا سایہ تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتا ہے اسی طرح زندگی بھی کچھ ہی دیر کی ہے اس کو بقا نہیں ہے۔ کہتے ہیں زندگی ڈھلتی چھاؤں ہے۔ (نفحۃ الأدب رص: ۶۲ رالأمثال العربیۃ مخزن اخلاق رص: ۳۶۴)۔

اس مقولہ کا مضمون ایک حدیث سے ماخوذ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا وَمَاأَنَا وَالدُّنْیَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا“ (مشکوۃ المصابیح کتاب الرقاق رص: ۴۴۲) میری اور دنیا کی مثال اس مسافر کی طرح ہے جو کسی درخت کے نیچے چھاؤں میں بیٹھے، کچھ دیر ستائے اور پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔

ے زندگی انسان کی مانندِ مرغ خوشنوا شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا، اڑ گیا
(علامہ اقبال)

ے إِنَّمَا الدُّنْیَا كَظِلٍّ زَائِلٍ أَوْ كَضَيْفٍ بَاتَ لَيْلاً فَارْتَحَلْ
أَوْ كَنَوْمٍ يَرَاهُ نَائِمٌ أَوْ كَبَرْقٍ لَاحَ فِيْ أُفُقِ الْأَمَلْ
(دیوان علیؓ قافیۃ اللام رص: ۱۵۳)

یہ دنیا ختم ہونے والے سائے کی مانند ہے۔ یا رات گزار کر چلے جانے والے مہمان کی مانند ہے۔
یا اس خواب کی طرح ہے جس کو سونے والے نے دیکھا۔ یا امید کے افق پر چمکنے والی بجلی کی طرح ہے۔

ے باچہ ماند ایں جہاں گویم جواب آنکہ بیند آدمی چیزے بخواب
چوں شوی بیدار از خواب حاصلے نبود ز خوابت ہیچ چیز

(پند نامہ عطار رص: ۴۲ ر در بیان مذمت دنیا)

یہ دنیا کس چیز کے مشابہ ہے میں جواب دیتا ہوں۔ وہ چیز جسے آدمی خواب میں دیکھتا ہے۔ اے پیارے! جب تو خواب سے بیدار ہوگا۔ تجھے اپنے خواب سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

ترکیب: الحیٰوۃ مبتدا، کاف حرف جر، ظل مضاف، الجدران معطوف علیہ، واؤ حرف عطف،

النبات معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر مضاف الیہ ہوا ظل مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی الحیوۃ مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۴) اَلْعَاقِلُ الْمَحْرُوْمُ خَيْرٌ مِنَ الْجَاهِلِ الْمَرْزُوْقِ۔ تنگ دست عقل مند بہتر ہے خوش حال جاہل سے۔

المحروم: اسم مفعول کا صیغہ ہے معنیٰ تنگ دست، بدنصیب، دولت سے محروم، حَرَمَ يَحْرِمُ حِرْمًا وَحِرْمَانًا (ض،س) روکنا، منع کرنا، محروم کرنا المرزوق: اسم مفعول کا صیغہ خوش نصیب، خوش حال، مالدار، رزق دیا گیا، رَزَقَ يَرْزُقُ رِزْقًا (ن) روزی دینا، رزق پہونچانا۔

مطلب: جس آدمی کے پاس علم وہنر کی دولت ہو اگرچہ کسی وقت وہ تنگ دست اور بے سروسامان ہوجائے لیکن اپنے علم وہنر کی وجہ سے دوسرے وقت مالدار ہوسکتا ہے، کہتے ہیں کہ: نقص والا ہیرا بے عیب کنکر سے بہتر ہے، علم وہنر کی دولت بڑی دولت ہے، مالدار جاہل کی بہ نسبت، عاقل اپنی عقل سے اپنی محرومیت کی تلافی کرسکتا ہے، لیکن جاہل جہالت کے باعث روزگار سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ (قصص العرب / ص: ۹ / ج: ۲ / جواهر الأدب / ص: ۴ / ج: ۳ / المستطرف فی کل فن مستظرف / ص: ۲۶)۔ جیسا کہ ایک عربی مقولہ ہے: اَلْعَدُوُّ الْعَاقِلُ خَيْرٌ لِلْمَرْءِ مِنَ الصَّدِيْقِ الْجَاهِلِ (روضۃ العقلاء / ص: ۷)۔ یعنی دشمنِ دانا بہتر از دوستِ ناداں۔ شاعر کہتا ہے:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ يُسْتَطَبُّ بِهِ — إِلَّا الْحِمَاقَةَ أَعْيَتْ مَنْ يُدَاوِيْهَا (المستطرف / ص: ۲۸)۔

ہر بیماری کی کوئی دوا ہوتی ہے جس سے اس کا علاج کیا جاتا ہے، لیکن حماقت ایسی بیماری ہے جو علاج کرنے والوں کو عاجز کردیتی ہے۔

لَوْ كَانَ بِاللُّبِّ يَزْدَادُ اللَّبِيْبُ غِنًى — لَكَانَ كُلُّ لَبِيْبٍ مِثْلَ قَارُوْنِ

لٰكِنَّمَا الرِّزْقُ بِالْمِيْزَانِ مِنْ حَكَمٍ — يُعْطِي اللَّبِيْبَ وَيُعْطِي كُلَّ مَافُوْنِ

(دیوان علی بن ابی طالبؓ قافیۃ النون / ص: ۱۹۱)

اگر عقل کی وجہ سے عقلمند کی دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تو ہر عقلمند مثل قارون کے ہوتا۔

بلکہ رزق اللہ تعالیٰ کے خاص اندازے اور حکم سے ملتا ہے۔ عقلمند کو بھی دیتا ہے اور اس کو بھی جو کم عقل ہوتا ہے۔

ترکیب: العاقل موصوف، المحروم اس کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا، خیر شبہ فعل، من حرف جر، الجاہل موصوف، المرزوق اس کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر خیر صیغۂ صفت کے متعلق ہوا، خیر اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۵) اَلنَّحوُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ۔ علم نحو کلام میں کھانے میں نمک کی طرح ہے۔

النحو: لغوی معنیٰ جہت، سمت، جانب، طرف، راستہ، مثل، مقدار، قصد، ارادہ۔ اور اصطلاحی معنیٰ وہ علم جس میں کلمات عرب کے احوال مثل اعراب و بناوترکیب وافراد سے بحث کی جائے اور اس علم کا نام نحو اس وجہ سے ہے کہ متکلم عرب کے طریقہ پر چلتا ہے اس کی جمع اَنْحَاءٌ اور نُحُوٌّ اور تصغیر نُحَیَّۃٌ آتی ہے، نَحَا یَنْحُوْ نَحْواً الشَّیْءَ (ن) ارادہ کرنا۔ الکلام: قول، گفتگو، جملہ اور اصطلاح میں وہ مرکب مفید جس میں کسی چیز کی خبر یا طلب معلوم ہو۔ کَلَمَ یَکْلِمُ کَلْمًا (ن،ض) زخمی کرنا۔ مِلح: نمک جمع مِلْحٌ مِلْحَۃٌ مِلَاحٌ اَمْلَاحٌ، مَلَحَ یَمْلَحُ مَلْحًا، الطَّعَامَ (ف،ض) کھانے میں نمک ڈالنا۔ طعام: کھانا، خوراک جمع أَطْعِمَۃٌ اور جمع الجمع أَطْعِمَاتٌ آتی ہے۔

مطلب: جس طرح نمک کے بغیر کھانا بے مزہ اور پھیکا لگتا ہے اسی طرح بغیر علم نحو کے کلام بے مزہ اور بے لذت ہے اور اغلاط کا احتمال ہے، علم نحو کی رعایت سے کلام میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور یہ مقولہ امام عامر بن شراحیل شعبی تابعیؒ کا ہے (نفحة اليمن الباب الحامس /ص: ۱۷۲/جامع بيان العلم وفضله /ص: ۱۱۳۳/ج: ۱/رقم: ۲۲۳/ الجامع لأخلاق الراوى للخطيب البغدادى /ص: ۱۶/ج: ۲/أهمية علم النحو فى فهم النص والشرع /ص: ۹)۔ کہتے ہیں: اَلنَّحْوُ فِی الْعُلُوْمِ کَالْبَدْرِ بَیْنَ النُّجُوْمِ علم نحو تمام علوم میں ستاروں کے درمیان چودھویں کے چاند کی طرح ہے۔

شُعْبَۃُ یَقُوْلُ: مَثَلُ الَّذِیْ یَطْلُبُ الْحَدِیْثَ وَلَا یَعْرِفُ النَّحْوَ مَثَلُ الدَّابَّۃِ عَلَیْھَا الْمِخْلَاۃُ، لَیْسَ فِیْھَا شَیْءٌ (روضۃ العقلاء /ص: ۱۴۸/ شعب الإیمان للبیہقی رقم: ۱۵۲۶/ باب فی طلب العلم) امام شعبہ کا قول ہے: جو

شخص حدیث مبارکہ کا علم حاصل کرتا ہو اور نحو نہ جانتا ہو اس کی مثال اس جانور کی سی ہے جس پر بوریاں لادی جائیں اور ان میں کچھ بھی نہ ہو۔

وَالـنَّـحْـوُ مِثْلُ الْمِلْحِ إِنْ أَلْقَيْتَهُ	فِـى كُلِّ صِنْفٍ مِنْ طَعَامٍ يَحْسُنُ
نحو نمک کی طرح ہے اگر تو اس کو ڈالے	ہر طرح کے کھانے میں کہ اس کو لذیذ بنا دیتا ہے

ترکیب: النحو ذوالحال، فی حرف جر، الکلام مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل محذوف کے، کائنا اپنے متعلق سے مل کر حال ہوا ذوالحال کا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مبتدا، کاف حرف جر، الملح ذوالحال، فی حرف جر، الطعام مجرور، جار مجرو سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل کے، کائنا اپنے متعلق سے مل کر حال ہوا ذوالحال کا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر کائن شبہ فعل محذوف کے متعلق ہوا، کائن اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۶) إِنَّ الْبَلَاءَ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ۔ بے شک مصیبت بولنے کے ساتھ سپرد کی گئی ہے۔

البلاء: آزمائش، غم، امتحان، پریشانی اس کی جمع أَبْلَاءٌ، بَلَا يَبْلُوْ بَلَاءً (ن) آزمائش کرنا، امتحان لینا۔ مؤکل: اسم مفعول کا صیغہ ہے وَكَّلَ يُوَكِّلُ تَوْكِيْلًا (تفعیل) سونپنا، سپرد کرنا، وکیل بنانا۔ منطق: کلام، گفتگو، لہجہ، کبھی انسان کے علاوہ کیلئے بھی منطق بولا جاتا ہے، قرآن میں ہے وَعُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (سورۂ نمل آیت:۱۶) اور سکھائی گئی ہے ہم کو پرندوں کی بولی نَطَقَ يَنْطِقُ نُطْقًا (ض) بولنا، گفتگو کرنا، منطق مضرب کے وزن پر یا تو اسم ظرف ہے بمعنیٰ جائے نطق یا پھر مصدر میمی ہے بمعنیٰ گویائی، خوش کلامی، گفتگو، جس قانون کی رعایت انسانی ذہن کو خطا فی الفکر سے بچاتی ہے اس قانون کے علم کو بھی منطق کہا جاتا ہے۔

مطلب: یہ حدیث کے الفاظ ہیں مطلب یہ ہے کہ زیادہ بولنے کی وجہ سے زبان سے بیکار الفاظ بھی نکل جاتے ہیں جو باعث مصیبت و پریشانی ہوتے ہیں اس لئے آدمی کو چاہئے کہ وہ ضرورت کے مطابق زبان کھولے ورنہ خاموش رہے۔

(مسند الشهاب للقضاعی رقم ۲۲۷/ عن حذیفة مرفوعاً تاریخ مدینة السلام للخطیب البغدادی /ص:۳۷۷/ج:۱۵/عن ابن مسعود مرفوعا / ابن ابی الدنیا رقم ۸۴۴۲/ عن الحسن البصری مرسلا کتاب الغیبة والنمیمة/ کنز العمال رقم ۸۴۴۷/ فردوس الاخبار بما ثور الخطاب للدیلمی رقم ۲۰۴۲/ عن ابی الدردا بلفظ "البلاء مؤکل بالقول" المقاصدالحسنة للسخاوی رقم ۳۰۵/ حدیث ضعیف صحیح المعنیٰ، مروی مرفوعا وموقوفاً)۔

ہندی کہاوت ہے: کہ زبان سے بیٹا بیٹی پرائے ہوجاتے ہیں، یعنی بدزبانی اپنوں کو غیر بنادیتی ہے۔

بولنا جرم نہیں، لیکن خاموشی میں بھی جان ہوتی ہے
سارے گلشن کی آبرو ہوکر بھی کلیاں بے زبان ہوتی ہیں

ایک شاعر کہتا ہے:

بات خیر وثواب ہوتی ہے — بات قہر وعذاب ہوتی ہے
بات برگِ گلاب ہوتی ہے — بات تیغِ عتاب ہوتی ہے

فَلا تَكْثِرَ نَّ الْقَوْلَ فِي غَيْرِ وَقْتِهِ — وَادْمِنْ عَلَى الصُّمْتِ الْمُزَيِّنِ لِلْعَقْلِ
يَمُوْتُ الْفَتٰى مِنْ عِشْرَةٍ بِلِسَانِهِ — وَلَيْسَ يَمُوْتُ الْمَرْءُ مِنْ عِشْرَةِ الرِّجْلِ

(دیوان علیؓ قافیۃ اللام/ص:۱۶۰)

ترجمہ: بے موقع زیادہ نہ بول۔ اور ہمیشہ خاموشی اختیار کر جس سے عقل کو زینت ہوتی ہے۔ آدمی زبان کے پھسلنے سے ہلاکت میں پڑتا ہے۔ اور پاؤں کے پھسلنے سے ہلاکت میں نہیں پڑتا۔

ترکیب: ان حرف مشبہ بالفعل، البلاء اس کا اسم، مؤکل اسم مفعول کا صیغہ شبہ فعل، بـا حرف جر، المنطق مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا مؤکل شبہ فعل کے، مؤکل اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی ان حرف مشبہ بالفعل کی، ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۷) أَبْصَرُ النَّاسِ مَنْ نَظَرَ إِلٰى عُيُوْبِهِ ۔لوگوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والا وہ شخص ہے جو اپنے عیوب کی طرف دیکھے۔

أبصر: اسم تفضیل کا صیغہ ہے زیادہ دیکھنے والا، بینا تر بَصِرَ يَبْصُرُ بَصَارَةً (ک،س) دیکھنا۔

عیوب: عیب کی جمع ہے برائی، عیب، عَابَ یَعِیبُ عَیبًا (ض) عیب لگانا، عیب دار بنانا۔

مطلب: یہ ہے کہ بصیرت والا اور عقلمند وہ شخص ہے جس کی نظر اپنے عیوب پر رہے اور وہ ان کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ یہ مثل اس طرح بھی منقول ہے أَبْصَرُ النَّاسِ مَنْ أَحَاطَ بِذُنُوبِهٖ وَوَقَفَ عَلٰی عُیُوبِهٖ (الامثال والحکم للماوردی / ص: ۸۴/ نفحۃ الیمن الباب الخامس / ص: ۱۷۳)۔ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ لوگوں میں زیادہ بصیرت والا وہ شخص ہے جو اپنے گناہوں کا احاطہ کرے اور اپنے عیوب پر مطلع ہو (غرر الحکم رقم: ۳۸۹)۔

ہندی کہاوت ہے: کہ پہلے اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھو، یعنی اول اپنے عیوب دیکھو۔

دوسروں پر اگر تبصرہ کیجئے ۔۔۔ آئینہ سامنے رکھ لیا کیجئے

(خمار بارہ بنکوی)

ترکیب: ابصر مضاف، الناس مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، من موصولہ، نظر فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ اس کا فاعل، الی حرف جر، عیوب مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا الی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا نظر فعل کے، نظر فعل اپنے متعلق سے مل کر صلہ من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۸) أَوَّلُ الْغَضَبِ جُنُونٌ وَآخِرُهٗ نَدَمٌ۔ غصہ کی ابتدا دیوانگی ہے اور اس کی انتہا شرمندگی ہے۔

الغضب: غصہ، غَضِبَ یَغْضَبُ غَضَبًا (س) غصہ ہونا۔

جنون: پاگل پن، دیوانگی، جَنَّ یَجُنُّ جَنًّا و جُنُونًا (ن) پاگل ہونا، دیوانہ ہونا، صفت کیلئے مَجْنُونٌ آتا ہے اس کی جمع مَجَانِینُ آتی ہے۔ ندم: شرمندگی، پشیمانی، پچھتاوا، نَدِمَ یَنْدَمُ نَدَمًا و نَدَامَةً (س) شرمندہ ہونا۔

مطلب: کہتے ہیں: غصے کا آغاز حماقت اور انجام پچھتاوا ہے کہ غصہ میں آدمی اپنا ہوش بھی کھو بیٹھتا ہے اور غصہ جانی دشمن ہوتا ہے لیکن اگر غصہ اعتدال کی حالت میں رہے تو مفید ہوتا ہے اگر غصہ کی وجہ سے آدمی حدیں پار کردے تو یہ پاگل پن کی علامت ہے، غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے آدمی غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے ورنہ پھر اس کو شرمندگی ہوگی۔

ہندی کہاوت ہے کہ: غصہ دُھند کی طرح ہے جس کی وجہ سے راستہ صحیح نظر ہی نہیں آتا، غصہ کی مقدار بات چیت میں اتنی ہونی چاہئے جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے، نمک جب تک اندازہ پر رہے تو ہاضم ورنہ فاسد ہے۔

یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (البیان والتبیین ص:۴۵۶ رج:۱ر المستطرف ص:۲۰۱ ر التمثیل والمحاضرۃ ص:۴۵۰)۔

کام نکلے جو مسکرانے سے　　یار غصہ تری بلا کھاوے

(میر اثر)

ترکیب: اول مضاف، الغضب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، جنون اس کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، آخر مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ندم اس کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۳۹) إِذَا قَلَّ مَالُ الْمَرْءِ قَلَّ صَدِيْقُهٗ۔ جب کم ہوتا ہے آدمی کا مال تو کم ہو جاتے ہیں اس کے دوست۔

قَلَّ يَقِلُّ قِلًّا وقِلَّةً (ض) کم ہونا اسی سے قلیل آتا ہے بمعنیٰ کم، اس کی جمع قَلِيْلُوْنَ، أَقِلَّاءُ، قُلُلٌ، قُلُلُوْنَ آتی ہے، مؤنث کیلئے قَلِيْلَةٌ آتا ہے، اس کی جمع قَلِيْلَاتٌ اور قَلَائِلُ آتی ہے۔ مَالٌ: سرمایہ، رقم، دولت، سامان جمع أَمْوَالٌ۔

المرء: ملاحظہ ہو مثل نمبر ۲۱ر صَدِيْقٌ بفتح الاول و کسر الثانی بدون التشدید معنیٰ دوست، ساتھی، اس کی جمع أَصْدِقَاءُ، صَدُقَاءُ اور صُدْقَانٌ اور جمع الجمع أَصَادِقُ آتی ہے صَدَقَ يَصْدُقُ صَدْقًا و صِدْقًا (ن) سچ بولنا، خالص محبت کرنا صدیق (دوست) کو صدیق اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ دوست اور اس کے عیوب کے بارے میں صحیح و سچ بولتا ہے تو جس میں یہ صفت ہو وہی دوست کہلانے کے لائق ہے۔

مطلب: بعض لوگ مطلب پرست ہوتے ہیں جب تک دولت و نعمت وصول ہوتی رہتی ہے دوستی برقرار رکھتے ہیں مال ختم ہو جانے پر دوستی بھی ختم کر دیتے ہیں (روضۃ العقلاء ص:۱۵۰ر المحاسن والمساوی للبیہقی ص:۲۷۶)۔

ہندی کہاوت ہے: جس کے ہاتھ ڈوئی اس کا سب کوئی۔ دوسری کہاوت ہے: باوا بھلا نہ بھیّا، سب سے

بڑا روپیّہ۔حضرت امام شافعیؒ کا مشہور شعر ہے:

؎ رَئَیتُ النَّاسَ قَدْ مَالُوْا،إِلٰی مَنْ عِندَہٗ مَالٌ وَمَنْ لا عِنْدَہٗ مَالٌ فَعَنْہُ النَّاسَ قَدْ مَالُوْا

میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اس شخص کی طرف مائل ہورہے تھے،جس کے پاس مال تھا،اور جس کے پاس مال نہیں تھا اس سے لوگ اعراض کررہے تھے۔

؎ جس کے آنگن میں امیری کا شجر لگتا ہے اس کا ہر عیب زمانے کو ہنر لگتا ہے

؎ کبھی ہنس کر ملا کرتے ہیں جب تک چار پیسے ہیں غریبی میں نہیں پوچھے گا کوئی آپ کیسے ہیں؟

ترکیب: اذا حرف شرط،قل فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب،مال مضاف، المرء مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا قلّ فعل کا، قل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، قل فعل، صدیق مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر قل کا فاعل،قل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء،شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۴۰) إِصْلَاحُ الرَّعِيَّةِ أَنْفَعُ مِنْ كَثْرَةِ الْجُنُوْدِ۔رعایا کی اصلاح زیادہ نفع بخش ہے لشکروں کی زیادتی سے۔

إِصْلَاحُ: مصدر ہے اَصْلَحَ يُصْلِحُ اِصْلَاحًا (افعال) درست کرنا،اچھا کرنا،اور مجرد میں صَلَحَ يَصْلُحُ صَلَاحًا (ف،ک) درست ہونا،لائق ہونا۔الرعية: رعایا،پبلک،کسی حاکم کے ماتحت لوگ، رَعٰی يَرْعٰی رَعْيًا و رِعَايَةً (ف) چرنا،چرانا،حفاظت ونگرانی کرنا،اسی سے رَاعِیْ حاکم اور چرواہے کیلئے آتا ہے،اس کی جمع رُعَاةٌ ، رُعْيَانٌ ، رُعَاءٌ اور رِعَاءٌ آتی ہے۔أنفع:اسم تفضیل واحد مذکر کا صیغہ ہے نَفَعَ يَنْفَعُ نَفْعًا (ف) نفع پہونچانا،فائدہ دینا۔

كثرة: مصدر ہے،بمعنیٰ زیادتی كَثُرَ يَكْثُرُ كَثْرَةً (ک) بہت ہونا،زیادہ ہونا۔اَلْجُنُوْدُ: جُنْدٌ کی جمع ہے لشکر،فوج اس کی جمع أَجْنَادٌ آتی ہے اور واحد جُنْدِيٌّ آتا ہے جَنَّدَ يُجَنِّدُ تَجْنِيْدًا (تفعیل) فوج جمع کرنا۔

مطلب: یہ نصیحت حکام وبادشاہوں کیلئے ہے کہ پبلک وعوام کی ضروریات پورا کرنا اوران کو نفع پہونچانا یہ

ان کے لئے زیادہ مفید ہے لشکر وسپاہیوں کی تعداد بڑھانے سے چونکہ جب عوام اپنے بادشاہ سے خوش ہوگی تو اس کے لئے ہر موقع پر جان دینے کیلئے تیار رہے گی تو ایسے بادشاہ کیلئے عوام ہی فوج ہوگی، یہ بزرجمہر کا قول ہے (قاموس الطلاب فی الحکم والامثال /ص: ۱۶۷/ نفحة الیمن باب الخامس /ص:۱۹۰)۔ کہتے ہیں: کہ پبلک کی ضرورت نجی ضرورت سے افضل ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا:

ہماں بہ کہ لشکر بجاں پروری کہ سلطاں بہ لشکر کند سروری

(گلستاں باب اول /ص:۲۸)

یہی بہتر ہے کہ لشکر کو دل وجان سے پالے تو، اس لئے کہ بادشاہ لشکر ہی کی وجہ سے سرداری کرتا ہے۔

<u>ترکیب</u>: اصلاح مضاف، الرعیة مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، انفع اسم تفضیل شبہ فعل، من حرف جر، کثرة مضاف، الجنود مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا انفع شبہ فعل کے، انفع شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴۱) اَلْجَاهِلُ عَدُوٌّ لِنَفْسِهٖ، فَكَيْفَ يَكُوْنُ صَدِيْقًا لِغَيْرِهٖ؟۔ جاہل اپنے آپ کا دشمن ہوتا ہے، پس وہ کیسے دوست ہوسکتا ہے اپنے غیر کا۔

الجاهل اس کی تشریح مثل نمبر۳/ اور **عدو** کی مثل نمبر۴/ اور **نفس** کی مثل نمبر۱۳/ اور **صدیقاً** کی مثل نمبر ۳۹/ کے تحت گزر چکی ہے۔

مطلب: جاہل آدمی اپنے آپ کا دشمن اس وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کس لئے پیدا ہوا ہے اور کہاں جائے گا تو اس کی ذات کو جہالت کی وجہ سے جگہ جگہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے گویا کہ وہ اپنے ہی نفس کا دشمن ہے تو جب وہ اپنی ذات کا دشمن ہے تو دوسروں کا دوست کیسے بن سکتا ہے؟ دوسرے لوگ اس سے نفع اندوز نہیں ہوسکتے، یہ حکیم افلاطون کا قول ہے۔ (نفحۃ الیمن الباب الخامس ۱۷۱/ لباب الآداب /ص:۴۶۵/ فصل الفاظ افلاطون)۔ کہتے ہیں: کہ جاہل کے گھر پر اگر تم مذاق کرو گے تو وہ بازار میں تمہاری پگڑی اتارے گا۔

لَاتَصْحَبِ الْجَاهِلَ، إِيَّاكَ وَإِيَّاهُ ۔۔۔ فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ أَرْدٰى، حَلِيْمًا حِيْنَ أَخَاهُ

(جامع الأحاديث المسانيد رقم: ٦٠٥٦ ٧/علیؓ/ج:۴/ص: ٧٠/دیوانِ علیؓ، قافية الهاء/ص: ٢٠٥/روضة العقلاء/ص: ١٠٥)

جاہل کی صحبت اختیار نہ کرو، اپنے آپ کو اس سے بچاؤ، کتنے ہی جاہلوں نے بردباروں کو ردی بنا دیا، جب انہوں نے ان سے بھائی بندی اختیار کی۔

فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسد ۔۔۔ دوستی نادان کی جی کا زیاں ہو جائے گا

ترکیب: الجاهل مبتدا، عدو شبہ فعل، لام حرف جر، نفس مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا عدوٌّ کے، عدو اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فاء ترتیبیہ، کیف حرف استفہام، یکون فعل ناقص صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر اس میں ھو پوشیدہ اس کا اسم، صدیقا شبہ فعل، لام حرف جر، غیر مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا صدیقاً کے، صدیقا اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی یکون فعل ناقص کی، یکون فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴۲) أَلْجَاهِلُ يَطْلُبُ الْمَالَ، وَالْعَاقِلُ يَطْلُبُ الْكَمَالَ ۔ جاہل مال کو طلب کرتا ہے، اور عقل مند کمال کو طلب کرتا ہے۔

الكمال: بمعنی کمال، پورا، کل، سب یہ اسم مصدر ہے، كَمَلَ يَكْمُلُ كَمَالًا و كُمُوْلًا (ن، ک، س) سے کامل ہونا، پورا ہونا۔

مطلب: واضح ہے کہ عقل مند ہنر اور کمال کی جستجو میں رہتا ہے مال کی طلب اور کوشش میں زیادہ نہیں پڑتا اور جاہل کو تو مال چاہئے نہ کہ کمال و ہنر۔ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (غرر الحکم رقم: ٨٢٩٥/نفحة اليمن الباب الخامس/ص: ١٧٧)۔ اور کہا گیا کہ سہل بن عبداللہ تُستریؒ کا قول ہے (روض الأخيار/ص: ١٣١/فصل، الروضة الثانية في العلم والحكمة والأدب) کہتے

ہیں :چمڑی چلی جائے مگر دمڑی نہ جائے (یعنی مال کا حریص بدنی تکلیف برداشت کرے گا مگر مال خرچ نہیں کرے گا)۔قال ابو حاتم: كَفٰى بِالْعَاقِلِ فَضْلًا وَإِنْ عَدِمَ الْمَالَ (روضۃ العلاء،ص:۹) حضرت ابوحاتم نے فرمایا: عقلمند کوفضل کافی ہے اگر چہ اس کے پاس مال نہ ہو۔

روزی مل جائے مال ودولت نہ سہی — راحت ہو نصیب شان وشوکت نہ سہی

کوئی پیشہ ہو زراعت یا تجارت یا کہ علم — چاہئے انسان کو پیدا کرے اس میں کمال

کاملوں کی عمر بڑھ جاتی ہے خود کرلو حساب — باہنر کا ایک دن اور بے ہنر کا ایک سال

ترکیب:الجاھل مبتدا،یطلب فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل،المال مفعول بہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر خبر ہوئی الجاھل مبتدا کی،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر معطوف علیہ،واؤ حرف عطف،العاقل مبتدا، یطلب فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل،الکمال مفعول بہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر خبر ہوئی العاقل مبتدا کی،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴۳)إِذَاتَكَرَّرَ الْكَلَامُ عَلَى السَّمْعِ تَقَرَّرَ فِي الْقَلْبِ۔جب کلام کان پر مکرر ہوتا ہے تو دل میں بیٹھ جاتا ہے۔

تکرّر (تفعل) مکرر ہونا،بار بار ہونا،السَّمعُ: بالفتح،کان، سننے کا حاسہ جمع أَسْمَاعٌ اور أَسْمَعٌ آتی ہے اور جمع الجمع أَسامع اور أَسَامِيعُ آتی ہے، سَمِعَ يَسْمَعُ سَمْعًا وسِمَاعًا(ن) سننا، تقَرَّرَ يَتَقَرَّرُ تَقَرُّرًا (تفعل) جمنا،قرار پانا،ٹھہرنا، راسخ ہونا۔مجرد میں قَرَّ يَقَرُّ قَرَارًا(س،ض) قرار پکڑنا،ٹھہرنا،ثابت رہنا، القلب: دل اس کی جمع قُلُوْبٌ، قَلَبَ يَقْلِبُ قَلْبًا(ض) الٹنا پلٹنا،متحرک ہونا،چونکہ دل بھی حرکت کرتا ہے اس لئے اس کوقلب کہتے ہیں۔

مطلب: جب کوئی بات کان میں بار بار پڑتی ہے تو وہ بات دل میں نقش ہو جاتی ہے، یہ صاحب بن عبادہ کا قول ہے (الجوامع الآداب فی اخلاق الانجاب رص:۱۴۱ رفصل فی أدب النصیحۃ ،الآداب النافعۃ بالفاظ المختارۃ الجامعۃ رص:۲۳ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۲)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمْ مِنَّا حَدِيْثًا، فَتَذَاكَرُوْهُ بَيْنَكُمْ (سنن الدارمی رقم:۶۰) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ جب تم لوگ ہم سے کوئی حدیث سنو تو اسے آپس میں سن سنالیا کرو۔

عربی مقولہ ہے: السَّبَقُ حَرْفٌ وَالتَّكْرَارُ أَلْفٌ (تعلیم المتعلم رص:۳۶) سبق ایک حرف ہو لیکن دہرانا تو ہزار مرتبہ ہو۔اور حضرت علیؓ کا فرمان ہے: لِقَاحُ الْخَوَاطِرِ الْمُذَاكَرَةُ (غرر الحکم رقم:۳۲۴۷)۔جس چیز کی یادداشت میں بات محفوظ رہتی ہے وہ مذاکرہ ہے۔

ے　سو بار نظر ڈال تو ہر ایک عمل پر　　اک روز یقینی ہے مکافات کا ہونا

<u>ترکیب</u>:اذا حرف شرط،تکرر فعل ماضی معروف،صیغہ واحد مذکر غائب،الکلام اس کا فاعل، علی حرف جر، السمع مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا تکرر فعل کے، تکرر فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، تقرر فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب،ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فی حرف جر، القلب مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا تقرر فعل کے،تقرر فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا،شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۴۴) اَلْحَسَدُ كَصَدَاءِ الْحَدِيْدِ لَايَزَالُ بِهٖ حَتّٰى يَاكُلَهٗ ۔حسد لوہے کے زنگ کی طرح ہے برابر اس کے ساتھ لگا رہتا ہے یہاں تک اس کو کھالیتا ہے۔

الحسد: کینہ،حسد، حَسَدَ يَحْسُدُ حَسَدًا (ن،ض) حسد کرنا دوسرے کی نعمت کے زوال کی خواہش کرنا،صفت کیلئے حَاسِدٌ آتا ہے جمع حُسَّادٌ، حَسَدَةٌ،حُسَّدٌ آتی ہے۔صَدَاءٌ: زنگ، جر،صَدِئَ يَصْدَءُ صَدْئًا و صَدُئًا و صَدَائَةً (س،ک) زنگ لگنا،صفت کیلئے صدیٌ آتا ہے بمعنیٰ زنگ آلود۔الحدید: لوہا، آہن،

اس کی جمع أَحْدَادٌ آتی ہے۔ أَکَلَ یَاکُلُ أَکْلاً (ن) کھانا۔ لَایَزَالُ: برابر باقی رہنا، زائل نہ ہونا، لایزال اصل میں لَایَـزُوَلُ تھا واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی واؤ اصل میں متحرک تھا اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا تو واؤ کو الف سے بدل دیا لایزال ہوگیا یہ اجوف واوی ہے۔ زَالَ یَزَالُ زَوَالًا (س، ن) زائل ہونا، جدا ہونا، جاتا رہنا۔

مطلب: اس مثل میں حسد کی مذمت کو بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح زنگ لوہے کے ساتھ مسلسل لگا رہتا ہے آخر کار اس کو کھا کر ختم کردیتا ہے اسی طرح حسد بھی آدمی کو ہمیشہ کھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس حاسد آدمی کو تباہ و برباد کردیتا ہے، ایک ہوتا ہے حسد اور ایک غطبہ دونوں میں فرق ہے حسد کہتے ہیں اپنے غیر کے پاس کسی نعمت وراحت کو دیکھ کر جلنا اور چاہنا کہ اس کے پاس جو نعمت ہے اس سے یہ نعمت زائل ہوجائے اپنے آپ کو حاصل ہو یا نہ ہو یہ حسد حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس نے حضرت آدمؑ کی نعمت کو دیکھ کر کیا تھا اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین میں کیا گیا حضرت آدمؑ کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیلؑ سے کیا تھا (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۵ رعنوان البیان وبستان الأذہان رص: ۱۷ ر الاسلوب الأول، ادب الدنیا والدین رص: ۴۳۲ ر)۔

اور غبطہ کے معنیٰ ہیں کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت مجھے بھی حاصل ہوجائے اس سے زائل ہو یا نہ ہو یہ جائز بلکہ مستحسن ہے۔ ہندی کہاوت ہے: رِیس بھلی ہَوَس بُری، یعنی رشک ہو حسد نہ ہو۔

کسی نے کیا خوب شعر کہا:

حسد کے معنیٰ سن لے صاحب خیر تمنائے زوال نعمت غیر
غبطہ کے معنیٰ سن لے صاحب خیر تمنائے مثال نعمت غیر

(مآرب الطلبہ رص: ۲۵۷)

__ترکیب__: الحسد مبتدا، کاف حرف جر، صداء مضاف، الحدید مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر موصوف، لایزال فعل مضارع منفی صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر اس میں ہو اس کا فاعل، بـا حرف جر، ہٖ ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا لایزال فعل کے، حتی حرف جر (اس کے بعد ان مقدر

ہ ناصبہ محذوف)یا کل فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب ،ضمیر اس میں ھو اس کا فاعل ،ۂ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر بتاویل مفرد مجرور ہوا حتٰـــی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا لایزال فعل کے، لایزال اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر صفت ہوئی موصوف کی ،موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا کـــاف حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کـائن شبہ فعل محذوف کے، کـائن شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی الحسد مبتدا کی ،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

(۴۵) اَلْقَلِيْلُ مَعَ التَّدْبِيْرِ خَيْرٌمِنَ الْكَثِيْرِ مَعَ التَّبْذِيْرِ ۔تھوڑا (مال) تدبیر کے ساتھ بہتر ہے فضول خرچی کے ساتھ زیادہ (مال) سے۔

الـقليل : بمعنی تھوڑا جمع أَقِلَّا ءُ آتی ہے۔دَبَّـرَ يُـدَبِّرُ تَدْبِيْرًا (تفعیل)غور کرنا، انجام کو سوچنا، انتظام کرنا، کثیر :قلیل کی ضد ہے۔

بَذَّرَ يُبَذِّرُ تَبْذِيْراً (تفعیل)فضول خرچی کرنا اِنْفَاقُ مَالٍ فِيْ غَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ اللہ کی نافرمانی میں مال خرچ کرنا۔

مطلب: وہ تھوڑی چیز یا مال جو حلال طریقے سے کمایا گیا ہو اور حسن انتظام اور تدبیر وغور وفکر کے بعد اس کو جائز مصرف میں صرف کیا جائے وہ اس مال سے بہتر وافضل ہے جو ناجائز طریقے سے کمایا گیا ہو اور بے جا مصرف میں صرف کیا جائے ، یہ حضرت علیؑ کا فرمان ہے (غرر الحکم رقم :۱۹۴۸/ البصائر والذخائر / ص :۲۵۴/ ج:۲/ نفحة اليمن الباب الخامس /ص: ۱۷۷/ المستطرف /ص:۴۲)۔ ایک حدیث میں ہے: مَـاقَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهٰى (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرقائق /ص:۴۴۵) جو (مال) کم ہو اور کفایت کرنے والا ہو وہ اس (مال) سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل رکھنے والا۔

ہو کفایت غریبوں کی ٹکسال ہے	جو مسرف ہے آخر وہ کنگال ہے
جو تھوڑا ملا ہے آخر وہ سارا نہ چکھ	کہ تھوڑا سا کھا، اور تھوڑا سا رکھ

إِنَّ الْـمُـبَـذِّرِيْـنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنَ (سورۂ اسراء آیت:۲۷) بے شک فضول خرچی کرنیوالے شیاطین

کے بھائی ہیں، کہتے ہیں: کہ فضول خرچ ہمیشہ تنگ دست رہتا ہے۔

یہ طرز کفایت شعاری ہے خوب کریں آمد وخرچ کا انحصار
فضول اور اسراف سے دھوکے ہاتھ بچت کا طریقہ کریں اختیار

اک حاکم مفسد نے لکھا سن کے یہ اخبار اسراف میں تو خیر نہیں اے شہ ابرار

ترکیب: القلیل صفت کا صیغہ موصوف، مع مضاف، التدبیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر ظرف یا مفعول فیہ ہوا متعلق الکائن شبہ فعل محذوف کے، الکائن شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی القلیل موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا، خیر اسم تفضیل کا صیغہ شبہ فعل، من حرف جر، الکثیر موصوف، مع مضاف، التبذیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت ہوئی الکثیر موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا خیر شبہ فعل کے، خیر اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴۶) اُطْلُبِ الْجَارَ قَبْلَ الدَّارِ، وَالرَّفِيْقَ قَبْلَ الطَّرِيْقِ۔ پڑوسی کو تلاش کرو گھر (خریدنے وبنانے) سے پہلے، اور ساتھی کو راستہ (طے کرنے) سے پہلے۔

الْجَارُ: پڑوسی، جمع جِيْرَانٌ، جِيْرَةٌ، جِوَارٌ اور أَجْوَارٌ آتی ہے، جَاوَرَ يُجَاوِرُ مُجَاوَرَةً (مفاعلت) پڑوس میں رہنا۔

الدار: بمعنیٰ گھر جمع دُوْرٌ، دِيَارٌ، دِيَارَةٌ، اَدْوُرٌ، اَدْوِرَةٌ، اَدْوَارٌ، دُوْرَاتٌ، دُوْرَانٌ، دِيْرَانٌ آتی ہے۔

الرفيق: حالت سفر کا ساتھی جمع رُفَقَاءُ آتی ہے رَفُقَ يَرْفُقُ رِفَاقَةً وَرِفْقًا (ن، ک) نرمی برتنا، رحم کرنا، رفیق وساتھی ہونا۔

رفیق (ساتھی) کو اس لئے رفیق کہا جاتا ہے کہ وہ ساتھی کو اس چیز میں فائدہ پہونچاتا ہو جو اس کے لئے دین ومذہب کی اصلاح کرتی ہے، تو جو دین ومذہب کی بھلائی میں مدد کرے وہی رفیق ہے۔

الطریق : راستہ جمع طُرُقٌ، أَطْرَاقٌ، أَطْرِقَةٌ، اور أَطْرِقَاءُ آتی ہے اور جمع الجمع طُرُقَاتٌ آتی ہے، طَرَقَ یَطْرُقُ طَرْقاً (ن) کھٹکھٹانا، راستہ چلنے والا چونکہ راستہ کو کھٹکھٹاتا ہے اس وجہ سے اس کو طریق کہتے ہیں طریق فعیل کے وزن پر مفعول ہے طریق بمعنیٰ مطروق۔

مطلب: جب آدمی کو کوئی گھر خریدنا یا بنانا ہو تو پڑوسی کی تحقیق کر لینی چاہئے اگر پڑوسی اچھا ہو تو مکان خرید لینا چاہئے تا کہ اس کے پڑوس میں زندگی چین وسکون سے گزرے، اور اگر پڑوسی برا ہو تو نہ خریدے تا کہ اس سے نقصان نہ ہو، اسی طرح سفر طے کرنے سے پہلے ہمسفر تلاش کر لینا چاہئے اگر اچھی عادت واخلاق والا اور عقل مند ہو تو اس کے ساتھ سفر کر لو اور اگر بدمزاج اور بے وقوف ہو تو اس کے ساتھ سفر نہ کرو تا کہ اس سے تکلیف نہ ہو، دراصل یہ ایک حدیث کا مفہوم ہے پوری حدیث اس طرح ہے: عن الحسین بن علی عن ابیه علی عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال: اَلْجَارُ قَبْلَ الدَّارِ وَالرَّفِیْقُ قَبْلَ الطَّرِیْقِ وَالزَّادُ قَبْلَ الرَّحِیْلِ رواه الخطیب فی جامعه بعض احادیث میں أُطْلُبْ کے بجائے اِبْتَغِ اور بعض میں اِلْتَمِسُوا کے الفاظ ہیں (رواه الطبرانی فی الکبیر وابن خیثمة وابو الفتح الازدی والعسکری فی الأمثال) اور اس حدیث کی تائید حضرت آسیہ کے قرآن میں اس واقعہ سے ہوتی ہے رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ (سورۂ تحریم آیت:۱۱) اے میرے رب! بنا دیجئے میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں (المقاصد الحسنۃ رقم الحدیث ۱۶۳ / طبرانی الکبیر رقم: ۴۳۷۹ / کنز العمال رقم ۴۴۱۰۳ / اسنادہ ضعیف)۔ مثل مشہور ہے: برے ہمسائے سے اسی قدر نقصان ہوتا ہے جتنا اچھے ہمسائے سے فائدہ۔

نیز کہا گیا: راہ چلے یا پاس بسے، جب جانئے، (یعنی پڑوسی بسنے سے اور مسافر سفر سے پہچانے جاتے ہیں)

اچھے کی صحبت میں بیٹھے کھائے ناگر پان ؎ بُرے کی صحبت میں بیٹھے کٹائے ناک اور کان

<u>ترکیب</u>: اطلب فعل امر حاضر معروف، ضمیر اس میں انت اس کا فاعل، الجار مفعول بہ، قبل مضاف، الدار مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، اطلب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ہوا، واؤ حرف عطف، الرفیق مفعول بہ ہوا أطلب فعل محذوف کا، قبل مضاف، الطریق مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، اطلب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ

ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴۷) اَلْوَضِیْعُ إِذَا ارْتَفَعَ تَکَبَّرَ، وَإِذَا حَکَمَ تَجَبَّرَ ۔کمینہ آدمی جب بلندی پر پہونچتا ہے تو تکبر کرتا ہے، اور جب حاکم ہو جاتا ہے تو ظلم کرتا ہے۔

الوضیع: کمینہ، خسیس، ذلیل، پست آدمی، یہ شریف کی ضد ہے وَضَعَ یَضَعُ ضِعَةً ووَضَاعَةً (ف) ذلیل ہونا، کمینہ ہونا، درجہ گھٹانا۔ اِرْتَفَعَ: (إفتعال) بلند ہونا، اونچے عہدے پر پہونچنا اور مجرد میں کرم سے آتا ہے صفت کیلئے رفیع آتا ہے بمعنیٰ بلند مرتبہ۔ تَکَبَّرَ: (تفعل) غرور کرنا، بڑائی ظاہر کرنا۔ حَکَمَ یَحْکُمُ حُکْمًا حُکُوْمَةً (ن) فیصلہ کرنا، حاکم بننا، صفت کیلئے حَاکِمٌ، جمع حُکَّامٌ۔ تَجَبَّرَ: ماضی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، تَجَبَّرَ یَتَجَبَّرُ تَجَبُّرًا (تفعل) ظلم وزیادتی کرنا، بڑائی ظاہر کرنا۔

مطلب: کمینہ اور کم ذات آدمی کو جب ترقی ہو جاتی ہے تو اس کے دماغ میں غرور و گھمنڈ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اور اپنی پستی کی حالت کو بھول جاتا ہے اور جب وہ حاکم وفرماں روا بن جاتا ہے تو ماتحتوں پر ظلم وستم وزیادتی کرتا ہے جو یہ اس کی سراسر نادانی ہے (نفحۃ الیمن الباب الخامس ص:۱۹۰/عنوان البیان وبستان الاذہان، الأسلوب السابع ص:۱۵۰)۔ ہندی کہاوت ہے: اشراف پاؤں پڑے اور کمینہ سر چڑھے، شاعر کہتا ہے:

کمینہ تھا جو بستی کا اسے مکھیا بنا ڈالا ے شرافت توڑتی ہے دم، جہالت مسکراتی ہے

ترکیب: اَلْوَضِیْعُ مبتدا، اذا حرف شرط، اِرْتَفَعَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر اس میں ھُوَ اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، تَکَبَّرَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، اذا حرف شرط، حَکَمَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، تَجَبَّرَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر الوضیع مبتدا

کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴۸) **اَلْفَرَاغُ مِنْ شَأْنِ الْأَمْوَاتِ، وَالْإِشْتِغَالُ مِنْ شَأْنِ الْأَحْيَاءِ۔** بے کار رہنا مردوں کی حالت ہے، اور مشغول رہنا زندوں کی حالت ہے۔

الفراغ: خالی رہنا، بیکار رہنا، فَرِغَ يَفْرُغُ فَرَاغًا (ف،ن،س) کام سے خالی ہونا۔ **شأن:** حالت، طبیعت، معاملہ، جمع شُئُوْنٌ، شِآنٌ، شِئِيْنٌ آتی ہے۔ **الأموات:** اور **الأحياء** کی تشریح مثل نمبر:۳۰/ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ **الإشتغال:** باب إفتعال کا مصدر ہے، إِشْتَغَلَ يَشْتَغِلُ إِشْتِغَالًا مشغول رہنا، کام میں لگے رہنا، اسی سے شُغل آتا ہے، بمعنیٰ مشغولیت و مصروفیت، جمع أَشْغَالٌ، شُغُوْلٌ مجرد میں شَغَلَ يَشْغَلُ شُغْلاً (ف) آتا ہے۔

مطلب: آدمی کو چاہئے کہ کسی نہ کسی کام میں لگا رہے خالی اور بے کار نہ رہے کام میں شغل زندوں کی شان ہے اور خالی رہنا یہ مردوں کی علامت ہے، جس سے بچتا رہے، یہ بزرجمہر کا قول ہے (محاضرات الادباء ومحاورات الشعراء/ص:۱۴۷/ ج:۸/نفحۃ الادب/ص:۸۲/روضۃ الأدب)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے، انہوں نے فرمایا: **إِنِّي لَأَكْرَهُ أَنْ أَرَى الرَّجُلَ فَارِغًا، لَا فِيْ عَمَلِ دُنْيَا وَلَا آخِرَةٍ** (مجمع الزوائد/ج:۴/ص:۱۰۸/رقم: ۶۲۳۵/ کتاب البیوع باب الکسب والتجارة، حلیة الاولیاء/ج:۱/ص:۱۳۰/رقم: ۴۰۲/ عبدالله بن مسعود، المعجم الكبير/ج:۹/ص:۱۰۶/رقم :۸۵۳۸/خطبة إبن مسعودٍ ومن كلامه)۔ کہ میں سخت ناپسند کرتا ہوں اس بات کو کہ کسی شخص کو بالکل فارغ دیکھوں، کہ وہ نہ تو دنیا کے کسی کام میں مصروف ہو، اور نہ ہی آخرت کے کسی عمل میں مشغول ہو۔

ہندی کہاوت ہے: زندگی کا لطف کام کرنے سے ہی ہے۔ نیز کہا گیا:

تن برائے کام آمده ، بے کار مدار — دل برائے یار آمده ، بے یار مدار

بدن کام کیلئے ہے ، اسے بے کار نہ رکھو — دل یار کیلئے ہے ، اسے بے یار نہ کرو

نیز کہا گیا: خالی سے بے گار بھلی یعنی بے اجرت دوسرے کے کام میں شغل خالی رہنے سے بہتر ہے، نیز کہا گیا: بے کاری تمام شرارتوں کی دایہ اور کل بربادی کی ماں ہے۔

ترکیب: الفراغ مبتدا، من حرف جر، شأن مضاف، الاموات مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی الفراغ مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، الإشتغال مبتدا، من حرف جر، شأن مضاف، الإحیاء مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر کائن شبہ فعل کے متعلق ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴۹) اَلصَّدِیْقُ الصَّدُوْقُ مَنْ یَنْصَحُکَ فِیْ غَیْبِکَ، وَ آثَرَکَ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ سچا دوست وہ ہے جو تیرے غائبانہ تیری خیر خواہی کرے، اور تجھ کو اپنے نفس پر ترجیح دے۔

اَلصَّدُوْقُ: بالفتح مبالغہ کا صیغہ ہے ہمیشہ سچ بولنے والا اس کی تشریح مثل نمبر: ۳۹ ر کے تحت ملاحظہ کریں۔ نَصَحَ یَنْصَحُ نَصْحًا (ف) نصیحت کرنا، صفت کیلئے ناصح آتا ہے اس کی جمع نُصَّاحٌ اور نُصَّحٌ آتی ہے۔ غَیْبٌ: ہر وہ چیز جو ہم سے غائب ہو جمع غِیَابٌ اور غُیُوْبٌ آتی ہے، غَابَ یَغِیْبُ غَیْبًا و غَیْبَۃً (ض) غائب ہونا، آثَرَ یُؤْثِرُ إِیْثَارًا (افعال) ترجیح دینا، فضیلت دینا۔

مطلب: اس مثل میں مخلص دوست کی پہچان بتلائی گئی ہے کہ مخلص دوست وہ ہے جو پس پشت بھی اپنے دوست کی خیر خواہی کرے اور ہر طرح سے اسے فائدہ پہونچائے اور ہر موقع پر اس کو اپنے اوپر ترجیح اور فضیلت دے (نفحۃ الادب ص:۴۷)۔ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (غرر الحکم رقم:۱۹۰۴)۔ کہتے ہیں: کہ مدد کے بغیر ہمدردی ایسی ہے جیسے روٹی کے بغیر چٹنی۔

؎ آج ہے ایثار کا جذبہ جو پروانوں کے پاس تھی کبھی یہ دولت بیدار انسانوں کے پاس

؎ رذالوں کی دوستی پانی کی لکیر شریفوں کی دوستی پتھر کی لکیر

ترکیب: الصدیق موصوف، الصدوق صفت، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، من موصولہ، ینصح فعل مضارع معروف، صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر اس میں ھو اس کا فاعل، ک ضمیر خطاب مفعول بہ، فی حرف جر،

غیب مضاف، ک ضمیر خطاب مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ینصح فعل کے، ینصح فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، آثر فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں فاعل، ک ضمیر خطاب مفعول بہ، علی حرف جر، نفس مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا علی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا آثر فعل کے، آثر فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۰) أَفْضَلُ النَّاسِ مَنْ كَانَ بِعَيْبِهِ بَصِيْرًا، وَعَنْ عَيْبِ غَيْرِهِ ضَرِيْرًا۔ لوگوں میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنے عیب کو دیکھنے والا ہو، اور اپنے غیر کے عیب سے اندھا ہو۔

ضریر: اندھا، نابینا جمع أَضْرَاءٌ اور أَضْرَارٌ آتی ہے مؤنث کیلئے ضَرِيْرَةٌ آتا ہے اس کی جمع ضَرَائِرُ آتی ہے، باقی الفاظ کی تشریح گزر چکی ہے۔

مطلب: دوسروں پر تنقید سے پہلے اپنے گریباں میں جھانک لینا چاہئے جس شخص کی نگاہ اپنے عیوب اور نقائص پر ہو اور وہ اپنے عیوب کو دور کرنے کی کوشش بھی کرے اور دوسروں کے عیوب اسکو نظر نہ آئیں بلکہ ان سے اندھا بنا رہے تو ایسا شخص لوگوں میں افضل و بہتر ہے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے۔ (غرر الحکم رقم: ۳۸۹ رعنوان البیان وبستان الأذہان رص: ۳۸ رنفحۃ الیمن الباب الخامس: رص: ۱۷۷)۔ کہتے ہیں: کہ جو خود عیب سے پاک ہے اسے دوسروں کی عیب جوئی میں کبھی لطف حاصل نہ ہوگا۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر — رہے دیکھتے دوسروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جب نظر — تو جہاں میں کوئی بُرا نہ رہا

(شاہ ظفر)

ترکیب: افضل مضاف، الناس مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، من موصولہ، کان

فعل ناقص، ھو ضمیراس کا اسم، باحرف جر، عیب مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا باحرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا بصیرا شبہ فعل کے جو کہ رتبتاً مقدم ہے اور وضعاً مؤخر، بصیرا شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر کان فعل ناقص کی خبر، کان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، من حرف جر، عیب مضاف، غیر مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا عیب مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا عن حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ضریراً شبہ فعل کے جو رتبتاً مقدم ہے اور وضعاً مؤخر ہے، ضریراً شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی کان فعل ناقص محذوف کی، کان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۱) اَلْبُخْلُ وَالْجَھْلُ مَعَ التَّوَاضُعِ خَیْرٌ مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّخَاءِ مَعَ الْکِبْرِ۔ کنجوسی اور جہالت تواضع کے ساتھ بہتر ہے (اس) علم اور سخاوت سے جو تکبر کے ساتھ ہو۔

البخل: کنجوسی، بخیلی، بَخِلَ یَبْخَلُ بَخَلًا وبُخْلًا (س،ک) کنجوس ہونا، صفت کیلئے بَخِیْلٌ آتا ہے، جمع بُخَلَاءُ۔ بخل کا پہلا درجہ بخیل ہے، پھر اگر زیادہ کنجوسی کرے تو اس کو شحیح کہتے ہیں، اگر اس سے بڑھ کر اہل سخاوت کی مذمت کرے تو اس کو کمینہ کہتے ہیں، پھر اگر بخیلوں کے لئے دلائل واعذار تلاش کرے تو اس کو ملامتی کہتے ہیں (روضۃ العقلاء، ص: ۱۵۹)۔

التواضع: عاجزی، انکساری، تَوَاضَعَ یَتَوَاضَعُ تَوَاضُعًا (تفاعل) خاکسار ہونا، عاجز ہونا، منکسر المزاج ہونا، ذلیل ہونا، السخاء: فیاضی، سخاوت، سَخَا یَسْخُوْ سَخَاءً وسَخَاوَۃً (ن) سخی ہونا، فیاضی کرنا اسی سے سَخِیٌّ آتا ہے، جمع أَسْخِیَاءُ۔

الکبر: غرور، تکبر، کَبُرَ یَکْبُرُ کِبَرًا وکُبْرَۃً وکِبَارَۃً فِی الْقَدْرِ (ک) مرتبہ میں بڑا ہونا۔

مطلب: تواضع ایسی عمدہ صفت ہے کہ اگر متواضع آدمی کے اندر کنجوسی اور جہالت کی عادت ہو وہ تب بھی بہتر اور افضل ہے اس شخص سے جس میں تکبر کے ساتھ سخاوت وعلم کی خوبی بھی ہو، تکبر کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو حقیر، اور تواضع یہ ہے کہ اللہ کیلئے اپنے کو دوسروں سے معمولی سمجھے، انسان فطرتاً متواضع آدمی سے محبت کرتا ہے اور متکبر انسان سے نفرت، تکبر اور اس طرح کی دیگر تمام بیماریوں کا عملی علاج تواضع ہے، حضرت علیؓ کا فرمان ہے: صَادُّوا الْكِبْرَ بِالتَّوَاضُعِ (عیون الحکم والمواعظ رص:۳۰۹ رج:۱) کہ تواضع کے ذریعہ تکبر سے مقابلہ کرو، اور تواضع وانکساری ایسی نعمت ہے جس پر کوئی شخص حسد نہیں کرتا، کیونکہ مال دار، طاقتور، صاحب منصب لوگ جو تکبر کا شکار ہوتے ہیں وہ تکبر کے ہوتے ہوئے تواضع کی صفت اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ تواضع تکبر کی ضد ہے، اسی لئے متواضع آدمی بخل اور جہالت کے ہوتے ہوئے بھی نفع میں ہے اور متکبر علم وسخا کے باوجود بھی خسارے میں ہے۔ (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۸۴)۔ یہ بزرجمہر کا قول ہے (جامع بیان العلم وفضلہ، رقم:۹۹۴ رفصل فی مدح التواضع، وذم العجب، وطلب الرئاسۃ) کہتے ہیں کہ: تواضع سے توقیر بڑھتی ہے، اور تکبر سے ذلت۔

تواضع کا طریقہ صاحبو! پوچھو صراحی سے ۔۔۔ کہ فیض جاری بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی
(شیخ ابراہیم ذوق)

<u>ترکیب</u>: البخل معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، الجھل معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ذوالحال، مع مضاف، التواضع مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر متعلق ہوا کائنین شبہ فعل کے، کائنین شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر حال ہوا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مبتدا، خیر شبہ فعل، من حرف جر، العلم معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، السخاء معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ذوالحال، مع مضاف، الکبر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر متعلق ہوا کائنین شبہ فعل کے، کائنین شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر حال ہوا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا خیر شبہ فعل کے، خیر شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۲) أَجْهَلُ النَّاسِ مَنْ يَمْنَعُ الْبِرَّ، وَيَطْلُبُ الشُّكْرَ، وَيَفْعَلُ الشَّرَّ، وَيَتَوَقَّعُ الْخَيْرَ ۔لوگوں میں سب سے زیادہ جاہل وہ شخص ہے جو نیکی سے روکے، اور شکر کا طلب گار بنے، اور برائی کرے، اور بھلائی کی امید رکھے۔

أجهل: تشریح گزر چکی ہے مثل نمبر:۳۰ر کے تحت اور **یمنع**: کی مثل نمبر:۲۷ر کے تحت۔ **البِرُّ**: نیکی، سچائی، طاعت، صلاحیت، **بَرَّ يَبُرُّ بَرًّا و مَبَرَّةً** (ن) حسن سلوک کرنا، خدمت کرنا، اطاعت کرنا، صفت کیلئے **بَرٌّ** اور **بَارٌّ** آتا ہے اول کی جمع **أَبْرَارٌ** اور ثانی کی جمع **بَرَرَةٌ** آتی ہے۔ **الشکر**: تعریف، میٹھے الفاظ، **شَكَرَ يَشْكُرُ شُكْرًا** (ن) شکر کرنا کسی کے اچھے سلوک پر تعریف کرنا، صفت کیلئے **شَاكِرٌ** جمع **شَاكِرُوْنَ** اور **شُكَّرٌ** آتا ہے۔ **الشر**: یہ خیر کی ضد ہے معنی برائی، جمع **شُرُوْرٌ**، **شَرَّ يَشُرُّ شَرًّا فلانا** (ن) برائی کی طرف منسوب کرنا، اسی سے **شَرِيْرٌ** آتا ہے بمعنی شرارت کرنے والا، جمع **أَشْرَارٌ** اور **أَشِرَّاءُ** آتی ہے۔ **یتوقع**: مضارع معروف کا واحد غائب کا صیغہ ہے **تَوَقَّعَ يَتَوَقَّعُ تَوَقُّعًا** (تفعل) **توقع الامر** امید لگانا۔ **الخیر**: ملاحظہ ہو مثل نمبر:۱۲۔

مطلب: جاہل و بے وقوف آدمی وہ ہے جو لوگوں کو اچھے کام کرنے سے روکے اور یہ چاہے کہ لوگ اس کا شکریہ ادا کریں اور برے کام کرے اور وہ بھلائی و نیکی کی آرزو رکھے تو یہ اس کی کم فہمی اور نا سمجھی کی علامت ہے یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (غرر الحکم رقم:۱۲۵۴ر الاقوال المبارکۃ لسیدنا علی رص:۳۹ رج:ا رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۸۳)۔ کہتے ہیں: کہ برے سے بھلائی کی امید ناممکن ہے، ایسے ہی شخص کے بارے میں کہاوت ہے: کانٹے بوئے ببول کے تو آم کہاں سے کھائے۔

؎ میں جاہل، بے بس، بیمار کچھ کہہ نہیں پاتا میں جاہل تھا کہ سوال حل نہ کر پایا

<u>ترکیب</u>: **أجهل** مضاف، **الناس** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، **من** موصولہ، **یمنع** فعل، ضمیر **هو** اس کا فاعل، **البر** مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، **یطلب** فعل **هو** ضمیر اس کا فاعل، **الشکر** مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر

معطوف اول، واؤ حرف عطف، یفعل فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، الشر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی، واؤ حرف عطف، یتوقع فعل، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، الخیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۳) اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔ بھلائی کی طرف راہ نمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔

الدَّالُ: اسم فاعل کا صیغہ ہے راہ نمائی کرنے والا، راستہ بتلانے والا، دَلَّ یَدُلُّ دَلَالَةً (ن) راہ نمائی کرنا، راستہ بتلانا، اسی سے دَلِیْلٌ آتی ہے، وہ چیز جس سے راہ نمائی حاصل ہو جمع أَدِلَّةٌ اور أَدِلَّاءُ آتی ہے۔

مطلب: یہ ہے کہ جو شخص نیکی کی اشاعت اور بھلائی کے پھیلنے کا باعث بنے گا تو تنہا اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اس نیکی کے اختیار کرنے والوں اور بھلائی کے قبول کرنے والوں کو مجموعی طور پر ملے گا لیکن اس کو اتنا ثواب ملنے کے باوجود اس نیکی اور بھلائی پر عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا چونکہ وہ بھلائی کے پھیلنے کا سبب بنا، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَسْتَحْمِلُهُ، فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُهُ، فَدَلَّ عَلٰى آخَرَ، فَحَمَلَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الدَّالَ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۷۰/ باب ماجاء أن الدال علی الخیر کفاعله/ عن ابی الدنیا رقم ۸۹۶/ باب اصطناع المعروف، وابو یعلی ۴۲۹۶/ الترغیب والترھیب/ ص: ۷۷۰/ ج: ۱/ کشف الخفاء رقم ۱۲۸۲/ المقاصد الحسنة رقم ۴۷۸/ مسند الشھاب رقم ۸۶)۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ سے سواری مانگنے کیلئے آیا لیکن آپ کے پاس سواری نہیں تھی آپ ﷺ نے اسے دوسرے کسی شخص کے پاس بھیج دیا اس نے اسے سواری دیدی تو وہ دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں یہ بتلانے کیلئے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خیر کا راستہ بتلانے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہے۔ ہندی کہاوت ہے: کہ نیکی کی جڑ سدا ہری، یعنی نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی، شاعر کہتا ہے:

بتادے کام جو اچھا کسی کو برابر کرنے والے کے جزا ہو
کسی نے کام اگر اچھا بتایا تو کرنے کے برابر اجر پایا

ترکیب: الدال اسم فاعل کا صیغہ شبہ فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، علی حرف جر، الخیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا الدال شبہ فعل کے، الدال شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا، کاف حرف جر، فاعل مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۴) اَلْقَلَمُ شَجَرَةٌ ثَمَرُهَا الْمَعَانِیُ۔ قلم ایسا درخت ہے جس کے پھل معانی ہیں۔

قَلَمٌ: لکھنے کا آلہ، خامہ، جمع أَقْلَامٌ اور قِلَامٌ آتی ہے۔ شجرۃ: درخت جمع شَجَرَاتٌ اور شَجَرٌ کی جمع أَشْجَارٌ اور شَجَرَاءُ آتی ہے۔ ثمر: پھل، واحد ثَمَرَةٌ جمع ثِمَارٌ اور جمع الجمع أَثْمَارٌ اور ثُمُرٌ آتی ہے ثَمَرَ يَثْمُرُ ثُمُوراً (ن) پھلدار ہونا۔ المعانی: معنیٰ کی جمع ہے مطلب، مقصود، مفہوم عَنٰی یَعْنِیُ عَینًا (ض) مراد لینا۔

مطلب: یہ مقولہ عبد الحمید بن یحییٰ کاتب کا ہے، (یہ بنو امیہ کے خلیفہ مروان کا کاتب تھا، متوفی ۱۳۲ھ) پورا مقولہ اس طرح ہے أَلْقَلَمُ شَجَرَةٌ ثَمَرَتُهَا الْأَلْفَاظُ وَالْفِكْرُ بَحرٌ لُؤْلُؤُهُ الْحِكْمَةُ (الأمثال فی القرآن الکریم لابن قیم رص: ۹۰ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۱ رروضۃ الأدب رص: ۱۱۹)۔ کہ قلم ایسا درخت ہے جس کے پھل الفاظ ہیں اور فکر ایسا سمندر ہے جس کے موتی حکمت ہیں۔

مطلب: یہ ہے کہ قلم ایسی دولت و نعمت ہے جس کے ذریعہ سے گزری ہوئی امم و واقعات محفوظ رہتے ہیں جو کچھ انسان کے دل و دماغ میں آتا ہے وہ قلم کے ذریعہ ریکارڈ ہو جاتا ہے، اور علوم و فنون کی نشر و اشاعت ہوتی ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ جو بھی لکھے وہ مکتوب صاف اور صحیح ہونا چاہئے تا کہ ان کے بہتر ثمرات

مرتب ہوں۔ کہتے ہیں: تحریر ایک خاموش آواز ہے اور قلم ہاتھ کی زبان ہے، نیز کہا گیا: کہ قلم سے قومیں زندہ رہتی ہیں، دوسری کہاوت ہے: قلم کی طاقت تلوار سے قوی تر ہے۔

؎ رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوق — اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

(ذوق)

<u>ترکیب</u>: القلم مبتدا، شجرۃ موصوف، ثمر مضاف، ھا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، المعانی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی شجرۃ موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر خبر ہوئی القلم مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>(۵۵) كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ۔ جیسا معاملہ تو کرے گا ویسا ہی تیرے ساتھ کیا جائے گا۔</u>

تَدِيْنُ: مضارع معروف کا واحد حاضر کا صیغہ ہے اور تُدَانُ: مضارع مجہول کا واحد حاضر کا صیغہ ہے، دَانَ يَدِيْنُ دِيْنًا و تَدَيَّنَ (ض) دین اختیار کرنا، طریقہ اختیار کرنا، معاملہ کرنا، یا پھر اس کو باب افعال سے مانو أَدَانَ يَدِيْنُ إِدَانَةً قرض لینا، قرض دینا اس وقت ترجمہ ہوگا جیسا قرض تو دے گا ویسا ہی قرض تجھے دیا جائے گا۔

مطلب: جیسا کرو گے بحکم خدا ویسا ہی بدلہ پاؤ گے اور یہ قانون اکثریہ واغلبیہ ہے، اور اس کا مضمون قرآن کی اس آیت سے ماخوذ ہے: مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُجْزَبِهٖ (سورۂ نساء آیت نمبر:۱۲۳) جو کوئی برا کام کرے گا اس کو اسکے عوض میں سزا دی جائے گی۔

پوری حدیث اس طرح ہے: عَن بن عمر رفعه فی حديث بلفظ أَلْبِرُّ لايُبْلٰى، و الذَّنْبُ لَايُنْسٰى، وَالدَّيَّانُ لا يَمُوْتُ، فَكُنْ كَمَا شِئْتَ فَكَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ (حلیۃ الاولیاء/ص:۴۲۹/ج:۳/کشف الخفاء/ص:۱۴۸/ج:۲/رقم:۱۹۹۶/فردوس الخطاب للدیلمی رقم: الحدیث:۲۲۰۳/کنز العمال ۴۳۶۷۲، ۴۳۰۳۲/وعزاہ لعبدالرزاق عن ابی قلابۃ مرسلا مصنف عبدالرزاق ۲۲۶۲/اخرجہ البیہقی فی الاسماء والصفات ۱۳۲/وابن عدی فی الکامل/ص:۳۵/ج:۷/الاحادیث المنتشرۃ رقم:۳۲۸/اسنادہ ضعیف)۔

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوع منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی بوسیدہ نہیں ہوتی، گناہ بھلایا نہیں جاتا، بدلہ دینے والا (اللہ تعالیٰ) فنا نہیں ہوتا، جیسے چاہو عمل کرو (کیونکہ یقیناً) جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ یہ

حدیث مرفوع وموقوف اور مرسل منقول ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے:عن ابی صرمة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قَال: مَنْ ضَارَّ ضَارَّاللّٰهُ بِہٖ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ (جامع الترمذی رقم:۱۹۴۰/أبواب البر/ابن ماجة رقم:۲۳۴۲/ابواب الأحکام،مشکوۃ المصابیح/ص:۴۲۸/کتاب الآداب) حضرت ابوصرمہؓ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو (بلا وجہ شرعی) نقصان پہونچائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی نقصان پہونچائے گا (یعنی اس کو اس برے عمل اور گناہ کی اسی طرح سے سزا دے گا)، اور جو شخص کسی کو مشقت میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی مشقت میں مبتلا کردے گا۔

ہندی کہاوت ہے: انتُ برے کام کا بُرا، انتُ بھلے کام کا بھلا، یعنی برائی کا انجام برا اور بھلائی کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا:

جیسی کرنی ویسی بھرنی، نہ مانے تو کر کے دیکھ ۔۔۔ جنت بھی ہے، دوزخ بھی ہے، نہ مانے تو مر کے دیکھ

ترکیب: کاف حرف جر، ما موصولہ، تدین فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر اس میں انت اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا تدان فعل کے جو لفظا مؤخر ہے اور رتبا مقدم ہے، تدان فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر انت اس کا نائب فاعل، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب: کاف بمعنیٰ مثل اور مثل مضاف، ما موصولہ، تدین فعل، انت ضمیر اس میں پوشیدہ اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا کاف بمعنیٰ مثل مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، تدان فعل، انت ضمیر اس میں اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۶) مَنْ صَبَرَ ظَفِرَ۔ جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا۔

ظَفِرَ یَظْفَرُ ظَفْراً (س) کامیاب ہونا۔

مطلب: صبر وتحمل کی وجہ سے آدمی مقصد تک پہونچنے میں کام یاب ہوجاتا ہے۔ یہ عرب کے مشہور ادیب اکثم بن صیفی کا قول ہے (ادب الدنیاوالدین رص:۲۶۶، سراج الملوک رص:۳۹۵رج:۱)۔ یہ حضرت علیؓ کی طرف بھی منسوب ہے، قَلَّ مَنْ صَبَرَ إِلَّا ظَفِرَ (عیون الحکم والمواعظ ۶۲۹۱)۔ ہندی کہاوت ہے: صبر کی داد، خدا کے ہاتھ۔ یعنی صبر کرنے والوں کا انصاف خدا ہی کرتا ہے۔

اجر تو صبر کے جلو میں ہے ، موج دریا میں ، تشنگی میں نہیں

(امجد اسلام امجد)

__ترکیب__: من موصولہ، صبر فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، ظفر فعل ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

__دوسری ترکیب__: موصول صلہ مل کر شرط، اور ظفر جزاء، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۵۷) مَنْ ضَحِکَ ضُحِکَ۔ جو (دوسروں پر) ہنسے گا (اس پر بھی) ہنسا جائے گا۔

ضَحِکَ یَضْحَکُ ضَحْکًا و ضِحْکًا (س) ہنسنا، ضَاحِکٌ ہنسنے والا۔

مطلب: کسی شخص کی توہین وتحقیر کیلئے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسنے لگیں اس کو استہزا کہا جاتا ہے اور یہ جیسے زبان سے ہوتا ہے ایسے ہی ہاتھ پاؤں وغیرہ سے اس کی نقل اتارنے یا اشارہ کرنے سے بھی ہوتا ہے اور اس طرح بھی کہ اس کا کلام سن کر بطور تحقیر کے ہنسی اڑائی جائے، تو جو کوئی کسی کے ساتھ ایسا مزاق کرے گا تو بحکم الہی اس کے ساتھ بھی ویسا ہی مذاق اڑایا جائے گا اور یہ بنص قرآن حرام ہے، قرآن میں ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ (سورۂ حجرات آیت نمبر:۱۱) ترجمہ: اے ایمان والو! نہ ہنسے ایک لوگ دوسروں پر شاید کہ وہ بہتر ہوں ان سے۔

اور اس مقولہ کا مضمون ایک حدیث سے ماخوذ ہے: عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تُظْھِرِ الشَّمَاتَۃَ لِأَ خِیْکَ فَیَرْ حَمَہُ اللّٰہُ وَیَبْتَلِیْکَ (جامع الترمذی رقم ۲۵۰۶/ ابواب صفۃ القیامۃ باب لاتظھر الشماتۃ لاخیک)۔

حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کی کسی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور تجھے آزمائش میں ڈال دے، ایک ادیب کا قول ہے: لَاتَضْحَکُوْا، فَلَعَلَّہٗ یَضْحَکُ مِنکُمْ یَوْماً (سیراعلام النبلاء/ص:۱۰۴/ج:۱۲) کہ تم (کسی پر) مت ہنسو شاید کہ یہ ایک دن تم پر ہنسے گا (الأجوبۃ المستحکمۃ فی سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ أو الموضوعۃ رقم: ۵۶) کہتے ہیں: کہ دوسروں پر ہنسنا لڑائی کی جڑ ہے۔ شاعر کہتا ہے:

لوگ اوقات بھول جاتے ہیں ــــ دوسروں کا مذاق اڑانے میں

<u>ترکیب</u>: مَن موصولہ، ضحک فعل با فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا مَن موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، ضحک فعل، ھو ضمیر اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>دوسری ترکیب</u>: مثل گزشتہ شرط وجزا کے۔

(۵۸) مَنْ جَدَّ وَجَدَ۔ جس نے کوشش کی اس نے پالیا۔

جَدَّ یَجِدُّ جِدًّا (ض، ن) کوشش کرنا۔ وَجَدَ یَجِدُ وَجْدًا وَوُجُوْدًا وَوُجْدًا وَجِدَۃً وَوِجْدَانًا وَإِجْدَانًا (ض) پانا، ضائع ہوجانے کے بعد کامیاب ہونا۔

مطلب: یہ عمر بن المظفر العمری کا قول ہے: پورا مقولہ اس طرح ہے مَنْ جَدَّ وَجَدَ وَمَنْ زَرَعَ حَصَدَ، جس نے محنت کی پالیا اور جس نے جو بویا وہی کاٹا۔ اور مجمع الأمثال میں ہے: مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَ (رقم: ۹۸/ص:۱۵۱) ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ بعض عقلا کا کلام ہے، اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں: قَدْ سَعِدَ مَنْ جَدَّ (غرر الحکم رقم: ۱۰۱۲۶) یقیناً کامیاب ہوا وہ شخص جس نے محنت کی (موضوعات کبیر رقم: ۸۹۷/ المقاصد الحسنۃ رقم: ۱۱۰۶/ روضۃ الأدب/ص: ۱۲۰)۔

اور تعلیم المتعلم میں ہے: مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّوَجَدَ، وَمَنْ قَرَعَ الْبَابَ وَلَجَّ وَلَجَ، وَقِیْلَ: بِقَدْرِ

مَاتَتَعَنّٰی تَنَالَ مَا تَتَمَنّٰی۔

قِیۡلَ: یَحۡتَاجُ فِی التَّعَلُّمِ وَالتَّفَقُّهِ إِلٰی جِدِّ ثَلَاثَةٍ اَلۡمُتَعَلِّمُ، وَالۡأُسۡتَاذُ، وَالۡأَبُ، إِنۡ کَانَ فِی الۡإِحۡیَاءِ۔

أَنۡشَدَ نِی اَلشَّیۡخُ الۡإِمَامُ اَلۡأَجَلُّ الۡأُسۡتَاذُ سَدِیۡدُالدِّیۡنِ الشِّیۡرَازِیۡ لِلۡإِمَامِ الشَّافِعِیِّ:

اَلۡجِدُّ یُدۡنِیۡ کُلَّ اَمۡرٍ شَاسِعٍ ۔۔۔ وَالۡجِدُّ یَفۡتَحُ کُلَّ بَابٍ مُغۡلَقِ

وَاَحَقُّ خَلۡقِ اللّٰهِ بِالۡهَمِّ إِمۡرُءٌ ۔۔۔ ذُوۡهِمَّةٍ یُبۡلٰی بِعَیۡشٍ ضَیِّقِ

(دیوان امام شافعیؒ ص:۱۸۸)

کہا گیا: کہ جس شخص نے کچھ طلب کیا اور کوشش بھی کی وہ اس نے پالیا اور جس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور چمٹ گیا تو وہ داخل ہوگیا۔ اور کہا گیا ہے کہ جتنی مشقت اٹھاؤ گے اتنی ہی آرزو اور تمنا پاؤ گے، کہا گیا ہے کہ علم حاصل کرنے اور فقہ سیکھنے کیلئے تین آدمیوں کو محنت کرنی پڑتی ہے، طالب علم کو، استاذ کو اور والد کو اگر وہ حیات ہوں۔

عالی مرتبت شیخ امام استاذ سدید الدین شیرازیؒ نے امام شافعیؒ کے یہ اشعار سنائے: محنت ہر دور دراز کی چیز کو قریب کر دیتی ہے، محنت ہر بند دروازہ کو کھول دیتی ہے، مخلوق خدا میں اہم کاموں کے لائق وہ ہمت والا انسان ہے جو تنگ دستی میں محنت کرتا ہے اور ارتقائی منزل طے کرتا ہے (تعلیم المتعلم فصل فی الجد والمواظبة والهمة /ص:۲۶)۔ ہندی کہاوت ہے: تن دے من لے، یعنی محنت کر دولت پا، نیز کہا گیا محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر ہیں، اور سست کے سامنے کنکر پہاڑ۔

محنت کوشش اور وفا کے خوگر زندہ رہتے ہیں ۔۔۔ جن کو مرنا آجاتا ہے اکثر زندہ رہتے ہیں

اگر کامیابی نہ ہو، جی نہ چھوڑ ۔۔۔ گرے بھی جو سو بار، ہمت نہ توڑ

(منور ہاشمی)

ترکیب: من موصولہ، جد فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، وجد فعل، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>دوسری ترکیب</u>: مثل گزشتہ دوسری ترکیب کے۔

(۵۹) <u>ثَمَرَةُ الْعَجَلَةِ النَّدَامَةُ</u>۔جلد بازی کا نتیجہ شرمندگی ہے۔

اَلْعَجَلَةُ: جلدی، گاڑی کے معنیٰ میں بھی آتا ہے، چونکہ اس میں سوار ہونے والوں کو بھی اپنی منزل پر پہونچنے کی جلدی ہوتی ہے، جمع عَجَلٌ عِجَالٌ أَعْجَالٌ آتی ہے، عَجِلَ يَعْجَلُ عَجَلًا و عَجَلَةً جلدی کرنا (س)، ثَمَرَةٌ دیکھئے مقولہ نمبر: ۵۴/ اَلنَّدَامَةُ دیکھئے مقولہ نمبر: ۳۸۔

مطلب: ہر کام کو اطمینان وسکون سے انجام دے اور کاموں میں جلد بازی نہ کرے بلکہ اس کے انجام میں خوب غور وفکر کے بعد قدم اٹھائے اور اگر عجلت میں کوئی کام کیا گیا تو عام طور سے اس کا نتیجہ وثمرہ شرمندگی وپشیمانی ہوتی ہے، یہ حضرت عمرو بن عاص رضؓ کا مقولہ ہے۔(تحفة الأحوذی/ص:۱۵۳/ج:۶/نفحة الیمن الباب الخامس/ص:۱۷۴/روضة الأدب/ص:۱۲۰/المستطرف/ص:۴۸)۔

اس مقولہ کا مضمون اس حدیث سے ماخوذ ہے: عَبْدُالْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ (جامع الترمذی رقم ۲۰۱۲/ابواب البر والصلة) حضرت عبد المہیمن بن عباس بن سہل بن سعد اپنے باپ دادا سے نقل کرتے ہیں: کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ سکون اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔علاوہ خیر واطاعت کے کاموں کے کہ نیک کام میں جلدی کرے، قرآن میں ہے: إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ (سورۂ انبیاء ۹۰) وہ لوگ دوڑتے تھے نیک کاموں میں، دوسری جگہ ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (سورۂ بقرہ ۱۴۸) پس تم نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو، در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست کہ نیک کام میں استخارے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ایک حدیث میں ہے: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا، وَبَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوْا...... (ابن ماجة باب فی فرض الجمعة رقم ۱۰۸۱) حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اس میں یہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! توبہ کرو اللہ کے سامنے مرنے سے پہلے اور اعمال صالحہ کرنے میں

سبقت کرو مشغولیت سے پہلے ......۔

حضرت حاتم اصمؒ فرمایا کرتے تھے: کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے سوائے پانچ چیزوں کے، جب مہمان حاضر ہو جائے اسے کھانا کھلانے میں، میت کی تجہیز و تکفین کرنے میں، کنواری لڑکی کی شادی کرنے میں جب اس کا جوڑ مل جائے، قرضہ ادا کرنے میں جب اس کی ادائیگی واجب ہو جائے اور جب کوئی گناہ کرے تو توبہ کرنے میں جلدی کرے (حلیۃ الاولیاء،ص:۸۷،ج:۸،حاتم الاصم)۔ ہندی کہاوت ہے: شتابی کرے خرابی۔ جھٹ پٹ کی گھانی آدھا تیل آدھا پانی یعنی جلد بازی میں کام بگڑ جاتا ہے، نیز کہا گیا: جلدی پکا سو جلدی سڑا۔ یہ مثل اس طرح بھی منقول ہے: فِی الْعُجْلَةِ تَكُوْنُ النَّدَامَةُ، وَفِي التَّوَانِي السَّلَامَةُ (أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب،ص:۶۰) کہ جلد بازی میں ندامت ہوتی ہے اور سنجیدگی میں سلامتی۔

ے نتیجہ یہ سب جلد بازی کا تھا — کہ ان کا مزہ کرکرا ہو گیا

(اخگر مشتاق رحیم آبادی)

<u>ترکیب</u>: ثمرۃ مضاف، العجلۃ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، الندامۃ اس کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

<u>(۶۰) سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔ قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔</u>

سَيِّدٌ: سردار، مولیٰ، ہر واجب الاطاعت شخص، سَائِدٌ اسم فاعل بھی اسی معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، جمع سَادَةٌ سَيَائِدُ سَادَاتٌ، سَادَ يَسُوْدُ سِيَادَةً (ن) سردار ہونا، صاحب اقتدار ہونا، سَيِّدٌ صفت کا صیغہ ہے، اصل میں سَيْوِدٌ بروزن فَيْعِلٌ تھا واؤ اور یاء غیر ملحق میں ایک کلمہ میں جمع ہو گئے اور ان میں سے پہلا ساکن ہے اور کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہیں ہے، لہذا واؤ کو یاء سے بدل کر پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام کر دیا سَيِّدٌ ہو گیا۔ اَلْقَوْمُ: یہ اسم جمع ہے، لوگ، جماعت، گروہ، جمع أَقْوَامٌ، أَقَاوِمُ، أَقَائِمُ، أَقَاوِيْمُ آتی ہے۔ خَادِمٌ: نوکر، خدمت گزار، جمع خُدَّامٌ، خَدَمٌ آتی ہے، خَدَمَ يَخْدُمُ خِدْمَةً (ن،ض) خدمت کرنا۔

مطلب: قوم کے راہ نما کو چاہئے کہ وہ اپنی رعایا کی خادم اور نوکر کی طرح خدمت کرے ان کے راحت

وآرام کا ہر ممکن خیال رکھے، مشکل جگہ پہلے خود جائے اور ان کی حاجات کو پورا کرے، کہتے ہیں کہ: قوم کی خدمت بڑے کی بڑائی میں کمی نہیں کرتی بلکہ اضافہ کرتی ہے۔

یہ حدیث پوری اس طرح ہے: **سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ وَسَاقِیهِمْ آخِرُهُمْ شُرْبًا** ۔(فردوس الأخبار بماثور الخطاب رقم:۳۴۷۳۰ عن انس، کنز العمال رقم:۱۷۵۱۸/المقاصد الحسنۃ رقم:۵۷۹/ نفحہ الیمن الباب الخامس ص:۱۷۲/مشکوۃ المصابیح ص:۳۴۰/ باب آداب السفر بلفظ "سید القوم فی السفر خادمھم") قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے، قوم کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ حاکم کو دوسروں کی خدمت کرنا واجب ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا:

؎ میازار عامی بیک خردلہ کہ سلطان شبا نست وعامی گلہ

(بوستاں باب اول ص:۴۷)

مت ستا عوام کو رائی کے ایک دانہ کے برابر بھی، اس لئے کہ بادشاہ چرواہا ہے اور عوام ریوڑ کی طرح ہے۔

قاضی یحییٰ بن اکثمؒ نے بیان کیا: کہ میں ایک رات خلیفہ مامون کے پاس رہا تو مجھے رات میں پیاس لگی، میں پانی پینے کے لئے اٹھا، تو مجھے مامون نے دیکھ لیا اور کہا: یحییٰ کیا ہوا آپ کو آپ نہیں سو رہے ہیں؟ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین مجھے پیاس لگ رہی ہے، انہوں نے کہا: اپنی جگہ لوٹ جاؤ، پھر وہ اٹھے اور پانی کی جگہ گئے اور پانی کا پیالہ لے کر آگئے، اور میرے سرہانے کھڑے ہو کر کہا: پانی پی لیجئے اے یحییٰ، تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا کوئی خادم یا خادمہ نہیں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کہ وہ سب سو رہے ہیں، میں نے کہا: میں پانی پینے کے لئے کھڑا ہو رہا تھا، تو انہوں نے مجھ سے کہا: اس شخص کی مذمت کی جاتی ہے جو اپنے مہمان سے خدمت لیتا ہے، پھر انہوں نے کہا: اے یحییٰ! میں نے کہا جی امیر المؤمنین! انہوں نے کہا: کیا میں تم کو حدیث نہ سناؤں؟ میں نے کہا: جی ضرور سنائیے، انہوں نے کہا: کہ مجھے حدیث بیان کی رشید نے، انہوں نے مہدی سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے جریر بن عبد اللہ سے، انہوں نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے "**سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ**"

(تاریخ مدینۃ دمشق ص:۳۱۳/ ج:۳۳/ حرف الہاء عبد اللہ بن ہارون، تاریخ بغداد مدینۃ السلام ص:۴۳۶/ ج:۱۱/ حرف الہاء عبد اللہ بن ہارون)۔

سنو دل سے یہ قول مصطفیٰ ہے رئیس قوم خادم قوم کا ہے

غرض غفلت نہیں اس کو مناسب ہمیشہ قوم کی خدمت ہے واجب

ترکیب: سید مضاف، القوم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، خادم مضاف، ھم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(٦١) خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَاطُهَا۔ کاموں میں بہترین اس کا درمیانہ درجہ ہے۔

أَوْسَاطُ: یہ وَسْطٌ کی جمع ہے درمیان، بیچ، وَسَطَ يَسِطُ وَسْطًا (ض) بیچ میں ہونا۔

مطلب: ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی بہتر ہے، نہ افراط ہو اور تفریط، ورنہ نقصان کا خطرہ رہتا ہے (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۳۰۷ا روضۃ الأدب رص:۱۲۰)۔ یہ حضرت مطرِّف بن عبداللہ کا فرمان ہے۔

عن مُطَرِّفٍ قَالَ: خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَاطُهَا (مصنف ابن ابی شیبہ ۹ رقم:٣٦٢٧٦ / کتاب الزہد رص:٣٤٨ / مطرف بن الشخیر)

حضرت مطرف بن عبداللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: بہترین کام اس کا درمیانہ ہے۔

اس حدیث کو ابن السمعانی نے بھی تاریخ بغداد کے ذیل میں مجہول سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے مرفوع نقل کیا ہے اور علامہ ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں مطرف بن عبداللہ اور یزید بن مرہ جعفی کے ضمن میں نقل کیا اور علامہ عراقی نے تخریج الاحیاء میں مطرف بن عبداللہ سے اس حدیث کو مرسل نقل کیا ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے و الدیلمی بلا سند عن ابن عباسؓ مرفوعا: "خَيْرُ الْأَعْمَالِ أَوْسَطُهَا" فِي حَدِيْثٍ أَوَّلُهُ "دَوِّمُوْا عَلٰى أَدَاءِ الْفَرَائِضِ" اور امام دیلمی نے بلا سند کے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع نقل کیا ہے کہ اعمال میں بہترین درجہ درمیانہ ہے، اس حدیث کے تحت جس کے شروع میں ہے کہ فرائض کی ادائیگی پر پابندی کرو۔

اور ابو یعلیٰ نے اسی کے مثل حضرت وہب بن منبہ سے ایسی سند کے ساتھ نقل کیا جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ انہوں نے کہا: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ طَرَفَيْنِ وَوَسَطًا، فَإِذَا أُمْسِكَ أَحَدُ الطَّرَفَيْنِ مَالَ الْآخَرُ، وَإِذَا أُمْسِكَ الْوَسَطُ إِعْتَدَلَ الطَّرَفَانِ، فَعَلَيْكُمْ بِالْأَوْسَاطِ مِنَ الْأَشْيَاءِ (ماخوذ از کشف الخفاء رقم ١٢٤٧ / المقاصد الحسنۃ رقم

۴۵۵/الدرر المنتثرۃ رقم ۲۱۹)۔

ترجمہ: کہ ہر چیز کے دو کنارے اور ایک وسط ہوتے ہیں جب کوئی ایک کنارے کو پکڑتا ہے تو دوسرا کنارہ جھک جاتا ہے، لیکن جب درمیان کو پکڑتا ہے تو دونوں کنارے اعتدال پر رہتے ہیں لہذا تم پر لازم ہے کہ ہر چیز کے وسط کو لیا کرو۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا٥ (سورۂ فرقان آیت: ۶۷) اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں بے جا نہ اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ان کا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ سلامتی میانہ روی میں ہی ہے۔

؎ رہے میانہ روی، ہے یہی طریقۂ عدل	جھکے نہ صفر کی جانب نہ انتہا کی طرف (جاوید جمیل)
؎ نبی فرماتے ہیں اے اہل اسلام	کہ ہے کاموں میں بہتر بیچ کا کام
غرض اچھی نہیں افراط وتفریط	پسندیدہ ہے سب چیزوں میں توسیط

<u>ترکیب</u>: خیر مضاف، الامور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، اوسط مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>(۶۲) كُلُّ جَدِيْدٍ لَذِيْذٌ۔ ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے۔</u>

كُلٌّ: سب، ہر ایک۔ جَدِيْدٌ: نیا، اس کی جمع جُدُدٌ، جَدَّ يَجِدُّ جِدَّةً (ض) نیا ہونا، لَذِيْذٌ: مزیدار اس کی جمع لُذٌّ اور لِذَاذٌ آتی ہے لَذَّ يَلَذُّ لَذًّا (س) لذیذ پانا۔

مطلب: ہر نئی چیز مزیدار و دل چسپ اور دل کش ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ الگ ہوتا ہے، اسی وجہ سے آدمی نئی چیز کی طرف راغب ہوتا ہے (نفحۃ الیمن الباب الخامس ۱۴۷/جمہرۃ الامثال رص: ۱۶/المستطرف رص: ۴۸/روضۃ الأدب رص: ۱۲۰)۔ ہندی کہاوت ہے: نئی چیز من کو بھائے، دوسری کہاوت ہے: نئی کہانی گڑ سے میٹھی، یعنی نئی کہانی ہر کسی کو لطف دیتی ہے۔ لیکن اس مقولہ سے افکار و خیالات، عقائد و احباب اور موت کو مستثنی مانا گیا ہے، اسی کے مثل حضرت علیؓ سے منقول

ہے: خَیرُ کُلِّ شَیْءٍ جَدِیْدُہٗ، وَخَیرُ الْإِخْوَانِ أَقْدَمُھُمْ (غرر الحکم رقم:۵۰۸۹) کہ ہر چیز کی خوبی اس کا نیا پن ہے، اور بھائیوں اور دوستوں کی خوبی ان کا قدیم ہونا ہے۔شاعر کہتا ہے:

لِکُلِّ جَدِیْدٍ لَذَّۃٌ غَیرَ أَنَّنِیْ وَجَدْتُ جَدِیْدَ الْمَوْتِ غَیرَ لَذِیْذٍ

(المجالسة وجواهر العلم / ص:۲۸۸ / ج:۵)

وقال الحکماء: لَذَّۃُ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ سَاعَۃٌ، وَلَذَّۃُ الثَّوْبِ یَوْمٌ، وَلَذَّۃُ الْمَرْءَۃِ شَھْرٌ، وَلَذَّۃُ الْبُنْیَانِ دَھْرٌ، کُلَّمَا نَظَرْتَ إِلَیْہِ تَجَدَّدَتْ لَذَّتُہٗ فِیْ قَلْبِکَ وَحَسَّنَہٗ فِیْ عَیْنِکَ (مطالع البدور فی منازل السرور، الباب الاول / ص:۲۱ / ج:۱)۔ حکماء نے فرمایا (نئے) کھانے اور پینے کی لذت تھوڑی دیر ہے، کپڑے کی لذت ایک دن ہے، اور عورت کی لذت ایک مہینہ ہے، اور عمارت کی لذت ہمیشہ ہے، جب جب بھی تو اس کی طرف نظر کرے تجھے نئی لذت محسوس ہوگی قلب میں اور خوبصورت لگے گی تیری نظر میں۔

نئی پود کے سوچ محل میں اٹھیں نئی نئی دیواریں جیسے گھر والے ویسا گھر، جیسا گھر ویسی دیواریں

ترکیب: کل مضاف، جدید مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، لذیذ خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶۳) قَصَصُ الْأَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْآخِرِیْنَ۔اگلوں کے قصے بعد والوں کیلئے نصیحتیں ہیں۔

قَصَصٌ: قِصَّۃٌ کی جمع ہے بات، حالت، کہانی، واقعہ، اس کی جمع أَقَاصِیْصُ بھی آتی ہے، قَصَّ یَقُصُّ قَصَصًا (ن) بیان کرنا، أَوَّلِیْنَ: أَوَّلُ کی جمع ہے بمعنیٰ پہلے لوگ آخِرِیْنَ: آخر کی جمع ہے بمعنیٰ پہلے لوگ۔

مطلب: پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں اور ان کی عادت واطوار بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے عبرت اور نصیحتیں ہوتی ہیں، اس مقولہ کا مضمون قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے، فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (سورۂ اعراف آیت:۱۷۶) آپ بیان کریں ان سے قصے تاکہ وہ غور وفکر کریں (الخلاۃ ص:۱۲۴/ نفحۃ الیمن الباب الخامس ص:۱۷۳)۔کہتے ہیں کہ: عقلمند کے لئے دنیا کی ہر نئی و پرانی چیز میں عبرت ہوتی ہے۔

ہمیں بھی کاش کہ ایسا کوئی ہنر آتا　　کسو ہنر سے تو ملتے تھے باہم اگلے لوگ

(میر تقی میر)

<u>ترکیب</u>: قصص مضاف، الأولین مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، مواعظ مضاف، الآخرین مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(٦٤) رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ۔ دانائی کی اصل اللہ کا خوف ہے۔

خَافَ يَخَافُ خَوْفًا وَخَيْفًا وَمَخَافَةً وَخِيفَةً (س) ڈرنا، احتیاط کرنا، گھبرانا، **مَخَافَةُ** مصدر میمی ہے۔

مطلب: اصل دانائی اور عقل مندی تو یہی ہے کہ ہر وقت اللہ کا خوف ہو اور برائیوں اور گناہوں سے بچتا رہے جس کو یہ خوف مل گیا اس کی زندگی معصیت سے خالی ہو جائے گی۔

یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مرفوع منقول ہے:

عن عقبة بن عامر قال: خرجنا فی غزوة تبوک فذکر حديثا طويلا فيه قول النبی صلى الله عليه وسلم أما بعد! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى، وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ، وَالْخَمْرَ جُمَّاعُ الْإِثْمِ (شعب الإیمان رقم: ٧٢٨، ٧٢٩۔ ٧٣٠/ باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ١١/ الدرر المنثورة رقم: ٢٣٧/ فردوس الأخبار بماثور الخطاب رقم: ٧٣٠٧/ کنز العمال ٤٣٥٩٥، ٥٨٧٣/ اسنادہ ضعیف)۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے منقول ہے کہ ہم لوگ غزوہ تبوک میں نکلے پھر انہوں نے ایک طویل حدیث بیان کی جس میں نبی ﷺ کا یہ فرمان تھا حمد وصلوٰۃ کے بعد! پس بے شک سب سے سچی بات کتاب اللہ کی ہے، اور بہترین توشہ تقویٰ ہے، اور حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے، اور شراب گناہوں کا مجموعہ ہے (انتہی)۔

اور امام قضاعیؒ نے حضرت انسؓ سے مرفوع نقل کیا ہے: **خَشْيَةُ اللّٰهِ رَأْسُ كُلِّ حِكْمَةٍ وَالْوَرْعُ سَيِّدُ الْعَمَلِ** کہ اللہ کی خشیت ہر حکمت کی جڑ ہے اور تقویٰ عمل کا سردار ہے (کشف الخفاء رقم ١٣٥٠/ المقاصد الحسنة رقم ٥٠٧/ دلائل النبوة باب ماروی فی خطبة تبوک/ مسند الشهاب للقضاعی رقم ٤١)۔ کہتے ہیں: کہ نیک لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اور گنہگار اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

میرے ذہن میں تیری فکر ہو　　میری سانس میں تیرا ذکر ہو
تیرا خوف میری نجات ہو　　سبھی خوف دل سے نکال دے

ترکیب: رأس مضاف ،الحکمة مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا،مخافة مضاف، اللہ مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶۵) زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔ دیر دیر سے ملاقات کر محبت زیادہ ہوگی۔

زُرْ: امر معروف کے واحد حاضر کا صیغہ ہے زَارَ یَزُوْرُ زِیَارَةً (ن) زیارت کرنا، ملاقات کیلئے جانا، غَبَّ یَغُبُّ غِبًّا وَغَبًّا (ن) دیر دیر سے ملنا، ایک دن ناغہ کر کے ملاقات کرنا۔ تَزْدَدْ: فعل مضارع معروف صیغہ واحد مؤنث غائب، تزدد اصل میں تَزْدَادُ تھا جواب امر کی وجہ سے الف گر گیا اور آخر میں سکون آ گیا تَزْدَدْ ہو گیا، إِزْدَادَ یَزْدَادُ إِزْدِیَادًا (افتعال) زیادہ کرنا، زیادہ ہونا، مجرد میں زَادَ یَزِیْدُ زِیَادَةً (ض) زیادہ ہونا، بڑھنا، زیادہ کرنا، حَبَّ یَحِبُّ حُبًّا وحِبًّا ،اَلإِنْسَانَ وَالشِّیْءَ (ض) محبوب وپسندیدہ ہونا فلاناً محبت کرنا، چاہنا، زیادہ تر باب افعال سے استعمال ہوتا ہے أَحَبَّ یُحِبُّ إِحْبَابًا محبت کرنا، چاہنا۔

مطلب: یہ حدیث متعدد طرق سے منقول ہے عن حبیب بِنْ مَسْلَمَةَ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا (المستدرک للحاکم رقم: ۵۴۷۷/ ص: ۳۹۰/ ج:۳/ کتاب معرفة الصحابة، شعب الإیمان للبیهقی رقم: ۸۰۰۷،۸۰۰۸،۸۰۱۵،۸۰۱۶/ باب فی ترک الغضب وکضم الغیض ، مسند الشهاب للقضاعی رقم: ۶۲۹/ المقاصد الحسنة رقم: ۵۳۷/ کشف الخفاء رقم: ۱۴۱۳/ وقال السخاوی بمجموعها یتقوی الحدیث، والحدیث حسن لذاته صحیح لغیره)۔

اور ابو ہریرہؓ سے اس طرح بھی منقول ہے وقد روی فی بعض هذه الأسانید قال له: أَیْنَ کُنْتَ أَمْسِ یَا أَبَا هُرَیْرَةَؓ؟ قَالَ: زُرْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِی فَقَالَ: یَا أَبَا هُرَیْرَةَ! زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا (شعب الإیمان للبیهقی رقم: ۸۰۱۵)۔

بعض اسانید میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ ابو ہریرہ آپ کل کہاں تھے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا: کہ میں اپنے بعض رشتہ داروں سے ملنے گیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اے ابو ہریرہ! ناغہ کر کے ملاقات کیا

کرو اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔

اس حدیث شریف میں اس مہمان کیلئے نصیحت ہے جو لوگوں پر بوجھ بن جائے اور ہر دن آئے یا نامناسب وقت میں آٹپکے، اس سے تنگی اور حرج آئے گا، لوگ اس سے پریشان ہوجائیں گے، اس مہمان کو چاہئے کہ وہ دیر دیر سے جائے تاکہ محبت میں اضافہ ہو اور اس کی مہمان نوازی بھی خوب ہو، اسلام میں مہمان نوازی کی بڑی تاکید آئی اور صلہ رحمی کرنے کی ترغیب وارد ہوئی، ایک حدیث میں آیا ہے:

عن أبی شریح الكعبی أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ (سنن ابی داؤد رقم ۳۷۴۸/ اول كتاب الأطعمة باب ماجاء فی الضیافة)۔

حضرت ابوشریح کعبیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت وتکریم کرے اور مہمان کا انعام واعزاز (پر تکلف کھانا) ایک دن اور ایک رات تک ہے، اور اس کی مہمان داری تین دن تک ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ (میزبان کیلئے) صدقہ ہے، اور مہمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میزبان کو مشقت میں ڈال دے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محبت و پیار میں اضافہ کی خاطر کچھ وقفہ ڈال کر دوست واحباب اور عزیز واقارب سے ملاقات کرے۔

؎ بدیدار مردم شدن عیب نیست ولیکن نہ چنداں کہ گویند بس

(گلستاں باب دوم/ص:۸۹)

لوگوں کی زیارت کیلئے جانا عیب نہیں ہے اور لیکن اتنا نہیں کہ وہ کہنے لگیں کہ بس۔

وَقَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ: لَا تَتْرُكِ الزِّيَارَةَ فَيَنْسُوكَ، وَلَا تُكْثِرِ الزِّيَارَةَ فَيَمِلُّوكَ (بستان العارفین للسمرقندی/ص:۴۸/ الباب الثانی والثلاثون فی زیارة للإخوان) بعض حکماء کا قول ہے: کہ ملاقات وزیارت کو اتنا بھی نہ چھوڑو کہ لوگ تجھے بھول ہی جائیں، اور بہت زیادہ ملاقات کیلئے بھی نہ جاؤ کہ لوگ

تجھ سے اکتا ہی جائیں۔

؎ گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیر قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا

(میر درد)

؎ ملاقاتوں میں لطف آتا ہے کچھ مدت کی دوری سے گھماتے کیوں ہو اس کو رات اور دن کی حضوری سے

(مولانا ظفر علی خان لاہوری)

ہندی کہاوت ہے: ایک دن کا مہمان گلاب کا پھول، دوسرے دن کا مہمان کنول کا پھول، تیسرے دن کا مہمان گیا گھر کیوں بھول۔

ترکیب: زر فعل امر انت ضمیر اس میں فاعل، غبا مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر امر، تزدد فعل مضارع معروف کے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے، ھی ضمیر اس میں فاعل، حبا مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جواب امر، امر جواب امر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(٦٦) لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ۔ خبر (سننا) مشاہدہ کے مانند نہیں ہوتی۔

اَلْمُعَايَنَةُ: مصدر میمی ہے بمعنی دیکھنا، عَايَنَ يُعَايِنُ مُعَايَنَةً وعِيَانًا (مفاعلت) خود دیکھنا، آنکھوں سے مشاہدہ کرنا۔

مطلب: اس کا فارسی ترجمہ ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ، یعنی سنی ہوئی بات اور دیکھی ہوئی بات میں فرق ہوتا ہے سنی ہوئی میں جھوٹ اور غلطی کا احتمال رہتا ہے اور مشاہدہ کی ہوئی بات سے آدمی کو یقین ہو جاتا ہے۔

پوری حدیث اس طرح ہے: عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ" إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا، أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ (مشكوة المصابيح رقم: ٥٧٣٨/ ص: ٥١١/ باب بدء الخلق و ذكر الانبياء ؑ، أخرجه الإمام أحمد في مسنده/ص: ٢٧١/ج: ١/ المستدرک للحاكم رقم: ٣٢٥٠/ كتاب التفسير) حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(سنی سنائی) خبر دیکھی ہوئی چیز کی طرح (یقینی) نہیں

ہوتی''، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان کی قوم کے اس عمل کے بارے میں خبر دی جو انہوں نے گوسالہ پرستی کی صورت میں کیا تھا، تو انہوں نے (غصہ کے مارے) تختیوں کو نہیں پھینکا، لیکن جب وہ اپنی قوم میں واپس آئے اور اپنی آنکھوں سے قوم کے اس عمل کو دیکھا تو (اس درجہ غضبناک ہوئے کہ) تختیوں کو پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گئیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسانی فطرت ہے کہ وہ آنکھ سے دیکھی ہوئی چیز سے جتنا متاثر ہوتا ہے اتنا زیادہ اور اتنی جلدی سنی ہوئی چیز سے متاثر نہیں ہوتا۔ (کنز العمال ۴۴۱۱۰، ۴۴۱۲۶، ۴۴۱۱۱/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص:۳۰۷/کشف الخفاء رقم ۲۱۳۷/المقاصد الحسنۃ رقم ۹۱۵)۔

کہتے ہیں: کہ سنی ہوئی بات آدھا جھوٹ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ: ایک مشاہدے کا گواہ نو سماعی گواہوں سے بہتر ہوتا ہے۔

؎ کہ ہرگز جو خبر سنے کسی سے ۔۔۔ نہیں ہوتی برابر دیکھنے کے

مثل مشہور ہے: اے نور دیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

؎ خبر جو دی خدا نے یا نبی نے ۔۔۔ زیادہ معتبر ہے دیکھنے سے

؎ تم کان دھر سنو، نہ سنو اس کے حرف کو ۔۔۔ سودا کو ہے گی اپنی ہی گفتار سے غرض

<u>ترکیب</u>: **لیس** فعل ناقص، **الخبر** اس کا اسم، کاف حرف جر، **المعاینة** مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا محذوف کے جو لیس کی خبر ہے، **لیس** اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۶۷) <u>عِنْدَ الرِّهَانِ تُعْرَفُ السَّوَابِقُ</u>۔ گھوڑ دوڑ کے وقت ہی آگے نکلنے والے گھوڑے پہچانے جاتے ہیں۔

رِهَانٌ: گھوڑ دوڑ، شرط لگانے کے گھوڑے، بازی، شرط۔ **اَلسَّوَابِقُ**، **سَابِقَةٌ** کی جمع ہے گھوڑ دوڑ میں سب سے آگے نکل جانے والا گھوڑا **سَبَقَ يَسْبِقُ سَبْقًا** (ض) آگے بڑھنا۔

مطلب: جب کام کا وقت آتا ہے تب آدمی کی صلاحیت و ہمت معلوم ہوتی ہے، یہ مقولہ اس شخص کیلئے بولا جاتا ہے جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس میں نہ ہو (نہایۃ الأرب/ص:۳۷/ج:۳/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص:۱۷۴) یہ مثل اس طرح بھی منقول ہے **تعرف السوابق عندالرهان** (مجمع الأمثال رقم ۶۰۰)۔ ہندی کہاوت ہے: اچھے ہیں پر خدا کام نہ ڈالے، یعنی حقیقت تو معاملہ پڑنے پر ہی آپ پر عیاں ہوگی، نیز کہا گیا: تا مرد سخن نگفتہ باشد، عیب و ہنرش نہفتہ

باشد، جب تک آدمی بات نہیں کرتا، اس کے عیب وہنر چھپے رہتے ہیں۔

ے آدمی پہچانا جاتا ہے قیافہ دیکھ کر خط کا مضون بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر

ترکیب: عند مضاف، الرھان مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مقدم، تعرف فعل مجہول، السوابق اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(٦٨) حُبُّ الشَّیْءِ یُعْمِیُ وَیُصِمُّ، شئے کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔

یعمی ملاحظہ ہو مثل نمبر: ١٨/ أَصَمَّ یُصِمُّ إِصْمَامًا (افعال) بہرا بنا دینا، یُصِمُّ اصل میں یُصْمِمُ تھا میم اول کی حرکت صاد میں نقل کر کے اس کو میم ثانی میں ادغام کر دیا گیا یُصِمُّ ہو گیا۔

مطلب: عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیُ وَیُصِمُّ (سنن أبی داؤد کتاب الأدب باب فی الھواء رقم: ٥١٣٠/ مسند احمد رقم: ٢٧٤١٩/ مشکوٰۃ المصابیح باب البر والصلۃ/ص: ٤١٨/ کنز العمال رقم ٤٤١٠٤)۔

حضرت ابو درداءؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز سے تمہارا محبت کرنا تم کو اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

مطلب: کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے کہ وہ غلبۂ محبت کی وجہ سے اپنی محبوب چیز کے عیب کو نہ دیکھنے کی صلاحیت باقی رکھتا ہے اور نہ سننے کی، اگر محبوب میں کوئی برائی دیکھتا بھی ہے تو اس کو اچھی چیز سمجھتا ہے اور اگر اس سے کوئی بری بات سنتا بھی ہے تو اس کو اچھا جانتا ہے۔

یا یہ مراد ہے کہ محبت انسان کو محبوب کے علاوہ ہر چیز سے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے کہ وہ جمال یار کے سوا نہ کسی چیز پر نظر ڈالتا ہے اور نہ محبوب کے سوا بات سننا پسند کرتا ہے۔

یہ ارشاد گرامی اس شخص کے حق میں ہے جو کسی کی محبت سے مغلوب ہو باطل و ناروا امور میں اس کی حمایت و مدد کرتا ہے کہ وہ حق کو نہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے بلکہ محض محبت کی وجہ سے ناحق و باطل کا حامی و مددگار بن جاتا ہے

(مظاہر حق جدید باب المفاخرۃ والعصبیۃ/ص: ٤٩٨/ج: ٥)۔

ے
فَرْطُ حُبِّ الشَّیْءِ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ فَلْیَکُنْ حُبُّکَ قَصْداً لَا یُصِمُّ
نَقْصُ عَقْلٍ أَنْ یُغَطِّیَ حِسَّکَ الْحُبِّ أَوْ یَلْهِیکَ عَنْ أَمْرٍ مُهِمٍّ

(نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب /ص:۵۵۵/ الباب الثالث)

چیزوں کی محبت میں افراط وزیادتی اندھا اور بہرا کر دیتی ہے لہذا تیری محبت قصداً ہو بہری نہ ہو، عقل کی کمی تیری محبت کے احساسات کو ڈھانپ لے گی یا تجھے اہم معاملہ سے غافل کر دے گی۔

ہندی کہاوت ہے: پیت نہ جانے ذات کذات، بھوک نہ جانے باسی بھاتی، پیاس نہ جانے دھوبی گھاٹ، نیند نہ جانے ٹوٹی کھاٹ۔ یعنی محبت اندھی ہوتی ہے اس میں ذات پات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

ے
پتھر سے ہو خدا سے یا پھر کسی سے ہو آتا نہیں ہے چین محبت کئے بغیر
نظر آتا نہیں اس کا کوئی عیب سمجھتا ہے اسے بے عیب لاریب
ہمیشہ اس کی خوبی پر نظر ہے اگر ہو داغ بھی رشک قمر ہے
نہیں ہوتی برائی دل میں جاگیر نصیحت بھی نہیں کرتی ہے تاثیر
خدایا! دے مجھے وہ آنکھ وہ دل کہ دیکھوں حق کو حق، باطل کو باطل

ترکیب: حب مضاف، الشیء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، یعمی فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، یصم فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶۹) جَزَاءُ مَنْ یُّکَذِّبُ أَنْ لَّا یُصَدِّقَ ۔ اس شخص کی سزا جو جھوٹ بولتا ہے یہ ہے کہ اس کی بات نہ مانی جائے۔

جَزیٰ یَجْزِیْ جَزَاءً (ض) بدلہ دینا۔

مطلب: جھوٹا آدمی لا اعتبار ہوتا ہے اس سے بھروسہ اٹھ جاتا ہے لوگ اس کی بات کا یقین نہیں کرتے

اگر چہ وہ سچ بھی بولتا رہے، جس طرح ایام حیض کے درمیان کا طہر بھی حیض سمجھا جاتا ہے اسی طرح جھوٹے آدمی کا سچ بھی جھوٹ سمجھا جاتا ہے۔ (الحدیقۃ مجموعۃ ادب بارع وحکمۃ بلیغۃ رص:۱۵۸۲ر نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۳)۔

اَلْکِذْبُ رَیْبٌ فِی الْقُلُوْبِ ۔۔۔ اَلصِّدْقُ طَمَانِیْنٌ وَطَرُوْبٌ

جھوٹ دلوں میں شک پیدا کرنے والا ہے، جبکہ سچ اطمینان اور خوشی پیدا کرتا ہے۔

ہندی کہاوت ہے: جھوٹ کی ناؤ نہیں چلتی (مثنوی دفتر دوم رص:۲۶۴)۔

ہے برا جھوٹ بولنے والا ۔۔۔ آپ کرتا ہے اپنا منھ کالا

فائدہ اس کو کچھ نہ دے گا جھوٹ ۔۔۔ جائے گا ایک روز بھانڈا پھوٹ

شگفتہ پایا طبیعت کو بعد کارِ ثواب ۔۔۔ دلیر دل کو نہ پایا کبھی گناہ کے بعد

ترکیب: جزاء مضاف، من موصولہ، یکذب فعل ضمیر اس میں ھو فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا جزاء مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ان ناصبہ، لا یصدق فعل مضارع منفی مجہول، ھو ضمیر اس میں اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مفرد ہو کر خبر ہوئی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷۰) خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ۔ لوگوں میں بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہونچائے۔

مطلب: یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (الأقوال المبارکۃ لسیدنا علیؓ رص:۶۲ر عیون الحکم والمواعظ رقم ۴۵۶۷ر کشف الخفاء رقم:۱۲۵۴ر غرر الحکم رقم:۱۰۳۵۲) اسی کے مثل مرفوع حدیث بھی ہے، پوری حدیث اس طرح ہے: عن عبداللہ بن عمر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ أَنْفَعُ النَّاسِ لِلنَّاسِ (وفی روایۃ) عن عبداللہ بن عمر یا رسول اللہ! أَیُّ الْعِبَادِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ ؟قَالَ: أَنْفَعُ النَّاسِ لِلنَّاسِ (حلیۃ الأولیاء رص:۳۴۸ر ج:۶ر باب مالک بن انس، ابن ابی الدنیا رقم ۳۶ر باب قضاء الحوائج رکنز العمال رقم ۴۴۱۵۴)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کے

نزدیک کونسے بندے پسندیدہ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جولوگ دوسرے لوگوں کو زیادہ نفع پہونچائیں۔

عن جابرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ (مسند الشہاب للقضاعی رقم ۱۲۹/کنز العمال رقم ۴۳۰۶۵)۔ ہندی کہاوت ہے: پارس ناتھ سے چکی بھلی جو آٹا دیوے پیس، کرڑھ نر سے مرغی بھلی جو انڈے دیوے بیس، یعنی بھلا وہی ہے جس سے لوگوں کی بھلائی ہو۔

ع نیکی ایک دن کام آتی ہے ہم کو کیا سمجھاتے ہو — ہم نے بےبس مرتے دیکھے کیسے پیارے پیارے لوگ

ع سب سے افضل واعلیٰ خدمت ہے عوام الناس — خیر الناس من ینفع الناس

ترکیب: خیر مضاف، الناس مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، من موصولہ، ینفع فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، الناس مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷۱) مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔ جو شخص رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

رَحِمَ يَرْحَمُ رَحْمَةً (س) مہربانی کرنا۔

مطلب: جو شخص دوسروں پر رحم نہیں کرتا تو دوسرے لوگ اور اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتے۔

پوری حدیث اس طرح ہے: عن أبي هريرةؓ قال: قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِيْ عَشْرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَاقَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ (صحيح البخاری، كتاب الأدب رقم :۵۹۹۷/صحيح مسلم كتاب الفضائل باب رحمة الصبيان والعيال رقم: ۲۳۱۸/ كنز العمال ۴۴۱۸۶/عن عمر موقوفا/سنن أبي داؤد /رقم: ۵۲۱۸/ كتاب الأدب)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا حضرت حسن بن علیؓ کو، اور نبی ﷺ کے پاس حضرت اقرع بن حابس تمیمیؓ بیٹھے تھے، تو حضرت اقرع نے کہا: کہ میرے دس لڑکے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا پھر فرمایا: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ رحم دلی سے پیش آنا، قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور ایثار نفس سے کام لینا صلہ رحمی ہے جو ایک بہترین صفت کہلاتی ہے اور اللہ رب العزت کو بے حد پسند ہے، برخلاف اس کے اگر کوئی شخص بوقت ضرورت لوگوں پر رحم نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے ناراض ہو جاتا ہے اور اس پر رحم نہیں کرتا۔

کہتے ہیں: کہ رحم سے رحم پیدا ہوتا ہے۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر ~~~~~ خدا مہربان ہوگا عرشِ بریں پر

ترکیب: من موصولہ، لا یرحم فعل منفی، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، لا یرحم فعل مضارع مجہول، ھو ضمیر نائب فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب: موصول صلہ سے مل کر شرط اور لا یرحم جزا، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۷۲) مَنْ لَمْ يَقْنَعْ لَمْ يَشْبَعْ۔ جس نے قناعت نہیں کی وہ سیراب نہیں ہوا۔

قَنِعَ يَقْنَعُ قَنْعًا و قَنَاعَةً (س،ف) اکتفا کرنا، قائل ہونا، مطمئن ہونا، ماننا، قناعت کرنا۔ شَبِعَ يَشْبَعُ شَبْعًا (س) سیراب ہونا، پیٹ بھرنا، چھکنا، شَبْعَانُ شکم سیر کو کہتے ہیں۔

مطلب: قناعت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی کوشش اور دنیوی حلال اسباب اختیار کرنے کے بعد جو کچھ دے اس پر راضی رہے اور اللہ کا شکر ادا کرے جو ایسا نہیں کرے گا وہ سیراب نہیں ہوگا اور اس کو اطمینان وسکون حاصل نہیں ہوگا (عنوان البیان وبستان الأذهان /ص:۸۷/نفحة الیمن الباب الخامس /ص: ۱۸۱/ مَنْ لَمْ يَقْنَعْ بِالْقَلِيلِ لَمْ يَقْنَعْ بِالْكَثِيرِ، ادب الدنیا والدین/ص:۲۳۱) دوسری جگہ ہے:

إِنَّ مَنْ قَنِعَ كَانَ غَنِيًّا وَإِنْ كَانَ مُقْتِرًا ~~~~~ وَمَنْ لَمْ يَقْنَعْ كَانَ فَقِيرًا وَإِنْ كَانَ مُكْثِرًا (ص:۳۶۰)

ترجمہ: بے شک جس شخص نے قناعت اختیار کی وہ مالدار رہا، اگرچہ وہ تنگ دست ہو، اور جس شخص نے

قناعت اختیار نہیں کی وہ فقیر رہا اگر چہ وہ مالدار ہو۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَبْتَلِيْ عَبْدَهٗ بِمَا أَعْطَاهُ، فَمَنْ رَضِيَ بِمَاقَسَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ بَارَكَ اللّٰهُ لَهٗ فِيْهِ وَوَسَّعَهٗ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ، (مسند احمد رقم ۲۰۵۴۵) کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کو اس چیز کے ساتھ آزماتا ہے جو اس کو عطا کرتا ہے، پس جو شخص اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے رزق میں برکت کرتا ہے اور مزید وسعت عطا کرتا ہے، اور جو اس تقسیم پر راضی نہیں ہوتا اس کے رزق میں برکت نہیں کی جاتی (الفتح الربانی لترتیب مسند الإمام أحمد بن حنبل کتاب الفقر والغنی رقم: ۱۱ /۹۳ ، بیہقی شعب الإیمان رقم: ۹۷۲۵)۔

حریص بجہانے گرسنہ وقانع بنانے سیر (گلستاں باب ہشتم /ص:۲۲۱)۔

کہ لالچی آدمی پوری دنیا لیکر بھی بھوکا ہے اور قناعت کرنے والا ایک روٹی سے سیراب ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ قناعت کا نہ ہونا سب سے بڑا انسانی نقص ہے۔

؎ مزا پڑا ہے قناعت کا عہد طفلی سے میں سیر ہو کے نہ پیتا تھا شیر مادر کو

(رند لکھنوی)

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، لم یقنع فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، لم یشبع فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>دوسری ترکیب</u>: مثل گزشتہ کے۔

<u>(۷۳) مَنْ أَكْثَرَ الرُّقَادَ حَرَمَ الْمُرَادَ۔ جس شخص نے زیادہ کیا نیند کو وہ مراد سے محروم رہا۔</u>

الرقاد: نیند، رَقَدَ يَرْقُدُ رَقْدًا ورُقُوْدًا ورُقَادًا (ن) سونا۔ حَرَمَ يَحْرِمُ حِرْمًا وحَرِيْمًا وحِرْمَانًا وحُرْمًا وحُرْمَةً وحَرِيْمَةً (ض، س) منع کرنا، روکنا، محروم کرنا، اور باب سمع اور کرم سے مصدر حَرَمًا وحَرَامًا حرام ہونا، ممنوع ہونا۔

مطلب: زیادہ سونا اچھا نہیں زیادہ سونے سے آدمی بہت سی بھلائیوں اور مقاصد سے محروم ہوجاتا ہے ہوشیار اور بیدار مغز آدمی کامیاب رہتا ہے اور غافل ناکام رہتا ہے۔ (عنوان البیان وبستان الأذہان رص:۸۹/الأسلوب الرابع، نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۸۰)۔

یہ مثل اس طرح بھی منقول ہے: مَنْ لَزِمَ الرُّقَادَ عَدِمَ الْمُرَادَ (الأمثال والحکم رص:۱۵۳/للماوری)۔

ہندی کہاوت ہے: جاگے گا سو پائے گا، سووے گا سو کھووے گا۔ نیز کہا گیا: سویرے اٹھئے اور سویرے سو جایئے۔

سونا تھا جتنا عہد جوانی میں سو لئے اب دھوپ سر پہ آگئی ہے آنکھ کھولئے

ترکیب: من موصولہ، اکثر فعل، ھو ضمیر فاعل، الرقاد مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، حرم فعل ماضی معروف، ھو ضمیر اس میں فاعل، المراد مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب: شرط وجزاء کی بھی ہوسکتی ہے۔

(۴۷) حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

خَطِیْئَۃٌ: گناہ، غلطی، جمع خَطَایَا، خَطِیْئَاتٌ خَطِیَ یَخْطَأُ خَطْأً و اَخْطَأً (س) غلطی کرنا۔

مطلب: دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے کہ یہ دنیا کی محبت ہے جو انسان کو طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا کردیتی ہے اور وہ اس محبت کے ہاتھوں مجبور ہوکر ممنوعات اور گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے اس جملہ سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ ترک دنیا ہر عبادت کا سر ہے یعنی جو شخص دنیوی لذات اور نفسانی خواہشات سے بے تعلق ہوجاتا ہے وہ بس عبادت واطاعت میں مشغول رہتا ہے اور ہر وقت خدا کی رضا وخوشنودی کو سامنے رکھتا ہے، چنانچہ بعض حضرات نے کہا: کہ جس شخص نے دنیا کی محبت کو اختیار کرلیا اس کو تمام مرشدین ومصلحین بھی راہ راست پر نہیں لا سکتے اور جس شخص نے ترک دنیا کو پسند کرلیا اس کو تمام دنیا کے مفسد وگمراہ لوگ بھی راہ راست سے بھٹکا نہیں

سکتے (مظاہرحق جدید ص:۵۱/ج:۵)۔

عن الحسن قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: حُبُّ الدُّنیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ حضرت حسن بصریؒ تابعی نے مرسل مرفوع نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ دنیا کی محبت ہر برائی کا سرچشمہ ہے(ابن ابی الدنیا باب ذم الدنیا رقم الحدیث: ۳۶۶۷/ مشکوٰة المصابیح کتاب الرقاق /ص:۴۴۴/ أخرجه البیهقی فی شعب الإیمان رقم: ۱۰۵۰۱/ کنز العمال رقم: ۶۱۱۵/ الأمثال والحکم للماوردی /ص: ۹۹)۔

اور کسی شاعر نے اس کا مفہوم مخالف یوں بیان کیا ہے۔

تَرْکُ الدُّنیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَةٍ ؎ دنیا سے بے اعتنائی ہر عبادت کی بنیاد ہے

یہ ایک طویل حدیث ہے جو متفرق جملوں پر مشتمل ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے مراسیل حسن بصری کی تعریف کی ہے اور کہا ہے: کہ ان کے نزدیک اس کی سند حسن درجہ کی ہے، لیکن ابونعیم اصبہانیؒ نے سفیان ثوری کے ترجمہ میں اس کو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا قول بتایا ہے۔ (حلیة الاولیاء ص:۳۸۸/ج:۶/ ۱/سفیان الثوری) اور ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب مکائد الشیطان میں مالک بن دینار کا قول کہا ہے: اور علامہ ابن تیمیہ نے جندب بجلیؓ کا قول کہا ہے (المقاصد الحسنة رقم: ۳۸۴/ مرقاة المفاتیح ص:۶۱۰/ج:۹/ کتاب الرقاق)۔ کہتے ہیں: کہ جو دنیا کی چالوں سے واقف نہیں وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

جدھر دیکھئے ہے قیامت کی دنیا ؎ مصیبت ہے گویا محبت کی دنیا

ترکیب: حُبُّ مضاف، الدنیا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، رأس مضاف، کل مضاف الیہ مضاف، خطیئة مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا رأس مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷۵) طُوْلُ التَّجَارِبِ زِیَادَةٌ فِی الْعَقْلِ ۔ تجربوں کا بڑھنا عقل میں زیادتی کرنے والا ہے۔

طول: لمبائی، طَالَ یَطُوْلُ طُوْلًا (ن) دراز ہونا، لمبا ہونا۔ اَلتَّجَارِبُ: تَجْرِبَةٌ کی جمع ہے جَرَّبَ یُجَرِّبُ تَجْرِیْبًا و تَجْرِبَةً (تفعیل) آزمانا، تجربہ کرنا۔ زَادَ یَزِیْدُ زِیَادَةً (ض) زیادہ ہونا۔

مطلب: جب آدمی کے تجربات وآزمودات زیادہ ہوجاتے ہیں تو اس کی عقل وفراست بھی بڑھ جاتی ہے۔ تجربہ انسان کو قابل بنا دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ: تجربہ انسان کا بہترین معلم ہے اور زندگی کی ٹھوکریں اس کا ذریعہ تعلیم ہے۔

یہ حضرت حسین بن علی سید الشہداءؑ کا قول ہے (العقل والجہل فی الکتاب والسنة رص: ۸۳، الفصل الرابع اسباب تقویة العقل، البیان والتبیین رص: ۴۳۸، روضة الأدب رص: ۸، المستطرف رص: ۲۶)۔

شعر: أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْعَقْلَ زَيْنٌ لِأَهْلِهٖ ‏ وَلٰكِنْ تَمَامَ الْعَقْلِ طُوْلُ التَّجَارِبِ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ عقل، عقل والوں کیلئے زینت ہے، لیکن عقل کا کمال طویل تجربوں سے حاصل ہوتا ہے۔

ترکیب: طول مضاف، التجارب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، زیادۃ شبہ فعل، في حرف جر، العقل مجرور، جر مجرور سے مل کر متعلق ہوا زیادۃ شبہ فعل کے، زیادۃ شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷۶) بِالْعَمَلِ يَحْصُلُ الثَّوَابُ لَا بِالْكَسَلِ۔ عمل ہی سے ثواب حاصل ہوتا ہے نہ کہ سستی سے۔

عَمَلٌ: کام، ہنر، مشغلہ، جمع أَعْمَالٌ، عَمِلَ يَعْمَلُ عَمَلًا (س) محنت کرنا، بالقصد کوئی کام کرنا۔ حَصَلَ يَحْصُلُ حُصُوْلًا (ن) حاصل ہونا، ثابت ہونا، باقی رہنا۔ ثَابَ يَثُوْبُ ثَوْبًا وثُؤُوْبًا (ن) لوٹنا، اکٹھا ہونا، بدلہ دینا۔ الکسل: سستی، کوتاہی کَسِلَ يَكْسَلُ كَسَلًا (س) کاہل اور سست ہونا، صفت کیلئے كَسِلٌ اور كَسْلَانٌ آتا ہے بمعنیٰ سست آدمی، کاہل اس کی جمع كُسَالٰى، كَسَالٰى آتی ہے۔

مطلب: آدمی کو ثواب اور فائدہ محنت اور مجاہدہ سے حاصل ہوسکتا ہے اور سستی اور کاہلی سے نہیں، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (غرر الحکم رص: ۳۴۰۱، ج: ۲، روضة الأدب رص: ۱۲۱، المعجم المفصل فی الحکم والأمثال والأقوال الخالدة رص: ۲۲، حرف الألف)۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ اللہ تعالیٰ فرمان ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۂ عنکبوت آیت: ۶۹) ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھائیں گے۔ کہتے ہیں کہ: کام نہ کرنے سے انسان کو آرام وفائدہ نہیں ملتا بلکہ کام کرنے کے بعد ملتا ہے، اس کے برخلاف بے کار دماغ اور سستی کی وجہ سے

زیادہ پریشانی اور تھکان محسوس کرتا ہے۔

؎ سعی خدمات وفرائض زیست کی پہچان — جس نے حرکت چھوڑ دی سمجھو کہ ہے وہ بے جان

؎ بے کار مباش کچھ کیا کر — کپڑے ہی ادھیڑ کر سیا کر

؎ تیری رحمتوں کا نزول ہو مجھے محنتوں کا صلہ ملے — مجھے مال وزر کی ہوس نہ ہو بس تو رزق حلال دے

ترکیب: باحرف جر، العمل معطوف علیہ، یحصل فعل، الثواب فاعل، لا حرف عطف، باحرف جرف، الکسل معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہو کر دونوں مجرور ہوئے باحرف جر کے، جار اپنے مجرور سے مل کر دونوں متعلق ہوئے یحصل فعل کے، یحصل فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، اصل عبارت اس طرح تھی: یحصل الثواب بالعمل لا بالکسل تو "بالعمل" کو مقدم کر کے حصر پیدا کیا ہے۔

(۷۷) مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ قَلَّتْ نَدَامَتُهُ۔ جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت کی اس کی شرمندگی کم ہوگئی۔

لِسَانٌ: زبان جمع اَلْسِنَةٌ لُسُنٌ اور لِسَانَاتٌ آتی ہے۔

مطلب: زبان کی حفاظت کرنے سے آدمی بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کو پشیمانی بھی نہیں ہوتی چونکہ بسا اوقات کثرت سے بولنے والا احتیاط کا دامن چھوڑ بیٹھتا ہے اور پھسل جاتا ہے، پس زبان سے بے کار باتیں بھی نکل جاتی ہیں جن سے آدمی کو بعد میں ندامت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں: کہ زبان کو لگام ضروری ہے۔

کہتے ہیں کہ: اول اندیش وانگہے گفتار، کہ پہلے بات کو تول پھر بول۔

؎ زبان اپنی حد میں ہے، بے شک زبان — بڑھے ایک نقطہ تو پھر ہے زیاں

؎ کہے ایک، جب سن لے انسان دو — اللہ نے زبان دی ہے ایک، اور کان دو

پورا مقولہ اس طرح ہے: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَنْ عَرَفَ شَانَهُ، وَحَفِظَ لِسَانَهُ، وَأَعْرَضَ عَمَّا لَايَعْنِيهِ، وَكَفَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ، دَامَتْ سَلَامَتُهُ، وَقَلَّتْ نَدَامَتُهُ (جواہر الأدب من خزائن العرب

رص:۵۷رج:۲رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۳)۔

بعض ادباء نے فرمایا: جس شخص نے اپنی حالت کو پہچان لیا، اور اپنی زبان کی حفاظت کی، اور بے کار باتوں سے روگردانی کی، اور اپنے بھائی کی بے عزتی سے رکا رہا، وہ سلامت رہا، اور اس کی شرمندگی کم ہوئی۔

إِنَّ الْقَلِيْلَ مِنَ الْكَلَامِ بِأَهْلِهِ — حَسَنٌ وَإِنَّ كَثِيْرَهُ مَمْقُوْتُ

مَا دَلَّ ذُوْ صُمْتٍ وَمَامِنْ مُكْثِرٍ — إِلَّا يَزِلُّ وَمَا يُعَابُ صَمُوْتُ

إِنْ كَانَ يَنْطِقُ نَاطِقٌ مِنْ فِضَّةٍ — فَالصُّمْتُ دُرٌّ زَانَهَا يَاقُوْتُ

(دیوان علیؓ قافیہ التاء رص:۳۰)

بے شک اہل کے ساتھ قلیل گفتگو بھی بہتر ہے — اور زیادہ فضول گوئی بری بات ہے

خاموشی اختیار کرنے والا کبھی ذلت نہیں اٹھاتا

اور کثرت سے بولنے والا پھسل جاتا ہے اور خاموش رہنے والے کو کوئی عیب نہیں لگ سکتا۔

اگر بولنے والے کا کلام چاندی ہے تو خاموشی اختیار کرنا موتی ہے جسے یاقوت سے مزین کیا گیا ہو۔

ترکیب: من موصولہ، حفظ فعل، ھو ضمیر فاعل، لسان مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، قلت فعل، ندامت مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر قلت کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب: اس میں شرط وجزا کی بھی ہو سکتی ہے۔

(۷۸) كُلُّ إِنَاءٍ يَنْضِحُ بِمَا فِيْهِ۔ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

إِنَاءٌ: برتن جمع آنيةٌ اور جمع الجمع اَوَانٍ، نَضَحَ يَنْضَحُ نَضْحًا الإِنَاءَ (ف) برتن کا ٹپکنا۔

مطلب: آدمی کا مزاج اور عادت واخلاق جیسے ہوتے ہیں ویسے ہی معاملات اس سے مترشح ہوتے ہیں

اگر آدمی اچھا اور نیک ہوتا ہے تو اس کی باتوں اور طور طریقے سے اچھائی ہی ٹپکتی ہے اور اگر وہ بدمزاج اور گندی ذہنیت کا ہوتا ہے تو گندی باتیں ہی اس سے ظاہر ہوتی ہیں یعنی جو دل میں ہوتا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے (أدب الدنیا والدین ر ص: ۲۹۹ ر بحواله التمثیل والمحاضرة :۳۰۳ر محاضرة الأدباء ر ص: ۵۷۰ ر ج: ۱ ر لیس بحدیث موضوعات کبیر رقم: ۶۷۷ ر کشف الخفاء لااصل له رقم: ۱۹۶۷ ر نفحة الیمن الباب الخامس ر ص: ۱۷۴)۔ جیسا کہ ہندی کہاوت ہے: جو ہانڈی میں سو ڈوئی میں۔

نیز کہا گیا کہ: ساون کے اندھے کو ہرا ہی سوجتا ہے۔

ے تشنہ رامی نماید اندر خواب ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب

کہ پیاسے کو خواب میں تمام عالم پانی کا چشمہ نظر آتا ہے

ے ہمیشہ حسب استعداد ہے فیضانِ قدرت بھی بہار آئی چمن میں دشت میں دیوانہ آتا ہے

ترکیب: کل مضاف، اناء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ینضح فعل، ہو ضمیر فاعل، با حرف جر، ما موصولہ، فی حرف جر، ہٖ ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا وقع فعل محذوف کے، وقع فعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ینضح فعل کے، ینضح فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷۹) مَنْ قَلَّ صِدْقُهٗ قَلَّ صَدِيْقُهٗ۔ جس شخص کی سچائی کم ہوگی اس کے دوست کم ہوں گے۔

مطلب: آدمی اگر سچ نہ بولے یا سچ کم بولے تو لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں گے اور اس سے تعلقات بھی ختم کرلیں گے چونکہ جھوٹا آدمی قابل اعتبار نہیں رہتا تو اس کے دوست کم یا بالکل ہی ختم ہو جائیں گے (التمثیل والمحاضرۃ ر ص: ۴۱۲ ر زہر الآداب ر ص: ۸۳۴ ر ج: ۲ ر نفحۃ الیمن الباب الخامس ر ص: ۱۷۳)۔ کہتے ہیں: کہ جھوٹ بولنا کمزوری ہے اور سچ صحت کی علامت۔

نیز کہا گیا کہ: سچے آدمی سے سب محبت کرتے ہیں اور قرب حاصل کرتے ہیں، اور جھوٹا آدمی اگر ڈوب

بھی رہا ہوتو لوگ اس کو مذاق سمجھ کر کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

؎ صداقت ہوتو دل سینوں سے کھنچ آتے ہیں اے واعظ! حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، منوائی نہیں جاتی

(جگر مرآبادی)

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، قل فعل، صدق مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا قل فعل کا، قل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصول کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، قل فعل، صدیق مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا قل کا، قل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اس میں دوسری ترکیب شرط و جزا کی بھی ہو سکتی ہے۔

<u>(۸۰) مَنْ كَثُرَ لَغَطُهٗ كَثُرَ غَلَطُهٗ۔ جس شخص کی بکواس زیادہ ہوگی اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی۔</u>

لَغَطَ يَلْغَطُ لَغْطًا (ف) شور کرنا۔

مطلب: اتنا کلام کہ بات سمجھ میں آجائے کافی ہے اور بہتر ہے، ضرورت سے زیادہ گفتگو فضول گوئی ہے جو کہ بری بات ہے۔ زیادہ بولنے کی وجہ سے آدمی کی زبان سے غلط باتیں بھی نکل جاتی ہیں تو جتنا زیادہ کلام ہوگا اتنی ہی زیادہ غلطیاں اس سے سرزد ہوں گی (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۸/ روض الأخیار رص: ۱۸۵)۔

یہ مثل اس طرح بھی منقول ہے: مَنْ كَثُرَ كَلَامُهٗ كَثُرَتْ آثَامُهٗ (أدب الدنیا والدین رص: ۴۴۷/ رواہ ابن مبارک فی الزھد: ۲ ۸۴/ وابن ابی الدنیا فی الصمت: ۸۹/ من قول شتی بن مانع الاصبحی) یہ حضرت علیؓ کا قول ہے (قاموس الطلاب: ۴۲۷)۔

ایک حدیث میں ہے: عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: مَنْ كَثُرَ كَلَامُهٗ كَثُرَ سَقَطُهٗ، وَمَنْ كَثُرَ سَقَطُهٗ كَثُرَتْ ذُنُوْبُهٗ، وَمَنْ كَثُرَتْ ذُنُوْبُهٗ كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ، فَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ (المعجم الأوسط للطبرانی رقم: ۶۵۴۱/ تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر رص: ۲۴/۴۵۶/ باب طاہر بن محمد بن سلامۃ)۔ ترجمہ: ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی گفتگو زیادہ ہوگی اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی، اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے، اور جس کے گناہ

زیادہ ہوں گے وہ جہنم میں جانے کا زیادہ حق دار ہے، جو اللہ و آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ کہتے ہیں: کہ سب سے بھلی چپ۔ نیز کہا گیا ہے کہ: خاموشی گفتگو کا بہت بڑا حُسن ہے۔ نیز کہا گیا کہ: اگر مقراض زبان ہر وقت چلتی رہے تو دامان وقار تار تار ہو جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

دو چیز تیرہ عقل است لب فروبستن	بوقت گفتن، و گفتن بوقت خاموشی
بچنا فضول گوئی سے ہے مقصد سکوت	معقول بات ذہن میں آئے تو چپ نہ رہ
ان کہی بات کے سو روپ، کہی بات کا ایک	کبھی سن وہ بھی جو منت کشی گویائی نہیں

(ضیاء جالندھری)

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، کثر فعل، لغط مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا کثر فعل کا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر فاعل ہوا کثر فعل کا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، کثر فعل، غلط مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا کثر فعل کا، کثر فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اس میں دوسری ترکیب شرط و جزاء کی بھی ہو سکتی ہے۔

<u>(۸۱) مَنْ كَثُرَ مِزَاحُهُ زَالَتْ هَيْبَتُهُ۔ جس شخص کا مذاق زیادہ ہوگا اس کا رعب ختم ہو جائے گا۔</u>

مُزَاحٌ: میم کے ضمہ و کسرہ کے ساتھ ہنسی مزاق، دل لگی، مَزَحَ يَمْزَحُ مَزْحًا (ف) ہنسی مزاق کرنا، دل لگی کرنا۔ هَابَ يَهَابُ هَيْبًا و هَيْبَةً (س) خوف کرنا، ڈرنا، تعظیم و تکریم کرنا، یہاں ہیبت سے مراد وقار اور رعب ہے۔

مطلب: زیادہ ہنسنے سے آدمی کا رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے اس لئے آدمی کو چاہئے کہ وہ دوسروں کے سامنے نہ ہنسے تا کہ اس کا وقار برقرار رہے، یہ حضرت عمر فاروقؓ کا مقولہ ہے، حدیث میں ہے: وَمَنْ كَثُرَ مِزَاحُهُ ذَهَبَ وَقَارُهُ (کنز العمال رص:۴۳۹۱۶ رتاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر رص:۴۵۶ رج:۲۴ رباب طاہر بن محمد بن سلامۃ رأدب الدنیا والدین رص:۵۰۲ رالامثال والحکم

رص:۶۳رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۸)۔

یہ اس طرح بھی منقول ہے:مَنْ كَثُرَ ضِحْكُهُ قَلَّتْ هَيْبَتُهُ قول عمر فاروقؓ (کنز العمال رقم:۴۴۳۷۳، قاموس الطلاب:۱۳۳۱)۔"خندہ سوگندہ"یعنی زیادہ ہنسی آدمی کے کردار کو مشکوک بنا دیتی ہے۔نیز کہا گیا: روگ کا گھر کھانسی،لڑائی کا گھر ہانسی،یعنی کھانسی میں بیماری اور ہنسی مذاق میں اکثر فساد ہو جاتا ہے۔

بہت ہنسنے کی عادت غم کا طوفان ساتھ لاتی ہے ‌ ‌ ‌ اڈتے قہقہوں میں کشتیِ دل ڈوب جاتی ہے

ترکیب:من موصولہ، کثر فعل، مزاح مضاف،ہ ضمیر مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر کثر کا فاعل،فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا،موصول صلہ سے مل کر مبتدا،زالت فعل، ھیبت مضاف،ہ ضمیر مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا زالت فعل کا،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی مبتدا کی،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۲)فَخْرُكَ بِفَضْلِكَ خَيْرٌ مِنْهُ بِأَصْلِكَ۔تیرا فخر کرنا اپنے کمال پر بہتر ہے اپنی اصل پر فخر کرنے کے مقابلہ میں۔

فَخَرَ يَفْخَرُ فَخْراً (ف)فخر کرنا،ناز کرنا، فَضْلٌ:بزرگی فَضَلَ يَفْضُلُ فَضْلاً (ن،ک)زائد ہونا، باقی رہنا،صاحب فضل ہونا،فضیلت میں غالب آنا، أَصْلٌ: بمعنی جڑ،بنیاد،اصل،نسب،عالی نسبی،نسخۂ اصلی،اصلی مسودۂ کتاب وغیرہ جیسے أَصْلُ الْحُكْمِ،أُصُوْلُ الْكِتَابِ،نیز آباء واجداد کو بھی أصل کہا جاتا ہے یہاں پر یہی مراد ہے جمع أُصُوْلٌ۔

مطلب: آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے آباء واجداد وحسب ونسب پر فخر نہ کرے اور ان کے فضائل کی ڈینگیں نہ مارے بلکہ اپنے اندر صلاحیت اور خوبیاں پیدا کرے تب اس کے لئے اپنے او پر فخر کرنا درست ہوگا(نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۸۰رعنوان البیان وبستان الأذہان رص:۷۷)۔کہتے ہیں: کہ نیکی کا ہو زیور تو خاندان سے کیا کام۔نیز کہا گیا: شجرۂ نسب کے سائے میں پناہ لینے والا دنیا میں کوئی جگہ حاصل نہیں کرسکتا۔

آدمی کا ہے عمل سے رشتہ　　کام آتا نہیں نسب کچھ بھی
غرور تھا، نمود تھی، ہٹو بچو کی تھی صدا　　آج تم سے کیا کہوں؟ لحد کا بھی نہیں پتہ
تخت آرا تھا جو کل، وہ آج زیرِ خاک ہے　　عالم فانی کا یہ منظر، کتنا عبرتناک ہے

أَيُّهَا الْفَاخِرُ جَهْلًا بِالنَّسَبْ　　إِنَّمَا النَّاسُ لِأُمٍّ وَلِأَبْ
هَلْ تَرَاهُمْ خُلِقُوا مِنْ فِضَّةٍ　　أَمْ حَدِيدٍ أَمْ نُحَاسٍ أَمْ ذَهَبْ
بَلْ تَرَاهُمْ خُلِقُوا مِنْ طِينَةٍ　　هَلْ سِوَىٰ لَحْمٍ وَعَظْمٍ وَعَصَبْ
إِنَّمَا الْفَخْرُ لِعَقْلٍ ثَابِتٍ　　وَحَيَاءٍ وَعَفَافٍ وَأَدَبْ

(دیوان علیؓ قافیۃ الباء، ص:۱۶)

اے جہالت کی وجہ سے نسب پر فخر کرنے والے۔ بے شک سب لوگ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ چاندی، یا لوہے یا تانبے، یا سونے سے پیدا کئے گئے ہیں۔ بلکہ تم دیکھو گے کہ وہ سب مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، کیا وہ گوشت، ہڈی، اور پٹھوں کے علاوہ کچھ اور ہیں۔ بے شک فخر پائیدار عقل، حیاء و پاکدامنی اور ادب میں ہے (ان صفات کے علاوہ کچھ نہیں)۔

ترکیب: فخر مضاف، ک ضمیر خطاب مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ سے مل کر ذوالحال، با حرف جر، فضل مضاف، ک مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل محذوف کے، ثابتاً شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر حال، ذوالحال حال سے مل کر مبتدا، خیر شبہ فعل، من حرف جر، ہ ضمیر ذوالحال، با حرف جر، اصل مضاف، ک مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتاً شبہ فعل محذوف کے، ثابتاً اپنے متعلق سے مل کر حال ، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا شبہ فعل خیر کے، خیر شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۳) مَنْ مَنَّ بِمَعْرُوفِهٖ أَفْسَدَهٗ۔ جس شخص نے احسان جتایا اپنی نیکی پر اس نے اس کو برباد کر دیا۔

مَنَّ یَمَنُّ مَنًّا و مِنَّةً (ف) احسان جتانا، اپنی نیکی کا ذکر زبان پر لانا، اپنا سلوک یاد دلانا۔ مَعْرُوْفٌ: بمعنیٰ بھلائی نیکی، احسان، خیر عَرَفَ یَعْرِفُ عِرْفَانًا (ض) جاننا پہچاننا، أَفْسَدَ یُفْسِدُ اِفْسَادًا (افعال) خراب کرنا، بگاڑنا، اور مجرد میں (ن،ض،ک) آتا ہے۔

مطلب: احسان جتانا بہت بری خصلت ہے کسی کو جتلانے اور دھمکانے کیلئے اس پر کئے گئے احسان کا تذکرہ کرنا کہ میں نے تیرے ساتھ فلاں نیکی کی ہے تجھ پر فلاں احسان کیا اس سے کیا ہوا اجر وثواب تباہ ہوجاتا ہے، احسان جتانا گناہ کبیرہ ہے، احسان یاد دلانا صرف اللہ کے شایان شان ہے پیغمبر بھی اللہ کے احسانات ہی یاد دلاتے ہیں انسان کے پاس جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے کسی انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے کچھ اللہ کے دوسروں بندوں کو دے اور پھر احسان جتا کر انہیں اذیت کا نشانہ بنائے (عنوان البیان وبستان الأذہان رص:۵۵)۔ اردو کی کہاوت ہے: نیکی کر کنویں میں ڈال۔

؎ پرانے لوگ دریاؤں میں نیکی ڈال آتے تھے ہمارے دور کے انسان نیکی کر کے چیخے گا

وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْإِمْتِنَانَ بِالْمَعْرُوْفِ، فَإِنَّهُ يُبْطِلُ الشُّكْرَ وَيَمْحَقُ الْأَجْرَ، ثُمَّ تَلَا: لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى (تفسیر قرطبی رص:۳۱۲رج:۳رسورۂ بقرہ آیت:۲۶۴رأدب الدنیا والدین رص:۳۲۸)۔

نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد ہے فرمایا: کہ بچو تم نیکی کے ساتھ احسان جتلانے سے، کیوں کہ یہ شکر کو باطل کر دیتا ہے اور اجر وثواب کو مٹا دیتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ تم ضائع مت کرو اپنی خیرات احسان جتلا کر اور ایذا پہونچا کر۔

اور بعض بلغاء نے کہا: مَنْ مَنَّ بِمَعْرُوْفِهٖ سَقَطَ شُكْرُهٗ، وَمَنْ أَعْجَبَ بِعَمَلِهٖ حَبِطَ اَجْرُهٗ (المستطرف رص:۸۹رج:۱رأدب الدنیا والدین رص:۳۲۸رقرطبی رص:۳۱۲رج:۳)۔

جس نے اپنی نیکی کے ساتھ احسان جتلایا اس کا شکر ساقط ہوگیا، اور جس نے اپنے عمل کے ساتھ تکبر کیا اس کا اجر ضائع ہوگیا۔ اور یہ مقولہ حضرت علیؓ سے اس طرح بھی منقول ہے: مَنْ مَنَّ بِمَعْرُوْفِهٖ أَسْقَطَ شُكْرُهٗ

وَمَنْ أَعْجَبَ بِعَمَلِهِ أَحْبَطَ أَجْرُہٗ (عیون الحکم والمواعظ رقم:۷۹۸۹/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص:۱۸۱/غرر الحکم رقم:۸۹۳۶)۔

ترکیب: من موصولہ، منّ فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، با حرف جر، معروف مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا منَّ فعل کے، منّ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، افسد فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۴) مَنْ قَلَّ حَيَاءُ ہٗ كَثُرَ ذَنْبُہٗ۔ جس شخص کی حیا کم ہوگی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے۔

ذَنْبٌ: گناہ جمع ذُنُوبٌ اور جمع الجمع ذُنُوبَاتٌ آتی ہے، اور ذَنَبٌ بفتح نون بمعنی دُم اس کی جمع أَذْنَابٌ آتی ہے۔

مطلب: جس شخص میں شرم و حیا ہوگی اس سے گناہوں کا صدور بہت کم ہوگا، کیونکہ جب وہ یقین کر لے گا کہ اللہ اس کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے تو اللہ سے حیا اس کے لئے اس کے گناہوں سے آڑ بن جائے گی اور جس شخص میں حیاء نہ ہو اس کے گناہ زیادہ ہوں گے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (نہج البلاغۃ رقم:۳۴۹/نثر الدر فی المحاضرات الباب السادس/ص:۱۶۳/ج:۴/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص:۱۸۱/عنوان البیان وبستان الأذہان/ص:۸۷)۔

اِدھر شرم حائل، اُدھر خوف مانع ــــ نہ وہ دیکھتے ہیں، نہ ہم دیکھتے ہیں

ہندی کہاوت ہے: آنکھوں میں شرم و حیاء نہ ہو تو ڈھیلے اچھے۔

ترکیب: من موصولہ، قلَّ فعل، حیاء مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل قل فعل کا، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، کثر فعل، ذنب مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا کثر کا، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۵) مَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ كَثُرَتْ إِخْوَانُہٗ۔ جس شخص کے اخلاق عمدہ ہوں گے اس کے بھائی (مددگار)

زیادہ ہوں گے۔

خُــلُقٌ:لام کے فتحہ وسکون کے ساتھ عادت،خصلت،جمع أَخلَاقٌ، إِخْــوَانٌ:أَخٌ کی جمع ہے بمعنی دوست، بھائی،ہمدرد،ساتھی،اس کی جمع إِخوَةٌ ، أُخُوَةٌ إِخوَانٌ ، أَخَاةٌ اورأَخَاءٌآتی ہے، حَسُنَ يَحْسُنُ حُسْنًا (ک) خوبصورت ہونا۔

مطلب:اس مقولہ میں حسن اخلاق کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ حسن اخلاق وہ صفت ہے جس کے ذریعہ آدمی پتھر دل کوموم بنادیتا ہے پھر وہ اس کے یارومددگار ہوجاتے ہیں،حدیث میں حسن اخلاق کی بڑی فضیلت آئی ہےوعن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (سنن أبي داؤد کتاب السنۃ رقم:۴۶۸۲)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:مومنوں میں سب سے کامل ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہوں،ایک حدیث میں ہےعن عبدالرحمن بن ابی بکرة عن ابیہ:ان رجلا قال: يارسول الله صلى الله عليه وسلم: أيُّ النَّاسِ خَيْرٌ ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ قَالَ : فَأيُّ النَّاسِ شَرٌّ ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ (سنن ترمذی رقم:۲۳۳۰/ باب ماجاء فی طول العمر للمؤمن)۔

ترجمہ:حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: کہ ایک شخص نے پوچھا:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !لوگوں میں بہترین کون ہیں؟ آپ نے ارشادفرمایا: کہ جس شخص کی عمر دراز ہواوراس کے اعمال اچھے ہوں،پھراس شخص نے پوچھا:لوگوں میں برے کون ہیں؟ آپ نے ارشادفرمایا: کہ جس شخص کی عمر دراز ہواور اس کے اعمال برے ہوں۔

یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے(غررالحکم رص:۳۳۱رج:ا/ نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۸۳/ نثر الدر فی المحاضرات الباب السادس رص:۱۶۳رج:۴)۔کہتے ہیں: کہ حسن اخلاق کو ہرجگہ خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

حسن کردار سے نورِ مجسم ہوجا کہ ابلیس بھی تجھے دیکھے تو مسلمان ہوجائے

ترکیب: مـن موصولہ، حسـن فعل، خـلـق مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر حسن کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، کثرت فعل، اخوان مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا کثرت فعل کا، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۶) مَنْ كَتَمَ سِرَّهٗ بَلَغَ مُرَادَهٗ۔ جس شخص نے چھپایا اپنا راز وہ اپنی مراد کو پہونچا۔

كَتَمَ يَكْتُمُ كِتْمَانًا چھپانا (ض)۔ سِرٌّ: راز، بھید، جمع أَسْرَارٌ، سَرَّ يَسُرُّ سُرُوْرًا (ن) خوش ہونا، چونکہ بھید کی بات جاننے سے بھی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ بَلَغَ يَبْلُغُ بُلُوْغًا (ن) پہونچنا۔

مطلب: اس مقولہ میں راز کی بات چھپانے کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اخفاء راز سے آدمی کام یاب ہوجاتا ہے اور افشاء راز سے آدمی کی بے عزتی اور بدنامگی ہوجاتی ہے (قاموس الطلاب فی الحکم و الأمثال ص:۲۷۴) اور یہ حضرت عمر فاروقؓ کا مقولہ ہے (نہایۃ الأرب ص:۷/ج:۳/مجانی الأدب ص:۲۶/الباب الثالث فی الأمثال السائرۃ)۔ جیسا کہ ہندی کہاوت ہے: دیوار بھی کان رکھتی ہے، یعنی راز کی بات دیوار سے بھی چھپ کر کرنی چاہئے۔

دوستوں کے ساتھ بات آہستہ کر — دشمن خونی نہ سن لیوے کہیں
گر کہے دیوار کے آگے بھی کچھ — چوکنا رہ، ہوں نہ واں بھی سامعین

جبکہ دشمن ہو راز داں اپنا — راز کیوں کر رہے ہو نہاں اپنا
(شاکر کلکتوی)

ترکیب: من موصولہ، کتم فعل، ھو ضمیر فاعل، سِرّ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول، فعل اپنے فاعل ومفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، بلغ فعل، ھو ضمیر فاعل، مراد مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۷) مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهٗ۔ جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

أَحَبَّ يُحِبُّ إِحْبَابًا محبت کرنا (افعال)، أَحَبَّ اصل میں أَحْبَبَ تھا دو حرف ایک ہی جنس کے ایک کلمہ میں جمع ہوئے ایک کا دوسرے میں ادغام کر دیا اور باء کی حرکت ماقبل کو دیدی أَحَبَّ ہو گیا، شَيْءٌ: موجود چیز، ہر وہ چیز جس کا تصور کیا جا سکے اور اس کے بارے میں خبر دی جا سکے، کچھ، تھوڑا جمع أَشْيَاءُ، ذِكْرٌ: شہرت، تذکرہ، یاد، ذَكَرَ يَذْكُرُ ذِكْراً (ن) یاد کرنا۔

مطلب: آدمی اپنی محبوب چیز کا تذکرہ بار بار کرتا ہے یہ اس کی محبت کی علامت ہے ہندی کہاوت ہے جس کی فکر اس کا ذکر، کہا جاتا ہے: كَلَامُ الْمَحْبُوبِ مَحْبُوبُ الْكَلَامِ۔

یہ دراصل حدیث کے الفاظ ہیں اس حدیث کو ابو نعیم اور امام دیلمی نے حضرت عائشہؓ سے مرفوع نقل کیا ہے (كشف الخفاء رقم: ۲۳۵۲/ بحواله جامع الصغير ۸۳۱۲/ كنز العمال رقم: ۱۸۲۹/ المقاصد الحسنة رقم: ۱۰۵۰/ الأحاديث المنتشرة رقم: ۳۷۳/ شعب الإيمان رقم: ۴۹۹/ العاشر باب في محبة الله، إسناده ضعيف)۔

حضرت امام بیہقیؒ نے اس کو مالک بن دینار کا قول کہا ہے: قَالَ مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ: عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ دَوَامُ ذِكْرِهٖ لِأَنَّ مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرُهُ، حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کا ذکر ہمیشہ کرے اس لئے کہ جو شخص کسی چیز سے محبت کرے تو اس کا ذکر بار بار کرتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت قاضی عیاضؒ بہترین تشریح فرماتے ہیں: مِنْ عَلَامَاتِ مُحَبَّةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَثْرَةُ ذِكْرِهٖ لَهُ، فَمَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرُهُ وَقَالَ أَيْضًا: مِنْ عَلَامَاتِ حُبِّهٖ صلى الله عليه وسلم مَعَ كَثْرَةِ ذِكْرِهٖ تَعْظِيمُهُ لَهُ وَتَوْقِيرُهُ عِنْدَ ذِكْرِهٖ وَإِظْهَارُ الْخُشُوعِ وَالْإِنْكِسَارِ مَعَ سِمَاعِ اِسْمِهٖ (الشفا بتعريف حقوق المصطفى / ص: ۵۰۰/ فصل فی علامة محبته علیه السلام) حضرت قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: علامت محبت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ محبت کا دعوی کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل با کثرت کرے، اس لئے کہ جو شخص جس چیز کو زیادہ محبوب رکھتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کیا کرتا ہے، قاضی عیاضؒ مزید فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ کثرت سے آپ ﷺ کا ذکر جمیل کرے گا اور آپ کے ذکر کے وقت غایت تعظیم و توقیر بجا لائے گا اور آپ ﷺ کے اسم گرامی کے سننے کے

وقت انتہائی عجز وانکساری کا اظہار کرے گا۔

کہتے ہیں: کہ عاشقوں کو چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی یاد رہتی ہیں۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے تیرے ذکر سے تیری فکر سے، تیری یاد سے تیرے نام سے

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، احب فعل، ھو ضمیر فاعل، شیئا مفعول بہ، فعل فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، اکثر فعل، ھو ضمیر فاعل، ذکر مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>(۸۸) مَنْ وَقَّرَ أَبَاهُ طَالَتْ أَيَّامُهُ۔ جو شخص تعظیم کرے گا اپنے باپ کی اس کی عمر دراز ہوگی۔</u>

وَقَّرَ يُوَقِّرُ تَوْقِيراً (تفعیل) تعظیم کرنا۔ أَبٌ: باپ اس کی جمع آباءٌ اور کبھی اس کی جمع بُعُولَةٌ اور خُؤُلَةٌ (جمع بَعْلٌ وخَالٌ) کی طرح أَبُوَةٌ بھی آتی ہے، أبٌ اصل میں أَبَوٌ تھا واؤ ثقل کی وجہ سے گر گئی أَبٌ ہو گیا، أَبَاهُ بمعنی اپنا باپ، أَبٌ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے اس کا اعراب حالت رفعی میں واؤ کے ساتھ اور حالت نصبی میں الف کے ساتھ اور حالت جری میں یاء کے ساتھ آتا ہے، یہاں حالت نصبی میں ہے۔ عُمُرٌ: زندگی، عمر جمع أَعْمَارٌ، ایام: یوم کی جمع ہے بمعنی دن۔

مطلب: اس مقولہ کا مضمون حدیث سے ماخوذ ہے، عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ، وَيُزَادُ فِي رِزْقِهِ فَلْيَبِرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (الترغيب والترهيب كتاب البر والصلة وغيرهما رقم ۳۷۵۵)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کا رزق زیادہ ہو، اسے والدین کے ساتھ اچھائی کرنی چاہئے، اور رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے وعن معاذ بن أنس رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوبٰى لَهُ زَادَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِهِ (الترغيب والترهيب كتاب البر والصلة وغيرهما رقم: ۳۷۵۵)۔

حضرت معاذ بن انسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اس کیلئے یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ کردے گا۔

قال وهب بن منبة: أَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى مُوْسٰى يَامُوْسٰى! وَقِّرْ وَالِدَيْكَ فَإِنَّهُ مَنْ وَقَّرَ وَالِدَيْهِ مَدَدْتُ لَهُ فِيْ عُمُرِهٖ،وَوَهَبْتُ لَهُ وَلَدًا يُبِرُّهُ، وَمَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ قَصَّرْتُ لَهُ مِنْ عُمُرِهٖ، وَوَهَبْتُ لَهُ وَلَدًا يَعُقُّهُ (تفسیر ابن ابی حاتم رازی سورۂ اعراف آیت:۱۴۵/حدیث مقطوع رقم:۸۹۶۵/الدر المنثور/ص:/ص:۵۶۹/ج:۶)۔

حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! اپنے والدین کی عزت وتوقیر کرو کیونکہ جو شخص اپنے والدین کی عزت وتکریم کرتا ہے تو میں اس کی عمر کو طویل کردیتا ہوں، اور اسے ایسا بچہ عطا کرتا ہوں جو اس کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے پیش آتا ہے، اور جو شخص اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے میں اس کی عمر کو کم کردیتا ہوں، اور اسے ایسا بیٹا عطا کرتا ہوں جو اس کی نافرمانی کرتا ہے (روضۃ الأدب/ص:۱۲۱/امثال لقمان الحکیم وبعض اقوال العرب/ص:۶۷/بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب/ص:۶۳۰/ذکر احمد بن الحسن الانطا کی ابوبکر بلفظ ”مَنْ وَقَّرَ أَبَاهُ زِيْدَ لَهُ فِي الْعُمُرِ“)۔ ہندی کہاوت ہے: بن سیوہ میوہ نہیں، یعنی خدمت ہی سے سب کچھ ملتا ہے۔

؎
یاد رکھو یہ نصیحت ہے فرض ماں باپ کی اطاعت ہے
نہ کرو ان کو تم کبھی ناخوش ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے

یہ سوچ کے ماں باپ کی خدمت میں لگا ہوں اس پیڑ کا سایہ مرے بچوں کو ملے گا
(منور رانا)

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، وقر فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، اب مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول ہوا وقر فعل کا، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، طالت فعل، ایام مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر طالت کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>(۸۹) مَنْ طَالَ عُمُرُهُ فَقَدَ أَحِبَّتُهُ۔ جس شخص کی عمر زیادہ ہوگی اس کے دوست ختم ہوجائیں گے۔</u>

فَـقَـدَ یَفْقِدُ فِقْدَاناً (ض) کھودینا، گم کردینا۔ فَقِیْدٌ: گم شدہ کو کہتے ہیں۔ أَحِبَّۃٌ: حَبِیْبٌ کی جمع ہے یار، دوست، عاشق، معشوق اس کی جمع أَحِبَّاءُ اور أَحْبَابٌ بھی آتی ہے۔

مطلب: اگر کسی شخص کی عمر زیادہ ہوگی تو اس کے ساتھی کم ہو چکے ہوں گے اور جو باقی ہوں گے وہ بھی بڑھاپے میں ساتھ چھوڑ دیں گے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (غرر الحکم رقم:۹۱۳۰/۱ الأقوال المبارکۃ لسیدنا علیؓ/ص: ۱۰۶/ نفحۃ الیمن الباب الخامس /ص: ۱۷۵/عنوان البیان وبستان الأذہان/ص:۱/۷)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی بکرہ کا قول ہے (التمثیل والمحاضرۃ/ص:۲۲)۔

جیسا کہ ہندی کہاوت ہے: دانت ٹوٹے کھُر گھسے اور پیٹھ بوجھ نہ لے، ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھ بھُس کھلائے، یعنی بوڑھوں سے ہر کوئی کتراتا ہے۔ نیز کہا گیا: پیری صد عیب گیری، یعنی بڑھاپا سو عیبوں کے برابر ہے۔ نیز کہا گیا: کہ بڑھاپا بھاری بوجھ ہے۔

جوانی مصیبت بڑھاپا بلا ہے ۔۔۔ لڑکپن کو دیکھو تو مرجھا گیا ہے

(محمد یوسف پاپا)

بچپن جوبن اور بڑھاپا اور پھر موت ۔۔۔ سب چلتے رہنے کی عادت ہوتی ہے

(احمد شہریار)

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، طال فعل، عمر مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر طال کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، فقد فعل، احبت مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فـقـد کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۰) تَـعَـاشَـرُوْا کَـالْإِخْوَانِ وَتَعَامَلُوْا کَالْأَجَانِبِ ۔آپس میں زندگی گزارو بھائیوں کی طرح اور آپس میں معاملہ کرو اجنبیوں کی طرح۔

تعاشروا: امر حاضر معروف کا صیغہ ہے جمع مذکر حاضر ہے تَعَاشَرَ یَتَعَاشَرُ تَعَاشُراً (تفاعل) مل جل کر

رہنا، زندگی گزارنا، تَعَامَلُوا: بھی صیغہ مذکور کی طرح ہے بمعنی بعض آدمی کا بعض کے ساتھ معاملہ کرنا، أَجَانِبُ: جمع ہے أَجْنُبٌ کی بمعنیٰ اجنبی مرد۔

مطلب: اس مقولہ میں انسانوں کے لئے ایک اہم نصیحت ہے کہ: آدمی کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھائی اور خیر خواہ کی طرح رہے ضروریات کے موقع پر اس کے کام آئے اور جب معاملہ کرے تو اجنبی اور بیگانہ کی طرح معاملہ کرے جس طرح اجنبی کا کچھ بھروسہ نہیں ہوتا اس سے آدمی چوکنّا رہتا ہے اور اس کا پورا پتہ لیکر اور خوب حساب کتاب کر کے معاملہ کرتا ہے اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرے (قاموس الطلاب رص:۶۲۴ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۳۰ رالمستطرف رص:۴۸ رالتمثیل والمحاضرۃ رص:۱۹۹)۔ ہندی کہاوت ہے: اس مانَس سے ملو رے بھائی، جس کے دل میں بسے بھلائی۔ دوسری کہاوت ہے: آدمی کی کسوٹی اس کا معاملہ ہے۔

داعی تری دعوت کا اثر خلق پہ ہوگا — اخلاق، صلہ رحمی اور سخاوت پہ زور دے

<u>ترکیب</u>: تعاشروا فعل امر حاضر معروف، صیغہ جمع مذکر حاضر، ضمیر اس میں انتم پوشیدہ اس کا فاعل، کاف حرف جر، الاخوان مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا تعاشروا کے، تعاشروا فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، تعاملوا فعل امر حاضر معروف، ضمیر اس میں انتم فاعل، کاف حرف جر، الاجانب مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا تعاملو کے، تعاملوا فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۹۱) <u>خَيْرُ الْمَالِ مَا وُقِيَ بِهِ الْعِرْضُ</u>۔ بہترین مال وہ ہے جس سے آبرو بچائی جائے۔

وَقٰى يَقِي وِقَايَةً (ض) بچانا، حفاظت کرنا، تکلیف سے بچانا۔ اَلعِرْضُ: عزت، آبرو جمع أَعْرَاضٌ۔

مطلب: انسان کے ظاہری اسباب میں عزت کا مرتبہ سب سے اول ہے، جس مال کو اپنی عزت بچانے کیلئے خرچ کیا جائے وہ افضل و بہتر مال ہے چونکہ عزت ہر آدمی کو پیاری ہوتی ہے اگر آدمی کی ایک بار بے عزتی ہو جائے تو زندگی بھر وہ منھ دکھانے کے لائق نہیں رہتا اور مال و دولت آنی جانی چیز ہے، آدمی کو چاہئے کہ وہ مال

خرچ کر کے اپنی آبرو کی حفاظت کرے، یہ حضرت حسین بن علیؓ کا قول ہے۔ (المستطرف رص:۳/۱۷۰،التمثیل والمحاضرۃ رص:۳۰/جامع الأحادیث المسانید رقم:۸۶۱۱)۔ہندی کہاوت ہے: جان جائے پر آن (عزت) نہ جائے۔

فَإِنْ كُنْتَ فِيْ خَيْرٍ فَلَا تَغْتَرِرْ بِهٖ وَلٰكِنْ قُلْ: أَللّٰهُمَّ سَلِّمْ وَتَمِّمْ
فَمَنْ لَمْ يَصُنْ عِرْضًا إِذَا مَا اسْتَفَادَهٗ يَشْكُرْ لِأَهْلِ الْخَيْرِ يُسْلَبْ وَيُذْمَمِ

(روضۃ العقلاء رص:۱۵۲)

اگر آپ کے پاس مال ہے تو اس کے دھوکے میں نہ آنا، بلکہ یہ کہنا: کہ اللہ سلامتی دے اور مکمل فرما۔ جو شخص مال پا کر بھی آبرو کی حفاظت نہ کر سکے اور اہلِ خیر کا شکر ادا نہ کرے، تو مال چھن جاتا ہے اور مذمت بھی ملتی ہے۔

شہرِ سخن میں ایسا کچھ کر، عزت بن جائے سب کچھ مٹی ہو جاتا ہے، عزت رہتی ہے

(امجد الاسلام امجد)

ترکیب: خیر مضاف، المال مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ما موصولہ، وقی فعل ماضی مجہول، با حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا وقی فعل کے، العرض وقی کا نائب فاعل، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۲) جُرْحُ الْكَلَامِ أَشَدُّ مِنْ جُرْحِ السِّهَامِ۔ بات کا زخم زیادہ سخت ہوتا ہے تیر کے زخم سے۔

جُرْحٌ: زخم جمع جُرُوْحٌ وأَجْرَاحٌ، جَرَحَ يَجْرَحُ جَرْحًا، (ف،س) زخمی کرنا، زخمی ہونا۔ أَشَدُّ: اسم تفضیل کا صیغہ ہے بمعنی زیادہ سخت شَدَّ يَشِدُّ شِدَّةً (ض) مضبوط ہونا، طاقتور ہونا، بھاری ہونا، سخت ہونا، السِّهَامُ: سَهْمٌ کی جمع ہے بمعنی تیر اس کی جمع أَسْهُمٌ، سُهْمَةٌ اور سُهْمَانٌ بھی آتی ہے۔

مطلب: آدمی کو چاہئے کہ دوسروں کو ایسی بات نہ کہے جس سے ان کو تکلیف ہو چونکہ بعض دفعہ بات کا اثر زخم سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے، کڑوی بات آدمی کو ہمیشہ یاد رہتی ہے اور تیر و تلوار کا زخم بھر جاتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے لوگ اس کو بھول جاتے ہیں، لیکن زبان کا زخم یاد رہتا ہے، کہتے ہیں: کہ احمق کی دراز زبان اس کا گلا کٹوا سکتی ہے۔

حضرت یعقوب حمدونیؒ کا مشہور شعر ہے:

جِـرَاحَـاتُ السِّـنَـانِ لَهَـا الْتِيَـامُ ۔۔۔ وَلَا يَلْتَـامُ مَـاجَـرَحَ اللِّسَـانُ

نیزے اور تیر تلوار کے زخم تو بھر جاتے ہیں ۔۔۔ مگر زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا

(عنوان البیان و بستان الأذہان رص:۶۰ رالأسلوب الثانی)

اسی کو مولوی محمد اسماعیل میرٹھیؒ نے نظم کیا ہے:

چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا ۔۔۔ لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا

(اردو زبان کی دوسری کتاب، گفتگو کے آداب رص:۳۸)

یہ اس طرح بھی منقول ہے: **جُرْحُ الْكَلَامِ أَصْعَبُ مِنْ جُرْحِ الْحُسَامِ** (جواهر الأدب من خزائن العرب رص:۵۷رج:۲ر نفحة اليمن الباب الخامس رص:۱۷۹)۔ حضرت علیؓ سے اس طرح بھی منقول ہے: **حَدُّ اللِّسَانِ أَمْضٰى مِنْ حَدِّ السِّنَانِ** (غرر الحکم رقم:۴۱۴۹) زبان کی تیزی اور اس کی کاٹ نیزہ کی تیزی اور اس کی کاٹ سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

زن زشت، زبان، زور، زمین، زر ۔۔۔ یہ ہیں پانچوں فساد تازہ کا گھر

<u>ترکیب</u>: جرح مضاف، الکلام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، اشد اسم تفضیل کا صیغہ شبہ فعل، من حرف جر، جرح مضاف، السھام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اشد شبہ فعل کے، اشد شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>(۹۳) وَحْدَةُ الْمَرْءِ خَيْرٌ مِنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ۔ آدمی کی تنہائی بہتر ہے برے ساتھی سے۔</u>

وَحْدَةٌ: مصدر، تنہائی، وَحَدَ يَحِدُ وَحْدًا وَوَحْدَةً (ض) اکیلا ہونا، تنہا ہونا صفت وَحِيْدٌ۔ جَلِيْسٌ: ساتھی، ہم نشین، جمع جُلَسَاءُ اور جُلَّاسٌ آتی ہے اور جَالِسٌ کی جمع بھی جُلَّاسٌ اور جُلُوْسٌ آتی ہے، جَلَسَ يَجْلِسُ جُلُوْسًا بیٹھنا (ض)۔ السُّوْءُ: برا، شریر، فسادی، جمع أَسْوَاءٌ آتی ہے، سَاءَ يَسُوْءُ سَوَاءً

(ن) برا ہونا، قبیح ہونا۔

مطلب: جن خاص رفقاء اور ہم نشینوں سے سلامتی، نیکی، پیار، محبت اور شرعی احکام حاصل ہوتے ہیں ان کی صحبت اختیار کرے، اگر یہ لوگ موجود نہ ہوں تو آدمی کا تنہا بیٹھا رہنا بہتر ہے برے لوگوں کے پاس بیٹھنے سے، ایک حدیث میں ہے عن عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قال: أَتَيْتُ أَبَاذَرٍّ فَوَجَدْتُهُ فِي الْمسجدِ مُحْتَسِباً بِكِسَاءٍ أَسْوَدَ وَحْدَهُ فَقُلْتُ: يَاأَبَا ذَرٍ! مَاهٰذِهِ الْوَحْدَةُ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيْسِ السُوءِ، وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ، وَإِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوتِ، وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ (مشكوة المصابيح باب حفظ اللسان والغيبة والشتم ص:۴۱۴/بيهقي شعب الإيمان رقم: ۴۹۹۳)۔

حضرت عمران بن حطان تابعیؒ کہتے ہیں: کہ میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی خدمت حاضر ہوا میں نے ان کو مسجد میں پایا اس وقت وہ ایک سیاہ چادر میں لپٹے ہوئے تنہا بیٹھے تھے میں نے عرض کیا: اے ابوذر! یہ تنہائی کیوں؟ انہوں نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ برے دوست سے تنہائی بہتر ہے، اور اچھا دوست تنہائی سے بہتر ہے، اور اچھی بات کرنا خاموشی سے بہتر ہے، اور خاموشی بری بات کہنے سے بہتر ہے (نفحۃ الیمن الباب الخامس ص: ۱۸۰/عنوان البیان وبستان الأذہان ص: ۷۲)۔ کہتے ہیں: کہ خلوت جلوت سے بڑھ کر ہے۔ نیز کہا گیا کہ: تنہائی سے زیادہ کسی حال میں امن نہیں۔

بنا دیتے ہیں وہ فساق کو عشاق، کچھ دن میں
نہ مانے جو، تو اہل دل کی صحبت میں وہ جا بیٹھے

آج خلوت میں خدا یاد آیا پھر مجھے حرف دعا یاد آیا

(کرامت بخاری)

بد کی صحبت میں مت بیٹھو، اس کا ہے انجام برا بد نہ بنے تو بد کہلائے، بد اچھا بدنام برا

ترکیب: وحدۃ مضاف، المرء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، خیر شبہ فعل، من

حرف جر، جلیس مضاف، السوء مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا خیر صیغہ صفت کے، خیر اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۴) شَرُّ النَّاسِ اَلْعَالِمُ لَایَنْفَعُ بِعِلْمِہٖ۔ لوگوں میں براوہ عالم ہے جو اپنے علم سے نفع نہ پہونچائے۔

شَرٌّ: شریر، فسادی جمع أشْرَارٌ، الْعَالِمُ: جاننے والا، صاحبِ علم، شریعت کا واقف جمع عُلَمَاءُ، عَلِمَ یَعْلَمُ عِلْمًا (س) جاننا۔

مطلب: یہ مقولہ ایک حدیث سے ماخوذ ہے وعن ابی الدرداء قال: اِنَّ مِنْ أَشَرَّ النَّاسِ عِنْدَاللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَایَنْتَفِعُ بِعِلْمِہٖ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم ص: ۳۷، دارمی رقم: ۲۶۲)۔

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بدتر وہ عالم ہے جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کیا ہو۔

مطلب: علم سے فائدہ نہ اٹھانے کی کئی صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ کوئی ایسا علم سیکھا جو نافع نہیں یا یہ کہ علم شرعی سیکھا لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہوا، چنانچہ نہ خود علم سے نفع حاصل کیا اور نہ دوسرے لوگوں کو نفع پہونچایا تو اس عالم کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ قیامت کے روز مرتبہ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے برا آدمی ہوگا، بلکہ ان جاہلوں سے بھی برا ہوگا جن کے پاس علم نہیں، اس لئے جو عذاب اس پر مسلط کیا جائے گا وہ جاہلوں کے عذاب سے بھی سخت ہوگا ایسے علم اور ایسے علماء سے اللہ کی پناہ، اس لئے کہ ایسے لوگوں سے سات مرتبہ ان کی بربادی کی دعا کی گئی ہے اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سخت سے سخت تر عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، جیسا کہ منقول ہے: وَیْلٌ لِلْجَاھِلِ مَرَّۃً وَوَیْلٌ لِلْعَالِمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ کہ جاہل پر ایک بار افسوس اور عالم پر سات مرتبہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص: ۹۱۳، ج: ۱)۔ ہندی کہاوت ہے: من بھر علم سے تولہ بھر عمل بہتر ہے۔

ے لازم ہے کہ ہو علم کے ساتھ عمل بھی — سرسبز جو اشجار ہیں وہ رکھتے ہیں پھل بھی
حالی کا یہ نکتہ ہے ہمیں یاد برابر — ہیں علم و عمل دونوں کے اعداد برابر
ہم باعمل تھے پہلے تو دنیا اثر میں تھی — ہم بے عمل ہوئے تو شجاعت نہیں رہی

ترکیب: شر مضاف، الناس مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، **العالم** صیغہ اسم فاعل موصوف، **لاینفع** فعل، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، باحرف جر، علم مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا باحرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا **لاینفع** فعل کے، لاینفع فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی **العالم** موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۵) **شَخْصٌ بِلَا أَدَبٍ كَجَسَدٍ بِلَا رُوْحٍ۔** بے ادب شخص بے روح جسم کی طرح ہے۔

شَخْصٌ: آدمی، انسان جمع أَشْخَاصٌ۔ جَسَدٌ: بدن، جسم، انسانی لاش، جمع أَجْسَادٌ، روح: زندگی، جان، آتما، جمع أَرْوَاحٌ۔

مطلب: جس شخص کے اندر ادب سلیقہ، شعور، تہذیب وتمدن نہ ہو وہ مردہ اور جانور کی طرح ہے کہ وہ بے کار اور بے عقل ہوتے ہیں ادب انسان کا بہترین خاصہ ہے: یہ ابو عمرو بن علاءؒ کا فرمان ہے (مختصر تاریخ دمشق، الولید بن محمد العباس رص:۳۵۱ رج:۲۶) ابوزکریا عنبری کہتے ہیں: **عِلْمٌ بِلَا أَدَبٍ كَنَارٍ بِلَا حَطَبٍ، وَأَدَبٌ بِلَا عِلْمٍ كَرُوْحٍ بِلَا جِسْمٍ** (الجامع الأخلاق الراوی، آداب السامع رص:۱۲۱) کہ علم بغیر ادب کے ایسا ہے جیسا کہ آگ بغیر ایندھن کے، اور ادب بغیر علم کے ایسا ہے جیسا کہ روح بغیر جسم کے۔

ے ادب سے ہی انسان انسان ہے — ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے
جہاں میں ہو پیارا نہ کیوں کر ادب — کہ ہے آدمیت کا زیور ادب
نہ ہو جس کو اچھے برے کی تمیز — نہ وہ گھر میں پیارا نہ باہر عزیز
بٹھاتے نہیں بے ادب کو قریب — یہ سچ بات ہے بے ادب بے نصیب

(اردو زبان کی دوسری کتاب، نشست و برخاست کے آداب رص:۴۷ رمؤلفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب میرٹھیؒ)

ترکیب: شخص موصوف، با حرف جر، لاادب مجرور، جرمجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی شخص موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مبتدا ، کاف حرف جر، جسد موصوف، با حرف جر، لاروح مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی جسد موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۶) يُصْبَرُ عَلٰى نَقْلِ الْجِبَالِ لِأَجْلِ الْمَالِ۔ صبر کیا جاتا ہے پہاڑوں کے منتقل کرنے پر مال حاصل کرنے کیلئے۔

نَقَلَ يَنْقُلُ نَقْلًا (ن) ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا، جِبَالٌ: جَبَلٌ کی جمع ہے بمعنیٰ پہاڑ، أَجْلُ: وجہ، سبب، أَجْلُ بفتح الهمزة وسكون الجيم۔

مطلب: آدمی مال کی خاطر پہاڑ اٹھالیتا ہے، یعنی مال کے لالچ میں مشکل سے مشکل کام ذمہ لے لیتا ہے (محاورات ہند رص:۱۸۳) نیز کہا گیا: وَيَصْبِرُ عَلٰى نَسْفِ الْجِبَالِ وَنَتْفِ السِّبَالِ لِشَهْوَةِ الْمَالِ، وَيُبَدِّلُ الْإِيْمَانَ بِالْكُفْرِ، وَيَحْفِرُ الْجِبَالَ بِالظُّفُرِ لِلدَّنَانِيْرِ الصُّفْرِ (النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ رص:۲۰ رج:۸) اور (انسان) مال ودولت کی ہوس میں پہاڑوں کو اکھاڑ پھینکنے اور راستے کھودنے پر صبر کرتا ہے، اور ایمان کا کفر سے تبادلہ کر بیٹھتا ہے، اور کھوٹے سکوں کی خاطر ناخنوں سے پہاڑوں کو کریدتا ہے یعنی کمانے کی خاطر بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرتا ہے۔

رزق ہر چند بے گماں برسد ۔۔۔ شرطِ عقل ست جستن از درہا

(گلستاں باب سوم رص:۱۲۸)

رزق اگرچہ بے حساب پہونچتا ہے، لیکن عقل کے نزدیک شرط ہے اس کے دروازوں پر تلاش کرنا۔

ہندی کہاوت ہے: تن دے، من لے، یعنی محنت کر، مال حاصل ہوگا۔

دولت بغیر جنگ کسی کو نہیں ملی ۔۔۔ دیکھو کہ لفظ جنگ بھی مقلوب گنج ہے

ترکیب: یصبر فعل مضارع مجہول، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ اس کا نائب فاعل، علی حرف جر، نقل مضاف، الجبال مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر متعلق ہوا یصبر فعل کے، لام حرف جر، اجل مضاف، المال مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر پھر متعلق ہوا یصبر فعل کے، یصبر فعل اپنے نائب فاعل و دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۹۷) عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ كَحِمْلٍ عَلٰى جَمَلٍ۔ علم بغیر عمل کے اونٹ پر بوجھ کی طرح ہے۔

حِمْلٌ: بوجھ، پیٹ کا بچہ جمع حِمَالٌ: أَحْمَالٌ اور حُمُوْلٌ آتی ہے۔ حَمَلَ يَحْمِلُ حَمْلًا (ض) اٹھانا، جَمَلٌ: اونٹ جمع جِمَالٌ ، أَجْمَالٌ ، جَمَلٌ اور جِمَالَةٌ آتی ہے۔

مطلب: جو شخص علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرے اس کی مثال اس اونٹ اور جانور کی سی ہے جس کی پشت پر علوم و فنون کی بڑی بڑی کتابیں لاد دی جائیں تو یہ جانور ان کا بوجھ تو اٹھائے گا مگر ان کے مضامین کی نہ تو اس کو کوئی خبر ہوگی اور نہ ہی اس سے اس کو کوئی فائدہ ہوگا (محاسبۃ النفس ص:۱۶۶)۔ کہتے ہیں: کہ جو پڑھ لکھ کر بھی بے عمل رہا اس سے بڑھ کر کوئی بیوقوف نہیں۔ نیز کہا گیا کہ: ڈگری تو محض تعلیمی اخراجات کی رسید ہوتی ہے، علم تو انسان کی گفتگو اور عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (سورۂ جمعہ آیت:۵) ان لوگوں کی مثال جن کو توراۃ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہو۔

اسی کو حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے کہا ہے:

علم چندانکہ بیشتر خوانی — چوں عمل درتو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانش مند — چار پائے برو کتابے چند
آن تہی مغز راچہ علم وخبر — کہ برو ہیزم ست یا دفتر

(گلستان سعدی باب ہشتم در آداب صحبت ص:۲۱۲)

ترجمہ:علم جتنا پڑھے تو حد سے فزوں — گر نہیں ہے عمل تو ہے مجنوں
نہ محقق ہے اور نہ دانشمند — بیل پر ہیں لدی کتابیں چند
اس تہی مغز کو نہیں ہے خبر — کہ یہ لکڑی ہے اس پہ ، یا دفتر

(مخزن اخلاق مولانا رحمت اللہ سبحانی لدھیانویؒ رص:۶۳۳)

ترکیب:علم موصوف، با حرف جر، لاعمل مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، کاف حرف جر، حمل موصوف، علی حرف جر، جمل مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی حمل موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۸)سَلِ الْمُجَرِّبَ وَلَا تَسْئَلِ الْحَكِيْمَ۔تجربہ کار سے پوچھ اور دانش مند سے مت پوچھ۔

سَلْ :امر ہے سَئَلَ يَسْئَلُ سُوَالًا پوچھنا(ف)سَلْ اصل میں اِسْئَلْ تھا تخفیف کیلئے ہمزۂ ثانی کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی اس کے بعد دو ساکن جمع ہو گئے ہمزہ کو حذف کر دیا، اب اول ہمزہ کی ضرورت نہ رہی لہذا ہمزۂ وصل کو حذف کر دیا، باقی الفاظ گزر چکے ہیں۔

مطلب: جب آدمی تجربات سے گزرتا ہے تب اس کی عقل پختہ ہو جاتی ہے اس کے بغیر دانشمندی ادھوری رہتی ہے، چنانچہ دینی و دنیوی علوم پڑھ کر جب تک مشق و پریکٹس نہیں کرتے ان کے علوم پختہ نہیں ہوتے اسی کے مثل ایک حدیث ہے: عن ابی سعید قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:لَا حَلِيْمَ إِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ، وَلَا حَكِيْمَ إِلَّا ذُوْتَجْرِبَةٍ (جامع الترمذی رقم:۲۰۳۳/ أبواب البر والصلة باب ماجاء فی التجارب/مشکوة المصابیح/ص: ۴۲۹/ باب الحذر والتّانی فی الأمور)۔

حضرت ابوسعید کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بردبار نہیں مگر لغزش والا، اور دانشمند نہیں مگر تجربہ کار (الأمثال فی القرآن الکریم لابن قیم رص:۱۱۲/المستطرف رص:۵۸/نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۵)۔حضرت علیؓ کا فرمان ہے:

أَلْمُجَرِّبُ أَحْكَمُ مِنَ الطَّبِيْبِ (غرر الحکم رقم:١٠١٤٥) تجربہ کار زیادہ جاننے والا ہوتا ہے طبیب سے۔

ے إِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِيْبَ كِلَاهُمَا لَا يَنْصَحَانِ إِذَا هُمَا لَمْ يُكْرَمَا
فَاصْبِرْ لِدَائِكَ إِنْ جَفَوْتَ طَبِيْبَهٗ وَاقْنَعْ بِجَهْلِكَ إِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمَا

(تعلیم المتعلم رص:٢٨)

بے شک معلم اور طبیب دونوں خیر خواہی نہیں کرتے جب تک ان دونوں کی تعظیم وعزت نہ کی جائے، پس اپنی بیماری کے باقی رہنے پر صبر کرتے رہو جبکہ تو نے طبیب پر ظلم کیا، اور تو اپنی جہالت پر قناعت کر کے بیٹھا رہ جبکہ تو نے معلم پر ظلم کیا (یعنی اس کا حق ادا نہ کیا)۔ فارسی مقولہ ہے: پیش طبیب مرو، پیشکار آزمودہ برو۔ دانشمند کے پاس مت جا، تجربہ کار کے پاس جا۔

ے لمحہ لمحہ تجربہ ہونے لگا میں بھی اندر سے نیا ہونے لگا

(سرفراز دانش)

ترکیب: سل صیغۂ امر، انت ضمیر اس میں فاعل، المجرب مفعول بہ، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واو حرف عطف، لاتسئل فعل نہی، انت ضمیر اس میں فاعل، الحکیم مفعول بہ، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(٩٩) لَيْسَ مِنْ عَادَةِ الْكِرَامِ سُرْعَةُ الْإِنْتِقَامِ۔ شریفوں کی عادت نہیں جلدی بدلہ لینا۔

عادۃ: دستور، طریقہ، خصلت جمع عَادَاتٌ۔ کرام: كَرِيْمٌ کی جمع ہے بمعنی سخی، شریف۔ سرعۃ: جلدی، سَرِعَ يَسْرَعُ سَرْعًا وسُرْعَةً (س،ک) جلدی کرنا۔ انتقام: بدلہ لینا باب افتعال کا مصدر ہے۔

مطلب: انتقام کی طرف انسان کا طبعی میلان ہوتا ہے لیکن معاف کر دینا بڑی عمدہ صفت ہے، دشمنی سے انتقام لینے میں آدمی اس کے برابر بلکہ اس سے بدتر ہو جاتا ہے، مگر معاف کرنے میں اس سے برتر ہو جاتا ہے، شریفوں کی عادت یہ ہیکہ وہ بدلہ ہی نہیں لیتے اگر لیتے بھی ہیں تو جلد بازی نہیں کرتے بلکہ صبر سے کام لیتے ہیں، وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۂ آل عمران آیت:١٣٤) اور جو لوگ غصہ کو

پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (ادب الدنیا والدین للماوردی رص: ۳۲۰ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۷ رعنوان البیان وبستان الأذہان رص: ۴۰)۔ فارسی مقولہ ہے: درعفو لذتیست کہ درانتقام نیست، کہ معاف کرنے میں وہ لذت ہے جو بدلہ لینے میں نہیں ہے۔

؎ کچھ اس طرح ہم نے اپنی زندگی کو آسان کرلیا کسی سے معافی مانگ لی ، کسی کو معاف کردیا

ترکیب: لیس فعل ناقص، من حرف جر، عادۃ مضاف، الکرام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل محذوف کے، کائنا اپنے متعلق سے مل کر لیس کی خبر مقدم، سرعۃ مضاف، الانتقام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر اسم مؤخر لیس فعل ناقص کا، لیس فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۰) مَنْ طَمِعَ فِی الْکُلِّ فَاتَہُ الْکُلُّ ۔جس شخص نے لالچ کیا کل کے حاصل کرنے میں اس سے کُل فوت ہو گیا۔

طَمِعَ یَطْمَعُ طَمْعًا (س) لالچ کرنا۔ کُلٌّ: سب، ہر ایک۔

مطلب: آدمی کو چاہئے کہ وہ تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کرتا رہے چونکہ قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے پورے کو ایک ساتھ سمیٹنے کی کوشش نہ کرے اگر ایسا کرے گا تو پورا کا پورا چھوٹ جائے گا (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۳ رروضۃ الأدب رص: ۱۲۱)۔

؎ قطرے پہ قطرہ اکٹھا ہو تو نالا ہو جائے نالے پہ نالا جو ہو جمع تو دریا ہو جائے

جیسا کہ ہندی کہاوت ہے: آدھی کو چھوڑ ساری کو جائے، آدھی رہے نہ ساری پائے، یعنی ساری کا لالچ کرنے والا آدھی کو بھی کھو بیٹھتا ہے۔ اور اسی موقع پر بولتے ہیں: ''کوّا چلا ہنس کی چال اور اپنی چال بھول گیا''۔ شاعر کہتا ہے:

؎ لالچ کا پھل جس نے کھایا رویا آخر وہ پچھتایا

(ظفر کمالی)

ے
اگر تھوڑا تھوڑا کرو صبح و شام بڑے سے بڑا کام ہووے تمام
(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

ترکیب: من موصولہ، طمع فعل، ھو ضمیر فاعل، فی حرف جر، الکل مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا طمع فعل کے، طمع فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، فات فعل، ہ ضمیر مفعول بہ، الکل فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۱) تَاجُ الْمَلِكِ عَفَافُهُ وَحِصْنُهُ إِنْصَافُهُ۔ بادشاہ کا تاج اس کی پاک دامنی ہے اور اس کا قلعہ اس کا انصاف ہے۔

تَاجٌ: شاہی ٹوپی، مُکٹ جمع تِیجَانٌ، تَاجَ یَتُوجُ تَوْجًا (ن) تاج پہننا۔ عفاف: پاکدامنی، عَفَّ یَعِفُّ عَفًّا و عِفَّةً و عَفَافًا (ض) باز رہنا، پاک دامن ہونا، برائی سے بچنا، صفت کیلئے عَفِیفٌ اور عِفٌّ آتا ہے، جمع أَعِفَّةٌ، أَعِفَّاءُ اور عُفُوْنٌ آتی ہے، حِصْنٌ: قلعہ، حفاظت کی جگہ جمع حُصُوْنٌ، حَصُنَ یَحْصُنُ حِصَانَةً (ک) مضبوط ہونا۔

مطلب: بادشاہ کی عزت نیک نامی اس کی پاک دامنی اور گناہوں سے بچنے کی وجہ سے ہوتی ہے اور عدل وانصاف کی وجہ سے وہ اس طرح محفوظ ہو جاتا ہے جس طرح قلعہ میں آدمی محفوظ ہو جاتا ہے، چونکہ جب ہر ایک کو انصاف ملے گا تو کوئی بھی اس کا دشمن نہیں رہے گا، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (الأقوال المبارکۃ لسیدنا علیؓ رص:۵۲، نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۹۰)۔ یہ مقولہ اس طرح بھی منقول ہے: تَاجُ الْمَلِكِ عَفَافُهُ، وَحُسْنُهُ إِنْصَافُهُ، وَسَلَاحُهُ كِفَاتُهُ وَمَالُهُ رَعِيَّتُهُ (عنوان البیان وبستان الأذہان رص:۱۵۳) بادشاہ کا تاج پاکدامنی ہے، اور اس کی خوبصورتی انصاف ہے، اور اس کا ہتھیار بے نیازی ہے اور اس کا مال رعایا ہے۔

کہتے ہیں: کہ تولہ بھر انصاف من بھر دعا سے اچھا ہے۔ نیز کہا گیا کہ: سلطنت عدل وانصاف کی وجہ سے قائم رہتی ہے۔

؎ سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

(علامہ اقبالؒ)

ترکیب: تاج مضاف، الملک مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، عفاف مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، حصن مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، انصاف مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۰۲) سُلْطَانٌ بَلا عَدْلٍ کَنَهْرٍ بَلا مَاءٍ۔ بادشاہ بغیر عدل کے بغیر پانی کی نہر کی طرح ہے۔

سلطان: بمعنیٰ بادشاہ جمع سَلاطِیْنُ۔ نَهْرٌ: دریا کی شاخ، آب جو، پانی کی بڑی نالی جو آب پاشی کیلئے کھودی جاتی ہے، جمع أَنْهُرٌ، أَنْهَارٌ، نُهْرٌ، نُهُوْرٌ۔ مَاءٌ: پانی جمع مِیَاهٌ۔ عَدُلَ یَعْدُلُ عَدَالَةً (ک) عادل ہونا، گواہی کے قابل ہونا، انصاف کرنا۔

مطلب: عدل ہر قسم اور ہر سطح کے انصاف کو شامل ہے، جو بادشاہ غیر منصف، عدل و انصاف نہ دینے والا ہو وہ اس نہر کی طرح ہے جس میں پانی نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں وہ بے کار ہے (أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص: ۷۵ نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۸۲)۔

رُوِیَ أَنَّ حُسْنَ سِتَّةِ أَشْیَاءَ فِیْ سِتَّةٍ: اَلْعِلْمُ فِی الْعَمَلِ، وَالْعَدْلُ فِی السُّلْطَانِ، وَالسَّخَاوَةُ فِی الْأَغْنِیَاءِ، وَالتَّوْبَةُ فِی الشَّبَابِ، وَالصَّبْرُ فِی الْفَقْرِ، وَالْحَیَاءُ فِی النِّسَاءِ، اَلْعِلْمُ بِلا عَمَلٍ کَبَیْتٍ بِلا سَقْفٍ، وَالسُّلْطَانُ بِلا عَدْلٍ کَبِئْرٍ بِلا مَاءٍ، وَالْغَنِیُّ بِلا سَخَاوَةٍ کَسَحَابٍ بِلا مَطَرٍ، وَالشَّبَابُ بِلا تَوْبَةٍ کَشَجَرٍ بِلا ثَمَرٍ، وَالْفَقْرُ بِلا صَبْرٍ کَقِنْدِیْلٍ بِلا ضِیَاءٍ، وَالنِّسَاءُ بِلا حَیَاءٍ کَطَعَامٍ بِلا مِلْحٍ (روح البیان رص: ۴۳۵ رج: ۱) مروی ہے کہ چھ چیزیں چھ چیزوں میں حسین ہوتی ہیں: علم عمل میں، انصاف بادشاہ میں، سخاوت مالداروں میں، توبہ جوانوں میں، صبر فقر و تنگدستی میں، حیا و شرم عورتوں میں، علم بغیر عمل کے بے چھت

گھر کی طرح ہے، اور بادشاہ بغیر انصاف کے بغیر پانی کے کنویں کی طرح ہے، اور مالدار بغیر سخاوت کے اس بادل کی طرح ہے جس میں بارش نہ ہو، اور جوانی بغیر توبہ کے اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہ ہو، اور فقر بغیر صبر کے اس چراغ کی طرح ہے جس میں روشنی نہ ہو، اور عورتیں بغیر شرم وحیاء کے اس کھانے کی طرح ہیں جس میں نمک نہ ہو۔ کہتے ہیں: کہ ظالم کو ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے۔

ے ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

ترکیب: سلطان موصوف، با حرف جر، عدل مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، کاف حرف جر، نھر موصوف، با حرف جر، لاماء مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی نھر موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر کائن محذوف سے متعلق ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۳) مَنْ نَقَلَ إِلَیْکَ فَقَدْ نَقَلَ عَنْکَ۔ جو شخص (دوسروں کی باتیں) تجھ سے نقل کرے وہ یقیناً تیری باتیں بھی (دوسروں سے) نقل کرے گا۔

مطلب: جو شخص تمہارے پاس دوسروں کی باتیں اور عیوب آ کر بتائے وہ یقیناً تمہاری باتیں بھی دوسروں کو بتلائے گا چونکہ عیب جوئی اس کی بری عادت ہے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (عنوان البیان وبستان الأذہان رص: ۶۲ رعیون الحکم والمواعظ رقم: ۷۵۱۸ رقاموس الطلاب فی الحکم والأمثال رص: ۶۱ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۹)۔ کہتے ہیں کہ: ٹوہ لگانے والے اور چغل خوری کی بات کی تکذیب کرو چاہے وہ غلط ہو یا صحیح۔

ے ہر کہ عیب دیگراں پیش تو آرد وشمرد بیگماں عیب تو پیش دیگراں خواہد کرد

(گلستاں باب دوم در اخلاق درویشاں رص: ۶۸)

جو شخص دوسروں کے عیب تیرے پاس لائے اور شمار کرے بے شک وہ تیرے عیب بھی دوسروں کے سامنے بیان کرے گا۔

گوشتہائے بندگانِ حق خوری غیبت ایشاں کنی، کیفر بری

(مولانا جلال الدین رومیؒ)

تو اللہ کے بندوں کا گوشت کھاتا ہے یعنی ان کی غیبت کرتا ہے، اور انتقام کے نیچے آتا ہے (پھر تیری ہلاکت میں کیا تردد؟)۔

<u>ترکیب</u>: من شرطیہ، نقل فعل، ھو ضمیر فاعل، الی حرف جر، کاف ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا نقل فعل کے، نقل فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، فا جزائیہ، قد حرف تحقیق، نقل فعل، ھو ضمیر فاعل، عن حرف جر، کاف ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا نقل فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

اس میں دوسری ترکیب من موصولہ مان کر مبتدا اور خبر کی بھی ہوسکتی ہے۔

(۱۰۴) خُذْهُ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يَرْضٰى بِالْحُمّٰى۔ اس (یعنی مدِ مقابل) کو موت کے ساتھ پکڑ، تا کہ وہ بخار پر راضی ہوجائے۔

خُذْ: امر حاضر کا صیغہ ہے، أَخَذَ يَأْخُذُ أَخْذًا (ن) پکڑنا۔ موت: بمعنیٰ مرگ، مجازاً خرابی، جمع أَمْوَاتٌ مَاتَ يَمُوْتُ مَوْتًا (ن) مرنا۔ حُمّٰى: بخار، تپ، جمع حُمَّيَاتٌ۔

مطلب: اس مقولہ میں ہ ضمیر کا مرجع گزشتہ مقولہ میں چغل خور کی طرف ہے یعنی چغل خور کو موت سے ڈرا اور آخرت کا خوف پیدا کر کہ حدیث میں ہے: عَنْ حُذَيْفَةَ: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَمَّامٌ (مشکوٰۃ المصابیح باب حفظ اللسان والغیبة والشتم / ص: ۴۱۱ / صحیح البخاری رقم: ۶۰۹۴ / صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم النمیمة رقم: ۱۰۵)۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا (بخاری و مسلم) اور مسلم شریف کی ایک روایت میں قتات کے بجائے نمام کا لفظ ہے (انتہیٰ) اگر چغل خور موت سے نہ ڈرے تو کم از کم اتنا خوف پیدا ہوجائے جتنا بخار سے ہوتا ہے کہ آدمی اس سے بھاگتا ہے۔ دوسرا مطلب یہ

ہے کہ زیادہ ایذا کے خوف سے مدِ مقابل تھوڑی ایذا برداشت کرنے پر راضی ہوجاتا ہے، اور بڑا دباؤ ڈالو تو تھوڑا سا منظور کرتا ہے، جیسے دکاندار تاجر قیمت بڑھا کر بولتا ہے تب اصل قیمت پر معاملہ طے ہوتا ہے، اسی کو فارسی زبان میں اس طرح کہا گیا ہے: بمرگش بگیر تا بہ تپ راضی شود۔ کہ موت کی دھمکی دیدو گے تو بخار پر راضی ہوجائے گا (نفحۃ الیمن الباب الخامس ر ص: ۱۷۳۰ مجمع الأمثال ر ص: ۲۶۲ ر ج: ۱)۔

چغلی ہے خصلت ہے بد، بچو اس سے ہمیشہ جو لوگ ہیں بے ایمان، انہیں کا ہے یہ پیشہ
یہ خصلت ہے ایسی جس سے کچھ ہاتھ نہیں آتا یہ حمیت ہے بےلذت انجام ہے اس کا ذلت اٹھانا

ترکیب: خذ فعل امر حاضر معروف، انت ضمیر اس میں اس کا فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، بـا حرف جر، الموت مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا خذ فعل کے، حتی حرف جر، یرضی فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، با حرف جر، الحمی مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا یرضی فعل کے، یرضی فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مفرد مجرور ہوا حتی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا خذ فعل کے، خذ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۰۵) لَايُلْدَغُ الْمَرْءُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ۔ آدمی ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

لَدَغَ يَلْدَغُ لَدْغًا (ف) ڈسنا، ڈنک مارنا، کاٹنا۔ جُحْرٌ: پہلے جیم مضموم پھر حائے مجزوم بمعنیٰ سوراخ، بل جمع أَجْحَارٌ، جِحَرَةٌ، أَجْحِرَةٌ۔ مَرَّةً: ایک بار جمع مِرَارٌ و مَرَّاتٌ۔

مطلب: آدمی کو ایک بار دھوکہ کھانے کے بعد چوکنا اور ہوشیار ہوجانا چاہئے تاکہ وہ دوبارہ نہ ڈسا جائے۔

دراصل اس کا مضمون ایک حدیث سے ماخوذ ہے، حدیث اس طرح ہے عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لَايُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ (صحيح البخاری كتاب الأدب رقم: ۶۱۳۳ / صحيح مسلم كتاب الزهد رقم: ۷۴۹۸ / سنن أبی داؤد كتاب الأدب رقم: ۴۸۶۲ / مسند أحمد رقم ۶۹۲۵، ۸۹۲۸ / عن بن عمرو أبی هريرةؓ، سنن ابن ماجه كتاب الفتن ۳۹۸۲، ۳۹۸۳ / مشكوة المصابيح باب الحذر والتانی فی الأمور / ص: ۴۲۹ / نفحة اليمن الباب الخامس / ص: ۱۷۴)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ مؤمن ایک بل سے دوبار نہیں کاٹا جاتا۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو جہاں سے ایک دفعہ دھوکہ ملے وہاں سے اجتناب کرنا چاہئے، اور اپنے امور حکمت ودانائی سے چلانے چاہئے، اور تجربات سے سبق سیکھنا چاہئے، اور اپنی دینی ودنیوی امور میں غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے، اور شریر آدمی سے نرمی نہ کی جائے اور اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے (أمثال الحدیث رص:۱۶۹)۔

اور اس حدیث شریف کا پس منظر یہ ہے کہ زمانہ رسالت میں عرب کا ایک مشہور شاعر ابو عزّہ تھا اسکا تعلق کفار کے اس طبقہ سے تھا جو اسلام، ذات رسالت پناہ اور مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت اور شب وشتم کے پہاڑ تراشنے پر مامور تھا، چنانچہ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور اپنی قوم کے شریر لوگوں کو مسلمانوں کی ایذا واہانت پر اکساتا تھا جب بدر کے میدان میں حق وباطل کے درمیان پہلی معرکہ آرائی ہوئی اور خدا نے اپنے مٹھی بھر بندوں کو دشمنان دین پر فتح عطا فرمائی اور مکہ کے بہت سارے کفار جس میں ان کے زعماء واساطین بھی تھے قیدی بنا کر مدینہ منورہ لائے گئے تو ان میں وہ بدبخت شاعر ابو عزہ بھی تھا اسنے بارگاہ رسالت میں اپنے پچھلے سیاہ کارناموں پر اظہار ندامت کیا اور عفو خواہی کے ساتھ یہ عہد واقرار کیا کہ اب میں کبھی بھی ایسے افعال بد کے پاس نہیں پھٹکوں گا، چنانچہ حضور ﷺ کو اس بدبخت پر رحم وکرم کرنے کا موقع مل گیا اور آپ نے اس کے عہد وپیمان کی بنیاد پر اس کو رہا کردیا لیکن اس کی ازلی شقاوت وبدبختی نے اس کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا اور وہ اپنی قوم میں پہونچ کر پہلی روش پر چلنے لگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ جنگ احد کے موقع پر قیدی کی حیثیت سے بارگاہ رسالت میں پہونچا دیا اس نے اس مرتبہ بھی وہی حربہ استعمال کیا اور اظہار ندامت وعفو خواہی کے ساتھ امان چاہنے لگا اور آئندہ اپنی ان حرکتوں سے باز رہنے کا عہد وپیمان کرنے لگا اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ (مرقاۃ المفاتیح رص:۳۰۶ رج:۸)۔ کہتے ہیں: کہ مکاری کبھی چھپ نہیں سکتی۔ دوسری کہاوت ہے: کہ آدمی ایک بار آزمایا جاتا ہے بار بار نہیں۔

ذرا ہوشیار رہنا مردِ مؤمن کی فراست سے　　کہ یہ بار دِگر اے دوست دھوکہ کھا نہیں سکتا

(ماہر القادری)

ترکیب: لایلدغ فعل مضارع مجہول، المرؤ اس کا نائب فاعل، من حرف جر، جحر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لایلدغ فعل کے، مرتین مفعول فیہ، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۶) مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَ الْخِيَارُ فِيْ يَدِهِ ۔جس شخص نے اپنا راز چھپایا اختیار (عزت) اس کے ہاتھ میں رہا۔

كَتَمَ يَكْتُمُ كِتْمًا (ن) چھپانا۔ سِرٌّ: بمعنی راز جمع أَسْرَارٌ اور جمع الجمع أَسَائِرُ ۔الْخِيَارُ: اختیار، پسندیدگی، افضل ۔يَدٌ: بمعنی ہاتھ، ہتھیلی، ملکیت، قبضہ اصل میں یدی تھا لام کلمہ کو تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا، جمع أَيْدٍ، أَيَادٍ، يَدِيٌّ۔

مطلب: راز کی بات کی حفاظت کرنی چاہئے تبھی عزت محفوظ رہے گی اگر راز فاش کر دیا تو راز کے افشاء سے اس کی بے عزتی ہو جائے گی۔

یہ حضرت عمر فاروقؓ کا مقولہ ہے (کنز العمال رقم ۸۸۱۵ر ج:۳ر نہایۃ الأرب فی فنون الادب ر ص:۷ر ج۳ر قاموس الطلاب ر ص: ۲۷۴ر کشف الخفاء ر ص:۴۴ر ج:۱ر رقم:۸۸ر الآداب النافعۃ بالألفاظ المختارۃ الجامعۃ ر ص:۲۳) کہتے ہیں: کہ راز کو جان سا عزیز رکھنا چاہئے ۔نیز کہا گیا: دل رازوں کا صندوق، ہونٹ تالے، اور زبان چابی۔

ے جہاں میں حالی کسی پہ اپنے سوا بھروسہ نہ کیجئے گا یہ راز ہے اپنی زندگی کا، بس اس کا چرچہ نہ کیجئے گا

ترکیب: من موصولہ، کتم فعل، ھو ضمیر فاعل، سر مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، کان فعل ناقص، الخیار اس کا اسم، فی حرف جر، ید مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتا شبہ فعل محذوف کے، ثابتا اپنے متعلق سے مل کر کان فعل ناقص کی خبر، کان فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۷) مَنْ تَوَاضَعَ وُقِّرَ، وَمَنْ تَعَاظَمَ حُقِّرَ ۔جس شخص نے تواضع اختیار کی اس کی تعظیم کی گئی، اور جس شخص نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا وہ ذلیل کیا گیا۔

تَوَاضَعَ يَتَوَاضَعُ تَوَاضُعًا (تفاعل) فروتنی کرنا، عاجزی وانکساری کرنا، پستی اختیار کرنا۔ وُقِّرَ: ماضی مجہول، وَقَّرَ يُوَقِّرُ تَوْقِيرًا (تفعیل) تعظیم کرنا۔ تَعَاظَمَ تَوَاضَعَ کے وزن پر تَعَاظُمٌ مصدر سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، حُقِّرَ: وُقِّرَ کے وزن پر ماضی مجہول: حَقَّرَ يُحَقِّرُ تَحْقِيرًا (تفعیل) حقارت کرنا، ذلیل کرنا، اور مجرد میں حَقَرَ يَحْقِرُ حَقْرًا باب ضرب سے ذلیل سمجھنا، اور باب سمع سے حَقْراً و حَقْرًا اور کرم سے حِقَارَةً ذلیل ہونا صفت کیلئے حَقِيرٌ آتا ہے۔

مطلب: جو شخص تواضع، عاجزی وانکساری اختیار کرتا ہے اگرچہ اپنی نظر میں خود کو حقیر سمجھتا ہے اور لوگوں کے سامنے بھی اپنے آپ کو کمتر و بے وقعت ظاہر کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں بھی اس کی بڑی عزت و وقعت ہوتی ہے، اس کے برخلاف متکبر و مغرور شخص اگرچہ خود کو بڑا اور عزت دار سمجھتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی مصنوعی بڑائی اور عزت دکھاتا ہے لیکن وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی ذلیل و حقیر ہوتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں بھی نہایت کمتر و بے وقعت رہتا ہے (مرقاۃ المفاتیح ص: ۴۶۸/ج: ۹)۔

چھوڑ کر اپنی تعلّی کر تواضع اختیار　　رتبہ مسجد کے منارے کا ہے کم محراب سے

حدیث شریف میں ہے: وَعَنْ عُمَرَ قَالَ: وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تَوَاضَعُوْا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ، فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ، فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ (مشکوٰۃ المصابیح باب الغضب والکبر ص: ۴۳۴/رقم: ۵۱۱۹/بیہقی شعب الایمان رقم: ۸۱۴۰)۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے راوی کہتے ہیں: کہ وہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے: اے لوگو! تواضع وفروتنی اختیار کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضامندی

وخوشنودی حاصل کرنے) کیلئے (لوگوں کے ساتھ) تواضع اختیار کرے اللہ اس کو بلند فرماتے ہیں، چنانچہ وہ اپنی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے (کیونکہ وہ اپنے نفس کو ذلت وحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے) لیکن لوگوں کی نظر میں بلند مرتبہ ہوتا ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی تواضع وفروتنی کے سبب اس کو لوگوں کی نظر میں بلند مرتبہ کر دیتا ہے)، اور جو شخص (لوگوں کے ساتھ) تکبر وغرور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو گرا دیتا ہے، چنانچہ وہ لوگوں کی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے لیکن اپنی نظر میں خود کو بلند مرتبہ سمجھتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (عیون الحکم والمواعظ رص:۱۲۶ ۷ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۶ ۱۷ رعنوان البیان وبستان الأذہان رص:۲۷)۔ کہتے ہیں: کہ عاجزی وانکساری سب خوبیوں کا منبع ہے۔

رفعتیں چومتی ہیں ان کے قدم جن کی خصلت میں خاکساری ہوتی ہے

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، تواضع فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، وقر فعل ماضی مجہول کا واحد مذکر غائب کا صیغہ، ھو ضمیر اس میں اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، من موصولہ، تعاظم فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، حقر فعل ماضی مجہول کا واحد مذکر غائب کا صیغہ، ھو ضمیر اس میں اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۰۸) مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ۔ جو شخص چپ رہا وہ سلامت رہا اور جو شخص سلامت رہا اس نے نجات پائی۔

سَكَتَ يَسْكُتُ سُكُوْتًا (ن) خاموش رہنا۔ سَلِمَ يَسْلَمُ سَلَامَةً (س) سلامت رہنا۔ نَجَا يَنْجُوْ نَجَاةً (ن) نجات پانا، خلاصی پانا، رہائی پانا۔ نجا اصل میں نجو تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے

بدل دیا نَجا ہوگیا۔

مطلب: سلامتی اسی میں ہے کہ زبان کو بند رکھو، جب تک مچھلی کا منھ بند رہتا ہے وہ کانٹے کی گرفت میں نہیں آتی۔ اسی طرح چپ رہ کر اور زبان کو بری باتوں سے محفوظ رکھ کر دنیا کی بھی بہت سی آفتوں سے نجات مل جاتی ہے اور دینی واخروی طور پر بھی بہت سی بلاؤں اور نقصان وخسران سے نجات مل جاتی ہے، کیونکہ انسان عام طور پر جن بلاؤں اور آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے ان میں سے اکثر زبان ہی کے ذریعہ پہنچتی ہیں، اس لئے ضرورت سے تجاوز اچھا نہیں، بقیہ وقت یاد الہٰی میں گزارنا چاہئے، ہاں گندی گفتگو اور فضول گوئی میں مبتلا ہونے سے خاموش رہنا افضل ہے (عنوان البیان وبستان الأذہان رص:۳۱ر روضۃ لأدب رص:۱۲۱)۔

کسی نے کیا خوب کہا: **اَللِّسَانُ جِرْمُهٗ صَغِيْرٌ وَجُرْمُهٗ كَبِيْرٌ وَكَثِيْرٌ**، کہ زبان کا جثہ تو چھوٹا ہوتا ہے مگر اس کے جرم وگناہ بڑے اور زیادہ ہیں (مرقاۃ المفاتیح رص:۱۲۴ر ج:۹ر مظاہر حق رص:۴۶۴ر ج:۵)۔

ایک حدیث میں ہے **عن عبداللہ بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ صَمَتَ نَجَا** (جامع الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ رقم:۲۵۰۹ر بیہقی فی شعب الإیمان رص:۴۶۲۹ر مشکوۃ المصابیح رص:۴۱۳ر باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

اور ایک روایت میں ہے **عن ابی ھریرۃؓ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ الخ** (صحيح البخاری کتاب الادب رقم: ۶۰۱۸، ۶۰۱۹ر صحیح مسلم کتاب الإیمان رقم ۷۶، ۷۷ر باب الحث علی اکرام الجار والضیف)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

ہندی میں کہاوت مشہور ہے: ایک چپ سو سکھ اور ایک چپ سے لاکھ بلا ٹل جاتی ہیں۔

لب خاموش کا دونوں جہاں میں بول بالا ہے
وہی محفوظ رہتا ہے جس کے لب پہ تالا ہے

ترکیب: من موصولہ، سکت فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، سلم فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤحرف عطف، من موصولہ، سلم فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا، من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، نجا فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

اس میں دوسری ترکیب من کو شرطیہ مان کر شرط و جزاء کی بھی ہوسکتی ہے۔

(۱۰۹) مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيْهِ ۔ جس شخص نے کنواں کھودا اپنے بھائی کیلئے پس یقیناً وہ خود اس میں گرا۔

حَفَرَ يَحْفِرُ حَفْرًا (ض) کھودنا، گڈھا کرنا۔ اور حُفْرَةٌ گڈھے کو کہتے ہیں اس کی جمع حُفَرٌ آتی ہے، بِئْرٌ یا بِيْرٌ: کنواں جمع آبَارٌ، اُبْآرٌ، بِئَارٌ اُبْؤُرٌ۔ وَقَعَ يَقَعُ وُقُوْعًا (ف) گرنا، پڑنا۔

مطلب: نظام قدرت ہے کہ جو شخص کسی کو اذیت پہونچانے کی کوشش کرے گا وہ خود اس اذیت میں مبتلا ہوجائے گا، یعنی جو اپنے بھائیوں کو دھوکہ دینے یا پریشان کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ خود ہی اس کا شکار ہوجاتا ہے، گویا کہ اپنی تباہی اور ہلاکت کے اسباب خود ہی پیدا کرلیتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے منقول ہے کہ: یہ مقولہ توریت کے اندر بھی لکھا ہوا ہے (حلیۃ الأولیاء رص:۲۸۸ رج:۱ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۷۹ ر موضوعات کبیر رقم:۹۰۴)۔

یہ حضرت علیؓ کا قول ہے (الأقوال المبارکۃ لسیدنا علیؓ رص:۱۱۳ رعیون الحکم والمواعظ رقم:۷۶۰۱)۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مستفاد ہے: وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهٖ (سورۂ فاطر آیت:۴۳) اور بری تدبیر والوں کا وبال اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔

ہندی کہاوت ہے: جو دوسروں کے لئے کھودے کنواں، اس کے لئے کھائی تیار ہے۔

؎ یاں جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے
شمشیر تبر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے
(نظیر اکبرآبادی)

ترکیب: من موصولہ، حفر فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، بیرا مفعول بہ، لام حرف جر، اخی مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا حفر فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، فاتفریعیہ، قد حرف تحقیق، وقع فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فی حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا وقع فعل کے، وقع فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

اس میں دوسری ترکیب من کو شرطیہ مان کر شرط و جزاء کی بھی ہوسکتی ہے۔

(۱۱۰) یَکْفِیْکَ مِنَ الْحَاسِدِ أَنَّهُ یَغْتَمُّ وَقْتَ سُرُوْرِکَ۔ کافی ہے تجھ کو حاسد کی طرف سے یہ بات کہ وہ غمگین ہوتا ہے تیری خوشی کے وقت۔

کَفٰی یَکْفِیْ کِفَایَةً (ض) کافی ہونا۔ یہ اصل میں یَکْفِیُ تھا یا پر ضمہ ثقیل تھا ساکن کر دیا یَکْفِیْ ہوگیا۔ یَغْتَمُّ: اصل میں یَغْتَمِمُ تھا میم اول کو ساکن کر کے میم ثانی میں ادغام کر دیا یَغْتَمُّ ہوگیا، اِغْتَمَّ یَغْتَمُّ اِغْتِمَامًا (افتعال) پریشان ہونا، غمگین ہونا۔ وَقْتٌ: گھڑی، ساعت، مدت، زمانہ، جمع أَوْقَاتٌ۔ سُرُوْرٌ: خوشی، سَرَّ یَسُرُّ سُرُوْراً (ن) خوش ہونا۔

مطلب: حاسد اللہ کی تقسیم سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی نعمت کا دشمن ہوتا ہے، حاسد اپنے ہی حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور دوسروں کی خوشی کے وقت بھی اس کو تکلیف ہوتی ہے تو خوشی کے وقت حاسد کا غمگین ہونا ہی تکلیف کا باعث ہے اس کو مزید تکلیف پہونچانے کی ضرورت نہیں، یہی تکلیف اس کو کافی ہے۔ یہ حضرت عثمان غنیؓ کا قول ہے (التمثیل والمحاضرۃ رص:۲۹ رالاعجاز والایجاز رص:۳۹ رعثمان بن عفانؓ، المخلاۃ رص:۳۹)۔ کہتے ہیں: کہ حاسد کو چین کہاں۔

کرے دشمنی کوئی تم سے اگر جہاں تک بنے تم کرو در گزر
کرو تم نہ حاسد کی باتوں پہ غور جلے جو کوئی اس کو جلنے دو اور

(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

حسد کی آگ کے شعلے جو بھڑکاتے ہیں اے لوگو! جلاتے ہیں خود اپنی جاں جو یہ تقصیر کرتے ہیں

ترکیب: یکفی فعل مضارع معروف، صیغہ واحد مذکر غائب، ک ضمیر خطاب مفعول بہ، من حرف جر، الحاسد مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا یکفی فعل کے، انَّ حرف مشبہ بالفعل، ہ ضمیر اس کا اسم، یغتم فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو اس میں اس کا فاعل، وقت مضاف، سرور مضاف الیہ مضاف، ک ضمیر خطاب مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا وقت مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر خبر ہوئی انَّ حرف مشبہ بالفعل کی، انَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہو کر بتاویل مفرد ہو کر فاعل ہوا یکفی فعل کا، یکفی فعل اپنے فاعل ومفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

(۱۱۱) غَایَةُ الْمُرُوَّةِ أَنْ یَسْتَحْیِ الْإِنْسَانُ مِنْ نَفْسِهٖ۔ مروت (کامل مردانگی) کی انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ سے حیاء کرے۔

(اَلْمُرُوْءَ ةُ) اَلْمُرُوَّةُ: لحاظ، حیاء، انسانیت، بہادری، کامل مردانگی، اصطلاح میں مروءۃ ان آداب نفسانیہ کو کہتے ہیں جو انسان کو اخلاق حسنہ وآداب جمیلہ پر برانگیختہ کرتے ہیں اور کبھی ہمزہ کو واؤ سے بدل کر ادغام کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں مُرُوَّةٌ (مصباح اللغات رص:۸۱۳) مَرُءَ یَمْرُءُ مُرُوْءَ ةً (ک) بامروت ہونا۔ غایة: حد، کنارہ، مقصد، منتہائے کار، پرچم، جھنڈا جمع غَایَاتٌ۔ غَیَّا یُغَیِّ تَغْیِیَةً وأَغْیَا ویُغْیِ إِغْیَاءً (تفعیل وافعال) جھنڈا گاڑنا، مقررہ حد پر پہونچنا، انتہا کو پہونچنا۔

مطلب: اگر کوئی شخص مروت وانسانیت کا دعویٰ کرے تو اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کے سامنے بھی گناہ کرتا ہوا شرمائے اور لوگوں کی حاجات وضروریات کو پورا کرے اور اس سے اخلاق حسنہ وآداب جمیلہ کا اظہار ہوتا ہو۔

حدیث شریف میں ہے: عن أبی هریرة رضؓ قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم "کَرَمُ الرَّجُلِ دِیْنُهٗ، وَمُرُوْءَ تُهٗ عَقْلُهٗ، وَحَسَبُهٗ خُلُقُهٗ" (بیہقی شعب الإیمان رقم: ۴۳۳۵ رفصل فی فضل العقل، کنز العمال رقم: ۴۲۱۶ رسند احمد رقم: ۸۵۹ ۷ رالمستدرک للحاکم کتاب النکاح رقم: ۲۶۹۱)۔

قَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ: صَرَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ بِأَنَّ الْمُرُوْءَةَ هِيَ الْعَقْلُ، وَالْعَقْلُ إِسْمٌ يَقَعُ عَلَى الْعِلْمِ بِسُلُوْكِ الصَّوَابِ وَاجْتِنَابِ الْخَطَاءِ، فَالْوَاجِبُ عَلَى الْعَاقِلِ أَنْ يَّلْزَمَ إِقَامَةَ الْمُرُوْءَةِ بِمَا قَدَرَ عَلَيْهِ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُوْدَةِ وَتَرْكَ الْخِلَالِ الْمَذْمُوْمَةَ (روضہ العقلاء رص:۱۵۲)

حضرت ابو ہریرہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ ”آدمی کی شرافت اس کا دین ہے، اور مروت اس کی عقل ہے، اور انسان کا حسب ونسب اس کے اچھے اخلاق ہیں“۔ حضرت امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ میں صراحت فرمادی کہ انسان کی عقل ہی اس کا سراپائے مروت ہے، اور عقل نام ہے اچھی چیز کو صحیح طریقے سے پہچاننے کا اور غلطی سے اجتناب کرنے کا، لہذا سمجھدار آدمی کے لئے ضروری ہے کہ حسب استطاعت اچھی عادت اختیار کرے اور بری باتوں سے پرہیز کرے، اور باوقار زندگی کو اپنا شعار بنائے۔

کہتے ہیں: کہ مروت نفرت پر غلبہ پالیتی ہے، شاعر کہتا ہے:

کرے آشنا آشنا کا لحاظ ~ مروت کا پاس اور وفا کا لحاظ

(وحشت کلکتوی)

(نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۶۵ / الآداب النافعۃ بالألفاظ المختارۃ الجامعۃ رص:۴)

<u>ترکیب</u>: غایة مضاف، المرءة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ان حرف ناصبہ، یستحی فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، انسان اس کا فاعل، من حرف جر، نفس مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا یستحی فعل کے، یستحی فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مفرد خبر ہوئی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱۲) مَنْ سَالَمَ النَّاسَ رَبِحَ السَّلَامَةَ، وَمَنْ تَعَدّٰى عَلَيْهِمْ إِكْتَسَبَ النَّدَامَةَ۔ جس شخص نے صلح کی لوگوں سے اس نے سلامتی سے نفع اٹھایا، اور جس شخص نے ان پر ظلم وزیادتی کی اس نے شرمندگی کو حاصل کیا۔

سَالَمَ يُسَالِمُ مُسَالَمَةً (مفاعلت) صلح کرنا، صحیح سالم رہنا۔ رَبِحَ يَرْبَحُ رِبْحًا فِيْ تِجَارَتِهٖ (س) نفع اٹھانا۔ مال رابح نفع دینے والا مال، رِبْحٌ: نفع جمع أَرْبَاحٌ۔ تَعَدّٰى يتعدّٰى تعدِّيًا (تفعل) ظلم کرنا، حد سے

تجاوز کرنا، زیادتی کرنا۔ اور تَعَدِّیٌ بروزن تسلی، اصل میں دال پر ضمہ تھا ثقل کی وجہ سے اس کو کسرہ سے بدل دیا بمعنی ظلم اور مجرد میں عَدٰی یَعْدُوْ عُدْوَانًا (ن) ظلم کرنا۔ اِکْتَسَبَ یَکْتَسِبُ اِکْتِسَابًا (افتعال) کمانا۔ مجرد میں کَسَبَ یَکْسِبُ (ض) حاصل کرنا۔ اَلنَّدَامَۃُ: شرمندگی نَدِمَ یَنْدَمُ نَدْمًا و نَدَامَۃً (س) شرمندہ ہونا۔

مطلب: جو شخص لوگوں کے ساتھ صلح صفائی کرے تو وہ سلامت رہتا ہے اور عیش وعشرت کی زندگی گزارتا ہے اور جو شخص ظلم وزیادتی کرتا ہے آخر کار اس کو ندامت وشرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (الأمثال والحکم ص:۶۱)

یہ حضرت علیؑ کا فرمان ہے: (غرر الحکم رقم:۱۰۱۹۱/عنوان البیان وبستان الأذہان ص:۱۴۴/الأقوال المبارکۃ لسیدنا علیؑ ص:۱۱۲/نفحۃ الیمن الباب الخامس ص:۱۸۹)۔ کہتے ہیں: کہ صلح کرلو، دوست بن جاؤ۔

؎ عدل وانصاف فقط حشر پر موقوف نہیں زندگی خود ہی گناہوں کی سزا دیتی ہے

__ترکیب__: من موصولہ، سالم فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، الناس مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، ربح فعل، ھو ضمیر فاعل، السلامۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، من موصولہ، تعدی فعل، ھو ضمیر فاعل، علی حرف جر، ھم ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تعدی فعل کے، تعدی فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، اکتسب فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، الندامۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

__دوسری ترکیب__: اس میں من شرطیہ مان کر شرط وجزاء کی بھی ترکیب ہوسکتی ہے۔

(۱۱۳) ثَلٰثَۃٌ قَلِیْلُھَا کَثِیْرٌ: اَلْمَرَضُ، وَالنَّارُ، وَالْعَدَاوَۃُ۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن کا تھوڑا بھی زیادہ ہے، بیماری، اور آگ، اور دشمنی۔

مَرَضٌ : بیماری جمع أَمْرَاضٌ ۔نَارٌ: آگ، جلا دینے والی حرارت، یا دکھائی دینے والی لپٹ، داغ، جہنم جمع نِیْرَانٌ، أَنْوُرٌ۔عَدَاوَةٌ: دشمنی، عَدیٰ یَعْدُوْ عُدْوَانًا(ن) دشمنی کرنا، ظلم کرنا۔

مطلب: مذکورہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ بظاہر تو چھوٹی اور کم نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں بڑی اور زیادہ ہوتی ہیں ان کا بروقت علاج ضروری ہے ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے، ایک بیماری کا اگر وقت پر علاج نہ کیا گیا تو چھوٹی سی پھنسی سے ناسور بن جاتا ہے اور سر کے درد سے دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، دوسرے آگ کی چنگاری اگر اس کو بروقت نہ بجھایا گیا تو وہ دنیا کو جلا دیتی ہے، تیسرے دشمنی جب وہ بھڑکنے لگے اور اس کو روکنے کی تدبیر نہ کی تو دشمن طاقتور ہوتا چلا جائے گا آخر کار دشمن غالب آجائے گا تو ان چیزوں کے روک تھام کیلئے بروقت تدبیر ضروری ہے۔

یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے۔(عیون الحکم والمواعظ رص:۳۰۷رالامثال والحکم للماوردی، نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۶۸)۔ کہتے ہیں: کہ ذراسی چنگاری سے جنگل راکھ ہو جاتا ہے۔

چار چیز آمد بزرگ ومعتبر ۔۔۔ می نماید خرد لیکن درنظر
زاں یکے خصم ست ودیگر آتش ست ۔۔۔ از بیماری کزو دل نا خوش ست
چار می دانش کہ آراید ترا ۔۔۔ ایں ہمہ تاخرد ننماید ترا

(پند نامہ عطار رص:۲۱)

چار چیزیں بڑی اور معتبر ہیں، لیکن وہ دیکھنے میں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں، ان میں سے ایک دشمن اور دوسری آگ ہے، پھر بیماری جس سے دل رنجیدہ ہوتا ہے، چوتھی چیز عقل ہے جو تجھے سنوارتی ہے، ان تمام کو ہرگز تجھے چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔

حذر کن ز پیکار کمتر کسے ۔۔۔ کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے

(بوستان سعدی باب اول رص:۵۶)

اپنے سے کمتر سے بھی لڑائی سے پرہیز کر۔اس لئے بسا اوقات میں نے دیکھا ہے قطرہ سے سیلاب بنتا ہوا۔

<u>ترکیب</u>:ثلثة مبتدا، قلیل مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، کثیر خبر،

مبتدا خبر سے مل کر پھر خبر ہوئی ثلثة مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، المرض سے پہلے احدھا محذوف ہے، احد مضاف، ھا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، المرض خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ثانیھا محذوف) ثانی مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، النار خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (ثالثھا) ثالث مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، العداوۃ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب: المرض، النار، العداوۃ ان تینوں کو مفعول بہ بنا دیا جائے اور ان سے پہلے اعنی فعل محذوف مانا جائے اور اعنی اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو جائے گا۔

تیسری ترکیب: ثلثة موصوف، قلیلھا مبتدا، کثیر خبر، مبتدا خبر سے مل کر صفت ہوئی ثلثة موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، المرض معطوف علیہ، النار معطوف اول، العداوۃ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

چوتھی ترکیب: المرض سے پہلے ھِیَ مبتدا محذوف اور المرض معطوف علیہ، النار معطوف اول، العدواۃ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر ھِیَ مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱۴) مَنْ قَلَّ طَعَامُهُ صَحَّ بَطْنُهُ، وَصَفَا قَلْبُهُ۔ جس شخص کا کم ہوا کھانا اس کا پیٹ صحیح رہا، اور اس کا دل صاف رہا۔

قَلَّ يَقِلُّ قِلَّةً (ض) کم ہونا۔ طعام: کھانا جمع أَطْعِمَةٌ اور أَطْعِمَاتٌ جمع الجمع ہے۔ بَطْنٌ: پیٹ، ہر چیز کا اندرونی حصہ اس کی جمع بُطُوْنٌ آتی ہے، صَفَا يَصْفُوْ صَفَاءً (ن) صاف ہونا۔ قَلْبٌ: دل جمع قُلُوْبٌ۔

مطلب: کم کھانے اور بھوکے رہنے کے بہت سے فوائد ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے، طبیعت تر و تازہ رہتی ہے، بصیرت بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے طبیعت میں

بلادت (کند ذہنی) آتی ہے اور دل کا نور جاتا رہتا ہے، معدے کے بخارات دماغ کو گھیر لیتے ہیں جس کا اثر دل پر بھی پڑتا ہے کہ وہ فکر میں دوڑنے سے عاجز ہو جاتا ہے، کم کھانے سے پیٹ کا ہاضمہ بھی درست رہتا ہے اور بہت سے امراض زیادہ کھانے ہی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، کم کھانے کے اور بھی بے شمار فوائد ہیں (تحفۃ الأدب/ص:۶۲/المستطرف/ص:۲۶۰/تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر/ص:۳۷۹/ج:۶/ابراہیم بن حاتم بن مہدی)۔ ہندی کہاوت ہے: تھوڑا کھانا سُکھی رہنا، اور دوسری کہاوت ہے کم کھائے پھر غم نہ کھائے۔

ہمچو حیوان بہر خود آخور مساز ے زآب و نان تا لب شکم پر مساز

(پند نامہ عطار/ص:۱۰)

پانی اور روٹی سے منہ تک پیٹ کو مت بھر، جانوروں کی طرح اپنے لئے چراگاہ مت بنا۔

ترکیب: من موصولہ، قل فعل، طعام مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر قل کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، صح فعل، بطن مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر صح کا فاعل، صح فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، صفا فعل، قلب مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر صفا کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں دوسری ترکیب شرط و جزا کی بھی ہو سکتی ہے۔

(۱۱۵) لَاتَقُلْ بِغَيْرِ فِكْرٍ، وَلَا تَعْمَلْ بِغَيْرِ تَدْبِيْرٍ۔ بغیر سوچے مت بول، اور بغیر تدبیر کے کام مت کر۔

لَاتَقُلْ: صیغۂ نہی قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا (ن) کہنا، بولنا۔ لَا تَقُلْ اصل میں لَاتَقُوْلُ تھا لَاتَنْصُرْ کے وزن پر واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن لہذا واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی لَا تَقُوْلْ ہو گیا واؤ اور لام دو ساکن جمع ہو گئے اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا لَاتَقُلْ ہو گیا۔ فِكْرٌ: سوچ، غم، رنج، جمع أَفْكَارٌ، فَكَرَ يَفْكِرُ فِكْرًا (ض) سوچنا۔ عَمِلَ يَعْمَلُ عَمَلًا (س) بالقصد کوئی کام کرنا۔ تَدْبِيْرٌ: سوچ بچار، دَبَّرَ يُدَبِّرُ تَدْبِيْرًا (تفعیل) انجام سوچنا، غور کرنا، انتظام کرنا۔

مطلب: لفظ منھ سے نکلنے کے بعد راستے پر پرورش پاتا ہے لہذا سوچ وفکر کے بعد ہی بات کہنی چاہئے اور انجام میں غور وفکر کے بعد ہی کام کرنا چاہئے، بغیر سوچے بولنے اور بغیر غور وفکر کے کام کرنے کا نتیجہ بسا اوقات شرمندگی ہوتا ہے۔ (قصص العرب رص:۸ر یہ خلیفہ منصور کا قول ہے نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۹۱رالمستطرف رص:۴۲رالمخلاۃ رص:۴۴رالجولۃ الثانیۃ، مجانی الأدب رص:۴۱رالباب الخامس فی الفضائل والنقائص)۔

ہر کہ تامل نہ کند در جواب بیشتر آید سخنش ناصواب

(گلستاں باب ہشتم رص:۲۲۳)

جو شخص کہ غور وفکر نہ کرے جواب دینے میں، بسا اوقات اس کی بات نادرست ہوتی ہے۔ ہندی کہاوت ہے: بات کو تولو، پھر بولو۔ دوسری کہاوت ہے: پانی پیجئے چھان کے، گُرو پکڑئے جان کے، یعنی ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔

ترکیب: لاتقل فعل نہی حاضر معروف، صیغہ واحد مذکر حاضر، انت ضمیر اس میں فاعل، با حرف جر، غیر مضاف، فکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لاتقل فعل کے، لاتقل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، لاتعمل فعل نہی، انت ضمیر اس میں اس کا فاعل، با حرف جر، غیر مضاف، تدبیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لاتعمل فعل کے، لاتعمل فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۱۶) صَبْرُکَ عَلَی الْإِکْتِسَابِ خَیْرٌ مِنْ حَاجَتِکَ إِلَی الْأَصْحَابِ ۔ تیرا صبر کرنا (اپنی) کمائی پر بہتر ہے اپنی ضرورت کو لیجانے سے دوستوں کی طرف۔ (المخلاۃ رص:۴۷رالجولۃ الثالثۃ، الحدیقۃ مجموعۃ أدب بارع وحکمۃ بلیغۃ رص:۱۵۸۲رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۳)۔

حَاجَةٌ: ضرورت جمع حَاجٌ و حَاجَاتٌ و حِوَجٌ ۔ أَصْحَابٌ: صَاحِبٌ کی جمع ہے، وہ شخص جو دوسرے کے ساتھ ہمیشہ رہے، ساتھی، دوست، رفیق اور اس کی جمع صَحْبٌ، صَحْبَةٌ، صِحَابٌ، صُحْبَانٌ، صِحَابَةٌ، صَحَابَةٌ بھی آتی ہے اور أَصْحَابٌ کی جمع أَصَاحِیْبُ بھی آتی ہے صَحِبَ یَصْحَبُ صُحْبَةً (س) ساتھی ہونا،

دوستی کرنا۔

مطلب: محنت ومشقت اور فاقہ کشی برداشت کرلینا بہتر ہے اس سے کہ تو دوسرے کے پاس اپنی حاجات لے کر جائے، آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی کمائی ہی پر صبر وقناعت کرے دوسروں کے پاس اپنی حاجات نہ لے جائے اس میں عزت بھی ہے اور راحت بھی اور سوال کرنا ذلت کا باعث ہے۔ کہتے ہیں: کہ جس کو خوشامد یا قرض کی ضرورت نہیں وہ کافی امیر ہے۔

ے کسی کے پاس جب جاتا ہے کوئی مدعا لے کر ریاضؔ احساس خودداری پہ کتنی چوٹ لگتی ہے

(ریاض خیرآبادی)

ے کمائی پہ اوروں کی تھو کے دلیر کہ گیدڑ کا جھوٹا نہ کھائے گا شیر

ترکیب: صبر مضاف، ک ضمیر خطاب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر موصوف، علی حرف جر، الاکتساب مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل محذوف کے، ثابت اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، خیر شبہ فعل، من حرف جر، حاجت مضاف، ک ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا خیر شبہ فعل کے، خیر اپنے متعلق سے مل کر موصوف، الی حرف جر، الاصحاب مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل محذوف کے، ثابت اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱۷) لَا تَعُدَّ نَفْسَکَ مِنَ النَّاسِ مَادَامَ الْغَضَبُ غَالِبًا۔ اپنے آپ کو انسانوں میں شمار مت کر جب تک (تجھ پر) غصہ غالب رہے۔

لَاتَعُدَّ: فعل نہی کا واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے یہ اصل میں لَاتَعْدُدُ تھا اول دال کی حرکت عین کو دیکر دال ثانی کو فتحہ دیدیا اور دال کا دال میں ادغام کر دیا لَاتَعُدَّ ہو گیا اور اس میں چار صورتیں جائز ہیں ضمۂ دال وفتحہ دال وکسرۂ دال وفک ادغام (بغیر تشدید کے) عَدَّ یَعُدُّ (ن) شمار کرنا، گننا۔ مادام: افعال ناقصہ میں سے ہے معنی جب

تک، غَلَبَ یَغْلِبُ غَلْبًا و غَلَبًا و غَلَبَةً (ض) غالب ہونا، غلبہ پانا، فتح یاب ہونا، قابو پانا، اقتدار حاصل کرنا۔

مطلب: اگر غصہ غالب ہو تو انسان کو اپنے اوپر قابو نہیں رہتا اس میں انسانی صفات باقی نہیں رہتی بلکہ وہ شیطانی حرکتیں کرنے لگتا ہے اس لئے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تو انسان کو چاہئے کہ وہ غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے اور غصہ کو پانی وغیرہ سے دور کرے (نفحۃ الأدب رص: ۵۷ رأمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص: ۷۲)۔ کہتے ہیں: کہ غصہ پر قابو پانا سب سے مشکل کام ہے۔

ظفر! آدمی ہرگز اسے نہ جانئے گا وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

(بہادر شاہ ظفر)

ترکیب: لاتعد فعل نہی حاضر معروف، انت ضمیر اس میں فاعل، نفس مضاف، ک ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، من حرف جر، الناس مجرور، جر اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا لاتعد فعل کے، مادام فعل ناقص، الغضب اس کا اسم، غالبا اس کی خبر، مادام اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مفعول فیہ ہوا، لاتعد فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۱۸) قَلْبُ الْأَحْمَقِ فِيْ فِيْهِ، وَلِسَانُ الْعَاقِلِ فِيْ قَلْبِهٖ ۔ بیوقوف کا دل اس کے منھ میں ہوتا ہے اور عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔

اَلْأَحْمَقُ: صفت کا صیغہ ہے بمعنی بیوقوف جمع حِمَاقٌ، حُمُقٌ، حَمَقَ یَحْمُقُ حُمْقًا، حِمَاقَةً (ن،ک) کم عقلی کا کام کرنا، بیوقوفی کرنا السوقُ بازار کا مندا ہونا۔ التجارۃُ کاروبار ٹھپ ہوجانا، احمق (بیوقوف) کو احمق اس لئے کہا جاتا ہے: کہ اس کی عقل وقوت کی رائے ٹھپ ہوتی ہے، یا اس وجہ سے کہ وہ بیوقوفی کی وجہ سے اپنے کلام کو ممتاز نہیں کرسکتا۔ فِـي: بمعنی منھ یہ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے اصل میں اس کا اعراب حالت رفع میں واؤ کے ساتھ یعنی فُوْهُ اور حالت نصب میں الف کے ساتھ جیسے: فَاهُ اور حالت جر میں یاء کے ساتھ جیسے: یہاں فِيْهِ آیا ہے اور حالت غیر اضافت میں جب واؤ سکون کی وجہ سے اعراب کے قابل نہیں رہتا تو

اس جگہ میم کو جو قریب المخرج ہے واؤ کے بدلہ میں لاتے ہیں اور فـم کہتے ہیں لیکن حالت تصغیر اور حالت جمع میں اصلی حالت کی طرف لوٹا کر تصغیر اور جمع بناتے ہیں، پس تصغیر فُـوَيْهٌ اور جمع أَفْوَاهٌ آتی ہے، اور فِمٌ بفتح فا و کسرہ فا و ضم تینوں صحیح ہے لیکن فتحہ زیادہ فصیح ہے۔ لسان: بمعنی زبان جمع أُلْسُنٌ، أَلْسِنَةٌ، لُسُنٌ آتی ہے۔ عَاقِل: بمعنی سمجھ دار، دانشمند، دانا، جمع عُقَّالٌ، عُقَلاءُ آتی ہے۔

مطلب: بیوقوف و کم عقل آدمی کا دل اتنا کام نہیں کرتا جتنا کام اس کی زبان کرتی ہے اس کی زبان پر جو آتا ہے بغیر سوچے سمجھے بک دیتا ہے انجام نہیں سوچتا اس کے برخلاف عقل مند آدمی پہلے دل میں سوچتا ہے اور اس کے انجام پر غور کرتا ہے پھر زبان سے کہتا ہے۔ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (عیون الحکم والمواعظ رص: ۷۰۹)۔ کہتے ہیں: کہ زبان دل کی ترجمان ہے، نیز کہا گیا کہ: عقلمند سوچ کر بولتا ہے، اور بیوقوف بول کر سوچتا ہے۔

اس کے مثل حسن بصریؒ سے بھی منقول ہے: **عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: كَانُوا يَقُوْلُوْنَ: لِسَانُ الْحَكِيمِ وَرَاءَ قَلْبِهٖ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُوْلَ رَجَعَ إِلٰى قَلْبِهٖ، فَإِنْ كَانَ لَهٗ قَالَ: وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ أَمْسَكَ، وَإِنَّ الْجَاهِلَ قَلْبُهٗ فِيْ طَرْفِ لِسَانِهٖ لَا يَرْجِعُ إِلٰى قَلْبِهٖ، مَاجَرٰى عَلٰى لِسَانِهٖ تَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ أَبُو الْأَشْهَبِ: كَانُوا يَقُوْلُوْنَ: مَاعَقَلَ دِيْنَهٗ مَنْ لَمْ يَحْفَظْ لِسَانَهٗ** (کتاب الزہد للإمام أحمد بن حنبلؒ رقم: ۱۵۴۰ر کتاب الزہد والرقاق لإبن المبارک رقم: ۳۹۰ر مصنف لإبن أبي شیبہ کتاب الزہد رقم: ۳۶۶۴۵ر باب ۹۳ر بیہقی شعب الإیمان فصل فی فضل العقل رقم: ۴۳۷۱ر وفیہ ''العاقل'' موضع ''الحکیم'' لإبن أبي الدنیا باب حفظ اللسان وفضل الصمت رقم: ۴۲۵، ۴۲۴ر وفیہ ''المؤمن'' کتاب الزہد لإبن أبي عاصم رقم: ۴۰ر مکارم الأخلاق للخرائطی رص: ۱۰۴۳ر باب ۵ر یستحب الحکیم أن لایضع کلامہ إلا فی موضعہ، روضۃ العقلاء رص: ۲۵)۔

حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد ہے: کہ بزرگ کہتے ہیں: کہ دانا آدمی کی زبان اس کے دل کے پیچھے (ماتحت) ہوتی ہے، جب وہ بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے دل میں سوچتا ہے، اگر اس کا نفع ہو تو بات کہہ دیتا ہے، اور اگر نقصان ہو تو رُک جاتا ہے، اور جاہل آدمی کا دل اس کی زبان کے ایک سرے میں ہوتا ہے وہ اپنے دل میں نہیں سوچتا، جو زبان پر آجائے کہہ ڈالتا ہے، حضرت اشہبؒ نے فرمایا: کہ بزرگ کہتے ہیں: جو شخص اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرسکتا وہ اپنے دین کو بھی (ضائع ہونے سے) نہیں روک سکتا۔ شاعر کہتا ہے:

مَنْ لَزِمَ الصَّمْتَ إِكْتَسٰى هَيْبَةً تُخْفِى عَلَى النَّاسِ مَسَاوِيْهِ

لِسَانُ مَنْ يَعْقِلُ فِيْ قَلْبِهٖ وَقَلْبُ مَنْ يَجْهَلُ فِيْ فِيْهِ

(حسن السمت فی الصمت للسیوطیؒ/ص:۵۰)

جس نے خاموشی اختیار کی اس نے ہیبت کا لباس پہن لیا، جو لوگوں سے اس کی برائیوں کو چھپائے رکھتا ہے۔ عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے، اور جاہل کا دل اس کے منہ میں ہوتا ہے۔ صالح بن عبدالقدوس شاعر نے کیا خوب کہا:

أَحْذِرِ الْأَحْمَقَ أَنْ تَصْحَبَهٗ إِنَّ الْأَحْمَقَ كَالثَّوْبِ الْخَلَقْ

كُلَّمَا رَقَّعْتَهٗ مِنْ جَانِبٍ حَرَّ كَتْهُ الرِّيْحُ وَهْنًا فَانْخَرَقْ

(روضۃ الأدب/ص:۷۵)

احمق کی صحبت سے بچو، بے شک احمق بوسیدہ کپڑے کی طرح ہوتا ہے، جب بھی تم اسے گانٹھو گے ہوا اس کو حرکت دے گی تو بوسیدہ ہونے کی وجہ سے وہ دوسری طرف سے پھٹ جائے گا۔

ترکیب: قلب مضاف، الاحمق مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، فی حرف جر، فی مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل محذوف کے، ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، لسان مضاف، العاقل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، فی حرف جر، قلب مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے، ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۱۹) خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَسْلَمُ النَّاسُ مِنْ يَدِهٖ وَلِسَانِهٖ ۔ لوگوں میں بہترین وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سلامت رہیں۔

مطلب: اس مقولہ کا مضمون حدیث سے ماخوذ ہے، حدیث میں ہے عن ابی ھریرۃ ؓ قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ من أَمِنَهُ الناسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۳۳ /ص: ۱۲/ کتاب الایمان / جامع الترمذی رقم: ۲۶۲۷/ سنن نسائی رقم: ۴۹۹۵/ کتاب الایمان)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کامل و پختہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی تکلیف) سے مسلمان محفوظ و مامون رہیں، اور کامل مؤمن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور اموال کو محفوظ سمجھیں۔ دوسری روایت اس طرح ہے: عن عبدالله بن عمر ؓ قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیْ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ ؟ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث: ۶/ کتاب الایمان صحیح البخاری رقم: ۱۰/ کتاب الایمان، صحیح مسلم رقم: ۶۵/ کتاب الایمان، سنن ابی داؤد رقم: ۲۴۸۱/ اول کتاب الجهاد)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کامل درجہ کا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کے شر) سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں، اور کامل مہاجر وہ ہے جس نے ان تمام اشیاء کو چھوڑ دیا جن سے اللہ نے روکا ہے یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں اور مسلم شریف میں یہ الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں: کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے بہترین مسلمان کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاتھ اور زبان (کے شر) سے مسلمان سلامت رہیں، ایک حدیث میں ہے اِنَّ السَّالِمَ مَنْ سَلِمَ النَّاسَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (کنز العمال ۴۳۷۶۰)۔ اور مسند احمد کی روایت میں بھی مَنْ سَلِمَ النَّاسَ کے الفاظ ہیں (مسند احمد رقم: ۷۰۸۶)۔

مطلب: یہ ہے کہ جس مسلمان کے ہاتھ سے دیگر مسلمان وغیر مسلم مارنے سے، قتل سے، عمارت ڈھانے سے، دھکا دینے سے اور باطل لکھنے سے اور دیگر غیر شرعی و تکلیف دہ کاموں سے محفوظ و مامون رہیں اور زبان سے گالی گلوچ، لعنت، غیبت، چغلی، بدکلامی، کذب بیانی اور دیگر فواحشات سے لوگ سلامت رہیں، یہی لوگ حقیقی

وکامل مؤمن ومسلم ہیں، اور قول کے بجائے ''لسان'' سے تعبیر کیا کہ کسی سے استہزا کے لئے زبان نکالنے کو بھی شامل ہو جائے، اور بعض نے کہا ہاتھ کنایہ ہے تمام اعضا سے اس لئے کہ افعال کی سلطنت اسی سے ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے پکڑنا، کاٹنا، ملانا، روکنا، لینا اس سے ہوتا ہے، چنانچہ ہر عمل میں کہا گیا ہے یہ ان اعمال میں سے ہے جو اس کے ہاتھوں نے کیا اور ان دونوں اعضاء کو اس لئے خاص کیا کیوں کہ تکلیف اکثر ان دونوں سے ہی دی جاتی ہے یا ان دونوں سے ارادہ کیا جاتا ہے (ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح رص:۶۷ ۳رج:۱رکتاب الایمان)۔ کہتے ہیں: تکلیف پہونچانا آسان، دور کرنا مشکل ہے۔

زبان اور ہاتھ سے محفوظ جس کے ہر مسلمان ہے ــــ حقیقت میں وہی مسلم ہے، شمعِ راہ ایمان ہے

__ترکیب:__ خیر مضاف، الناس مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، من موصولہ، یسلم فعل، الناس اس کا فاعل، من حرف جر، ید مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، لسان مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یسلم فعل کے، یسلم فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

__(۱۲۰) لِسَانُ الْجَاهِلِ مَالِكٌ لَهُ، وَلِسَانُ الْعَاقِلِ مَمْلُوكٌ لَهُ۔__

جاہل کی زبان اس کی مالک ہوتی ہے اور عقلمند کی زبان اس کی مملوک (تابع) ہوتی ہے۔

مطلب: جاہل و بے وقوف آدمی کو اپنی زبان پر قابو نہیں ہوتا جو اس کی زبان پر آتا ہے بغیر غور و تدبر کے کہہ دیتا ہے گویا کہ وہ زبان کے تابع ہوتا ہے اور عقل مند آدمی کو اپنی زبان پر قابو ہوتا ہے وہ اس کے نتیجہ پر خوب غور و فکر کے بعد بات کو تول کر بولتا ہے اس لئے اس کی زبان اس کے تابع ہوتی ہے (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۲۳۷ ار الآداب النافعۃ بالالفاظ المختارۃ الجامعۃ رص:۲۱)۔ کہتے ہیں: کہ بات منھ سے نکلی پرائی ہوئی۔ اور کہا گیا ہے: کہ زبان کسی کسی کی قابو میں ہوتی ہے۔

ے میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں کاش پوچھو مدعا کیا ہے

(مرزا غالب)

حضرت امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں: وَالْكَلِمَةُ إِذَا تَكَلَّمَ بِهَا مَلَكَتْهُ، وَإِنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ بِهَا مَلَكَهَا (روضۃ العقلاء، ص: ۴۴) کہ لفظ کو جب تک نہ بولا جائے وہ شخص اس کا مالک ہوتا ہے، اور لفظ کہے جانے کے بعد اس شخص کا مالک ہو جاتا ہے۔ اور ایک دانا کا قول ہے: اَلْكَلِمَةُ أَسِيرَةٌ فِي وِثَاقِ الرَّجُلِ، فَإِذَا تَكَلَّمَ بِهَا صَارَ فِي وِثَاقِهَا (المستطرف، ص ۱۲۶) بات انسان کی قید میں ہوتی ہے، جبکہ بولنے کے بعد انسان اس کا قیدی بن جاتا ہے۔

ترکیب: لسان مضاف، الجاهل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، مالک اسم فاعل کا صیغہ شبہ فعل، لام حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا مالک شبہ فعل کے، شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، و او حرف عطف، لسان مضاف، العاقل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، مملوک اسم مفعول کا صیغہ شبہ فعل، لام حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا شبہ فعل مملوک کے، شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۲۱) خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ، وَلَمْ يَطُلْ فَيُمِلَّ۔ بہترین کلام وہ ہے جو کم ہو اور دلالت کرے (زیادہ معانی پر)، اور طویل نہ ہو کہ جو اکتا دے (لوگوں کو)۔

دَلَّ يَدُلُّ دَلَالَةً (ن) رہنمائی کرنا۔ طَالَ يَطُولُ طُولًا (ن) دراز ہونا، لمبا ہونا، أَمَلَّ يُمِلُّ إِمْلَالًا (افعال) اکتا دینا، رنج میں ڈالنا، ملال پیدا کرنا، مجرد میں مَلَّ يَمَلُّ مَلًّا (ن، س) رنجیدہ ہونا، ملال میں پڑنا۔ يُمِلَّ اصل میں يُمْلِلُ تھا ادغام کی وجہ سے لام اول کا کسرہ میم میں منتقل ہو گیا لیکن جواب ہونے کی وجہ سے آخر میں منصوب ہوا۔

مطلب: آدمی کو چاہئے کہ وہ مختصر با اثر معنی خیز کلام کرے جس کے الفاظ کم اور معانی و مفاہم زیادہ ہو، اور اتنا لمبا کلام نہ کرے کہ جس سے لوگ اکتاہٹ محسوس کریں تو ایسی گفتگو و کلام بہتر ہوتا ہے جو جامع و مانع ہو۔ (قاموس

الطلاب رص:۴۲۶ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۶) یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (عیون الحکم والمواعظ رقم:۴۵۵۸)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عرب کے شاعر وادیب عبادہ بُحُری کا قول ہے (المستطرف رص:۶۶ رالتمثیل والمحاضرۃ رص:۱۵۸) جس شخص کے کلام میں الفاظ کی تعداد قلیل لیکن افکار ومعانی کا بحرزخار ہو تو ایسے شخص کے بارے میں کہتے ہیں: کہ یہ تو دریا بکوزہ سمیٹے ہوئے ہے۔

ے اور کبھی قطرہ سمندر میں بدل جاتا ہے بند ہو جاتا ہے کوزے میں کبھی دریا

مدتوں سوچنا ، مختصر بولنا جب کبھی بولنا، وقت پر بولنا

<u>ترکیب</u>: خیر مضاف، الکلام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ما موصولہ، قل فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، دل فعل، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول، واؤ حرف عطف، لم یطل فعل نفی جحد بلم در مضارع معروف، صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ نافیہ، فا جواب نفی، یمل فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب نفی، جملہ نافیہ اپنے جواب نفی سے مل کر جملہ فعلیہ نافیہ ہو کر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۲) مَنْ قَالَ مَالَا یَنبَغِی سَمِعَ مَالَا یَشْتَهِیْ۔ جس شخص نے کہی ایسی بات جو نامناسب ہو اس نے سنی ایسی بات جو وہ سننا نہیں چاہتا۔

لَایَنبَغِیْ: نامناسب، نازیبا، مضارع منفی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اِنْبِغَاءً مصدر سے معنیٰ سہل ہونا، آسان ہونا، کہا جاتا ہے لَایَنبَغِیْ لَکَ أَنْ تَفعَلَ ذٰلِکَ تیرے لئے مناسب نہیں کہ تو ایسا کرے اس فعل کا ماضی مستعمل نہیں ہے۔ لَایَشتھی بمعنیٰ: نہیں چاہتا، ناگوار۔ اِشْتَھٰی یَشْتَھِی اِشْتِھَاءً (افتعال) خواہش کرنا، رغبت شدیدہ کرنا اور مجرد میں شَھَا یَشْھُوْ وشَھِیَ یَشْھٰی شَھْوَۃً (ن،س)۔

مطلب: اگر کوئی شخص کسی پر طنز کرتا ہے اور جملے کستا ہے اور مذاق اڑاتا ہے بسا اوقات اس کو ویسا ہی جواب دینے والا مل جاتا ہے یعنی انسان اچھی بات کا جواب اچھا اور خراب بات کا خراب جواب پاتا ہے۔ یہ مقولہ اس طرح بھی منقول ہے: مَنْ تَكَلَّمَ فِيمَا لَايَعْنِيهِ سَمِعَ مَالَا يُرْضِيهِ (کشف الخفاء رقم: ۲۴۳۸)، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے، ہندی کہاوت ہے: جیسے کو تیسا، ترکی بترکی جواب۔ (الأقوال المبارکۃ لسیدنا علیؓ رص:۱۰۶/عیون الحکم والمواعظ رص:۹۴۳۰/نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۸۷/المستطرف الباب الخامس رص:۴۱)۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

ے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، قال فعل، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، ما موصولہ، لاینبغی فعل، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مفعول بہ، قال فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا موصول صلہ سے مل کر مبتدا، سمع فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، ما موصولہ، لایشتھی فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مفعول بہ ہوا، سمع فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۳) صِحَّةُ الْجِسْمِ فِي قِلَّةِ الطَّعَامِ، وَصِحَّةُ الرُّوحِ فِي إِجْتِنَابِ الْآثَامِ۔ جسم کی صحت کھانے کی کمی میں ہے، اور روح کی صحت گناہوں سے پرہیز کرنے میں ہے۔

صَحَّ يَصِحُّ صِحَّةً (ض) آرام ہونا، سالم رہنا۔ جِسْمٌ: بدن، تن، جمع أَجْسَامٌ۔ رُوحٌ: جان، نفس، آتما، اندرونی خواہش جمع أَرْوَاحٌ۔ إِجْتَنَبَ يَجْتَنِبُ إِجْتِنَابًا (افعال) پرہیز کرنا، بچنا۔ آثَامٌ: جمع ہے إِثْمٌ کی بمعنی گناہ، جرم، ناجائز فعل، أَثِمَ يَأْثَمُ إِثْمًا (س) گناہ کرنا، صفت أَثِيمٌ اور آثِمٌ آتی ہے، اول کی جمع ثُمَاءٌ اور ثانی کی أَثَمَةٌ آتی ہے۔

مطلب: انسان جسم اور روح کا مرکب ہے جتنا جسم اہم ہے اتنی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ روح اہم ہے جسم

کوصحت مندر کھنے کیلئے متوازن یاکم خوراک اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے زیادہ کھانے کی وجہ سے یادیکھ بھال نہ کرنے کی وجہ سے جسم میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے اور انسان بیمار ہوجاتا ہے، اسی طرح روح کوبھی صحت مندر کھنے کیلئے غذا کی ضرورت پڑتی ہے لیکن روح کی غذا جسمانی غذا سے یکسر مختلف ہے روح کی غذا عبادات، نماز، روزہ، اذکار وغیرہ ہے، اسی طرح اکثر وہ کام جو جسم کی لذت کیلئے کئے جاتے ہیں وہ اگر گناہ کے کام ہوں ان میں رب کی نافرمانی ہوتو وہ لازماروح پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں اور روح کو پریشان اور بے چین کردیتے ہیں اور انسان روحانی بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے، تو جس طرح بدن کو سردی گرمی سے بچاتے ہیں بیمار ہوجائے تو علاج کراتے ہیں اسی طرح روح کوبھی گناہوں سے آلودہ نہ کریں اگر گناہ ہوبھی جائے تو فوراً توبہ واستغفار سے اسے صاف کرلیں اور اپنے جسم وروح کورب کی مرضی کے تابع کرلیں (محاضرات الآدباء رص: ۳۱۳ رج: ۲ر ذم الشبع والإكثار من الأكل وحمد الإقلال منه) اور یہ ابن قرۃ سے اس طرح بھی منقول ہے: رَاحَةُ الْجِسْمِ فِيْ قِلَّةِ الطَّعَامِ، وَرَاحَةُ النَّفْسِ فِيْ قِلَّةِ الْآثَامِ، وَرَاحَةُ الْقَلْبِ فِيْ قِلَّةِ الْإِهْتِمَامِ، وَرَاحَةُ اللِّسَانِ فِيْ قِلَّةِ الْكَلَامِ۔ (جواہرالأدب من خزائن العرب رص: ۷۴۷رج: ۲رمجانی الأدب رص: ۱۵۱رالباب الثانی فی الحکم)۔ جسم کی راحت کھانے کی کمی میں ہے، اور نفس کی راحت گناہوں کی کمی میں ہے، اور دل کی راحت مشغولیت کی کمی میں ہے، اور زبان کی راحت گفتگو کی کمی میں ہے۔ کہتے ہیں: کہ کم کھانا سُکھی رہنا۔

؎ سخن آنکہ کند حکیم آغاز | یاسرِ انگشت سوئے لقمہ دراز
کہ زنا گفتنش خلل زاید | یانا خوردنش بجاں آید
لاجرم حکمتش بود گفتار | خورد نش تندرستی آردبار

(گلستاں باب سوم درفضیلت قناعت رص: ۱۰۸)

عقلمند اس وقت گفتگو کرنا شروع کرتا ہے، یا ہاتھ لقمہ کی طرف اس وقت بڑھاتا ہے، کہ اس کے نہ بولنے سے خلل پیدا ہوتا ہے، یا کھانا نہ کھانے کی وجہ سے جان نکلنے کو ہوجائے، یقیناً اس کی گفتگو حکمت ہوتی ہے، اور اس

کا کھانا تندرستی کا پھل دیتا ہے۔

ترکیب: صحة مضاف،الجسم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کرمبتدا، فی حرف جر، قلة مضاف،الطعام مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کرمجرور ہوا فی حرف جر کا، جارمجرور سے مل کرمتعلق ہوا کائنة یاثابتة شبہ فعل محذوف کے، کائنة یا ثابتة شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کرخبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکرمعطوف علیہ،واؤحرف عطف،صحة مضاف،الروح مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا،فی حرف جر،اجتناب مضاف،الآثام مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کرمجرور ہوا فی حرف جر کا، جارمجرور سے مل کرمتعلق ہوا کائنة یا ثابتة شبہ فعل محذوف کے، کائنة یاثابتة شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کرخبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکرمعطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۲۴) **خَیرُ الْمَعْرُوفِ مَالَمْ یَتقَدَّمْهُ مَطْلٌ وَلَمْ یَتْبَعْهُ مَنٌّ** ۔بہترین نیکی وہ ہے کہ نہ ہو اس سے پہلے ٹال مٹول اور نہ ہو اس کے بعد احسان جتانا۔

تَقَدَّمَ یَتَقَدَّمُ تَقَدُّماً (تفعل) پیش قدمی کرنے والا ہونا،مقدم ہونا۔**مَطَلَ یَمْطُلُ مَطْلاً** (ن) ٹال مٹول کرنا، دیر لگانا، بہانا کرنا۔ **تَبِعَ یَتْبَعُ تَبعًا** (س) پیچھے چلنا، اتباع کرنا، بعد میں آنا صفت کیلئے **تَابِعٌ** آتا ہے، جمع **تَبَعٌ، تِبعَةٌ، تَوَابِعُ، تُبَّاعٌ** آتی ہے۔**مَنَّ یَمُنُّ مَنًّا ومِنَّةً** (ن) احسان جتانا، سلوک کا ذکر زبان پر لانا، اپنا سلوک یاد دلانا۔

مطلب: افضل وبہترین نیکی وہ ہے جس کے کرنے میں تاخیر وسستی نہ ہو پھر اس کے بعد اس کی یاددہانی نہ کی جائے بلکہ بھلا دینا چاہیئے ، یہ حضرت علیؑ کا فرمان ہے، جیسا کہ اردو کہاوت ہے نیکی کر کنویں میں ڈال (غرر الحکم رقم:۸۸۹۸/ التمثیل والمحاضرة/۴۲۳/الآداب النافعة بالفاظ المختارة الجامعة/۲۱/روضة الأدب/ص:۱۲۸/نفحة الیمن الباب الخامس:/ص:۱۷۳)۔

؎ جو نیکی کر کے پھر دریا میں اس کو ڈال جاتا ہے وہ جب دنیا سے جاتا ہے تو مالا مال جاتا ہے

ترکیب: خیر مضاف، المعروف مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کرمبتدا، ما موصولہ، لم

یتقدم فعل مضارع بلم درمعروف، ہ ضمیر مفعول بہ، مطل اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، و اؤحرف عطف، لم یتبع فعل مضارع بلم درمعروف، ہ ضمیر مفعول بہ، من اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۵) لَاتَكُنْ مِمَّنْ يَلْعَنُ إِبْلِيسَ فِي الْعَلَانِيَةِ وَيُوَالِيهِ فِي السِّرِّ۔ مت ہو تو ان لوگوں میں سے جو لعنت کریں ابلیس پر ظاہر میں اور دوستی کریں اس سے باطن میں۔

لَعَنَ يَلْعَنُ لَعْنًا (ف) لعنت کرنا، رسوا کرنا، دھتکارنا، ملعون دھتکارا ہوا۔ إِبْلِيسُ: إِفْعِيلٌ کے وزن پر شیطان کا اسم جنس ہے، اس کی جمع أَبَالِيسُ اور أَبَالِسَةُ ہے، بَلَسٌ اور إِبْلَاسٌ سے ماخوذ مانتے ہیں أَبْلَسَ يُبْلِسُ إِبْلِيسًا (افعال) بے خبر ہونا، شکستہ دل ہونا، غمگین ہونا من رحمۃ اللہ مایوس ہونا، ناامید ہونا، چونکہ ابلیس کو اللہ سے کوئی امید نہیں ہے اس لئے ابلیس کہلایا، اسے شیطان اور عدو اللہ ''خدا کا دشمن'' بھی کہتے ہیں اور شَيْطَانٌ کی جمع شَيَاطِيْنُ آتی ہے، جن وانس اور جانوروں میں سرکش کو شیطان کہا جاتا ہے شَطَنَ يَشْطُنُ شَطْنًا (ن) مخالفت کرنا، دور کرنا، رسی سے باندھنا، چونکہ یہ اللہ کی رحمت سے دور ہے اس لئے شیطان کہا جاتا ہے، سریانی زبان میں اسے عزازیل اور عربی میں حارث کہتے ہیں، اور ابلیس جنات میں سے تھا بلکہ وہ ابوالجن ہے جس طرح کہ حضرت آدم انسانوں میں سے ہیں اور ابوالبشر ہیں، عبادت وریاضت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کو ایک خاص مقام عطا کیا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس وفرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس کا اندرونی تکبر ظاہر ہوگیا، اس نے نہ مانا اور انکار کردیا اور کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں، اس سے بڑی عمر والا ہوں اور اس سے قوی اور مضبوط ہوں، یہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں اور آگ مٹی سے قوی ہے اس انکار پر اللہ نے اسے اپنی رحمت سے ناامید کردیا، اسی لئے اسے ابلیس کہا جاتا ہے اس نافرمانی کی سزا میں اسے راندۂ درگاہ بنادیا گیا۔ اَلْعَلَانِيَةُ: ظاہر، کھلم کھلا، جمع عَلَانُونَ، عَلَنَ يَلْعَنُ عَلْنًا وعَلَانِيَةً (ض، ن، س، ک) ظاہر ہونا۔ يُوَالِي: وَالَى يُوَالِي مُوَالَاةً وَوِلَاءً، اَلرَّجُلُ: دوستی کرنا، مدد کرنا (مفاعلت)

اور مجرد میں وَلِیَ یَلِیْ وَلْیًا(ض،ح) قریب ہونا،نزدیک ہونا متصل ہونا۔

مطلب: اس مثل میں ان لوگوں کے ساتھ مشابہت کرنے سے منع کیا گیا ہے جو بظاہر شیطان پر لعن طعن کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں،قرآن کریم میں بھی اس کی اتباع کرنے سے منع کیا گیا ہے: لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (سورۂ بقرہ آیت:۱۶۸) شیطان کے نقش قدم پر مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں: اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسُبُّ الشَّيْطَانَ فِي الْعَلَانِيَةِ وَأَنْتَ صَدِيْقُهٗ فِي السِّرِّ (إحیاء علوم الدین،بیان تفصیل مداخل الشیطان إلی القلب ص:۹۰۹) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ظاہر میں شیطان کو برا بھلا مت کہو،جبکہ تمہارا حال یہ ہے کہ باطنی طور پر تم اس کے دوست ہو۔

کہتے ہیں کہ: لعنت ملامت تب ہی بری معلوم ہوتی ہے جب وہ سچائی پر مبنی ہو۔کہا گیا ہے: پاک جامہ پہن لینے سے ناپاک روح صاف نہیں ہوجاتی۔نیز کہا گیا کہ: ظاہر رحمٰن کا باطن شیطان کا (یعنی ظاہر درست اور دل میں شرارت)۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

ے ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر — کارِ بد تو خود کرے اور لعنت کرے شیطان پر

(التمثیل والمحاضرۃ للثعالبی ص:۳۵ نفحۃ الیمن الباب الخامس ص:۱۷۳/روضۃ الأدب ص:۱۲۸/الآداب النافعۃ بالفاظ المختارۃ الجامعۃ ص:۲۲)

ترکیب: لاتکن فعل نہی،انت ضمیر اس میں فاعل،من حرف جر،من موصولہ،یلعن فعل،ھو ضمیر اس کا فاعل، ابلیس مفعول بہ،فی حرف جر،العلانیۃ مجرور،جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یلعن فعل کے، یلعن اپنے فعل ومفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ،و اؤ حرف عطف،یوالی فعل،ھو ضمیر فاعل،ہ ضمیر مفعول بہ،فی حرف جر،السر مجرور،جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یوالی فعل کے،یوالی فعل اپنے فاعل ومفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا،موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا،جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا لاتکن فعل کے،فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۲۶)مَنْ تَزَيَّا بِغَيْرِ مَاهُوَفِيْهِ فَضَحَ الْاِمْتِحَانُ مَايَدَّعِيْهِ ۔جس شخص نے لباس پہنا اس حال کے علاوہ جس میں وہ ہے امتحان شرمندہ کردیگا ہے اس حالت کو جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔

تَـزَيَّـا: تَقَبَّلَ کے وزن پر ماضی معروف کے واحد غائب کا صیغہ ہے زَيَّـاهُ تَزْيَّةً (تفعل) بمعنی آراستہ ہونا، پوشاک پہننا بِـزِيِّ الْقَوْمِ قوم کا لباس پہننا الزِّيُّ ہیئت، شکل، پوشش کہا جاتا ہے أَقْبَـلَ بِزِيِّ الْعَرَبِ وہ عرب کے لباس میں آیا وَجَاءَ نَا بِزِيِّ غَرِيْبٍ وہ ہمارے پاس عجیب لباس میں آیا جمع أَزْيَاءٌ۔ فَضَحَ يَفْضَحُ فَضْحًا (ف) رسوا کرنا، برائی ظاہر کرنا، اسی سے فَضِيْحَةً آتا ہے، عیب، رسوائی، جمع فَضَائِحُ ۔يَدَّعِيْ مضارع معروف کا واحد غائب کا صیغہ ہے إِدَّعٰى يَـدَّعِـيْ اِدَّعَاءً (افتعال) بلا دلیل دعوی کرنا، اصل میں يَـدْتَـعِيُ تھا يَـفْتَـعِلُ کے وزن پر، فاءِ افتعال دال ہونے کی وجہ سے تاء کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا اور یاء پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے ساکن ہو گیا يَدَّعِيْ ہو گیا۔

مطلب: کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ علم کا دعوی کرے، پس جس شخص نے اپنی تعریف کی وہ ذلیل ہوا، جو شخص بلند مرتبہ اور شان والوں کا حلیہ اختیار کرے حالانکہ اس کے اندر ان لوگوں جیسی صلاحیت وقابلیت نہ ہو تو اس کو ویسا ہی سمجھ کر اگر کوئی سوال کر بیٹھے تو اس سے جواب نہیں دیا جائے گا تو اس کو شرمندگی ہوگی، مثلاً کوئی ان پڑھ آدمی علماء جیسا لباس پہن لے اور کوئی اس سے علمی سوال کر لے تو اس سے جواب نہیں بنے گا تو اس کی رسوائی ہوگی، یہ قراء سبعہ کے مشہور قاری حضرت ابو عمر بن علاء التمیمی المازنی البصریؒ کا قول ہے۔ (العقد الفرید/ص:۸۶/ج:۲/انتحال العلم/حدائق الروح والریحان/ص:۱۶۶/ج:۱/انوار القرآن واسرار الفرقان لملا علی قاری سورۂ انفال آیت ۳۱/ص:۲۴۹/ج:۲/تفسیر روح البیان/ص:۶۰/ج:۱/سورۂ بقرہ آیت ۸/مکارم الأخلاق للنسفی/ص:۵۳/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص:۱۸۵)۔جیسا کہ ہندی کہاوت ہے: گدھا دھوئے سے بچھڑا نہیں بنتا، یعنی کم ذات اچھے لباس سے شریف نہیں بن سکتا۔

؎
جو اوچھا ہے عزت وہ کب پائے گا چڑھے گی نہ ہرگز منڈھے اس کی بیل
جو جاہل کی پوشاک اچھی تو کیا چھچھوندر کے سر میں چمیلی کا تیل

(اتالیق، دینی تعلیم کا رسالہ/ص:۳۱/ج:۱)

بظاہر تو تناور دِکھ رہے ہیں مگر یہ پیڑ سارے کھوکھلے ہیں
(نواز عصیمی)

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، تزیا فعل ماضی معروف کا واحد غائب کا صیغہ ہے، ھو ضمیر اسمیں فاعل، با حرف جر، غیر مضاف، ما موصولہ، ھو ضمیر مبتدا، فی حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر ھــو مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا غیر مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تــزیا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، فضح فعل الامتحان اس کا فاعل، ما موصولہ، یدعی فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا مـــا موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا فــضح فعل کا، فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۷) جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهَا۔ قلوب پیدا کئے گئے ہیں اس شخص سے محبت کرنے پر جو اس کے ساتھ احسان کرے اور اس شخص سے بغض رکھنے پر جو اس کے ساتھ برائی کرے۔

جَبَلَ يَجْبُلُ جَبْلًا (ن۔ض) پیدا کرنا۔

مطلب: اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اندر یہ صفت رکھی ہے کہ جو شخص کسی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو وہ اس کے نزدیک محبوب ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ برائی کرے تو اس کی طرف سے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ حدیث اس طرح منقول ہے عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهَا (جامع الاحادیث للسیوطی رقم: ۱۱۰۲۰/

کنزالعمال رقم: ۴۴۰۲/ مسند الشهاب للقضاعی رقم: ۵۹۹، ۶۰۰/ حلیة الأولیاء/ص: ۱۲۱/ج:۴/ فی باب خیثمة بن عبدالرحمن/ الدررالمنتثره رقم: ۱۷۶/ نفحة الیمن الباب الخامس/ص: ۱۷۳/روی مرفوعاً وموقوفاً عن ابن مسعود واسناده ضعیف)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ارشادفرمایا: دل بنائے گئے ہیں اس کی محبت پر جو اس سے اچھاسلوک کرے اوراس سے نفرت کرنے پر جواس سے براسلوک کرے۔ کہتے ہیں کہ: دل مقناطیس کی طرح ہوتا ہے۔

؎ دل محبت کا مکان ہے گویا　　آرزو کا جہان ہے گویا

؎ دل بحر محبت ہے، محبت یہ کرے گا　　لاکھ اس کو بچا تو، یہ کسی پر تو مرے گا

؎ ہے یہ قول شفیع روز محشر　　کہ دل پیدا ہوئے دو خصلتوں پر
محبت کرتے ہیں محسن سے اپنے　　عداوت رکھتے ہیں سب موذیوں سے

ترکیب: جبلت فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب، القلوب اس کا نائب فاعل، علیٰ حرف جر، حب مضاف، من موصولہ، احسن فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، الیٰ حرف جر، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کے، احسن فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ کو صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا حب مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، بغض مضاف، من موصولہ، اساء فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، الیٰ حرف جر، ھا ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا اساء فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا بغض مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا علی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا جبلت فعل کے، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۸) ثَلٰثَةٌ لَا یَنْتَفِعُوْنَ مِنْ ثَلٰثَةٍ: شَرِیْفٌ مِنْ دَنِیٍّ، وَبَارٌّ مِنْ فَاجِرٍ، وَحَکِیْمٌ مِنْ جَاهِلٍ. تین طرح کے آدمی تین قسم کے لوگوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں، شریف آدمی کمینہ سے، اور نیک بدکار سے، اور عقل مند آدمی جاہل سے۔

دَنِیٌّ: کمینہ، خسیس، جمع أَدْنَـاءُ، دُنَـاءٌ دَنٰی یَدْنُوْ دَنُوًّ یَدْنُوُّ دَنَاءَ ةً (ن) کمینہ ہونا، ذلیل ہونا، خسیس ہونا۔ بَارٌّ: نیک، شریف، اس کی جمع بَرَرَۃٌ آتی ہے، ملاحظہ ہو نمبر ۵۳ / فاجر: گناہ گار، جمع فَجَرَۃٌ، فُجَّارٌ، فَجَرَ یَفْجُرُ فَجْراً وَفُجُوْراً (ن) جھوٹ بولنا، گناہ کرنا، زنا کرنا، کمزور نگاہ والا ہونا۔

مطلب: تین قسم کے لوگوں کو تین طرح کے لوگوں سے فائدہ نہیں ہوتا، شریف اور پاکباز آدمی کو کمینہ وخسیس سے اس کے کمینہ پن کی وجہ سے، اور نیک ومتقی آدمی کو فاجر وفاسق سے اس کے گناہوں میں منہمک رہنے کی وجہ سے، اور حکیم وعقل مند کو جاہل وان پڑھ سے اس کے جہالت میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے، یہ احنف بن قیسؒ کا قول ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق / ج:۱۱ / ص:۱۴۵ / الضحاک، شعب الایمان / ص:۳۴۷ / ج:۶ / رقم:۸۴۶۰ / باب فی حسن الخلق، روضۃ الأدب / ص:۱۲۸ / نفحۃ الأدب / ص:۴۷)۔ کہتے ہیں: کہ کمینہ آدمی کی دوستی سے ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔

؎ دولت نہ حکومت، نہ سیاست اچھی اچھا وہی جس کی ہو فطرت اچھی

ترکیب: ثلثة مبتدا، لا ینتفعون فعل مضارع منفی معروف، صیغہ جمع مذکر غائب، ھم ضمیر اس میں پوشیدہ اس کا فاعل، من حرف جر، ثلثة مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ینتفعون فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی ثلثة مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، شریف مبتدا، من حرف جر، دنی مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا لا ینتفع فعل محذوف کے، لا ینتفع فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی شریف مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر پھر خبر ہوئی احدھا مبتدا محذوف کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، بار مبتدا، من حرف جر، فَاجِرٌ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لا ینتفع فعل محذوف کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی بار مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہوئی ثانیھا مبتدا محذوف کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، حکیم مبتدا، من حرف جر، جَاھِلٌ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لا ینتفع فعل محذوف کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی حکیم مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر خبر ہوئی

ثالثھا مبتدا محذوف کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۹) مِنْ حَزْمِ الْإِنْسَانِ أَنْ لَا يُخَادِعَ أَحَدًا، وَمِنْ كَمَالِ عَقْلِهِ أَنْ لَا يُخَادِعَهُ أَحَدٌ ۔انسان کی دوراندیشی سے یہ ہے کہ وہ کسی کو دھوکہ نہ دے، اوراس کی عقل کے کمال سے یہ ہے کہ کوئی اس کو دھوکہ نہ دے سکے۔

حَزْمٌ: دوراندیشی، حَزُمَ يَحْزُمُ حَزْمًا (ک) ہوشیاری سے کام کرنا، دوراندیشی سے کام لینا، صفت کیلئے حَازِمٌ آتا ہے، جمع حَزَمَةٌ، حُزَمٌ اور أَحْزَامٌ آتی ہے۔ خَادَعَ يُخَادِعُ مُخَادَعَةً وَخِدَاعًا (مفاعلت) ایک دوسرے کو دھوکہ دینا، ایک دوسرے کو فریب دینا اور مجرد میں خَدَعَ يَخْدَعُ خَدْعًا (ف) آتا ہے۔

مطلب: وہ شخص دوراندیش اور ہوشیار ہے جو کسی کو دھوکہ فریب نہ دے اور کامل عقلمند وہ انسان ہے جو کسی کے دھوکے میں نہ آسکے (روضۃ الأدب رص: ۱۲۸ رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۷۵ رعنوان البیان وبستان الذہان رص: ۱۶)۔

عن أبی ہریرۃ رضؓ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم رقم: ۱۶۴ / کتاب الإیمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا) حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہم پر ہتھیار اٹھائے پس وہ ہم میں سے نہیں، اور جو ہم کو دھوکہ دے پس وہ ہم میں سے نہیں۔

کہتے ہیں: کہ دھوکہ دینے کی نسبت صاف انکار کرنا اچھا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

ے جس نے تجھے فریب دیئے ہر مقام پر　　　اس بے وفا سے ترک محبت کی بات کر

ترکیب: من حرف جر، حزم مضاف، الانسان مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت محذوف کے ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم، ان ناصبہ، لایخادع فعل، ھو ضمیر فاعل، احداً مفعول بہ، فعل فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مفرد ہوکر مبتدائے مؤخر، خبر مقدم مبتدائے مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، من حرف جر، کمال مضاف، عقل مضاف الیہ مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا

کمال مضاف کا، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر ثابت محذوف کے متعلق ہوکر خبر مقدم، ان ناصبہ، **لایخادع** فعل مضارع منفی صیغہ واحد مذکر غائب، ہ ضمیر مفعول بہ، **احد** فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مفرد مبتدا مؤخر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۳۰) **قَالَ لُقْمَانُ لِإِبْنِهٖ: یَابُنَیَّ! إِنَّ الْقُلُوْبَ مَزَارِعُ، فَازْرَعْ فِیْهَا طِیْبَ الْکَلَامِ، فَإِنْ لَمْ یَنْبُتْ کُلُّهٗ یَنْبُتُ بَعْضُهٗ** ۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو کہا: اے میرے پیارے بیٹے! بے شک دل کھیتیاں ہیں، پس کھیتی کر تو اس میں اچھی بات کی، پھر اگر نہ اگیں تمام باتیں تو اگ جائیں گی بعض باتیں۔

لقمان: یہ ایک صالح حکیم کا نام ہے جن کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی آیا ہے، لقمان عبرانی زبان کا لفظ ہے اور یہ لَقْمٌ سے مشتق ہے جس کے معنیٰ لقمہ نگلنے کے ہیں اس صورت میں یہ عجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عربی ہے لَقِمَ یَلْقَمُ لَقْمًا (س) منہ بند کرلینا، جلدی سے کھالینا، دوسرے کی بات میں بولنا، سبقت لے جانا، چونکہ حضرت لقمان منکرات کو روکنے میں سبقت لے جاتے تھے۔ مُرْتَجِل یعنی فی البدیہ کلام کہنے والے، بلا سوچے سمجھے حکمت کی بات کہہ دینے والے تھے اس صورت میں لقمان آخر میں الف نون زائدتان اور معرفہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا تو یہ اس فعلان کے مشابہ ہوگیا جس کی مؤنث فُعْلٰی کے وزن پر ہے، اور لقمان اسم علم ہے۔

حضرت لقمان کے نسب وزمانۂ نبوت اور پیشہ کے بارے میں اختلاف ہے، امام مقاتلؒ نے فرمایا: کہ وہ حضرت ایوبؑ کے خالہ زاد بھائی تھے، حضرت وہبؒ نے فرمایا: کہ حضرت ایوبؑ کے بھانجے تھے، واقدیؒ نے کہا: کہ وہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے، امام عبدالرحمٰن سہیلیؒ نے کہا: کہ وہ لقمان بن عنقا بن سرُّون ہیں وہ نوبیہ کے تھے جو اہل ایلہ سے تعلق رکھتے تھے، علامہ زمخشریؒ نے کہا: کہ وہ لقمان بن باعورہ ہیں جو حضرت ایوبؑ کے بھانجے یا خالہ زاد ہیں، بعض نے کہا: کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کے والد آزر کی اولاد میں سے ہیں انہوں نے ایک ہزار سال عمر پائی اور

حضرت داوٗدؑ نے بھی ان کے زمانہ کو پایا اور ان سے علم سیکھا اور آپ حضرت داوٗدؑ کی نبوت سے پہلے فتویٰ دیا کرتے تھے لیکن حضرت داوٗد کی بعثت کے بعد آپ نے فتویٰ دینا چھوڑ دیا تھا کہ اب میرے فتاویٰ کی ضرورت نہیں، حضرت سعید بن میسّبؒ نے کہا: کہ حضرت لقمان مصر کے حبشیوں میں سے تھے بڑے ہونٹوں والے تھے اللہ نے انہیں حکمت سے نوازا، اور نبوت سے محروم رکھا، حضرت عکرمہؒ اور حضرت شعبیؒ نے فرمایا: کہ حضرت لقمان نبی تھے اور اکثر حضرات یہی فرماتے ہیں کہ وہ حضرت داوٗدؑ کے زمانہ میں تھے اور نبی نہیں تھے، حضرت سعید بن میسّبؒ نے کہا: کہ وہ درزی تھے، حضرت ابن زیدؒ نے کہا: کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور حضرت خالد ربعیؒ نے کہا: کہ وہ بڑھی کا کام کرتے تھے، ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے جو بڑھی کا کام کرتے تھے، اصل بات یہ ہے کہ آپ غلام تھے اور آپ کے آقا بدلتے رہتے تھے لہذا جس آقا نے جس کام پر لگادیا آپ اسی کام پر لگ گئے ہوں گے اور آپ نوبیہ شمالی سوڈان افریقہ کے رہنے والے ایک سیاہ غلام تھے بعد میں عرب آکر آباد ہوئے عرب کے لوگ حضرت لقمان کو اچھی طرح جانتے تھے اور ان کی حکیمانہ باتوں کو نقل کیا کرتے تھے، آپ سیاہ فام تھے شکل وصورت بظاہر بہتر نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حکمت ودانائی سے وافر حصہ عطا کیا تھا لیکن یاد رہے کہ رنگ کی سیاہی کسی کے مرتبہ وکمال کیلئے نقصان دہ نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت وولایت اور حکمت کیلئے حسن وجمال کی شرط نہیں لگائی ہاں وہ مالک ان مراتب وکمالات کیلئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، اصل چیز تقویٰ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا: اِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ أَتْقَاکُمْ (سورۂ حجرات آیت:۱۳) بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے معزز وہ ہے جو تم میں سے بڑا پرہیزگار ہے۔

جمہور سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ نبی نہیں تھے بلکہ ایک نیک صالح انسان اور اللہ کے ولی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام حکمت ودانائی عطا فرمائی تھی آپ کی حکمت ودانائی ضرب المثل ہے اور حکیم آپ کے نام کا **جزو لاینفک** (وہ حصہ جو الگ نہ ہو سکے) بن گیا، حضرت ابن عمرؓ کی صریح مرفوع حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کہ حضرت لقمان نبی نہیں تھے وہ ایسے بندے تھے جو بہت زیادہ غور وفکر کرنے

والے اور اچھا یقین رکھنے والے تھے انہوں نے اللہ سے محبت کی تو اللہ نے ان سے محبت کی ان پر حکمت کا احسان فرمایا اور ان کو اختیار دیا گیا کہ ان کو خلیفہ بنا دیا جائے جو حق کے ساتھ فیصلہ کرے، حضرت لقمان نے عرض کیا: اے میرے رب! اگر تو نے مجھے اختیار دیا ہے تو میں عافیت کو قبول کرتا ہوں اور آزمائش کو ترک کرتا ہوں اور اگر تو نے میرے بارے میں حتمی فیصلہ فرما دیا ہے تو سر تسلیم خم ہے بے شک تو مجھے معصوم رکھے۔

حضرت قتادہؒ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو نبوت وحکمت میں اختیار دیا تو آپ نے نبوت پر حکمت کو ترجیح دی، حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آئے جب کہ آپ سو رہے تھے تو حضرت جبریل امینؑ نے ان پر حکمت کو بکھیر دیا آپ نے صبح کی تو حکمت کی باتیں کر رہے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نبوت پر حکمت کو کیسے اختیار کیا جب کہ آپ کو دونوں کا اختیار دیا گیا تھا؟ آپ نے فرمایا: اگر اللہ مجھے نبوت کو بطور فرض لازم کر دیتا تو میں اس معاملہ میں اس سے مدد کا طالب ہوتا لیکن اللہ نے مجھے اختیار دیا تو مجھے خوف ہوا کہ میں نبوت کے فرائض کی ادائیگی میں کمزور نہ پڑ جاؤں تو حکمت مجھے زیادہ محبوب تھی، حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حبشیوں کے سردار چار ہیں (۱) حضرت لقمانؓ (۲) حضرت نجاشیؓ (شاہ حبشہ) (۳) حضرت بلالؓ (۴) حضرت مہجعؓ، حضرت امام ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت کیا کہ ایک حبشی آدمی حضرت سعید بن مسیبؒ کی خدمت میں مسائل پوچھنے آیا تو آپ نے اس سے کسی قسم کی گرانی محسوس کرتے ہوئے فرمایا: کہ آپ اس وجہ سے غمگین نہ ہوں کہ آپ حبشی ہو بے شک لوگوں میں سے بہترین لوگ تین حبشی ہیں (۱) حضرت بلالؓ مؤذن رسول اللہ ﷺ (۲) حضرت مہجعؓ جو حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے اور اسلام میں غزوۂ بدر کے سب سے پہلے شہید ہیں (۳) حضرت لقمان، ان کا رنگ سیاہ تھا نوبیہ (سوڈان افریقہ) کے باشندے تھے اور ان کے ہونٹ موٹے تھے، حضرت ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حبشیوں (سوڈان) کو لازم پکڑ لو ان میں سے تین افراد جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے، حضرت لقمان حکیم، حضرت نجاشی، حضرت بلال موذن، طبرانیؒ نے کہا: سوڈان سے حبشی مراد لئے ہیں ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے پوچھا حضرت

لقمان کے بارے میں تمہیں کیا خبر پہونچی ہے؟ فرمایا وہ چھوٹے قد کے اور نوبہ کے باشندے سے بھی زیادہ چپٹی ناک والے تھے، حضرت عمر بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان ایک بڑی مجلس میں لوگوں کو حکمت و دانائی کی باتیں سنا رہے تھے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا تم وہی نہیں جو میرے ساتھ فلاں جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں وہی ہوں پھر اس نے کہا: کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا کہ مخلوق آپ کی تعظیم کرتی ہے اور آپ کے کلمات حکمت سننے کیلئے دور دور سے جمع ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی وجہ میرے دو کام ہیں ایک ہمیشہ سچ بولنا دوسرے فضول باتوں سے اجتناب کرنا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہونچایا اگر وہ کام آپ بھی اختیار کرلو تو آپ کو بھی یہی درجہ اور مقام حاصل ہوجائے گا وہ کام یہ ہیں: اپنی نگاہ کو پست رکھنا، زبان کو بند رکھنا، حلال روزی پر قناعت کرنا، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنا، بات میں سچائی پر قائم رہنا، عہد کو پورا کرنا، مہمان کا اکرام کرنا، پڑوسی کی حفاظت کرنا، فضول باتوں اور کاموں کو چھوڑ دینا۔

ایک شخص حضرت لقمان کو (حقارت کی نظر سے) دیکھ رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا: اگر آپ میرے ہونٹوں کو اس لئے دیکھ رہیں ہیں کہ وہ موٹے موٹے اور سخت ہیں تو کوئی بات نہیں کیونکہ ان سے کلام بڑا نرم و نازک نکلتا ہے اور اگر آپ مجھے اس لئے دیکھ رہے ہو کہ میرا جسم سیاہ ہے تو بھی کوئی بات نہیں کیوں کہ میرا دل روشن اور سفید ہے، حضرت خالد ربعی نے فرمایا: کہ حضرت لقمان بڑھئی تھے ایک مرتبہ ان کے آقا نے کہا: میرے لئے ایک بکری ذبح کرو اور اسکے دو بہترین ٹکڑے گوشت کے میرے پاس لے آؤ آپ نے بکری ذبح کی اور اس کے دل و زبان آقا کے پاس لے گئے آقا نے کہا: کیا بکری میں ان دونوں ٹکڑوں سے زیادہ بہتر ٹکڑا نہیں تھا؟ آپ خاموش رہے پھر آقا نے آپ سے کہا: دوسری بکری ذبح کرو اور اس کے خبیث ترین ٹکڑے لے آؤ آپ نے بکری ذبح کی اور پھر دل و زبان لے گئے آقا نے کہا: اس کی کیا وجہ ہے کہ میں نے آپ سے بکری کے گوشت کے بہترین ٹکڑے مانگے تو آپ دل و زبان لے آئے اور جب خبیث ترین مانگے تب بھی آپ یہی دونوں لائے؟ آپ نے فرمایا: میرے آقا! اگر دل و زبان اچھے رہیں تو ان سے بہتر کوئی عضو نہیں ہوسکتا اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر

کوئی عضو نہیں ہوسکتا، حضرت وہب بن منبہؒ کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت لقمان کی حکمت کی اتنی باتیں پڑھیں جو دس ہزار ابواب سے بڑھ کر ہیں، امام قالی نے اپنی امالی میں عتبی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہونچی کہ حضرت لقمان حکیم کہا کرتے تھے: کہ آدمی تین مقامات پر پہچانے جاسکتے ہیں (۱) بردبار غصہ کے وقت (۲) بہادر جنگ کے وقت (۳) تیرا بھائی جب تجھے اس کی ضرورت ہو، حضرت لقمان نے زیادہ نصیحتیں اپنے بیٹے کو کی ہیں یـا بـنـی کے ذریعہ کہ اے میرے پیارے بیٹے! اور یہ صیغۂ تصغیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہے اسی لئے بیٹے کو وہ وصیتیں کی جو اس کے لئے سعادت کا موجب تھیں جبکہ وہ اس پر عمل کرے اور یہ تصغیر رحمت وعطوفت کی ہے قرآن کریم میں یابنی لا تشرک سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بیٹا ابتداء گا فر تھا امام قشیریؒ نے فرمایا: کہ ان کا بیٹا اور بیوی دونوں کافر تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے: کہ بیٹا مسلمان تھا اور اسکو شرک سے منع کرنا اس وجہ سے تھا کہ کہیں مستقبل میں شرک میں مبتلا نہ ہو جائے جنہوں نے کافر کہا انہوں نے کہا: کہ حضرت لقمان کی جد وجہد اور نصائح کی بدولت دونوں مسلمان ہو گئے تھے، ان کے بیٹے کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، امام عبدالرحمٰن سہیلیؒ نے کہا: ان کے بیٹے کا نام ثاران تھا یہ ابن جریر اور قتیبیؒ کا قول ہے: اور امام کلبیؒ نے کہا: کہ اَشْکَم تھا اور امام نقاشؒ نے کہا: انعم تھا اور مشہور قول آخری ہے اسی لئے حضرت لقمان کی کنیت ابو اُنعم تھی۔

اور حضرت لقمان کی قبر فلسطین کے شہر رملہ کی بستی صَرْفَنْد میں واقع ہے، حضرت قتادہؓ نے فرمایا: کہ حضرت لقمان کی قبر رملہ (فلسطین) میں ہے رملہ کی مسجد اور بازار کے درمیان واقع ہے اور یہاں پر ستر انبیاءؑ کی قبریں ہیں جن کا وصال حضرت لقمان حکیم کے بعد ہوا، مروی ہے کہ ان حضرات کا ایک ہی دن بھوک سے وصال ہوا جنہیں بنی اسرائیل نے بیت المقدس سے نکالا اور وہ مجبور ہو کر رملہ میں آئے اور بنی اسرائیل نے ان کا محاصرہ کیا اور وہ حضرات بھوکے پیاسے یہیں فوت ہوئے اور یہیں مدفون ہوئے، حضرت لقمان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اپنے پیارے بیٹے کو وصیت کر رہے تھے یَـابُـنَـیَّ اِنَّهَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ یہ ان کی آخری وصیت تھی اس کلمہ کی ہیبت سے حضرت لقمان کا جگر پھٹ گیا وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔ (ماخوذ از: تفسیر درمنثور، قرطبی، ابن کثیر، روح البیان، ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم رازی، روح المعانی، معالم التنزیل سورۂ لقمان)۔

یَابُنَیَّ یاحرف ندا، بُنَیَّ میرے بیٹے، میرے پیارے بیٹے، میرے چھوٹے بیٹے، یہ ابن کی تصغیر ہے یہاں تصغیر شفقت ومحبت کیلئے ہے اور یہ تصغیر پہلے حرف با کو ضمہ دیکر اور دوسرے حرف نون کو فتحہ دیکر اس کے بعد یائے ساکنہ (جس کو یائے تصغیر بھی کہا جاتا ہے) کا اضافہ کرکے بنائی گئی ہے جس طرح کہ ہم اردو میں بھی بولتے ہیں ننّا، منّا (چھوٹا اور پیارا بیٹا) اور بُـنَـیّ مضاف ''ی'' ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، اضافت کے باعث یاء کا یاء میں ادغام کردیا اور بُنَیٌّ تصغیر پر حرف ندا کی صورت میں کیا اعراب پڑھیں گے اس میں دو لغت ہیں یَـابُنَیِّ اور یَـا بُنَیَّ جس طرح یَـا أَبَتِ اور یَـا أَبَتَ دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور ابن کا لام کلمہ محذوف ہے وہ لام کلمہ یاء ہے یا واؤ ہے اس بارے میں اختلاف ہے امام زجاجؒ اور دُرُسْتُوَیْہؒ نے کہا: کہ یا محذوف ہے اصل میں بَنِیٌ تھا اور یہ بِـنَاءٌ سے مشتق ہے بَـنٰی یَبْنِی بَنْیًا وبِنَاءً وبُنْیَانًا وبِنْیَةً وبِنَایَةً، البیت: تعمیر کرنا، الارض: (ض) آباد کرنا، مکانات بنانا، کسی چیز کو دوسری چیز پر رکھنا، چونکہ ابن (بیٹا) باپ کی فرع ہے اور اصل و بنیاد پر عمارت ہے۔

اور امام اخفشؒ نے فرمایا: کہ اِبْنٌ کے آخر سے واؤ محذوف ہے اور یہ اصل میں بَـنَوٌ تھا اور اس کی تائید بُـنُـوَّةٌ (بمعنی فرزندی) سے ہوتی ہے بَـنَوٌ کے آخر سے واؤ کو ثقل کی وجہ سے حذف کردیا اور اس کے عوض میں شروع میں ہمزہ وصل لے آئے جیسا کہ ''اِسْمٌ'' میں ہوا جو کہ اصل میں ''سِـمْوٌ'' تھا پس اس تعلیل سے بَـنَوٌ سے اِبْنٌ بن گیا اور ابن کے معنی لڑکا، فرزند جمع بَنُوْنٌ اور أَبْنَاءٌ آتی ہے (قرطبی، روح المعانی، عمدۃ الحفاظ)۔

مَـزَارِعُ مَزْرَعَةٌ کی جمع اور اسم ظرف کا صیغہ ہے جائے کاشت زَرَعَ یَـزْرَعُ زَرْعًا (ف) بیج بونا، کھیتی کرنا، اسی سے اِزْرَعْ بصیغۂ امر ہے، طِیبٌ: خوشبو والی چیز، پاکیزہ، عمدہ، جمع طِیَابٌ، طُیُوْبٌ، أَطْیَابٌ آتی ہے، طَـابَ یَـطِیْبُ طِیبًـا (ض) اچھا اور عمدہ ہونا، لذیذ ہونا، پاکیزہ ہونا، میٹھا ہونا۔ طِـیْـبُ الْکَلَام میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے یعنی وہ کلام جو طیب وعمدہ ہے، نَبَـتَ یَـنْبُتُ نَبْتًا ونَبَاتًا (ن) اگنا، جمنا۔ بَعْضٌ: بمعنی کچھ حصہ اس کی جمع أَبْیَاضٌ آتی ہے۔

مطلب: حضرت حکیم لقمان کی یہ نصیحت نوع انسان کیلئے بڑی زبردست ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ عمدہ وبہتر بات کہے جو مخاطب کے دل پر اثر انداز ہو اگر تمام باتیں اس کے دل پر اثر انداز نہ ہوں تو کم از کم کچھ تو ہوں

گی جس طرح کھیتی میں بیج ڈالنے سے یا تو تمام ہی بیج اگ آئیں گے یا کم از کم تھوڑے تو ضرور اگیں گے تو اسی طرح دل کھیتیاں ہیں اس میں اچھی ہی باتیں ڈالنی چاہئیں تو عمدہ کلام بعض دفعہ دشمنی کے دور ہونیکا سبب بھی بن جاتا ہے اور مخاطب کی ہدایت کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے اور عمدہ بات نیکی اور صدقہ بھی ہے اور مخاطب اس کو فوراً احترام سے قبول بھی کر لیتا ہے، برخلاف بری بات کے۔

حضرت لقمان کا پورا مقولہ اس طرح ہے: **وَقَالَ لُقْمَانُ لِوَلَدِهٖ: یَابُنَیَّ! إِنَّ مِنَ الْکَلَامِ مَاھُوَ أَشَدُّ مِنَ الْحَجَرِ، وَأَنْفَذُ مِنْ وَخْزِ الإِبَرِ، وَأَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ وَأَحَرُّ مِنَ الْجَمْرِ، وَإِنَّ الْقُلُوْبَ مَزَارِعُ، فَازْرَعْ فِیْهَا طِیْبَ الْکَلَامِ فَإِنْ لَمْ یَنْبُتْ فِیْهَا کُلُّهٗ نَبَتَ بَعْضُهٗ** (جواھر الأدب من خزائن العرب ص:۴۷/ج:۲/وصایا القمان الحکیم لإبنه ص۱۵/عنوان البیان وبستان الأذھان ص:۴۷) اور حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے لاڈلے فرزند! کلام وگفتگو میں سے بعض وہ ہے جو پتھر سے بھی زیادہ بھاری ہے، اور سوئی کی نوک سے زیادہ تیز آر پار کرنے والا ہے، اور ایلوے سے بھی زیادہ کڑوا ہے اور آگ کی چنگاری سے بھی زیادہ گرم ہے، اور یقیناً قلوب کھیتیاں ہیں، تو ان میں عمدہ گفتگو کا بیج ڈال پس اگر تمام باتیں نہ جمیں تو بعض باتیں تو ضرور جم جائیں گی (نفحة الیمن الباب الخامس ص:۱۷۸)۔ کہتے ہیں: کہ عمدہ کلام اگر سو بار بھی دہرایا جائے تو اچھا لگتا ہے۔

نیز کہا گیا ہے کہ: گڑ نہ دے تو گڑ سی بات کر لے، یعنی اگر تم کسی کو فائدہ نہیں پہونچا سکتے تو کم از کم شیریں کلامی سے پیش آؤ، اگر شیریں کلامی سے بھی محروم ہو، تو دل آزار کلمات سے باز رہو۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

(علامہ اقبالؒ)

<u>ترکیب</u>: قال فعل، لقمان فاعل، لام حرف جر، ابن مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا قال فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ کے،ادعو فعل،انا ضمیر اس میں فاعل، بنی مضاف، ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ،ادعو فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، ان حرف مشبہ بالفعل،القلوب اس کا اسم، مزارع اس کی خبر،ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا،فازرع میں فاء فصیحیہ، ازرع فعل امر،انت ضمیر فاعل، فی حرف جر، ھا مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ازرع فعل کے، طیب مضاف،الکلام مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، فاء فصحیحیہ ، ان حرف شرط،لم ینبت فعل مضارع معروف بلم، کل مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، ینبت فعل،بعض مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر جزا،شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

<u>دوسری ترکیب</u>:قال فعل، لقمان فاعل،لام حرف جر، ابن مضاف،ہ ضمیر مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا قال فعل کے،قال فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر قول،یا حرف ندا قائم مقام ادعو کے، ادعو فعل با فاعل، بنی مضاف، ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مفعول بہ ہوا ادعو فعل کا،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ندا،ان حرف مشبہ بالفعل،القلوب اس کا اسم، مزارع اس کی خبر،ان حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفسَّر ، فاء تفسیریہ،ان حرف شرط، لم ینبت فعل مضارع معروف بلم، کل مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا لم ینبت فعل کا،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا،شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر تفسیر ہوئی مفسَّر کی، مفسر اپنی تفسیر سے مل کر پھر تفسیر ہوئی پہلے مفسر کی، مفسر اپنی تفسیر سے مل کر منادیٰ، ندا اپنے منادی سے مل کر مقولہ ہوا قول کا،قول اپنے مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۱)لَا تَطْلُبْ سُرْعَةَ الْعَمَلِ، وَاطْلُبْ تَجْوِيْدَهٗ، فَإِنَّ النَّاسَ لَا يَسْئَلُوْنَ فِيْ كَمْ فُرِغَ؟

وَإِنَّمَا يَنظُرُوْنَ إِلٰى إِتْقَانِهٖ وَجَوْدَةِ صَنْعَتِهٖ۔

کام کے جلد ہونے کومت طلب کر، بلکہ کام کی عمدگی کوطلب کر، کیوں کہ لوگ نہیں پوچھیں گے کہ کتنی مدت میں فراغت حاصل کی گئی؟ صرف لوگ دیکھیں گے کام کی مضبوطی اور اس کی حسن کارکردگی کو۔

جَوَّدَ يُجَوِّدُ تَجْوِيْدًا (تفعیل) خوبصورت بنانا، عمدہ بنانا۔ کم: استفہامیہ بمعنی کتنے، کتنی، بہت، کس مقدار میں۔ فَرَغَ يَفْرُغُ فَرَاغًا وفُرُوْغًا (ف،ن،س) کام سے فارغ ہونا، خالی ہونا۔

یہاں فُرِغَ ماضی مجہول کا صیغہ ہے، ماضی معروف فَرَغَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ نَظَرَ يَنْظُرُ نَظْراً (ن،س) دیکھنا۔ أَتْقَنَ يُتْقِنُ إِتْقَاناً (افعال) ٹھوس طریقہ پر کرنا، مضبوطی سے کرنا۔ جَادَ يَجُوْدُ جَوْدَةً (ن) عمدہ ہونا۔ صَنْعَةٌ: کاری گری، بناوٹ، صَنَعَ يَصْنَعُ صَنْعاً وصُنْعاً الشيئَ (ف) بنانا، صَنَّعَ کاری گری دکھانا، مزین کر کے بنانا۔

مطلب: آدمی کو چاہئے کہ کام میں جلد بازی کا مطالبہ نہ کرے جلد بازی سے بسا اوقات کام خراب ہوجاتا ہے بلکہ کام کی مضبوطی وعمدگی کا مطالبہ کرے اس لئے کہ لوگ کام کی مضبوطی اور حسن کارکردگی کو دیکھیں گے یہ سوال نہیں کریں گے کہ اس میں کتنا وقت لگا؟۔ یہ افلاطون حکیم کا قول ہے(الآداب النافعة بالفاظ المختارة الجامعة لابن شمس الخلافة جعفر بن محمد / نفحة اليمن الباب الخامس /ص:۱۶۴/مجانی الأدب/ص:۱۵/الباب الثانی فی الحکم)۔ ہندی کہاوت ہے: سہج پکا سو میٹھا، یعنی آرام سے کام تسلی بخش ہوتا ہے۔

صنعت تجھے آتی ہے پرانی بھی، نئی بھی	معلوم ہیں اے مرد ہنر تیرے کمالات

ترکیب: لا تطلب فعل نہی، انت ضمیر اس میں فاعل، سرعة مضاف، العمل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، اطلب فعل امر، انت ضمیر اس میں فاعل، تجوید مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف

سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

فَاِنَّ، فا تعلیلیہ، انَّ حرف مشبہ بالفعل، الناس اس کا اسم، لا یسئلون فعل، ھم ضمیر اس میں فاعل، في حرف جر، کم ممیّز، مدۃ محذوف اس کی تمیز، ممیّز تمیز سے مل کر فرغ فعل کا مفعول فیہ مقدم، فرغ فعل مجہول، ھو ضمیر اس کا نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مجرور ہوا في حرف جر کا، جر مجرور سے مل کر متعلق ہوا لا یسئلون کے، لا یسئلون اپنے فاعل و متعلق سے مل کر ان حرف مشبہ بالفعل کی خبر، ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ استینافیہ، انما حرف حصر، ینظرون فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، الی حرف جر، اتقان مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، جودۃ مضاف، صنعۃ مضاف الیہ مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، صنعۃ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا جودۃ مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا الی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ینظرون فعل کے، ینظرون فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

<u>دوسری ترکیب</u>: لا تطلب سرعة العمل، واطلب تجویده (حسب سابق) معطوف علیہ معطوف سے مل کر معلل، فا تعلیلیہ، ان الناس حرف مشبہ بالفعل کا اسم، لا یسئلون فی کم فرغ معطوف علیہ، اس کے بعد والا آخر تک معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر انَّ حرف مشبہ بالفعل کی خبر، پھر اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر تعلیل، معلل اپنی تعلیل سے مل کر جملہ تعلیلیہ ہوا۔

(۱۳۲) لَا تَدْفَعَنَّ عَمَلًا عَنْ وَقْتِهٖ، فَإِنَّ لِلْوَقْتِ الَّذِیْ تَدْفَعُهُ إِلَیْهِ عَمَلًا آخَرَ، وَلَسْتَ تُطِیْقُ، لِإِزْدِحَامِ الْأَعْمَالِ، لِأَنَّهَا إِذَا إِزْدَحَمَتْ دَخَلَهَا الْخَلَلُ ۔ ہرگز مت ٹال تو کسی کام کو اس کے وقت سے، اس لئے کہ اس وقت کیلئے جس کی طرف تو ٹالے گا دوسرا کام ہوگا، اور تو طاقت نہیں رکھے گا دونوں کو انجام دینے کی، کاموں کی بھیڑ کی وجہ سے، اس لئے کہ جب کام زیادہ ہو جاتے ہیں تو ان میں خلل داخل ہو جاتا ہے۔

لا تدفعن: نہی حاضر بانون ثقیلہ کا واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے، دَفَعَ یَدْفَعُ دَفْعًا و دَفَاعًا ویَدْفَعًا (ف) ہٹانا، دور کرنا، ٹالنا۔ لَسْتَ: لیس فعل ناقص ماضی سے واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے بمعنی نہیں ہے تو، تُطِیْقُ: مضارع معروف کے واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے، أَطَاقَ یُطِیْقُ إِطَاقَةً (افعال) قادر ہونا، طاقت رکھنا، مجرد میں طَاقَ یَطُوْقُ طَوْقًا (ن)۔ إِزْدَحَمَ یَزْدَحِمُ إِزْدِحَامًا (افتعال) ایک دوسرے کو دھکیلنا، بھیڑ ہونا، مجرد میں زَحَمَ یَزْحَمُ زَحْمًا وزِحَامًا (ف) بھیڑ کرنا، تنگی کرنا۔ إِزْدِحَامُ اصل میں إِزْتِحَامُ تھا فائے افتعال زا ہونے کی وجہ سے تائے افتعال دال سے بدل گئی ازدحام ہو گیا، إِزْدَحَمَتْ: باب افتعال سے ماضی کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اصل میں إِزْتَحَمَتْ تھا قاعدۂ مذکورہ سے تا دال سے بدل گئی إِزْدَحَمَتْ ہو گیا۔ اَلْخَلَلُ: دو چیزوں کے درمیان کشادگی، فساد، سستی، انتشار، پراگندگی، شگاف، جمع خِلَالٌ آتا ہے۔

مطلب: ہر کام کو وقت پر کر لینے سے آدمی آسودہ حال رہتا ہے، جو کام آج ہی کرنے کا ہو اس کو آج ہی بلکہ فوراً کر لینا چاہئے اور اگر اس کو اگلے دن پر مؤخر کر دیں گے تو اگلے دن کا کچھ بھروسہ نہیں، ہو سکتا ہے کہ اگلے دن دیگر کام پیش آجائیں پھر دشواری پیدا ہو جائے، اور ذہن پر بوجھ پڑے، اور کام میں کمی کوتاہی رہ جائے، کاموں کو وقت سے مؤخر کرنا سستی کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت وقت کو رائیگاں کرنا بھی۔ یہ افلاطون کا قول ہے۔ (الآداب النافعة بالألفاظ المختارة الجامعة رص:۲۷، التاریخ والمؤرخین فی مصر والأندلس رص:۱۵۴، ج:ا رنفحة الیمن الباب الخامس رص:۱۶۴)۔ کہتے ہیں: کہ وقت پر کیا ہوا کام تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے۔ نیز کہا گیا: جو شخص وقت کی قدر نہیں کرتا وہ کبھی اقتدار حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی کو ایک ہندی شاعر نے کہا:

کل کرے سو آج کر پھر کرے سو اب کر ۔ پل میں پرے ہوئے گی پھر کرے گا کب

ترکیب: لا تدفعن فعل نہی بانون ثقیلہ، انت ضمیر فاعل، عملا مفعول بہ، عن حرف جر، وقت مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لا تدفعن فعل کے، لا تدفعن اپنے فاعل ومفعول بہ ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، فا تعلیلیہ، انَّ حرف مشبہ بالفعل، لام حرف جر، الوقت

موصوف، الذی اسم موصول، تدفع فعل، انت ضمیر اس میں فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، الی حرف جر، ہٖ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تدفع فعل کے، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا الذی اسم موصول کا، موصول صلہ سے مل کر صفت ہوئی الوقت موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر کائن محذوف کے متعلق ہوکر انّ کی خبر مقدم، عملا موصوف، آخر صفت، موصوف صفت سے مل کر انّ کا اسم مؤخر، ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینافیہ، لست فعل ناقص، انت ضمیر اسمیں پوشیدہ اس کا اسم، تطیق فعل، انت ضمیر اس میں فاعل، لام حرف جر، ازدحام مضاف، الاعمال مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر تطیق کے متعلق ہوکر لست فعل ناقص کی خبر، لست فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لام تعلیلیہ، ان حرف مشبہ بالفعل، ھا ضمیر اس کا اسم، اذا حرف شرط، ازدحمت فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث غائب، ھی ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، دخل فعل، ھا ضمیر مفعول بہ، الخلل فاعل، فعل فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر ان حرف مشبہ بالفعل کی خبر، ان حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

__دوسری ترکیب__: لا تدفعن عملا عن وقتہ حسب سابق جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معلل، پھر فان للوقت الذی تدفعہ الیہ عملا آخر حسب سابق جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل، معلل تعلیل سے ملک جملہ تعلیلیہ ہوا، پھر ولست تطیق لازدحام الاعمال حسب سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معلل، پھر لانہا اذا ازدحمت دخلها الخلل حسب سابق جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل، معلل تعلیل سے جملہ تعلیلیہ ہوکر خبر ہوئی لست کی، لست اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۳) سِتَّةٌ لَاتُفَارِقُهُمُ الْكَآبَةُ: اَلْحَقُوْدُ، وَالْحَسُوْدُ، وَفَقِيْرٌ قَرِيْبُ الْعَهْدِ بِالْغِنٰى، وَغَنِيٌّ يَخْشَى الْفَقْرَ، وَطَالِبُ رُتْبَةٍ يَقْصُرُ عَنْهَا قَدْرُهٗ، وَجَلِيْسُ أَهْلِ الْأَدَبِ وَلَيْسَ مِنْهُمْ۔ چھ قسم کے لوگ

ایسے ہیں جن سے پریشانی جدا نہیں ہوتی: زیادہ کینہ رکھنے والا، اور زیادہ حسد کرنے والا، اور وہ فقیر جس کے مال دار رہنے کا زمانہ قریب ہو، اور وہ مال دار جو محتاجی سے ڈرتا ہو، اور ایسے مرتبہ کا طلب گار جس سے اس کی قدر کم ہوتی ہو، اور اہل ادب کا ہم نشین اس حال میں کہ وہ اہل ادب میں سے نہ ہو۔

تُفَارِقُ مضارع معروف کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے فَارَقَ يُفَارِقُ فِرَاقًا و مُفَارَقَةً (مفاعلت) جدا ہونا، الگ ہونا۔ الْكَآبَةُ: سخت پریشانی، رنج وغم، كَئِبَ يَكْئَبُ كَأْبًا و كَأبَة (س) غمگین ہونا، شکستہ دل ہونا، رنج وغم میں مبتلا ہونا۔ اَلْحَقُوْدُ: بروزن صَبُوْرٌ مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی بہت کینہ ور، حَقَدَ يَحْقِدُ حِقْدًا و حَقَدًا (ض،س) کینہ رکھنا، عداوت رکھنا، دشمنی رکھنا۔ حِقْدٌ: کینہ کو کہتے ہیں جمع أَحْقَادٌ و حُقُوْدٌ آتی ہے۔ اَلْحَسُوْدُ: بروزن صَبُوْرٌ مبالغہ کا صیغہ ہے بہت حسد کرنے والا، طبعی اور فطری حاسد یہ مذکر ومؤنث دونوں کیلئے مستعمل ہے جمع حُسُدٌ آتی ہے، حَسَدَ يَحْسُدُ حَسدًا و حَسَادَةً (ن،ض) زوال نعمت کی تمنا کرنا۔ صفت کیلئے حَاسِدٌ جمع حُسَّادٌ وحَسَدَةٌ و حُسَّدٌ۔ فَقِيْرٌ: بمعنی محتاج جمع فُقَرَاءُ آتی ہے فَقُرَ يَفْقُرُ فَقَارَةً (ک) مفلس ہونا محتاج ہونا۔ قریب: بمعنی نزدیک جمع أَقْرِبَاءُ، قَرُبَ يَقْرُبُ قُرْبًا قُرْبَانًا و قِرْبَانًا (ک) قریب ہونا، نزدیک ہونا۔ الْعَهْدُ: اصل معنی ضمان، امان، دوستی اور قسم کے ہیں اور یہاں مراد حال اور زمانہ ہے جمع عُهُوْدٌ آتی ہے۔ غَنِيٌّ: بمعنی مال دار جمع أَغْنِيَاءُ آتی ہے غَنِيَ يَغْنٰى غِنًى و غَنَاءً و غُنْيَانًا (س) مالدار ہونا۔ خَشِيَ يَخْشٰى خَشْيًا و خَشْيَةً (س) ڈرنا۔ رتبة: مرتبہ، مقام، درجہ جمع رُتَبٌ۔ قَصَرَ يَقْصُرُ قُصُوْرًا (ن) ناقص ہونا، کم ہونا۔ قَدْرٌ: عزت، مرتبہ، وقار جمع أَقْدَارٌ، قَدَرَ يَقْدِرُ قَدْرًا و قَدَرًا (ن،ض) تعظیم کرنا، عزت کرنا۔ جَلِيْسٌ: بمعنی ہم نشین، رفیق جمع جُلَسَاءُ و جُلَاسٌ آتی ہے، جَلَسَ يَجْلِسُ جُلُوْسًا و مَجْلِسًا (ض) بیٹھنا۔

مطلب: انسان کی چھ قسم کی ایسی خصلتیں ہوتی ہیں جن سے ہر ایک انسان کو بچنا چاہئے جن کی وجہ سے انسان پریشان وغم زدہ رہتا ہے، اول کینہ ودشمنی رکھنے والا خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے، دوسرے حاسد اپنے ہی حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے، تیسرے وہ فقیر جو قریبی زمانہ میں مالدار رہا ہو تو وہ اپنے مالداری کے زمانہ کو یاد کر کے غم

کرے گا، چوتھے وہ مال دار جو محتاجگی سے ڈرے اور اخلاقاً وشرعاً خرچ کرنے سے خوف کرے کہ کہیں وہ فقیر نہ ہو جائے اس کو بھی سکون نہیں ملتا، پانچویں ایسے عہدے کا خواہشمند کہ اس عہد و مرتبہ کی وجہ سے اس کی عزت کم ہوتی ہے یہ بھی پریشان رہے گا، چھٹے وہ ادباء وشرفاء کے پاس بیٹھنے والا تاکہ لوگ اس کو بھی ادیب وشریف خیال کریں حالانکہ وہ ادیب وشریف نہ ہو تو یہ لوگوں کو دھوکہ دینے والا ہو گیا ان کو زندگی میں اطمینان کی دولت نصیب نہیں ہوتی (عنوان البیان وبستان لأذہان ر ص:۱۸۲ / روضة الأدب ر ص:۱۲۸ / نفحۃ الیمن الباب الخامس ر ص:۱۶۹)۔ کہتے ہیں: کہ غم و پریشانی سے بیماری بھلی۔

ے
حسنِ اخلاق سے ہو جاتا ہے ہر کوئی خلیق　　　حسن اخلاق سے ہو جاتا ہے بے گانہ بھی خلیل

<u>ترکیب</u>: ستة مبتدا، لاتفارق فعل مضارع منفی، هم ضمیر مفعول بہ، الکابة فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ الحقود سے پہلے احدهم یا احدها محذوف ہے، احد مضاف، هم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، الحقود اس کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، ثانیهم میں ثانی مضاف، هم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، الحسود خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، ثالث مضاف، هم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، فقیر موصوف، قریب مصدر مضاف، العهد مضاف الیہ، با حرف جر، الغنٰی مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا قریب مصدر کے، قریب مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ و متعلق سے مل کر صفت ہوئی فقیر موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، رابع مضاف، هم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، غنی موصوف، یخشی فعل، هو ضمیر اسمیں فاعل، الفقر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی غنی موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، خامس مضاف، هم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، طالب مضاف، رتبة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر موصوف، یقصر فعل کے، قدر مضاف، ہ ضمیر مضاف

الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ہوئی طالب رتبة کی موصوف صفت سے مل کر خبر،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا،سادس مضاف،ھم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا،واؤ استینافیہ، جلیس مضاف،اھل مضاف الیہ مضاف،الادب مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا جلیس مضاف کا،مضاف مضاف الیہ سے مل کر ذوالحال،واؤ حالیہ، لیس فعل ناقص،ھو ضمیر اسکا اسم،من حرف جر، ھم ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل کے، کائنا شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر لیس کی خبر،لیس فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال، ذوالحال حال سے مل کر سادسھم مبتدا کی خبر،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۴) حُسْنُ الْخُلْقِ يُوْجِبُ الْمَوَدَّةَ، وَسُوْءُ الْخُلْقِ يُوْجِبُ الْمُبَاعَدَةَ، وَالْإِنْبِسَاطُ يُوْجِبُ الْمُوَانَسَةَ، وَالْإِنْقِبَاضُ يُوْجِبُ الْوَحْشَةَ، وَالْكِبْرُ يُوْجِبُ الْمَقْتَ، وَالْجُوْدُ يُوْجِبُ الْحَمْدَ، وَالْبُخْلُ يُوْجِبُ الْمَذَمَّةَ۔ اچھی عادت محبت کوواجب کرتی ہے،اور بری عادت دوری کوواجب کرتی ہے،اور خندہ روئی باہمی انس کوواجب کرتی ہے،اور ترش روئی وحشت کوواجب کرتی ہے،اور بڑائی بغض کوواجب کرتی ہے،اور سخاوت تعریف کوواجب کوتی ہے،اور کنجوسی مذمت کوواجب کرتی ہے۔

أَوْجَبَ يُوْجِبُ إِيْجَابًا (افعال) لازم کرنا،ثابت کرنا،اور مجرد میں وَجَبَ يَجِبُ وُجُوْبًا وَجَبَةً (ض) آتا ہے۔المودة: بالفتح دوستی،محبت،وَدَّ يَوَدُّ وَدًّا ومُوَدَّةً (س) چاہنا،محبت کرنا،دوستی کرنا۔سُوْءٌ: برائی،تکلیف،اذیت،سَاءَ يَسُوْءُ سُوْأً براہونا،قبیح ہونا(ن)۔بَاعَدَ يُبَاعِدُ مُبَاعَدَةً (مفاعلت) دور ہونا، دور کرنا،اور مجرد میں (ک،س) آتا ہے۔إِنبساط: باب افتعال کا مصدر ہے بمعنی خندہ رو ہونا،ہنس مکھ ہونا، فرحت محسوس کرنا،خوش ہونا اور مجرد میں بَسُطَ يَبْسُطُ بِسَاطَةً (ک) پُر مذاق ہونا۔بَسِيْطُ الْوَجْهِ ہنس مکھ کو کہتے ہیں جمع بُسَطَاءُ آتی ہے۔موانسة: باب مفاعلت کا مصدر ہے۔آنَسَ يُوَانِسُ مُوَانَسَةً (مفاعلت) باہمی الفت کرنا،محبت کرنا،مہربانی کرنا،تسلی دینا،مانوس بنانا۔مجرد میں أَنَسَ يَانِسُ أَنَسًا وأُنْسًا (ض،ک،س)

مانوس ہونا، محبت کرنا۔ اِنْقَبَضَ یَنْقَبِضُ اِنْقِبَاضًا (انفعال) تنگ دل ہونا، سمٹنا، ترش رو ہونا۔ اَلْوَحْشَةُ: وحشت، غم، بے تعلقی، طبیعت کا انقباض، تنہائی کا خوف۔ وَحَشَ یَحِشُ وَحْشًا (ض) وحشت زدہ ہونا، دل گھبرانا، وحشی ہو جانا۔ اَلْمَقْتُ: بغض، کینہ، ناپسندیدگی، مَقَتَ یَمْقُتُ مَقْتًا (ن) بہت بغض رکھنا۔ اَلْجُوْدُ: بخشش، سخاوت جَادَ یَجُوْدُ جُوْدًا (ن) بخشش کرنا، سخاوت کرنا، جَوَّادٌ سخی کو کہتے ہیں مذکر و مؤنث دونوں کیلئے مستعمل ہے اس کی جمع أَجْوَادٌ، أَجَاوِدُ، جُوْدٌ، جُوْدَةٌ، جُوَدَاءُ آتی ہے۔ اَلْمَذَمَّةُ: برائی ذَمَّ یَذُمُّ ذَمًّا و مَذَمَّةً (ن) برائی بیان کرنا، عیوب بیان کرنا۔

مطلب: اس مقولہ میں اچھی عادات کے مقابلہ میں پیدا ہونے والی بری عادات کا تذکرہ ہے کہ عمدہ عادات اختیار کرنی چاہئے اور بری عادات سے اجتناب کرنا چاہئے، مطلب واضح ہے تفصیل کیلئے دیکھیں (المستطرف رص:۴۳۳/الباب الخامس، المجد فی بیان بغداد والبصرة ونجد رص:۱۶/نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۸۰)۔ کہتے ہیں: کہ جبلی خصلت پر تربیت، سونے پر سہاگہ ہوتی ہے۔

حسنِ اخلاق ملک خدا کا تاج ہے　　ہے جس کے سر پہ، ہر جگہ اس کا راج ہے

<u>ترکیب</u>: حسن مضاف، الخلق مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، یوجب فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، المودۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینافیہ، سوء مضاف، الخلق مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، یوجب فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، المباعد مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینافیہ، الانبساط مبتدا، یوجب فعل بافاعل، الموانسۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینافیہ، الانقباض مبتدا، یوجب فعل بافاعل، الوحشۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینافیہ، الکبر مبتدا، یوجب فعل بافاعل، المقت مفعول بہ،

فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینا فیہ، الجود مبتدا، یوجب فعل بافاعل، الحمد مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینا فیہ، البخل مبتدا، یوجب فعل بافاعل، المذمۃ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۵) قَالَ حَكِيمٌ: اَلْإِحْسَانُ قَبْلَ الْإِحْسَانِ فَضْلٌ، وَبَعْدَ الْإِحْسَانِ مُكَافَاةٌ، وَبَعْدَ الْإِسَاءَ ـةِ جُودٌ، وَالْإِسَاءَةُ قَبْلَ الْإِسَاءَةِ ظُلْمٌ، وَبَعْدَ الْإِسَاءَةِ مُجَازَاةٌ، وَبَعْدَ الْإِحْسَانِ لَوْمٌ۔ ایک عقل مند نے کہا: احسان کرنا احسان سے پہلے بزرگی ہے، اور احسان کے بعد تلافی ہے، اور برائی کے بعد سخاوت ہے، اور برائی کرنا برائی سے پہلے ظلم ہے، اور برائی کے بعد بدلہ ہے، اور احسان کے بعد کمینہ پن ہے۔

فَضْلٌ: بمعنی احسان، بزرگی، فَضَلَ يَفْضُلُ فَضْلًا زائد ہونا، صاحب فضل ہونا، (ن، ک)۔ كَافَأَ يُكَافِأُ مُكَافَأَةً (مفاعلت) ایک دوسرے کو بدلہ دینا، برابری کرنا۔ ظَلَمَ يَظْلِمُ ظُلْمًا و ظَلْمًا و مَظْلِمَةً (ض) بے موقع رکھنا، ظلم کرنا، تعدی کرنا۔ أَسَاءَ يُسِيئُ إِسَاءَةً (افعال) بدی کرنا، خراب کرنا، بگاڑنا، برا سلوک کرنا، اور مجرد میں سَاءَ يَسُوْءُ سَوْأً (ن) قبیح ہونا، برا ہونا۔ جَازَا يُجَازِي مُجَازَاةً (مفاعلت) بدلہ دینا، مجرد میں جَزٰی يَجْزِي جَزَاءً (ض) یہ مکافاۃ کے ہم معنیٰ ہے۔ لَوْمٌ: کمینہ پن، ملامت، خوف، ڈر، لَامَ يَلُوْمُ لَوْمًا و مَلَامَةً (ن) ملامت کرنا، صفت کیلئے لَائِمٌ جمع لُوَّمٌ: لُوَّامٌ اور لُيَّمٌ آتی ہے۔

مطلب: کسی کے احسان سے پہلے اس پر احسان کرنا فضل وکرم ہے، اور احسان کے بعد احسان کرنا مکافات اور بدلہ ہے، اور برے سلوک کے جواب میں بھی احسان کرنا کرم ہے، اور کسی کی بدسلوکی سے پہلے اس کے ساتھ برائی کرنا ظلم وستم ہے، اور برائی کے مقابلہ میں برائی کرنا مکافات اور بدلہ ہے اور احسان کے مقابلہ میں برائی کرنا کمینہ پن اور خباثت ہے۔ یہ حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے۔ (تفسیر روح البیان رص:۹۵رج:۲رسورۂ آل عمران آیت:۱۳۴ربستان العارفین للسمرقندی رص:۳۸)۔ کہتے ہیں: بات جو چاہے اپنی، پانی مانگ نہ پی، یعنی تھوڑا احسان بھی آنکھیں جھکا دیتا ہے۔

گردن کو جھکا دیتا ہے ادنیٰ احسان   کس طرح سے دکھلائیں گے منھ نا احسان

بدی را بدی سهل باشد جزاء   اگر مردی أحسن إلی من أساء

(بوستان سعدی رص:۸۵)

برائی کا بدلہ برائی آسان ہے   اگر تو انسان ہے تو اس کے ساتھ احسان کر جس نے برا کیا

ترکیب: قال فعل، حکیم فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، الاحسان موصوف، قبل مضاف، الاحسان مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ اور بعد الاحسان معطوف اول اور بعد الاساءة معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر الاحسان موصوف کی صفت، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، فضل معطوف علیہ، واؤ حرف عطف مکافاة معطوف اول، جود معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینافیہ، الاساءة موصوف، قبل مضاف، الاساءة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، بعد الاساءة معطوف اول اور بعد الاحسان معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر صفت ہوئی الاساءة موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مبتدا، ظلم معطوف علیہ، مجازاة معطوف اول، لوم معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۶) ثَلٰثَةٌ لا يُعْرَفُوْنَ إِلَّا فِي ثَلٰثَةِ مَوَاضِعَ، لَايُعْرَفُ الشُّجَاعُ إِلَّاعِنْدَ الْحَرْبِ، وَلَا يُعْرَفُ الْحَلِيْمُ إِلَّا عِنْدَ الْغَضَبِ، وَلَا يُعْرَفُ الصَّدِيْقُ إِلَّا عِنْدَ الْحَاجَةِ۔ تین قسم کے آدمی نہیں پہچانے جاتے مگر تین مقامات میں، نہیں پہچانا جاتا بہادر مگر لڑائی کے وقت، اور نہیں پہچانا جاتا بردبار مگر غصہ کے وقت، اور نہیں پہچانا جاتا دوست مگر ضرورت کے وقت۔

لایعرفون: مضارع نفی بلا مجہول کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے، عَرَفَ يَعْرِفُ عِرْفَةً وعِرْفَانًا وعِرِفَانًا ومَعْرِفَةً (ض) پہچاننا، جاننا۔ مَوَاضِعُ: مَوْضِعٌ کی جمع اسم ظرف بمعنیٰ کسی چیز کے رکھنے کی جگہ، وَضَعَ

یَضَعُ وَضُعًا (ف) رکھنا۔ الشُّجَاعُ: شین کی تینوں حرکتوں کے ساتھ بمعنیٰ بہادر، جری، دلیر، جمع شَجْعَانٌ، شِجْعَانٌ، شِجَاعٌ، شُجَعَاءُ، شُجْعَةٌ شَجُعَةٌ شِجْعَةٌ شَجُعَ یَشْجُعُ شَجَاعَةً (ک) دلیر و بہادر ہونا۔ الحرب: لڑائی یہ مؤنث ہے لیکن کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے۔

مطلب: یہ حضرت حکیم لقمانؑ کا قول ہے جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ تین قسم کے آدمیوں کی تین جگہوں پر پہچان ہوتی ہے کہ مخلص ہیں یا ڈینگیں مارنے اور محض دعویٰ کرنے والے ہیں؟ بہادر کا امتحان لڑائی میں، اور عقل مند و بردبار کا غصہ کے وقت، اور دوست کا ضرورت کے وقت (تفسیر درمنثور سورۂ لقمان آیت: ۱۲/ نفحۃ الیمن الباب الخامس ص: ۱۶۸/ نثر الدر ص: ۲۰۰/ ج: ۱/ الفصل الأول، عیون الأخبار ص: ۸۳/ ج: ۳/ کتاب الاخوان)۔

لَیْسَتِ الْأَحْلَامُ فِی حِیْنِ الرِّضَا إِنَّمَا الْأَحْلَامُ فِیْ وَقْتِ الْغَضَبِ (المستطرف ص: ۲۷۶) بردباری خوشی کی حالت میں نہیں ہوتی، بے شک بردباری تو غصہ کے وقت پہچانی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے: کہ امتحان کے وقت آدمی کی عزت ہوتی ہے یا رسوائی۔

دوست مشمار آں کہ در نعمت زند　　لاف یاری و برادر خواندگی

دوست آں دانم کہ گیرد دستِ دوست　　در پریشان حالی و در ماندگی

(گلستان سعدی در سیرت پادشاہاں، حکایت نمبر: ۱۷)

اس کو دوست مت شمار کر جو کہ عیش کے زمانہ میں　　دوستی اور بھائی بندی کی ڈینگیں مارے

دوست اس کو سمجھتا ہوں میں جو دوست کا ہاتھ تھام لے　　پریشانی اور مصیبت کے وقت میں

ترکیب: ثلثة مبتدا، لایعرفون فعل مضارع نفی مجہول صیغہ جمع مذکر غائب، ھم ضمیر اس کا نائب فاعل، الا حرف استثنا لغو، فی حرف جر، ثلثة مضاف، مواضع مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا لایعرفون فعل کے، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لا یعرف فعل مضارع منفی مجہول صیغہ واحد مذکر غائب۔

الشجاع اس کا نائب فاعل، الا حرف استثنا لغو، عند مضاف، الحرب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، واؤ حرف استینا فیہ، لایعرف فعل مضارع منفی مجہول صیغہ واحد مذکر غائب، الحلیم اس کا نائب فاعل، الا حرف استثنا لغو، عند مضاف، الغضب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، واؤ حرف استینا فیہ، لایعرف فعل مضارع منفی مجہول، الصدیق اس کا نائب فاعل، الا حرف استثنا لغو، عند مضاف، الحاجة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۷) لَاتَقُلْ إِلَّا بِمَا يَطِيْبُ عَنْكَ نَشْرُهٗ، وَلَا تَفْعَلْ إِلَّا مَايَسْطُرُلَكَ أَجْرُهٗ۔ مت کہہ تو مگر وہ بات کہ جس کا تیری طرف سے پھیلانا اچھا ہو، اور مت کر تو مگر وہ کام جس کا اجر تیرے لئے لکھا جائے۔

نَشَرَ يَنْشُرُ نَشْرًا (ض، ن) پھیلانا، ظاہر کرنا، شہرت دینا۔ سَطَرَ يَسْطُرُ سَطْرًا (ن) لکھنا، سطر اس لکیر کو کہا جاتا ہے جس پر لکھا جاتا ہے، جمع أُسْطُرٌ، سُطُوْرٌ، أَسْطَارٌ آتی ہے۔ أَجْرٌ: بمعنیٰ بدلہ، ثواب، اجرت، جمع أُجُوْرٌ، أَجَرَيَاجُرُ أَجْرًا وإِجَارَةً (ن، ض) بدلہ دینا، مزدوری دینا۔

مطلب: آدمی کو عمدہ اور اچھی بات ہی کہنی چاہئے کہ جس کی نشر واشاعت بھی کی جاسکے اور اجر وثواب والا ہی کام کرنا چاہئے (روضة الأدب / ص: ۱۳۰ / نفحة الیمن الباب الخامس / ص: ۱۷۳ / کشف الاسرار فی حکم الطیور والأزهار / ص: ۱۵۵ / الفصل التاسع والعشرون فی الحکم). کہتے ہیں: کہ نیکی کی جڑ سدا، ہری۔

ؔ خیر سے رہتا ہے روشن نیک نام حشر تک جلتا ہے نیکی کا چراغ

ترکیب: لاتقل فعل نہی حاضر، انت ضمیر اس میں فاعل، الا حرف استثنا لغو، با حرف جر، ما موصولہ، یطیب فعل، عن حرف جر، ک ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یطیب فعل کے، نشر مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا یطیب کا، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ

ہوکر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لا تقل فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ واؤ استینافیہ، لا تفعل فعل نہی حاضر، انت ضمیر اس میں فاعل، الا حرف استثنا لغو، ما موصولہ، یسطر فعل، لام حرف جر، ک ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یسطر فعل کے، اجر مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف سے مل کر فاعل ہوا یسطر فعل کا، یسطر فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر محذوف کے، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لا تفعل فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۳۸) لَاتَنْصَحْ لِمَنْ لَايَثِقُ بِکَ، وَلَا تُشِرْ عَلٰی مَنْ لَایَقْبَلُ مِنْکَ۔ نصیحت مت کر اس شخص کو جو تجھ پر اعتماد نہیں رکھتا، اور مشورہ مت دے اس شخص کو جو تیرے مشورہ کو قبول نہیں کرتا۔

لاتنصح: نہی حاضر نَصَحَ یَنْصَحُ نَصْحًا و نُصْحًا و نَصَاحَۃً و نِصَاحَۃً و نِصَاحِیَّۃً (ف) نصیحت کرنا مخلص ہونا، صفت کیلئے نَاصِحٌ جمع نُصَّاحٌ و نُصَحٌ آتی ہے۔ وَثِقَ یَثِقُ ثِقَۃً و وُثُوْقًا (ح) (بفلانٍ) بھروسہ کرنا، اعتماد کرنا۔ یَثِقُ اصل میں یَوْثِقُ تھا قاعدہ ہے کہ جو واؤ یا اور کسرہ لازم کے درمیان واقع ہو اور یا کی حرکت واؤ کے مخالف ہو تو وہ واؤ ساقط ہو جاتا ہے۔ أَشَارَ یُشِیْرُ إِشَارَۃً (افعال) مشورہ دینا۔ قَبِلَ یَقْبَلُ قُبُوْلًا (س) لینا، قبول کرنا۔

مطلب: جب تک تمہیں نصیحت تسلیم کرنا معلوم نہ ہو اس وقت تک نصیحت نہ کرو، ورنہ اکثر دفعہ یہی خیر خواہی ضرر دے گی کہ برداشت بھی نہ کرسکو گے، معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو نصیحت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں جس کو ناصح کے اوپر اعتماد و بھروسہ نہ ہو اور ایسے شخص کو مشورہ بھی نہیں دینا چاہئے جو مشورہ کو قبول نہ کرے (روضۃ الأدب رص: ۱۳۱ ر نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۹۷ ر عنوان البیان و بستان الأذہان رص: ۶۰)۔ کہتے ہیں: کہ بغیر مانگے نصیحت کڑوی لگتی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

ناصحا! مت کر نصیحت دل میرا گھبرائے ہے ۔۔۔ میں اسے سمجھوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

ترکیب: لاتنصح فعل نہی حاضر، انت ضمیر اس میں فاعل، لام حرف جر، من موصولہ، لایشق فعل مضارع منفی صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں فاعل، با حرف جر، ک ضمیر خطاب مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یشق فعل کے، یشق فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لاتنصح فعل کے، لاتنصح فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ واؤ استینافیہ، لاتشر فعل نہی حاضر، انت ضمیر فاعل، علی حرف جر، من موصولہ، لایقبل فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، من حرف جر، ک ضمیر خطاب مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لایقبل فعل کے، لایقبل فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا علی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لاتشر فعل کے، لاتشر فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۳۹) لَاتَثِقْ بِالدَّوْلَةِ، فَإِنَّهَا ظِلٌّ زَائِلٌ، وَلَا تَعْتَمِدْ عَلَى النِّعْمَةِ فَإِنَّهَا ضَيْفٌ رَاحِلٌ۔

بھروسہ مت کر دولت پر، اس لئے کہ وہ ختم ہو جانے والا سایہ ہے، اور اعتماد مت کر نعمت کے اوپر اس لئے کہ وہ چلا جانے والا مہمان ہے۔

اَلدَّوْلَةُ: ایسی چیز جس کو قرار نہ ہو یعنی ہاتھوں ہاتھ بدلتی رہتی ہو، مال و زر، روپیہ پیسہ، حکومت، سلطنت، اس کی جمع دِوَلٌ، دُوَلٌ ہے۔ ظِلٌّ: بمعنیٰ سایہ جمع ظِلَالٌ۔ نِعْمَةٌ: انعام، مال و دولت اس کی جمع نِعَمٌ، أَنْعُمٌ آتی ہے۔ ضَيْفٌ: بمعنیٰ مہمان یہ واحد و جمع دونوں کیلئے مستعمل ہے مؤنث کیلئے ضَيْفَةٌ اور خود ضیف بھی آتا ہے جمع أَضْيَافٌ ضُيُوفٌ، ضِيَافٌ، ضَيْفَانٌ: أَضَائِفُ آتی ہے، ضَافَ يَضُوفُ ضَيْفًا و ضِيَافَةً (ن) مہمان ہونا۔ رَاحِلٌ: اسم فاعل رَحَلَ يَرْحَلُ رَحْلًا و تَرْحَالًا (ف) کوچ کرنا، منتقل ہونا، ترک وطن کرنا، اسی سے رِحْلَةٌ بمعنیٰ کوچ، سفر (ف)۔

مطلب: حکومت و سلطنت روپیہ پیسہ ہٹنے والے اور ختم ہو جانے والے سایہ کے مثل ہے اور نعمت چلے

جانے والے مہمان کے مثل ہے، یہ چیزیں لائق اعتماد و بھروسہ نہیں (روضۃ الأدب/ص:۱۳۰/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص:۱۸۲/ عنوان البیان و بستان الأذہان/ص:۶۰)۔ کہتے ہیں: کہ مال و دولت آنے جانے والی چیز ہے۔ نیز کہا گیا: وقت، ہوا اور دولت ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔

کہا گیا: اَلْعُمُرُ ضَیْفٌ رَاحِلٌ وَالْمَالُ ظِلٌّ زَائِلٌ (دروس الأشیاء/ص:۲۳)

کہ زندگی چلا جانے والا مہمان ہے اور مال ڈھل جانے والا سایہ ہے

ٹھہرا نہ کہیں مال، نہ دولت، نہ خزانہ آج اس کا زمانہ ہے، تو کل اس کا زمانہ

ترکیب: لاتثق فعل نہی حاضر، انت ضمیر اس میں اس کا فاعل، با حرف جر، الدولۃ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تثق فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر نفی (یا اس کو معلل بنادو) فا تعلیلیہ، ان حرف مشبہ بالفعل، ھا ضمیر اسم، ظل موصوف، زائل صفت، موصوف صفت سے مل کر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جواب نفی (یا اس کو تعلیل بنادو) نفی جواب نفی سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (یا ملعل تعلیل سے مل کر جملہ تعلیلیہ ہوا)۔

(۱۴۰) کُلُّ أَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِأَوْقَاتِہٖ۔ ہر کام موقوف ہوتا ہے اپنے اوقات کے ساتھ۔

مَرْهُوْنٌ: اسم مفعول کا صیغہ ہے، رَهَنَ یَرْهَنُ رَهْنًا (ف) گروی رکھنا، رہن رکھنا۔

مطلب: ہر کام کسی خاص وقت کا مرہون منت ہوتا ہے ساعت و وقت کی ایک اہمیت ہوتی ہے اور ہر عمل اپنے صحیح وقت پر ہی قابل قدر ہوتا ہے، عمل کتنا ہی اچھا ہو اگر اس کو صحیح وقت پر انجام نہیں دیا گیا تو اس کی قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے، کہتے ہیں کہ: وقت گہرے سمندر میں گرا ہوا موتی ہے جس کا دوبارہ ملنا ناممکن ہے، نیز کہا گیا ہے: اَلْوَقْتُ أَثْمَنُ مِنَ الذَّهَبِ کہ وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔

یہ مثل اس طرح بھی منقول ہے: اَلْأُمُوْرُ مَرْهُوْنَةٌ بِأَوْقَاتِهَا، لِكُلِّ شَيْءٍ وَقْتٌ وَأَوَانٌ۔

(معجم اللغۃ العربیۃ المحاضرۃ/ص:۹۹۱/تفسیر کبیر الرازی، /ص:۶۶/ج:۱۹/سورۂ رعد آیت:۳۸/روح البیان/ص:۱۳۰/ج:۶/سورۂ طٰہٰ آیت:۸۴)

تمام کام اپنے اوقات کے پابند ہوتے ہیں، اور ہر چیز کے لئے ایک وقت اور زمانہ ہوتا ہے۔

سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں | گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

(غلام حسین حسرت)

وقت دیتا ہے ہم کو سبق یہی | دوستو! غفلت میں مت رہنا کبھی

ترکیب: کل مضاف، امر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، مرھون اسم مفعول کا صیغہ شبہ فعل، باء حرف جر، اوقات مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا باء حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا مرھون شبہ فعل کے، مرھون اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۴۱) مَنْ قَالَ : لَا أَدْرِیْ وَهُوَ يَتَعَلَّمُ، فَهُوَ أَفْضَلُ مِمَّنْ يَّدْرِیْ وَهُوَ يَتَعَظَّمُ۔ جس شخص نے کہا: میں نہیں جانتا اس حال میں کہ وہ سیکھ رہا ہو، پس وہ بہتر ہے اس شخص سے جو کہ جانتا ہے اس حال میں کہ تکبر کرتا ہے۔

دَرٰی يَدْرِیْ دَرْيًا وَدِرْيًا وَدَرْيَةً وَدِرْيَةً وَدَرْيَانًا وَدِرْيَانًا وَدُرِيًّا وَدِرَايَةً (ض) جاننا۔ تَعَظَّمَ يَتَعَظَّمُ تَعَظُّمًا (تفعل) بڑا جاننا، تکبر کرنا۔

مطلب: مبتدی طالب علم جو کہ ابھی علم حاصل کر رہا ہو اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ یہ کہہ دے کہ مجھے معلوم نہیں تو یہ افضل و بہتر ہے متکبر عالم سے، تواضع اور کم علمی کا اظہار اچھے لوگوں کی عادت شریفہ ہے کہ جب ان سے کسی ایسی چیز کے بارے میں معلوم کرتے ہیں جو ان کو معلوم نہ ہو تو وہ کہتے ہیں اللہ اعلم اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (سورۂ اسراء آیت: ۳۶) اور پیچھے مت پڑو ایسی چیز کے جس کا تمہیں علم نہیں۔

حضرت ابودرداءؓ کا ارشاد ہے: أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ لَا أَدْرِیْ نِصْفُ الْعِلْمِ (أقوال السلف ص: ۴۶) حضرت ابودرداء فرماتے ہیں کہ یہ کہنا: کہ میں نہیں جانتا آدھا علم ہے۔

حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے (غرر الحکم ص: ۲۵۳) چونکہ جو حقیقی عالم ہوتا ہے وہ یہ سوچتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا، اور جو جاہل ہوتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں، کیونکہ لاعلمی کا اظہار کرنے سے اس کوئی

فائدے حاصل ہوتے ہیں، اپنی طرف سے تواضع کا اظہار ہوتا ہے، یہ نصیحت ملتی ہے کہ آدمی کو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے، اس کی وجہ سے مزید تحقیق کا شوق پیدا ہوتا ہے، نیز کہا گیا کہ: جو تھوڑا جانتا ہے وہ جلد کہہ دیتا ہے۔

جاہل کو نہیں جہل کی کچھ اپنے خبر ؎ عالم کو ہے علم اپنی نادانی کا

(عنوان البیان وبستان الأذہان رص: ۸۷ر الأسلوب الرابع نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۸۱ر روضۃ الأدب رص: ۱۳۰ر نثر الدر فی المحاضرات رص: ۱۶۲ر ج: ۴ر الباب السادس)

؎ آنکس کہ بداند وبداند کہ نداند اسپ طرب خویش بافلاک رساند

جو شخص کہ جانتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ نہیں جانتا وہ اپنے اسپ شادمانی کو آسمان تک پہونچا دیتا ہے

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، قال فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر قول، لا ادری فعل، انا اس میں ذوالحال، واؤ حالیہ، ھو مبتدا، یتعلم فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر حال، ذوالحال حال سے مل کر فاعل ہوا لا ادری فعل کا، فعل فاعل سے مل کر مقولہ، قول مقولہ سے مل کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، فاء فصیحیہ، ھو مبتدا، افضل اسم تفضیل کا صیغہ شبہ فعل، من حرف جر، من موصولہ، یدری فعل مضارع معروف، ھو ضمیر اس میں ذوالحال، واؤ حالیہ، ھو مبتدا، یتعظم فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ھو ضمیر اس میں اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، ھو مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا یدری فعل کا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا افضل اسم تفضیل شبہ فعل کے، شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی ھو مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

<u>دوسری ترکیب</u>: من شرطیہ مانیں اس کے بعد قال لا ادری وھو یتعلم اسی طریقہ سے مل کر شرط بن جائے گا، فاء جزائیہ اس کے بعد آخر تک حسب سابق مل کر جزاء، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو جائے گا۔

(۱۴۲) فِعلُ الْحَكِيمِ لَايَخلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ۔ حکیم (یعنی عاقل) کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

حَكِيْمٌ: دانا، طبیب، عالم، جمع حُكَمَاءُ، اَلْحَكِيْمُ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے حَكُمَ يَحْكُمُ حِكْمَةً دانا ہونا (ک) اَلْحِكْمَةُ: انصاف، علم، بردباری، فلسفہ، حق کے موافق گفتگو، کام کی درستگی جمع حِكَمٌ آتی ہے۔

مطلب: عقل مند آدمی کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے اس کا کوئی کام بیکار نہیں ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ: بنیے کا بیٹا کچھ دیکھ کر ہی گرتا ہے، یعنی عقل مند کا کوئی فعل فائدے سے خالی نہیں ہوتا۔

اس مقولہ کا اطلاق زیادہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے چونکہ وہی سب سے بڑا حکیم ہے اس کا تو کوئی بھی کام خیر وبھلائی سے خالی نہیں ہوتا (الحجۃ فی بیان المحجۃ وشرح عقیدۃ اہل السنۃ رص: ۱۵۷ رج: ۱ رروضہ الأدب فی تسہیل کلام العرب رص: ۱۳۰)۔ کہتے ہیں: کہ قدرت کی کوئی چیز بیکار نہیں۔

جب یہ حقیقت ہے تو پھر یہ بات بھی تسلیم کرنی ہوگی کہ کائنات کی ہر چیز میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے، حتیٰ کہ کفر وشرک اور معاصی میں بھی اللہ کی حکمت ہے، مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں:

ے در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر ست — آتش کرا بسوزد گر بولہب نہ باشد

اس کارخانۂ قدرت میں کفر کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ اگر کفر کرنے والا ابولہب نہ ہوتو پھر جہنم کی آگ کس کو جلائے گی۔ ایک جگہ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

ے کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت ست — چوں بہ ما نسبت کنی کفر آفت ست

کفر کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی عین حکمت ہے، لیکن جب کفر کی نسبت بندے کی طرف ہوتی ہے اور بندہ اس کو اختیار کرتا ہے تو کفر اس کیلئے آفت وبدنصیبی وشقاوت ہے۔

اور حضرت علیؓ کا فرمان ہے: لِلْعَاقِلِ فِيْ كُلِّ عَمَلٍ إِحْسَانٌ (غرر الحکم رقم: ۷۲۸۶) کہ عقل مند کے ہر کام میں ایک حسن یا احسان ہوتا ہے۔

جو چیز خدا نے ہے بنائی — اس میں ظاہر ہے خوشنمائی
ہر چیز کی ہے ادا نرالی — حکمت سے نہیں ہے کوئی خالی
ہر چیز ہے ٹھیک ٹھیک لاریب — ہیں اس کے تمام کام بے عیب

(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

ترکیب: فعل مضاف، الحکیم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، لایخلو فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، عن حرف جر، الحکمۃ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لایخلو فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۴۳) لَاعَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ، وَلَا وَرَعَ کَالْکَفِّ عَنِ الْحَرَامِ، وَلَا حُسْنَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ۔
نہیں ہے کوئی عقل تدبیر کی طرح، اور نہیں ہے کوئی پرہیزگاری حرام سے بچنے کی طرح، اور نہیں ہے کوئی خوبصورتی اچھے اخلاق کی طرح۔

دَبَّرَ یُدَبِّرُ تَدْبِیْرًا (تفعیل) انجام سوچنا۔ وَرْعٌ: تقوی، پرہیزگاری، وَرَعَ یَرَعُ وَرْعًا (س، ف، ک، ح) پرہیزگار ہونا، معاصی سے بچنا، وَرِعٌ پرہیزگار کو کہتے ہیں۔ کَفَّ یَکُفُّ کَفًّا (ن) باز رہنا، باز رکھنا، روکنا۔

مطلب: پوری حدیث اس طرح ہے عن ابی ذر قال قال: رسول الله صلی الله علیه وسلم: **لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ، وَلَا وَرَعَ کَالْکَفِّ، وَلَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ** (مشکوٰۃ المصابیح / ص: ۴۳۰/ سنن ابن ماجة فی الزهد باب الورع والتقویٰ رقم: ۴۲۱۸/ جامع الصغیر رقم: ۶۳۱۶/ کنز العمال رقم: ۴۴۱۳۷، ۵۴۳۶/ حلیة الأولیاء / ص: ۳۴۳/ ج: ۶/ باب مالک بن انس، الأمثال والحکم / ص: ۷۹)۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے منقول ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تدبیر کے برابر کوئی عقل مندی نہیں ہے، حرام سے بچنے سے زیادہ کوئی پرہیزگاری نہیں ہے، اور آدمی کے اخلاق عمدہ ہوں تو اس سے بڑھ کر کوئی حسب نسب نہیں۔

حدیث کا مطلب: اصلاح معاش ومعاد کیلئے محنت کرنی چاہئے، تمام امور کو سوچ کر کام کرنا چاہئے، حرام رزق

وذرائع سے ہر حال میں بچنا پرہیزگاری کی علامت ہے، ناجائز کاموں سے رکنا اور فرائض وواجبات کی ادائیگی ہی تقویٰ ہے، اچھے اخلاق کی مثل کوئی اور شرف نہیں (امثال الحدیث رص:۲۰۲)۔ کہتے ہیں: کہ اللہ ترسی سب خوبیوں کی جڑ ہے۔

چیست تقوی ترک شبہات وحرام ازلباس وازشراب وازطعام

(پند نامہ عطار رص:۳۴)

کیا ہے تقوی مشتبہ اور حرام چیزوں کا چھوڑنا، لباس سے اور کھانے پینے کی چیزوں سے۔

ترکیب: لا لائے نفی جنس، عقل لائے نفی جنس کا اسم، کاف حرف جر، التدبیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے، ثابت شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر لائے نفی جنس کی خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ استینافیہ، لا لائے نفی جنس، ورع لائے نفی جنس کا اسم، کاف حرف جر، الکف مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت یا کائن شبہ فعل کے، عن حرف جر، الحرام مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن یا ثابت شبہ فعل کے، کائن یا ثابت شبہ فعل اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر لائے نفی جنس کی خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واؤ استینافیہ، لا لائے نفی جنس، حسن لائے نفی جنس کا اسم، کاف حرف جر، حسن مضاف، الخلق مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر ثابت کے متعلق ہو کر لائے نفی جنس کی خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۴۴) تَحْتَاجُ الْقُلُوْبُ إِلٰى أَقْوَاتِهَا مِنَ الْحِكْمَةِ كَمَا تَحْتَاجُ الْأَجْسَامُ إِلٰى أَقْوَاتِهَا مِنَ الطَّعَامِ۔ قلوب محتاج ہوتے ہیں اپنی غذا یعنی حکمت کے جس طرح کہ جسم محتاج ہوتے ہیں اپنی غذا یعنی کھانے کے۔

إِحْتَاجَ يَحْتَاجُ إِحْتِيَاجًا (افتعال) محتاج ہونا۔ تَحْتَاجُ اصل میں تَحْتَوِجُ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدل دیا تَحْتَاجُ ہوگیا۔ اَلْأَقْوَاتُ: قُوْتٌ کی جمع ہے بمعنیٰ خوراک (ن) روزی، غذا، قَاتَ يَقُوْتُ قُوْتًا وَقِيَاتَةً (ن) روزی دینا، خوراک دینا۔ اَلْأَجْسَامُ: جِسْمٌ کی جمع ہے بمعنیٰ بدن۔ من الحکمة اور من الطعام میں من بیانیہ ہے۔ طَعَامٌ: بمعنیٰ کھانا، خوراک وغذا اس کی جمع أَطْعِمَةٌ، أَطْعِمَاتٌ۔

مطلب: دلوں کی غذا دانائی وحکمت کی باتیں سننا اور ان پر عمل کرنا ہے، جس طرح کہ بدن کی غذا کھانا

ہوتا ہے، یہ انوشیروان کا قول ہے (الکامل فی اللغة والأدب رص:۲۱۱رج:۲ رباب: ہذ من الأ قوال الحکیمة نفحة الیمن الباب الخامس رص:۱۶۳ر المستطر ف رص:۳۸ رروضة الأدب رص:۱۳۰)۔ کہتے ہیں: کہ جسم روح کا لباس ہوتا ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ (سنن الترمذی رقم:۲۶۸۶رکتاب العلم باب فضل الفقہ) حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن خیر کی باتیں سن سن کر سیر نہیں ہوتا حتی کہ اس کی غایت وانتہا جنت ہوجاتی ہے، اور دوسری حدیث میں ہے: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا (سنن الترمذی رقم:۲۶۸۷ر کتاب العلم باب فضل الفقہ، ابن ماجة رقم:۴۱۶۹رکتاب الزہد) حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: حکمت ودانائی کی بات مؤمن کی گمشدہ پونجی ہے، جہاں کہیں بھی اسے پائے وہ اسے حاصل کرلینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

دل مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کردوبارہ کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

<u>ترکیب</u>: تحتاج فعل مضارع معروف، صیغہ واحد مؤنث غائب، القلوب اس کا فاعل، الٰی حرف جر، اقوات مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا الٰی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تحتاج فعل کے، من حرف جر، الحکمة مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تحتاج فعل کے، تحتاج فعل اپنے فاعل ودونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، کاف حرف جر بمعنی تشبیہ، ما موصولہ، تحتاج فعل، الاجسام اس کا فاعل، الٰی حرف جر، اقوات مضاف، ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا الٰی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تحتاج فعل کے، تحتاج فعل اپنے فاعل ودونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل محذوف تحتاج کے، تحتاج فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۴۵) ثَلٰثَةٌ تَـمْنَعُ الْمَرْءَ عَنْ طَلَبِ الْمَعَالِیْ، قَصْرُ الْهِمَّةِ، وَقِلَّةِ الْحِیْلَةِ، وَضُعْفُ الرَّأيِ۔
تین چیزیں انسان کو بلندی کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں، ہمت کی کمی، اور تدبیر کی کمی، اور رائے کی کم زوری۔

مَـعَـالِـیْ: جمع ہے مَـعْلَاۃٌ کی بمعنیٰ بلندی، بزرگی، شرافت، عَلَایَـعْـلُـوْ عُلُـوًّا (ن) بلند ہونا، اوپر ہونا۔ حِیْلَةٌ: بمعنیٰ تدبیر، ہوشیاری، دور بینی، اس کی جمع حِیَلٌ، حِوَالٌ آتی ہے، حِیْلَةٌ اصل میں حِوْلَةٌ تھا واؤساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ یا ہوگئی حِیْلَةٌ ہوگیا۔ اِحْتَـالَ یَـحْتَالُ اِحْتِیَالًا (افتعال) تدبیر کرنا، حیلہ اختیار کرنا ضَعُفَ یَـضْـعُفُ ضَـعْفًا وَضُعْفًا (ک) کم زور ہونا۔ رَأْیٌ: رائے، انسان کا عقیدہ، تدبیر کی رسائی، جمع آرَاءٌ و آرْآءٌ آتی ہے۔

مطلب: مذکورہ تین چیزیں آدمی کو بلند مرتبہ حاصل کرنے سے روکتی ہیں، آدمی کو چاہئے کہ وہ ان سے بچے، ایک کم ہمتی دوسرے تدبیر کی کمی تیسرے رائے کی کمزوری، انسان کو چاہئے کہ وہ حوصلہ کو بلند رکھے اور اس میں تدبیر و ہوشیاری اعلیٰ درجہ کی ہو اور اس کی فہم ورائے بھی اعلیٰ قسم کی ہو (روضۃ الأدب رص:۳۰ نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۹۱ رعنوان البیان وبستان الأذہان رص:۱۷۳)۔ کہتے ہیں: کہ ہمت بدقسمتی کو دور کر دیتی ہے۔

بلند برق کے آگے بھی حوصلہ رکھنا جلے جو ایک نشیمن تو دوسرا رکھنا
(مختار احمد کوثر)

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے
(سید صادق حسین)

ترکیب: ثلثة مبتدا، تـمنع فعل، ھی ضمیر اس میں فاعل، المرء مفعول بہ، عن حرف جر، طلب مضاف، الـمعالی مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا عن حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تـمنع فعل کے، تمنع فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قصر الھمة سے پہلے احدھم محذوف ہے، احد مضاف، ھم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، قـصـر مضاف، الھـمة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

ہوا،ثانیھم میں ثانی مضاف ، ھم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، قلة مضاف ،الحیلة مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا،ثالثھم میں ثالث مضاف، ھم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا،ضعف مضاف،الرای مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۴۶)اَلظَّالِمُ مَیِّتٌ وَلَوْکَانَ فِیْ مَنَازِلِ الْأَحْیَاءِ۔ظالم مردہ ہے اگر چہ وہ زندوں کے گھروں میں ہو۔

ظَالِمٌ: مردم آزار،شریر،سفاک،جمع ظَالِمُوْنَ و ظَلَمَةٌ و ظُلَّامٌ ، ظَلَمَ یَظْلِمُ ظُلْمًا و ظَلْمًا و مَظْلِمَةً (ض) بے موقع رکھنا،ظلم کرنا۔ مَیِّتٌ: مردہ،لاش،جنازہ،جمع مَیِّتُوْنَ، مَاتَ یَمُوْتُ مَوْتًا (ن)مرنا۔مَنَازِلُ: مَنْزِلٌ کی جمع ہے اترنے کی جگہ،نَزَلَ یَنْزِلُ نُزُوْلًا (ض)اترنا۔اَلْأَحْیَاءُ: حَیٌّ کی جمع ہے بمعنیٰ زندہ حَیِیَ یَحْیَیٰ حَیَاةً(س)زندہ رہنا۔

مطلب: ظالم آدمی مردوں کی طرح ہے جس طرح مردے بے کار اور بے بس ہوتے ہیں اسی طرح ظالم بھی بے کار و بے بس ہوتا ہے،اس کا کوئی شخص دل سے ادب واحترام نہیں کرتا،اگر چہ وہ بظاہر زندوں کے گھروں میں ہو حقیقت میں وہ مردہ ہوتا ہے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے۔(نفحۃ الأدب رص:۸۲رأمثال العرب رقم:۱۸۸۷رص:۳۱۲)۔کہتے ہیں: کہ ظلم برا،فتح قابل عزت۔

لَاتَظْلِمَنَّ إِذَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا فَالظُّلْمُ تَرْجِعُ عُقْبَاهُ إِلَى النَّدَمِ

(المستطرف رص:۱۵۹ردیوان علیؓ قافیۃ المیم رص:۱۸۴)

جب تجھے اقتدار،حکومت اور قدرت حاصل ہو تو کسی پر ظلم نہ کر، کیونکہ اس کا انجام ندامت ہے۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

(ساحر لدھیانوی)

ترکیب: الظالم مبتدا،میت خبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزائے مقدم،واؤ وصلیہ،لو حرف شرط،کان فعل ناقص، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ اس کا اسم،فی حرف جر،منازل مضاف،الاحیاء مضاف الیہ،

مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل محذوف کے، کائنا اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی کان فعل ناقص کی، کان فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر شرط مؤخر، جزائے مقدم اپنی شرط مؤخر سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۱۴۷)وَالْمُحْسِنُ حَيٌّ وَلَوِ انْتَقَلَ إِلٰى مَنَازِلِ الْمَوْتٰى ۔اور بھلائی کرنے والا زندہ ہے اگر چہ وہ مردوں کے گھروں (یعنی قبروں) کی طرف منتقل ہو جائے۔

الْمُحْسِنُ: نکوکار، بھلائی کرنے والا، سلوک کرنے والا، احسان کرنے والا، فیاض، جمع مُحْسِنُوْنَ، أَحْسَنَ يُحْسِنُ إِحْسَانًا (افعال) عمدہ ہونا، بہتر ہونا۔اور مجرد میں حَسُنَ يَحْسُنُ حُسْنًا (ک) خوبصورت ہونا، نیک سلوک کرنا۔

مطلب: بھلائی اور نیکی کرنے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے اگر چہ وہ انتقال کر جائے پھر بھی اس کا نام روشن رہتا ہے۔یہ حضرت علیؓ کا قول ہے (روضۃ الأدب/ص:۱۳۰/عیون الحکم والمواعظ رقم:۳۴۱)۔

مَوْتُ التَّقِيِّ حَيَاةٌ، لَانَفَادَ لَهَا قَدْ مَاتَ قَوْمٌ، وَهُمْ فِي النَّاسِ أَحْيَاءُ

(معروف کرخیؒ)

متقی و نیک شخص کی موت اصل میں زندگی ہوتی ہے، جو کبھی ختم نہیں ہوتی، کچھ لوگ ایسے ہیں جو اگر چہ مر چکے ہیں لیکن لوگوں کے درمیان زندہ ہیں۔

کہتے ہیں: کہ بھلائی ہمشہ باقی رہتی ہے۔

در حقیقت ہیں زمانہ میں وہی خوش تقدیر نام مرنے پہ بھی مٹتا نہیں جن کا زنہار

ترکیب: واؤ استینافیہ، المحسن مبتدا، حی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جزائے مقدم، واؤ وصلیہ، لو حرف شرط، انتقل فعل، ھو ضمیر فاعل، الی حرف جر، منازل مضاف، الموتٰی مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا الی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا انتقل فعل کے، انتقل فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر

جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط مؤخر، جزائے مقدم شرط مؤخر سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۱۴۸) مَثَلُ الْأَغْنِيَاءِ الْبُخَلاءِ كَمَثَلِ الْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ تَحْمِلُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَتَعْتَلِفُ بِالتِّبْنِ وَالشَّعِيْرَ ۔ کنجوس مالداروں کی مثال ان گدھوں اور خچروں جیسی ہے جوکہ سونے اور چاندی کو اٹھاتے ہیں، اور بھوسہ اور جو کھاتے ہیں۔

اَلْأَغْنِيَاءُ: غَنِيٌّ کی جمع ہے بمعنیٰ مالدار، ملاحظہ ہو مثل ۱۳۳۔ بِغَالٌ: بَغْلٌ کی جمع ہے بمعنیٰ خچر اس کی جمع أَبْغَالٌ بھی آتی ہے۔ اَلْحَمِيْرُ: حِمَارٌ کی جمع ہے بمعنیٰ گدھا اس کی جمع أَحْمِرَةٌ، حُمُرٌ، حُمُوْرٌ اور حُمُرَاتٌ بھی آتی ہے۔ تَعْتَلِفُ: مضارع معروف کے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے، اِعْتَلَفَ يَعْتَلِفُ إِعْتِلَافاً (افتعال) جانور کا چارہ کھانا، مجرد میں عَلَفَ يَعْلِفُ (ض) جانور کو چارہ دینا، عَلُوْفَةٌ اس جانور کو کہتے ہیں جو صرف چارہ پر ہی اکتفا کرے، جمع عُلُفٌ آتی ہے اور عَلَفٌ چارہ کو کہتے ہیں جمع عُلُوْفَةٌ، أَعْلَافٌ، عِلَافٌ آتی ہے۔ اَلتِّبْنُ: بھوسہ واحد تِبْنَةٌ آتا ہے جمع أَتْبَانٌ اور تُبُوْنٌ آتی ہے، تَبَنَ يَتْبَنُ تِبْناً (س) بھوسہ کھلانا۔ اَلشَّعِيْرُ: جو واحد شَعِيْرَةٌ جمع شَعِيْرَاتٌ۔

مطلب: بخیل مالدار ان گدھوں اور خچروں کی طرح ہیں جو اپنے اوپر مال و دولت اٹھاتے ہیں اور ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے بلکہ کھانا پینا بھی معمولی اور کمتر ہوتا ہے جوکہ عام طور سے بھوسہ وغیرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مالدار بخیل بھی مال جمع کرنے کے خیال میں اچھا نہیں کھاتا بلکہ کمتر درجہ کا کھاتا ہے۔ یہ سقراط کا قول ہے (نفحۃ الیمن الباب الخامس رص: ۱۶۵ رالتمثیل والمحاضرۃ رص: ۱۷۵ رمجانی الأدب رص: ۲۶ رالباب الثالث فی الأمثال السائرۃ)۔ کہتے ہیں: کہ بخل ایسی لگام ہے جو انسان کو ہر برائی کی طرف کھینچتی ہے۔

؎ عمر بھر بخل کا احساس رلائے گا تمہیں میں تو سائل ہوں دعا دے کے چلا جاؤں گا

ترکیب: مثل مضاف، الاغنیاء موصوف، البخلاء صفت، موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، کاف حرف جر، مثل مضاف، البغال معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، الحمیر

معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ ہوا مثل مضاف کا،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا کاف حرف جر کا،جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تحمل فعل،ھی ضمیر اس میں اس کا فاعل،الذھب معطوف علیہ،و الفضۃ معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ،واؤ حرف عطف، تعتلف فعل، ھی ضمیر اس میں فاعل،باء حرف جر،التبن معطوف علیہ،واؤ حرف عطف، الشعیر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر مجرور ہوا باء حرف جر کا،جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا تعتلف فعل کے،فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۴۹)سِتَّةٌ لَاثُبَاتَ لَهَا ، ظِلُّ الْغَمَامِ، وَخُلَّةُ الْأَشْرَارِ ، وَالْمَالُ الْحَرَامُ، وَعِشْقُ النِّسَاءِ، وَالسُّطَانُ الْجَائِرُ،وَ الثَّنَاءُ الْكَاذِبُ۔ چھ چیزیں ایسی ہیں جن کو قرار نہیں ہے، بادل کا سایہ،اور بروں کی دوستی، اور مال حرام،اور عورتوں کا عشق،اور ظالم بادشاہ،اور جھوٹی تعریف۔

غَمَامٌ :بادل،ابر غَمَامَةٌ واحد جمع غَمَائِمُ آتی ہے۔ثبات: بمعنیٰ پائیداری،ثَبَتَ يَثْبُتُ ثَبَاتًا وَثُبُوتًا (ن) قیام کرنا،مداومت کرنا،ٹھہرنا۔خُلَّةٌ: دوستی جمع خُلَلٌ۔ عشق :بمعنیٰ سخت محبت، عَشِقَ يَعْشَقُ عِشْقًا وعَشَقاً ومَعْشَقًا (س) بہت محبت کرنا،محبت میں حد سے بڑھنا۔نِسَاءٌ: نِسْوَةٌ نِسْوَانٌ تینوں إِمْرَأَةٌ کی جمع ہے من غیر لفظہ۔سُلْطَانٌ بادشاہ، راجہ،جمع سَلَاطِينُ۔جَائِرٌ: بمعنیٰ ظالم جمع جَوَرَةٌ، جُورَةٌ اور جَارَةٌ آتی ہے، جَارَ يَجُوْرُ جَوْرًا علیہ(ن) ظلم کرنا۔اَلثَّنَاءُ: تعریف جمع أَثْنِيَةٌ ،ثَنٰى يَثْنِى ثَنْيًا(ض) تعریف کرنا۔

مطلب: گزشتہ چھ چیزیں ایسی ہیں ان میں پائیداری نہیں یہ بہت جلد ختم ہو جانے والی ہیں، ایک بادل کا سایہ، دوسرے شریروں کی دوستی، تیسرے حرام مال، چوتھے عورتوں کا عشق ومحبت، پانچویں ظالم بادشاہ، اور چھٹے جھوٹی تعریف ان چیزوں سے آدمی کو بچنا چاہئے۔ (الأمثال والحکم رص:۲۱۸/عیون الأخبار رص:۱۶۹/ج:۳/تسہیل النظر رص:۱۸۵/نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۷۰)۔ کہتے ہیں کہ: زن، زمین، زر، تینوں لڑائی کے گھر۔

ے

کس نیابد پنج چیز از پنج کس یادگیر از ناصح اے صاحب نَفَس

نیست اول دوستی اندر ملوک ایں سخن باور کند اہل سلوک

سفلہ را بامروت ننگری ہیچ بد خوئے نیابد مہتری

ہرکہ برمال کساں دارد حسد بوئے رحمت بردماغش کے رسد

آں کہ کذاب ست وی گوید دروغ نیست اورا در وفا داری فروغ

(پندنامہ،ص:۳۱)

پانچ چیزیں پانچ آدمیوں سے حاصل نہیں ہوتی ہیں اے زندہ شخص۔ نصیحت کرنے والے سے (سن کر) انہیں یادرکھ۔ بادشاہوں سے دوستی نہیں پائی جاتی، راہ طریقت پر چلنے والے اس بات پر یقین رکھتے ہیں، کمینہ آدمی بامروت نہیں ہوتا، کسی بری عادت والے کوسرداری نصیب نہیں ہوتی، جوشخص لوگوں کے مال پر حسد کرتا ہو، رحمت کی خوشبو اس کے دماغ تک کیسے پہونچ سکتی ہے، جوشخص جھوٹا اور جھوٹ کا عادی ہو، اس سے وفاداری کی کچھ زیادہ امید نہیں۔

ترکیب: ستة مبتدا، لا لائے نفی جنس، ثبات لائے نفی جنس کا اسم، لام حرف جر، ھا ضمیر مجرور، جر مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر لائے نفی جنس کی خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ظل الغمام سے قبل احدھم محذوف ہے، احد مضاف، ھم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ظل مضاف، الغمام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ثانی مضاف، ھم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، خلة مضاف، الاشرار مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ثالث مضاف، ھم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، المال موصوف، الحرام صفت، موصوف صفت سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ رابع مضاف، ھم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، عشق مضاف، النساء

مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کرخبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔خامس مضاف،ہم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کرمبتدا،السلطان موصوف،الجائر صفت،موصوف صفت سے مل کرخبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔سادس مضاف،ھم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کرمبتدا،الثناء موصوف،الکاذب صفت،موصوف صفت سے مل کرخبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۵۰)حَرْكَةُ الْإِقْبَالِ بَطِيْئَةٌ، وَحَرْكَةُ الْأَدْبَارِ سَرِيْعَةٌ، لِأَنَّ الْمُقْبِلَ كَالصَّاعِدِ مِرْقَاةً، وَالْمُدْبِرَ كَالْمَقْذُوْفِ مِنْ مَوْضِعٍ عَالٍ۔ نیک بختی کی حرکت سست ہے،اور بدبختی کی حرکت تیز ہے اسلئے کہ نیک بخت سیڑھی پر چڑھنے والے کی طرح ہے،اور بد بخت اونچی جگہ سے پھینکے ہوئے کی طرح ہے۔

اَلْإِقْبَالُ: اصل معنیٰ سامنے آنا،متوجہ ہونا،مراد نیک بختی،أَقْبَلَ يُقْبِلُ إِقْبَالًا (افعال)اور مجرد میں قَبِلَ يَقْبَلُ قَبُوْلًا (س) قبول کرنا۔بَطِيْئَةٌ: دیر کرنے والی فَعِيْلَةٌ کے وزن پر بَطُؤَ يَبْطُؤُ بُطْأً وبُطُوْءًا (ک) دیر کرنا،سستی کرنا،مؤخر کرنا۔اَلْإِدْبَارُ: یہ اقبال کی ضد ہے اصل معنیٰ پیچھا کرنا،مراد بد بخت ہونا،أَدْبَرَ يُدْبِرُ إِدْبَارًا (افعال)۔سَرُعَ يَسْرُعُ سُرْعَةً (ک،س)جلدی کرنا۔اَلصَّاعِدُ: چڑھنے والا صَعِدَ يَصْعَدُ صُعُوْدًا (س)چڑھنا۔اَلْمَقْذُوْفُ:اسم مفعول کا صیغہ ہے پھینکا ہوا،قَذَفَ يَقْذِفُ قَذْفًا (ض) پھینکنا۔مِرْقَاةٌ: چڑھنے کا آلہ،سیڑھی،زینہ،اسم آلہ ہے رَقِيَ يَرْقٰى رَقْيًا ورُقِيًّا(س)چڑھنا۔عَالٍ:رَامٍ کے وزن پر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنیٰ بلند جمع عَلَاةٌ (باقی تفصیل رقم ۱۴۵)۔

مطلب: آدمی جب ترقی کرتا ہے یا کسی چیز کو جب عروج ہوتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے بلندی پر پہونچنے کیلئے کافی وقت لگ جاتا ہے اور جب زوال ہوتا ہے یا کسی کا مرتبہ گھٹتا ہے تو فوراً وہ زوال پذیر ہوجاتا ہے،جیسے کسی چیز پتھر وغیرہ کو اوپر سے ایک دم پھینک دی جائے تو وہ فوراً نیچے آجاتا ہے،ارسطو کا قول ہے (روضہ الأدب رص:۱۳۰ نفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۶۶/التمثیل والمحاضرۃ رص:۱۷۵/الآداب النافعۃ بالالفاظ المختارۃ الجامعۃ رص:۵)۔کہتے ہیں: بلند ہمتی انسان کو آگے بڑھاتی اور ہر میدان میں کامیاب کرتی ہے۔

کروگے اگر تم بھی محنت سے کام تو پاؤگے دنیا میں اعلیٰ مقام

(متین طارق باغپتی)

ترکیب: حرکۃ مضاف، الاقبال مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، بطیئۃ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، حرکۃ مضاف، الادبار مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، سریعۃ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر معلل، لام تعلیلیہ، انّ حرف مشبہ بالفعل، المقبل معطوف علیہ، المدبر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر ان کا اسم، کاف حرف جر، الصاعد ممیّز، مرقاۃ تمیز، ممیّز تمیز سے مل کر معطوف علیہ، کاف حرف جر، المقذوف اسم مفعول شبہ فعل، من حرف جر، موضع موصوف، عالٍ صفت، موصوف صفت سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا المقذوف شبہ فعل کے، شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر معطوف ہوا الصاعد مرقاۃ کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر مجرور ہوئے (دونوں) کاف حرف جر کے، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوئے کائن شبہ فعل کے، کائن شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل، معلل تعلیل سے مل کر جملہ تعلیلیہ ہوا۔

(۱۵۱) مَنْ مَدَحَکَ بِمَا لَیْسَ فِیْکَ مِنَ الْجَمِیْلِ وَھُوَ رَاضٍ عَنْکَ، ذَمَّکَ بِمَالَیْسَ فِیْکَ مِنَ الْقُبْحِ وَھُوَ سَاخِطٌ عَلَیْکَ۔ جو شخص کہ تیری تعریف کرے ایسی خوبی کے ساتھ جو تجھ میں نہیں ہے اس حال میں کہ وہ تجھ سے راضی ہے، وہ تیری مذمت بیان کرے گا اس برائی کے ساتھ جو تجھ میں نہیں ہے اس حال میں کہ وہ تجھ پر ناراض ہوگا۔

مَدَحَ یَمْدَحُ مَدْحًا (ف) تعریف کرنا، ممدوح کا وہ وصف بیان کرنا جو غیر اختیاری ہے۔ اَلْجَمِیْلُ: احسان، خوبی، نیکی، اچھائی، جَمُلَ یَجْمُلُ جَمَالًا (ک) خوبصورت ہونا، اچھے اخلاق والا ہونا۔ رَاضٍ: خوش ہونے والا، اسم فاعل کا صیغہ رُضَاۃٌ اور رَاضُوْنَ جمع آتی ہے، رَضِیَ یَرْضٰی رِضیً رُضیً ورُضْوَانًا ورِضْوَانًا ورُضَاۃً (س) خوش ہونا، راضی ہونا۔ ذَمَّ یَذُمُّ ذَمًّا ومَذَمَّۃً (ن) برائی بیان کرنا۔ اَلْقُبْحُ: برائی قبح

یَقْبُحُ قَبْحًا وَقُبْحًا (ک) برا ہونا، بدصورت ہونا۔ **سَاخِطٌ**: غضبناک، ناراض، اسم فاعل کا صیغہ ہے، **سَخِطَ یَسْخَطُ سَخَطًا** (س) ناراض ہونا، غصہ ہونا۔

مطلب: اگر کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی ایسے الفاظ کے ساتھ تعریف کرے اور ان صفات کو بیان کرے جو اس کے اندر نہیں ہیں تو اس نے مبالغہ کر دیا تو وہ اس کی وہ برائیاں بھی بیان کر دے گا جو اس میں نہیں ہیں گویا کہ اس نے اس کی عادات کے بارے میں جھوٹ بولا یعنی کہ بیجا تعریف کرنے والا بیجا برائی بھی بیان کرے گا۔ یہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کا قول ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکیم افلاطون کا قول ہے (غرر الحکم ودرر الکلم رص:۲۹رج:۱رنفحۃ الیمن الباب الخامس رص:۱۶۴رعنوان البیان وبستان الأذہان رص:۹۷رلباب الآداب رص:۴۵۲رفصل الفاظ افلاطون)۔ کہتے ہیں: خوشامدی کا کبھی اعتبار نہ کرو۔

؎ جھوٹی تعریف سے لگتا ہے بہت ڈر موناؔ میٹھی باتوں نے ہی شیشے میں اتارا ہے بہت

(ایلزبتھ کورین مونا)

<u>ترکیب</u>: من شرطیہ (یا موصولہ) مدح فعل، ھو ضمیر اس میں ذوالحال، کاف ضمیر مفعول بہ، باء حرف جر، ما موصولہ، لیس فعل ناقص، ھو ضمیر اس میں اس کا اسم، فی حرف جر، کاف ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل محذوف کے، من حرف جر، الجمیل مجرور، جار مجرور سے مل کر پھر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل کے، کائنا اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر لیس فعل ناقص کی خبر، لیس فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا باء حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا مدح فعل کے، واؤ حالیہ، ھو مبتدا، راضٍ شبہ فعل، عن حرف جر، کاف ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا راضٍ شبہ فعل کے، راضٍ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی ھو مبتدا کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال حال سے مل کر فاعل ہوا مدح فعل کا، مدح اپنے فاعل ومفعول بہ ومتعلق سے مل کر شرط (یا مَن موصولہ مان کر مبتدا) ذم فعل، ھو ضمیر اس میں ذوالحال، کاف ضمیر مفعول بہ، باء حرف جر، ما موصولہ، لیس فعل ناقص، ھو ضمیر اس میں اس کا اسم، فی حرف جر، کاف ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل محذوف کے، من حرف جر، القبح مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائنا شبہ فعل کے، کائنا اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر لیس فعل ناقص کی خبر، لیس فعل ناقص

اپنے اسم وخبر سے مل کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا باء حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ذم فعل کے، واؤ حالیہ، ھو مبتدا، ساخط شبہ فعل، علی حرف جر، کاف ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ساخط شبہ فعل کے، ساخط اپنے متعلق سے مل کر ھو مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال حال سے مل کر فاعل ہوا ذم فعل کا، ذم فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا، (پہلا جملہ مبتدا ہونے کی صورت میں خبر) شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا (مبتدا خبر ہونے کی صورت میں جملہ اسمیہ خبریہ ہوا)۔

(۱۵۲) **مَنْ قَوَّمَ لِسَانَهُ زَانَ عَقْلَهُ، وَمَنْ سَدَّدَ كَلَامَهُ أَبَانَ فَضْلَهُ، وَمَنْ مَنَّ بِمَعْرُوْفِهٖ سَقَطَ شُكْرُهُ، وَمَنْ أَعْجَبَ بِحِلْمِهٖ حَبِطَ أَجْرُهُ، وَمَنْ صَدَقَ فِي مَقَالِهٖ زَادَ فِيْ جَمَالِهٖ۔** جس شخص نے اپنی زبان کو سیدھا کیا اس نے اپنی عقل کو زینت بخشی، اور جس نے اپنے کلام کو درست کیا اس نے اپنے فضل کو ظاہر کیا، اور جس نے احسان جتایا اپنی نیکی کا اس کا شکر ساقط ہو گیا، اور جو اپنی بردباری کے ساتھ اترایا اس کا ثواب بے کار ہو گیا، اور جس نے سچائی اختیار کی اپنی بات میں اس نے بڑھالی اپنی خوبصورتی۔

قَوَّمَ يُقَوِّمُ تَقْوِيْمًا (تفعیل) سیدھا کرنا، درست کرنا، ٹیڑھا پن دور کرنا۔ **زَانَ يَزِيْنُ زَيْنًا** (ض) سے زینت دینا، الشیء خوبصورت بنانا، آراستہ کرنا۔ **سَدَّ يَسِدُّ سَدَادًا وسِدَدًا** (س،ض) سیدھا ہونا، درست ہونا ۔کہا جاتا ہے **يَسِدُّ فِيْ قَوْلِهٖ** وہ ٹھیک بات کہتا ہے اور اسی سے ہے **قَوْلًا سَدِيْدًا** درست بات۔ **أَبَانَ يُبِيْنُ إِبَانَةً** (افعال) ظاہر کرنا واضح کرنا، اور مجرد میں **بَانَ يَبِيْنُ بَيَانًا وتِبْيَانًا** (ض) ظاہر ہونا۔ **مَنَّ يَمُنُّ مَنًّا ومِنَّةً** (ن) احسان جتانا۔ **معروف**: نیکی، احسان، بھلائی، مشہور، رزق، خیر، اسم مفعول کا صیغہ ہے، **عَرَفَ يَعْرِفُ عِرْفَةً وعِرْفًا وعِرْفَانًا ومَعْرِفَةً** (ض) پہچاننا، جاننا۔ **سَقَطَ يَسْقُطُ سُقُوْطًا ومَسْقَطًا** (ن) گرنا۔ **شَكَرَ يَشْكُرُ شُكْرًا وَشُكُوْرًا وَشُكْرَانًا** (ن) شکریہ ادا کرنا، شکر کرنا، بہتر سلوک پر تعریف کرنا۔ **أَعْجَبَ يُعْجِبُ إِعْجَابًا** (افعال) تعجب میں ڈالنا، خوش ہونا، غرور کرنا۔ **حلم**: بردباری، صبر و آہستگی، **حَلُمَ يَحْلُمُ حِلْمًا** (ک) درگزر کرنا، بردبار رہونا، صفت کیلئے **حَلِيْمٌ** جمع **حُلَمَاءُ وأَحْلَامٌ**، مؤنث **حَلِيْمَةٌ** ہے۔ **حَبِطَ يَحْبَطُ حَبَطًا**

وحُبُوطًا عَمَلُهٗ (س) بیکار ہونا، خراب ہونا، برباد ہونا۔

مطلب: زبان کو سیدھا اور درست رکھنے سے عقل مزین وروشن ہوتی ہے، اور بات وکلام کو درست رکھنے سے فضل وبزرگی ظاہر ہوتی ہے، اور نیکی کرکے احسان جتانے سے شکر ساقط وبرباد ہوجاتا ہے، اور بردباری پر خوش ہونے سے اجر وثواب ضائع ہوجاتا ہے، اور سچ بولنے سے خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے، یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے (غرر الحکم رقم: ۴۰۴۴/عنوان البیان وبستان الأذہان/ص: ۵۸/روضہ الأدب/ص: ۱۳۰/نفحۃ الیمن الباب الخامس/ص: ۱۷۸/المستطرف/ص: ۴۱)۔ کہتے ہیں: کہ انسان اپنی گفتگو سے پہچانا جاتا ہے، اور جو شخص نیکی کرکے احسان جتائے اس کے بارے میں کہتے ہیں: ہاتھ میں دے روٹی اور سر میں مارے جوتی۔

إِحْـفَـظْ لِسَـانَکَ أَیُّهَا الْإِنْسَانُ　　لَا یَـلْـدَغَـنَّکَ إِنَّـهٗ ثُعْبَـانُ

کَـمْ فِی الْمَقَابِرِ مِنْ قَتِیلِ لِسَانِهٖ　　کَـانَـتْ تَهَابُ لِقَاءَهٗ الشُّجْعَانُ

(دیوان امام شافعیؒ قافیۃ النون/ص: ۲۳۸)

اے انسان! اپنی زبان کی حفاظت کر، یہ ایک اژدہا ہے کہیں یہ تجھے ڈس نہ لے، قبروں میں پڑے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں ان کی زبان نے ہلاک کردیا، حالانکہ بڑے بڑے بہادران کے مقابلے سے ڈرتے تھے۔

اچھا برا نہ کہہ دو، تم مذہبی بنا پر　　اخلاق اس کے دیکھو، اصلی تو یہ ہے جوہر

<u>ترکیب</u>: من موصولہ، قوم فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، لسان مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا مـن موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، زان فعل، ھـو ضمیر اس کا فاعل، عـقـل مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (اس میں من کو شرطیہ مان کر شرط وجزا کی ترکیب بھی ہوسکتی ہے)۔

واؤ استینافیہ، من موصولہ، سدد فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، کـلام مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول

صلہ سے مل کر مبتدا، ابان فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فضل مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ استینافیہ، مَن موصولہ، منَّ فعل، ھو ضمیر فاعل، بـا حرف جر، معروف مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا من فعل کے، من فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، سقط فعل، شکر مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا سقط فعل کا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ استینافیہ من موصولہ، اعجب فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، با حرف جر، حلیم مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا با حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا اعجب فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، حبط فعل، اجر مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا حبط فعل کا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ استینافیہ من موصولہ، صدق فعل، ھو ضمیر فاعل، فی حرف جر، مقال مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا صدق فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا من موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مبتدا، زاد فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، فی حرف جر، جمال مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا زاد فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۵۳) قَالَ بَعْضُ الْمُلُوْكِ لِوَزِيْرِهٖ: مَا خَيْرُ مَا يُرْزَقُ بِهِ الْعَبْدُ ؟ قَالَ: عَقْلٌ يَعِيْشُ بِهٖ،

قَالَ: فَإِنْ عَدِمَهُ؟ قَالَ: فَأَدَبٌ يَتَحَلّٰى بِهٖ، قَالَ : فَإِنْ عَدِمَهُ ؟ قَالَ: فَمَالٌ لِيَسْتُرَهُ ، قَالَ: فَإِنْ عَدِمَهُ قَالَ: فَصَاعِقَةٌ تُحْرِقُهُ وَتُرِيْحُ الْبِلَادَ وَالْعِبَادَمِنْهُ۔

ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو کہا: کہ کونسی چیز بہتر ہے ان چیزوں میں جو بندے کو دی جائیں؟ وزیر نے کہا: عقل ہے جس کے ساتھ وہ زندگی گزارے، بادشاہ نے پوچھا: پس اگر عقل نہ ہو؟ وزیر نے کہا: پھر ادب ہے جس سے وہ آراستہ ہو، بادشاہ نے پوچھا: اگر ادب بھی نہ ہو؟ وزیر نے کہا: پھر مال ہے جو اس کے عیب چھپائے گا، بادشاہ نے پوچھا: پس اگر یہ بھی نہ ہو، وزیر نے کہا: پھر بجلی ہے جو اس کو جلادے اور راحت پہونچادے شہروں کو اور بندوں کو اس سے۔

بعض: الشیء ایک حصہ اور ایک فرد کیلئے بھی آتا ہے جیسے بعض الأیام ایک دن یہاں یہی آخری معنیٰ مراد ہیں، اس کی جمع أَبْعَاضٌ آتی ہے۔ وزیر: منتری، مفسر، مددگار، بادشاہ کا معین، جمع وُزَرَاءُ، أَوْزَارٌ ، وَزَرَ يَزِرُ وَزَارَةً لِلْمَلِکِ (ض) وزیر ہونا۔ يُرْزَقُ: يُعْطِىٰ کے معنیٰ میں رَزَقَ يَرْزُقُ رِزْقًا (ن) روزی پہونچانا۔ عَاشَ يَعِيْشُ عَيْشًا وعِيْشَةً وعِشَةً ومَعِيْشَةً (ض) زندہ رہنا، زندگی گزارنا۔ عَدِمَ يَعْدَمُ عَدَمًا (س) گم کرنا، ختم کرنا فَقِدَ کے معنیٰ میں۔ يَتَحَلّٰى: مضارع معروف کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے تَحَلّٰى يَتَحَلّٰى تَحَلِّيًا (تفعل) آراستہ ہونا، زیور پہنانا، سنورنا۔ يَتَحَلّٰى دراصل يَتَحَلَّيُ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا يَتَحَلّٰى ہوگیا۔ سَتَرَ يَسْتُرُ سَتْرًا وسَتَرًا (ن) ڈھانکنا، چھپانا اسی سے ستر آتا ہے بمعنیٰ پردہ جمع سُتُوْرٌ اور أَسْتَارٌ آتی ہے اور یہاں صاحب مال کے عیوب کو چھپانا مراد ہے۔ صَاعِقَةٌ: گرج اور کڑک کے ساتھ آسمان سے نکلنے والی آگ، بجلی، عذاب اور چیخ کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جمع صَوَاعِقُ، صَعِقَ يَصْعَقُ صَعْقًا (س) زور سے بادل گرجنا۔ أَحْرَقَ يُحْرِقُ إِحْرَاقًا (افعال) جلانا۔ أَرَاحَ يُرِيْحُ إِرَاحَةً (افعال) آرام پہونچانا۔ تُرِيْحُ اصل میں تُرْوِحُ تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن تو واؤ کی حرکت کسرہ نقل کر کے ماقبل را کو دیدی پھر واؤ اصل میں متحرک تھا اب اس کا ماقبل مکسور ہوگیا لہذا واؤ کو یا سے بدل دیا تُرِيْحُ ہوگیا۔ (باقی الفاظ کی تشریح گزر چکی ہے)۔

مطلب: بندہ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے عقل بہت بڑی نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی زندگی میں بڑی بڑی چیزوں کو قابو میں کر لیتا ہے، عقل کے بعد ادب بھی بہت بڑی دولت ہے جو بندہ کو آراستہ اور مزین وباعزت بنا دیتا ہے، اس کے بعد مال بھی بہت بڑی نعمت ہے اسکے خرچ کرنے سے انسان کے عیوب چھپ جاتے ہیں لیکن اگر ان مذکورہ خوبیوں میں کوئی نہ ہوتو وہ آدمی برا اور زمین پر بوجھ ہے، اسکے لئے موت اچھی ہے تاکہ دنیا اور اس کے باشندے اس سے نجات وراحت حاصل کرسکیں، واضح ہو کہ موت اس کے لئے تہدید کے طور پر ہے، یا موت بمعنی خرابی، تباہی۔ یہ بزرجمہر کا قول ہے (البیان والتبیین ص:۴/ نفحۃ الیمن الباب الخامس ص:۱۶۷)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ: یہ حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کا قول ہے (بیہقی شعب الإیمان رقم:۴۳۵۴/ فصل فی فضل العقل، روضۃ العقلاء ص:۴) ایک کہاوت ہے: خس کم جہاں پاک یعنی بے کار آدمی کا جانا ہی بہتر ہے۔ دوسری کہاوت ہے: پیسہ پھینک تماشہ دیکھ۔ نیز کہا گیا کہ: ذلت کی زندگی سے عزت کی موت اچھی ہے۔

ے يُغَطِّيْ عُيُوْبَ الْمَرْءِ كَثْرَةُ مَالِهٖ يُصَدِّقُ فِيْمَا قَالَ وَهُوَ كَذُوْبُ

وَيُزْرِيْ بِعَقْلِ الْمَرْءِ قِلَّةُ مَالِهٖ يُحَمِّقُهُ الْأَقْوَامُ وَهُوَ لَبِيْبُ

(دیوان علیؓ قافیۃ الباء ص:۱۵/ روضۃ العقلاء ص:۱۵۰)

انسان کا زیادہ مال اس کے عیوب چھپا دیتا ہے اور جو وہ کہتا ہے سچ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے، مال کا کم ہونا آدمی کی عقل کو عیب لگا دیتا ہے، لوگ اسے احمق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ دانشمند ہوتا ہے۔

ے خوئے بد در طبیعتے کہ نشست نرہد جز بوقت مرگ از دست

بری عادت جس طبیعت میں جم جائے۔ مرنے کے وقت کے علاوہ نہیں نکلے گی جان سے

ترکیب: قال فعل، بعض مضاف، الملوک مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر قال کا فاعل، لام حرف جر، وزیر مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا قال فعل کے، قال فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر قول ہوا، ما استینا فیہ مبتدا، خیر مضاف، ما موصولہ، یرزق فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر غائب، باء حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یرزق فعل

کے، العبد یرزق کا نائب فاعل، یرزق اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا ما موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا خیر مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر ہوئی ما مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قال فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر قول، ھو ضمیر یہاں پر محذوف ہے جو لوٹ رہی ہے ''خیر مایرزق به العبد'' کی طرف، ھو مبتدا محذوف، عقل موصوف، یعیش فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، با حرف جر، ہٖ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یعیش فعل کے، یعیش فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی عقل موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر ھو مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول اپنے مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قال فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر قول، فاء فصیحیہ، ان حرف شرط، عدم فعل، ھو ضمیر اس میں پوشیدہ اس کا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہوئی جزا محذوف ''فما یرزق به العبد'' کی، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول اپنے مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قال فعل، ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر قول، ھو مبتدا محذوف، فاء فصیحیہ، ادب موصوف، یتحلی فعل، ھو ضمیر اس میں فاعل، باء حرف جر، ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یتحلی فعل کے، یتحلی اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی ادب موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر ھو مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول اپنے مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قال فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل سے مل کر قول، فاء فصیحیہ، ان حرف شرط، عدم فعل، ھو ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہوئی جزا محذوف ''فما یرزق به العبد'' کی، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قال فعل،ھو ضمیر فاعل،فعل فاعل سے مل کرقول، فاء فصیحیہ ،مال موصوف،لام حرف جر،یستر فعل،ھو ضمیراس میں فاعل،ہٗ ضمیر مفعول بہ،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مفرد ہوکر مجرور ہوا لام حرف جر کا، جار مجرور سے مل کرمتعلق ہوا کائن شبہ فعل محذوف کے،کائن اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی مال موصوف کی،موصوف صفت سے مل کر خبر ہوئی ھو مبتدا محذوف کی (ھو ضمیر جولوٹ رہی ہے''مایرزق به العبد '' کی طرف)مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہواقول کا، قول مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قال فعل، ھو ضمیر فاعل،فعل فاعل سے مل کرقول، فا فصیحیہ ، ان حرف شرط، عَدِمَ فعل،ھو ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ہوئی جزامحذوف''فما یرزق به العبد '' کی،شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر مقولہ ہواقول کا،قول مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قال فعل،ھو ضمیر فاعل،فعل فاعل سے مل کرقول، فافصیحیہ ، صاعقة موصوف، تحرق فعل، ھی ضمیر اس میں فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف،تریح فعل،ھی ضمیر اس میں اس کا فاعل،البلاد معطوف علیہ،واؤ حرف عطف،العباد معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوکر مفعول بہ ہواتریح فعل کا، من حرف جر، ہٗ ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کرمتعلق ہواتریح فعل کے،تریح فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومتعلق سے مل کر معطوف ہواتحرقه معطوف علیہ کا،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت ہوئی صاعقة موصوف کی،موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر ہوئی مبتدا محذوف کی (ھو ضمیر جولوٹ رہی ہے''ما یرزق به العبد '' کی طرف)مبتدا خبر سے مل کر مقولہ ہواقول کا، قول مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۵۴)ثَمَانِيَةٌ إِذَا أُهِينُوا فَلا يَلُومُوا إِلَّا اَنْفُسَهُمْ: اَلْاٰتِیُ مَائِدَةً لَمْ يُدْعَ إِلَيْهَا، وَالْمُتَأَمِّرُ عَلٰى صَاحِبِ الْبَيْتِ فِی بَيْتِهٖ، وَالدَّاخِلُ بَيْنَ إِثْنَيْنِ فِیْ حَدِيْثٍ لَمْ يُدْخِلَاهُ فِيْهِ، وَالْمُسْتَخِفُّ بِالسُّلْطَانِ، وَالْجَالِسُ فِی مَجْلِسٍ لَيْسَ لَهٗ بِأَهْلٍ،وَالْمُقْبِلُ بِحَدِيْثِهٖ عَلٰى مَنْ لَا يَسْمَعُهٗ، وَطَالِبُ الْخَيْرِ مِنْ

أَعْدَائِهٖ، وَرَاجِی الْفَضْلِ مِنْ عِنْدَ اللِّئَامِ۔

آٹھ قسم کے لوگ ہیں جب ان کی توہین کی جائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرتے ہیں: آنے والا اس دستر خوان پر جس کی طرف اس کو نہ بلایا گیا ہو، اور حکمرانی کرنے والا گھر کے مالک پر اس کے گھر میں، اور دخل دینے والا دو آدمیوں کے درمیان بات میں کہ ان دونوں نے داخل نہ کیا ہو اس کو بات میں، اور بادشاہ کی اہانت کرنے والا، اور ایسی مجلس میں بیٹھنے والا جس کا وہ اہل نہ ہو، اور متوجہ کرنے والا اپنی بات سے اس شخص کو جو اس کی بات نہ سنتا ہو، اور اپنے دشمنوں سے بھلائی کا طلب گار، اور فضل واحسان کی امید رکھنے والا کمینوں سے۔

اُهِينُوْا: ماضی مجہول کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے أَهَانَ يُهِينُ إِهَانَةً (افعال) ذلیل کرنا، حقیر سمجھنا، توہین کرنا اور مجرد میں هَانَ يَهُوْنُ هَوْنًا (ن) حقیر وذلیل ہونا۔ اَلْآتِیْ: اسم فاعل کا صیغہ ہے آنے والا أَتٰی يَاتِی إِتْيَانًا (ض) آنا، حاضر ہونا، مَائِدَةً: دستر خوان جمع مَوَائِدُ اور مَائِدَاتٌ آتی ہے، اَلْمُتَأَمِّرُ: اسم فاعل کا صیغہ ہے، تَأَمَّرَ يَتَأَمَّرُ تَأَمُّرًا (تفعل) مسلط ہونا، حاکم بننا، زبردستی کرنا۔ بَيْتٌ: گھر جمع بُيُوْتٌ۔ حَدِيْثٌ: نیا، کلام، خبر، گفتگو، بات، نبی ﷺ کا کلام۔ جمع أَحَادِيْثُ، حِدْثَانٌ، اور حُدْثَانٌ، حَدَثَ يَحْدُثُ حُدُوْثًا (ن) نیا پیدا ہونا، واقع ہونا اور مزید میں حَادَثَ يُحَادِثُ مُحَادَثَةً (مفاعلت) گفتگو کرنا۔ لَمْ يُدْخِلَاهُ: فعل مضارع أَدْخَلَ يُدْخِلُ إِدْخَالًا (افعال) داخل کرنا۔ اَلْمُسْتَخِفُّ: اسم فاعل کا صیغہ ہے إِسْتَخَفَّ يَسْتَخِفُّ إِسْتِخْفَافًا (استفعال) سے حقیر جاننا، ذلیل سمجھنا۔ أَهْلٌ: بمعنی لائق۔ أَعْدَاءٌ: جمع عَدُوٌّ کی بمعنی دشمن۔ رَاجِیْ: اسم فاعل کا صیغہ ہے رَجَا يَرْجُوْ رِجَاءً (ن) امید کرنا، پرامید ہونا۔ اللِّئَامُ: لَئِيْمٌ کی جمع ہے بمعنی کمینہ، ذلیل، خسیس۔

مطلب: آٹھ قسم کے لوگوں کی جب بے عزتی کی جاتی ہے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرتے ہیں (۱) بغیر بلائے دستر خوان پر جانے والا (۲) گھر کے مالک پر اس کے گھر میں حکومت کرنے والا (۳) جب دو آدمی بات کر رہے ہوں تو ان کے درمیان اپنی بات گھسانے والا (۴) بادشاہ کی بے عزتی کرنے والا (۵) جس محفل کا وہ اہل نہ ہو اس میں بیٹھنے والا (۶) اس شخص کو اپنی بات سے متوجہ کرنے والا جو اس کی بات سننے کا ارادہ نہ رکھتا ہو (۷) اور جو اپنے دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھے (۸) کمینوں سے انعام واحسان کی آرزو رکھنے والا۔ مذکورہ

عادات سے بچنا چاہئے ۔ یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے۔ (عیون الحکم والمواعظ رقم ۴۲۵۹/ص: ۲۱۷/نفحۃ الیمن الباب الخامس /ص: ۱۷۰/المستطرف /ص: ۱۸۰/پندنامہ عطار/ص: ۳۰)۔ کہتے ہیں کہ: آئیں بی عاقلہ، ہر کام میں داخلہ۔

خصالِ ثمانیہ کو کسی شاعر نے اپنے اشعار میں جمع فرمایا:

يَسْتَوْجِبُ الصَّفْعَ فِي الدُّنْيَا ثَمَانِيَةٌ ... لَالَوْمَ فِيْ وَاحِدٍ مِنْهُمْ إِذَا صُفِعَا

اَلْمُسْتَخِفُّ بِسُلْطَانٍ لَهُ خَطَرٌ ... وَدَاخِلٌ فِيْ حَدِيْثِ اثْنَيْنِ مُنْدَفِعَا

وَمُنْفِذٌ أَمْرَهُ فِيْ غَيْرِ مَنْزِلِهِ ... وَجَالِسٌ مَجْلِسًا عَنْ قَدْرِهِ ارْتَفَعَا

وَمُتْحِفٌ بِحَدِيْثٍ غَيْرَ سَامِعِهِ ... وَدَاخِلُ الْبَيْتِ تَطْفِيْلًا بِغَيْرِ دُعَا

وَمُبْتَغِي الْوُدَّ مِمَّنْ لَاخَلَاقَ لَهُ ... وَطَالِبُ الْفَضْلِ مِنْ أَعْدَائِهِ طَمَعَا

(نفحة اليمن /ص: ۲۰۳/شرح ثلاثيات مسند احمد /ص: ۶۸/ج: ۱/ مسند عبدالله بن عمر الحديث الخامس، إصلاح المجتمع /ص: ۵۸۷/ الحديث الخامس والثمانون).

ترجمہ: آٹھ قسم کے آدمی دنیا میں بے عزتی کو واجب کرتے ہیں، ملامت نہیں کرسکتا ان میں سے کوئی کسی دوسرے کو جب ان کی بے عزتی کی جائے، عزت واحترام والے بادشاہ کی تحقیر کرنے والا، باتوں میں مشغول دو آدمیوں کے درمیان اپنی بات داخل کرنے والا، دوسرے کے گھر میں حکمرانی کرنے والا، اور ایسی مجلس میں بیٹھنے والا جس میں اس کا مرتبہ کم ہوتا ہو، اور متوجہ کرنے والا اپنی بات سے اس شخص کو جو اس کی بات نہ سنتا ہو، اور بغیر بلائے گھر میں طفیلی بن کر داخل ہونے والا، اور محبت واحسان کا امیدوار کمینوں سے، اور اپنے دشمنوں سے فضل وکرم کا طلب گار۔

<u>ترکیب</u>: ثمانیة مبتدا، اذا حرف شرط، اهینوا فعل، هم ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، فا جزائیہ، لا یلوموا فعل نفی، هم ضمیر اس کا فاعل، الا حرف استثنا لغو، نفس مضاف، هم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر ثمانیة مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الآتی شبہ فعل، مائدة موصوف، لم یدع فعل مجہول، هو ضمیر اس کا نائب فاعل، الی حرف جر، ها ضمیر

مجرور، جارمجرور سے مل کر متعلق ہوا لم یدع کے،لم یدع اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر صفت ہوئی مائدة موصوف کی،موصوف صفت سے مل کر مفعول بہ ہوا الآتی شبہ فعل کا، الآتی شبہ فعل اپنے فاعل ھو ضمیر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر خبر ہوئی احدھا یا احدھم مبتدا محذوف کی (احد مضاف ،ھم مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا) مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

والمتأمر، واؤ استینافیہ،المتأمر شبہ فعل، علیٰ حرف جر، صاحب مضاف،البیت مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا علیٰ حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا المتامر شبہ فعل کے، فی حرف جر،بیت مضاف، ہ ضمیر مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا المتامر شبہ فعل کے،المتامر اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر ثانیھم مبتدا محذوف کی خبر،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

الداخل شبہ فعل،بین مضاف،اثنین موصوف،فی حرف جر،حدیث موصوف،لم یدخلاہ فعل، ھما ضمیر تثنیہ اس کا فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، فی حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یدخلا فعل کے،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر صفت ہوئی حدیث موصوف کی،موصوف صفت سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن شبہ فعل کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر صفت ہوئی اثنین موصوف کی،موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ ہوا بین مضاف کا،مضاف مضاف الیہ سے مل کر متعلق ہوا الداخل شبہ فعل کے،شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر ثالثھم مبتدا کی خبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

المستخف شبہ فعل اسم فاعل کا صیغہ، با حرف جر،السلطان مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا المستخف شبہ فعل کے،شبہ فعل اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی رابعھم مبتدا محذوف کی،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

الجالس شبہ فعل اسم فاعل کا صیغہ، فی حرف جر، مجلس موصوف،لیس فعل ناقص، ھو اس کا اسم، با ھل میں با زائد،اھل موصوف،له کا لام حرف جر، ہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن

شبہ فعل محذوف کے، کائن اپنے متعلق سے مل کر اھل موصوف کی صفت، موصوف صفت سے مل کر لیس فعل ناقص کی خبر، لیس فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ہوئی مجلس موصوف کی، موصوف صفت سے مل کر مجرور ہوا فی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا الجالس شبہ فعل کے، الجالس اپنے متعلق سے مل کر خامسھم مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

المقبل شبہ فعل، با حرف جر، حدیث مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا المقبل شبہ فعل کے، علیٰ حرف جر، مَن موصولہ، لا یسمع فعل، ھو ضمیر اس کا فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا مــــن موصولہ کا، موصول صلہ سے مل کر مجرور ہوا علی حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا المقبل شبہ فعل کے، المقبل اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر سادسھم مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

طالب اسم فاعل کا صیغہ شبہ فعل ومضاف، الخیر مضاف الیہ، من حرف جر، اعداء مضاف، ہٖ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر متعلق ہوا شبہ فعل طالب کے، طالب اپنے مضاف الیہ ومتعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا محذوف سابعھم کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

راجی اسم فاعل کا صیغہ شبہ فعل ومضاف، الفضل مضاف الیہ، من حرف جر، عند مضاف، اللئام مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من حرف جر کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا راجی شبہ فعل کے، راجی شبہ فعل اپنے مضاف الیہ ومتعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا محذوف ثامنھم کی، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تم باب الأول بعون الله عزوجل اللهم اغفر لکاتبه ولمن سعی فیه ۔

۲۱ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز سہ شنبہ

عبد الصمد رشیدی

اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِی الْحِکَایَاتِ وَالنَّقْلِیَّاتِ

دوسراباب حکایتوں اورروایتوں کے بیان میں

حِکَایَۃٌ:ا) غَزَالٌ مَرَّۃً عَطِشَ،فَجَاءَ إِلٰی عَیْنِ مَاءٍ،لِیَشْرَبَ، وَکَانَ الْمَاءُ فِی جُبٍّ عَمِیْقٍ، فَنَزَلَ فِیْہِ،ثُمَّ إِنَّہُ لَمَّارَ ام عَلَی الطُّلُوْعِ لَمْ یَقْدِرْ، فَنَظَرَ الثَّعْلَبُ،فَقَالَ لَہُ: یَا أَخِیْ! أَسَأْتَ فِیْ فِعْلِکَ إِذْلَمْ تُمَیِّزْ طُلُوعَکَ قَبْلَ نُزُوْلِکَ (القصۃ القصیر ۃ ص:۳۹۲/روضۃ الأدب ص:۱۸۰/مجانی الأدب ص:۳۷/الباب الرابع فی أمثال عن ألسنۃ الحیوانات)۔

ایک مرتبہ ایک ہرن پیاسا ہوا، پس آیا وہ پانی کے ایک چشمہ کے پاس، تاکہ(پانی) پیئے، اور پانی ایک گہرے گڑھے میں تھا، پس وہ اس میں اتر گیا، پھر تحقیق کہ جب اس نے ارادہ کیا نکلنے کا تو وہ قادر نہ ہوا، پس دیکھا اس کو لومڑی نے، تو اس سے کہا: اے میرے بھائی! آپ نے برا کیا اپنے کام میں اس لئے کہ نہیں سوچا آپ نے اپنے نکلنے کے بارے میں اپنے اترنے سے پہلے۔

غَزَالٌ: ہرن کا بچہ جمع غِزْلَۃٌ اور غِزْلَانٌ آتی ہے، ہرن حلال چوپاؤں میں سے ہے۔مَرَّۃً:ایک مرتبہ جمع مَرَّاتٌ،مِرَارٌ،اور مُرُوْرٌ آتی ہے۔عَطِشَ یَعْطَشُ عَطَشًا (س) پیاسا ہونا۔عَیْنٌ: چشمہ، پانی کا سوتا،آنکھ، کسی چیز کی ذات،ڈھلا ہوا سکہ،لغت میں عَیْنٌ کے تقریبا۱۰۰/معانی آتے ہیں،جمع أَعْیُنٌ أَعْیَانٌ اور عُیُوْنٌ آتی ہے۔ مَاءٌ: پانی جمع مَوَاہٌ اور مِیَاہٌ آتی ہے۔ شَرِبَ یَشْرَبُ شُرْبًا وشَرْبًا وشِرْبًا ومَشْرَبًا وتَشْرَابًا (س) پینا،گھونٹ لینا،سیراب ہونا۔جُبٌّ: گہرا کنواں، کچا کنواں، ایسا کنواں جس میں پانی نہ ہو،گڑھا،جمع جِبَابٌ، أَجْبَابٌ،جُبَبَۃٌ آتی ہے۔عَمِیْقٌ: گہرا،جمع أَعْمَاقٌ،عَمَائِقُ، آتی ہے،عَمُقَ یَعْمُقُ عُمْقًا وعُمَاقَۃً (ک) کنویں کا گہرا ہونا۔ نَزَلَ یَنْزِلُ نُزُوْلًا (ض) اترنا۔رَامَ یَرُوْمُ رَوْمًا (ن) ارادہ کرنا،قصد کرنا۔ طَلَعَ یَطْلُعُ طُلُوْعاً (ف،ن،س) ظاہر ہونا،نکلنا۔قَدَرَ یَقْدِرُ قُدْرَۃً (ن،ض) قادر ہونا،توانا ہونا،قوی ہونا،۔نَظَرَ یَنْظُرُ نَظْرًا (ن) دیکھنا۔ثَعْلَبٌ:لومڑی اس کا اطلاق مذکر ومؤنث دونوں پر ہوتا ہے،جمع ثَعَالِبُ آتی ہے،لومڑی

چالاک اور درندہ جانور ہے، أَسَاءَ يُسِيءُ إِسَاءَةً (افعال) برا کرنا، خراب کرنا، بگاڑنا، اور مجرد میں سَاءَ يَسُوءُ سُوْءً برا ہونا، قبیح ہونا اور أَسَأْتَ : ماضی معروف کا واحد حاضر کا صیغہ ہے، اصل میں أَسْئَاتَ تھا أَكْرَمْتَ کے وزن پر ہمزۂ ثانی کو تخفیف کی وجہ سے حذف کر کے ہمزہ اول کی حرکت ماقبل کو دیدی اس کے بعد ہمزہ اول کو الف سے بدل دیا أَسَأْتَ ہو گیا۔ فِعْلٌ : کام، کاروائی، جمع فِعَالٌ، أَفْعَالٌ، فَعَلَ يَفْعَلُ فَعْلًا (ف) کام کرنا، بنانا۔ مَيَّزَ يُمَيِّزُ تَمْيِيزًا (تفعیل) تمیز کرنا، فرق کرنا، جدا کرنا مراد یہاں سوچنا۔

خلاصہ: اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچ لینا چاہئے، انجام نہ سوچنے سے بسا اوقات خرابی اور بربادی آتی ہے، اور کام کو مخلص لوگوں کی رائے ومشورہ سے کرنا چاہئے، بغیر مشورہ کے کام کرنیوالا آدمی بعض اوقات تنہا رہ جاتا ہے، جانوروں کی کہانیوں کا مقصد ان کی زبان میں انسانوں کو نصیحت کرنا اور سمجھانا ہوتا ہے، چونکہ بسا اوقات براہِ راست سمجھانا دشوار ہوتا ہے، تو ان کو کہانی کی صورت میں سمجھانا آسان ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ انجام میں غور کرنے والے کو شرمندگی نہیں ہوتی۔

وہ بڑا ہی کمینہ پاجی ہے جو دغا سے نکالتا ہے کام
ہوشیار آدمی کو لازم ہے کام کا پہلے سوچ لے انجام
(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

حِكَايَةٌ:۲) صَبِيٌّ مَرَّةً كَانَ يَصِيدُ الْجَرَادَ، فَنَظَرَ عَقْرَبًا، فَظَنَّ أَنَّهَا جَرَادَةٌ كَبِيرَةٌ، فَمَدَّ يَدَهُ لِيَأْخُذَهَا، ثُمَّ تَبَعَّدَ عَنْهَا، فَقَالَتِ الْعَقْرَبُ لَهُ: لَوْأَنَّكَ قَبَضْتَنِي فِي يَدِكَ لَخَلَّيْتُكَ عَنْ صَيْدِ الْجَرَادِ (روضۃ الأدب رص:۱۷۸ رأمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص:۳۴ رمجانی الأدب رص:۳۴۳ رالباب الرابع فی أمثال عن ألسنۃ الحیوانات)۔

ایک بچہ ایک مرتبہ ٹڈی کا شکار کر رہا تھا، پس اس نے ایک بچھو دیکھا، پس اس نے گمان کیا کہ وہ ایک بڑی ٹڈی ہے، پھر بڑھایا اس نے اپنا ہاتھ تاکہ اس کو پکڑے، پھر اس بچھو سے دور ہو گیا، پس بچھو نے اس کو کہا: اگر آپ پکڑ لیتے مجھ کو اپنے ہاتھ میں تو میں آپ سے چھڑا دیتا ٹڈی کا شکار کرنا۔

صَبِيٌّ : وہ لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوا ہو، جمع صِبْيَانٌ، صِبْوَانٌ، أَصْبِيَةٌ صُبْوَانٌ، صِبْيَةٌ آتی ہے، مؤنث

صَبِیَّۃٌ جمع صَبَایَا۔ صَادَ یَصِیْدُ صَیْدًا (ض) شکار کرنا۔ جَرَادٌ: ٹڈی، جَرَادَۃٌ واحد آتا ہے، جرادۃ کا اطلاق نر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے اس میں تا تانیث کی نہیں بلکہ وحدت کی ہے۔ ٹڈی کھانا حلال ہے ٹڈی کی دو قسمیں ہیں بری، بحری، یہاں مراد خشکی والی ٹڈی ہے، ان کی پوری جماعت ہوتی ہے، یہ ٹڈی دل درختوں اور فصلوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو ان کو اس طرح چٹ کر جاتے ہیں کہ نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا ان کی کثرت سے آسمان بھی سیاہ ہوجاتا ہے یہ انتہائی منظّم ہوتے ہیں، کسی تربیت یافتہ فوج کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں اور لہلاتے کھیتوں کو تباہ کر کے آگے گزر جاتے ہیں۔

ٹڈی کا گوشت حلال ہے اہل عرب اس کو شوق سے کھاتے ہیں، اکثر لوگ ٹڈی حملہ کے دوران ان کو جال وغیرہ لگا کر پکڑتے ہیں اس کی صفائی کا بالکل وہی طریقہ ہے جس طرح جھینگے کی گردن توڑ کر اس کے سخت خول کو کھینچ کر اتار دیا جاتا ہے اور باقی بچ جانے والے نرم حصہ کو بطور غذا استعمال کیا جاتا ہے، حلیہ کے اعتبار سے ٹڈیاں مختلف قسم کی ہوتی ہیں بعض بڑی ہوتی ہیں اور بعض چھوٹی، ٹڈی کی چھ ٹانگیں ہوتی ہیں دو سینے میں دو بیچ میں اور دو آخر میں، علامہ دمیریؒ فرماتے ہیں کہ ٹڈی میں مختلف جانوروں کی دس چیزیں پائی جاتی ہیں، گھوڑے کا چہرہ، ہاتھی کی آنکھ، بیل کی گردن، بارہ سنگا کا سینگ، شیر کا سینہ، بچھو کا پیٹ، گدھ کے پر، اونٹ کی ران، شترمرغ کی ٹانگ اور سانپ کی دم ہوتی ہے، ٹڈی کا لعاب نباتات کیلئے زہر قاتل ہے، اگر کسی نباتات پر پڑ جائے تو اس کو ہلاک کر کے چھوڑتا ہے، اگر وہ کھیتی وغیرہ کو نقصان پہونچائے تو ان کا قتل کرنا جائز ہے۔

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ، الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ، وَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ (رواہ ابن ماجۃ کتاب الأطعمۃ باب الکبد والطحال رقم: ۳۳۱۴/ وأحمد رقم ۵۷۲۳/ السنن الکبری للبیھقی رقم: ۱۸۹۹۷/ کتاب الصید والذبائح)۔

حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کردئے گئے، مچھلی اور ٹڈی، جگر اور تلی (حیاۃ الحیوان الکبری ص: ۶۱۲/ ج: ۱)۔

عَقْرَبٌ: بچھو جمع عَقَارِبُ۔ کَبِیْرَۃٌ: بڑا جمع کَبَائِرُ ۔ مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا (ن) بڑھانا، پھیلانا۔ یَدٌ: ہاتھ،

ہتھیلی، ملکیت، قبضہ، جمع أَیْدٍ، یَدِیٌ، أَیَادٌ آتی ہے، تَبَعَّدَ یَتَبَعَّدُ تَبَعُّدًا (تفعل) دور ہونا۔ اور مجرد میں بَعُدَ یَبْعُدُ بُعْدًا و بَعْدًا (ک)، قَبَضَ یَقْبِضُ قَبْضًا (ض) پکڑنا۔ خَلَّیْتُ: ماضی معروف کے واحد متکلم کا صیغہ ہے خَلّٰی یُخَلِّی تَخْلِیَةً (تفعیل) چھوڑنا، آزاد کرنا۔

خلاصہ: اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ لالچ بہت بری بلا ہے بسا اوقات لالچ کی وجہ سے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں، کسی کام کے کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے بلکہ قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہئے، بسا اوقات آدمی جلد بازی کی وجہ سے خیر اور شر میں تمیز نہیں کر پاتا، انسان کا طریق یہ ہونا چاہئے کہ وہ اچھائی اور برائی کے درمیان تمیز کرے اور ان میں سے ہر ایک کیلئے علیحدہ تدبیر اختیار کرے۔

بدوزد شرہ دیدہ ہوشمند — درآرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

(گلستاں باب سوم رص: ۱۳۰)

حرص عقلمند آدمی کی آنکھیں سی دیتی ہے، حرص چڑیوں اور مچھلیوں کو جال میں لے آتی ہے۔

حِکَایَةٌ: ۳) إِمْرَأَةٌ کَانَتْ لَهَا دَجَاجَةٌ، تَبِیْضُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ بَیْضَةَ فِضَّةٍ، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ فِیْ نَفْسِهَا: أَنَا إِنْ کَثَّرْتُ فِیْ طُعْمَتِهَا، تَبِیْضُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ بَیْضَتَیْنِ، فَلَمَّا کَثَّرَتْ فِیْ طُعْمَتِهَا، تَشَقَّقَتْ حَوصَلَتُهَا فَمَاتَتْ (روضۃ الأدب رص: ۱۷۹/ أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص: ۱۴)۔

ایک عورت کے پاس ایک مرغی تھی، جو انڈا دیتی تھی ہر دن میں ایک چاندی کا انڈا، پس عورت نے کہا اپنے جی میں: اگر میں زیادتی کردوں اس کی خوراک میں، تو انڈے دیگی ہر دن دو انڈے، پس جب زیادتی کردی اس کی خوراک میں، تو پھٹ گیا اس کا پیٹ پس وہ مرگئی۔

دَجَاجَةٌ: دال کی تینوں حرکتوں کے ساتھ لیکن دال پر فتح پڑھنا راجح ہے، اس میں آخری تا وحدت کی ہے تانیث کی نہیں کیوں کہ دَجَاجَةٌ کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے، معنیٰ مرغا، مرغی، جمع دُجُجٌ، دَجَاجَاتٌ۔ بَاضَ یَبِیْضُ بَیْضًا (ض) انڈا دینا۔ بَیْضَةٌ: انڈا اس کی جمع بَیْضَاتٌ اور بِیْضٌ آتی ہے۔ فِضَّةٌ: چاندی، کَثَّرَ یُکَثِّرُ تَکْثِیْرًا (تفعیل) زیادہ کرنا۔ طُعْمَةٌ: خوراک، کھانا، رزق جمع طُعَمٌ آتی ہے۔ تَشَقَّقَتْ:

ماضی معروف کے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے، تَشَقَّقَ يَتَشَقَّقُ تَشَقُّقًا (تفعل) پھٹ جانا، چر جانا، شگاف والا ہونا۔ حَوْصَلَةٌ: معدہ، پیٹ، پرندوں کا پوٹا، اس کی جمع حَوَاصِلُ۔

خلاصہ: بعض لوگ تھوڑے نفع کی خاطر بہت سا مال ہلاک کردیتے ہیں، لالچ کرنے کا انجام بہت برا ہوتا ہے، قناعت اختیار کرنی چاہئے اور زیادہ کھانے اور کھلانے سے بھی نقصان ہی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ سب سے بہترین مالداری لالچ کو چھوڑ دینا ہے۔ کہتے ہیں کہ: مال و دولت کے لالچ میں پھنسنے والا شخص ناکام و نامراد اور جوان کے مکروہ جال سے بچ گیا وہی کامیاب و کامران ہے۔

ے لالچ کا پھل جس نے کھایا روya آخر وہ پچتایا

(ظفر کمالی)

حِكَايَةٌ: ۴) إِنْسَانٌ حَمَلَ حُزْمَةَ حَطَبٍ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا عَجَزَ وَضَجِرَ مِنْ حَمْلِهَا رَمٰى بِهَا عَنْ كَتِفِهِ، وَدَعَا عَلٰى رُوْحِهِ بِالْمَوْتِ، فَحَضَرَ لَهُ شَخْصٌ قَائِلًا هُوَ ذَا: لِمَا ذَا دَعَوْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ الْإِنْسَانُ: دَعَوْتُكَ لِرَفْعِ هٰذِهِ حُزْمَةَ الْحَطَبِ عَلٰى كَتِفِي۔ (أمثال لقمان الحكيم وبعض أقوال العرب رص: ۱۹ رمجانی الأدب رص: ۳۴۳ رالباب الرابع فی أمثال عن ألسنة الحیوانات)

ایک انسان نے ایک مرتبہ لکڑی کا ایک گٹھڑ اٹھایا، پس وہ اس پر بھاری ہوگیا، پھر جب وہ عاجز ہوگیا اور پریشان ہوگیا اس کے اٹھانے سے پھینک دیا اس کو اپنے کندھے سے، اور بددعا کی اپنی جان پر موت کی، پس حاضر ہوا اس کے پاس ایک شخص کہتا ہوا کہ وہ وہی ہے: تونے مجھے کیوں بلایا؟ پس اس کو انسان نے کہا: میں نے تجھ کو بلایا لکڑی کا یہ گٹھڑ اٹھانے کیلئے میرے کندھے پر۔

حَمَلَ يَحْمِلُ حَمْلًا وحُمْلَانًا (ض) اٹھانا۔ حُزْمَةٌ: گٹھڑ، بوجھ، گچھہ۔ حَطَبٌ: لکڑی، ایندھن جمع أَحْطَابٌ، ثَقُلَ يَثْقُلُ ثِقْلًا (ک) بھاری ہونا۔ ضَجِرَ يَضْجَرُ ضَجْرًا (س) پریشان ہونا، اکتا جانا، بیقرار ہونا تنگدل ہونا۔ رَمٰى يَرْمِي رَمْيًا (ض) پھینکنا۔ كَتِفٌ: کاف کے فتحہ اور تا کے سکون و کسرہ کے ساتھ اور کاف کے فتحہ و کسرہ کے ساتھ بمعنیٰ کندھا، مونڈھا، شانہ جمع أَكْتَافٌ اور كِتَفَةٌ آتی ہے۔ دَعَا يَدْعُو دُعَاءً عليه (ن) بددعا کرنا، اور لام کے صلہ

کے ساتھ دعا کرنا، هُوَ ذَا میں ذا اسم اشارہ قریب کیلئے ہے یعنی اے شخص! جس موت کو تو نے بلایا ہے وہ یہ ہے، ماذا یہ مرکب ہے ما استفہامیہ اور ذا اسم اشارہ سے بمعنیٰ کیا ہے وہ اور جب ما استفہامیہ کے بعد ذا واقع ہو تو اللذی کے معنیٰ میں ہوتا ہے جیسے مَاذَا فَعَلْتَ کیا ہے وہ جو آپ نے کیا۔

خلاصہ: آدمی کو سوچ سمجھ کر انجام پر غور کر کے بولنا چاہئے بسا اوقات انجام سوچے بغیر بولنا نقصان دہ ہوتا ہے، اور ہر شخص کو اپنی زندگی پیاری ہوتی ہے اور وہ موت سے بھاگتا ہے، اور سارا عالم دنیا سے محبت کرتا ہے کمزوری اور نامرادی سے اکتاتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ انجام میں غور وفکر نجات کا ذریعہ ہے۔

بات وہ کہئے جس بات کے سو پہلو ہوں کوئی پہلو تو رہے بات بدلنے کیلئے

(بے خود دہلوی)

حِكَايَةٌ:۵) سُلَحْفَاةٌ وَأَرْنَبٌ مَرَّةً تَسَابَقَتَا فِي الْعَدْوِ، وَجَعَلَتَا الْحَدَّ بَيْنَهُمَا الْجَبَلَ، لِتَسَابَقَتَا إِلَيْهِ، فَأَمَّا الْأَرْنَبُ فَلِأَجْلِ دَلَّتِهَا وَخِفَّتِهَا وَسُرْعَتِهَا، تَوَانَتْ فِي الطَّرِيْقِ وَنَامَتْ، وَأَمَّا السُّلَحْفَاةُ فَلِأَجْلِ ثِقْلِ طَبِيْعَتِهَا لَمْ تَكُنْ تَسْتَقِرُّ، وَلَا تَتَوَانٰى فِي الْجَرْيِ، فَوَصَلَتْ اِلَى الْجَبَلِ، فَعِنْدَ مَا اسْتَيْقَظَتِ الْأَرْنَبُ مِنْ نَوْمِهَا، وَجَدَتِ السُّلَحْفَاةَ قَدْ سَبَقَتْ، فَنَدِمَتْ حَيْثُ لَمْ تَنْفَعْهَا النَّدَامَةُ

(حکایات الحیوان رص: ۷۸ رروضۃ الأدب رص: ۱۸۲ رأمثال الحکیم وبعض أقوال العرب رص: ۲۰)۔

ایک مرتبہ ایک کچھوا اور ایک خرگوش نے دوڑنے میں بازی لگائی، اور دونوں نے بنایا اپنے درمیان پہاڑ کو حد، تاکہ وہاں تک مقابلہ کریں، پس خرگوش نے اپنے فخر کرنے اور ہلکا پھلکا ہونے اور اپنے تیز رفتار ہونے کی وجہ سے راستہ میں سستی کی اور سو گیا، اور کچھوا اپنی طبیعت کے بوجھل ہونے کی وجہ سے کہیں بھی نہیں ٹھہرا، اور نہیں سستی کی چلنے میں، پس وہ پہونچ گیا پہاڑ تک، پس جس وقت خرگوش بیدار ہوا اپنی نیند سے، تو پایا کچھوے کو کہ وہ بازی لے گیا، پس خرگوش شرمندہ ہوا جہاں شرمندگی نے اس کو نفع نہیں پہونچایا۔

سُلَحْفَاةٌ: کچھوا جمع سَلَاحِفُ، اور اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ أَرْنَبٌ: خرگوش جمع أَرَانِبُ، نر اور مادہ دونوں پر اطلاق ہوتا ہے، اور اس کا کھانا حلال ہے۔ تَسَابَقَ يَتَسَابَقُ تَسَابُقًا (تفاعل) ایک دوسرے سے آگے

بڑھنے کی کوشش کرنا، مقابلہ کرنا۔ عَدَا یَعْدُوْ عَدْوًا (ن) دوڑنا۔ دَلَّ یَدِلُّ دَلًّا و دَلَّۃً (ض) ناز ونخرہ کرنا، فخر کرنا۔ اَلْأَجَلُ: وجہ، سبب۔ خَفَّ یَخِفُّ خِفَّۃً ہلکا پھلکا ہونا، پتلا ہونا (ض)۔ سَرُعَ یَسْرُعُ سُرْعَۃً (ک، س) تیز رفتار ہونا، جلدی کرنا۔ تَوَانٰی یَتَوَانٰی تَوَانِیًا (تفاعل) سستی کرنا کوتاہی کرنا، لاپرواہی کرنا۔ اِسْتَقَرَّ یَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا بالمکان (استفعال) ٹھہرنا، اور مجرد میں قَرَّ یَقِرُّ قَرَارًا (ض، س) ٹھہرنا، قرار پکڑنا، جریٰ یَجْرِیْ جَرْیًا (ض) دوڑنا۔ اِسْتَیْقَظَ یَسْتَیْقِظُ اِسْتِیْقَاظًا (استفعال) بیدار ہونا، بیدار کرنا، جاگنا، جگانا، لازم ومتعدی دونوں مستعمل ہے۔

خلاصہ: آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے کام میں لاپرواہی نہ برتے ورنہ تو مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ فارسی مقولہ ہے: ''کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی'' سوجانے سے سعی لاحاصل بہتر ہے۔ اور بڑائی وتکبر نہیں کرنا چاہئے متکبر آدمی ذلیل وخوار ہو جاتا ہے، اور اپنے مدمقابل سے ہمیشہ چوکنا رہنا چاہئے، بسا اوقات آدمی اپنے آپ کو قوی سمجھ کر غفلت برتتا ہے تو کمزور مدمقابل غالب آجاتا ہے۔ ہندی کہاوت ہے بڑے بول کا سر نیچا۔ دوسری کہاوت ہے: اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیا چگ گئی کھیت۔ یعنی اپنا نقصان کر کے بعد میں پشیمانی سے کیا فائدہ۔

ہاں راہِ طلب میں شرط ہے استقلال ۔۔۔ خرگوش سے لے گیا ہے کچھوا بازی

(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند ۔۔۔ کہ خرلنگ جاں بمنزل برد

(گلستان سعدی رص: ۷۸رباب دوم در اخلاق درویشاں)

بہت سے تیز رو گھوڑے ہیں جو منزل سے رہ گئے۔ اچانک لنگڑا گدھا اپنی جان منزل تک لے گیا

حِکَایَۃٌ:۶) رَجُلٌ أَسْوَدُ نَزَعَ یَوْمًا ثِیَابَہٗ، وَأَخَذَ الثَّلْجَ، وَأَقْبَلَ یَعْرُکُ بِہٖ جِسْمَہٗ، فَقِیْلَ لَہٗ: لِمَا ذَا تَعْرُکُ جِسْمَکَ بِالثَّلْجِ؟ فَقَالَ: لَعَلِّی، أَبْیَضُّ، فَأَتٰی رَجُلٌ حَکِیْمٌ وَقَالَ لَہٗ: یَا ھٰذَا! لَا تُتْعِبْ نَفْسَکَ، لِأَنَّہٗ یُمْکِنُ أَنَّ جِسْمَکَ یُسَوِّدُ الثَّلْجَ، وَھُوَ لَا یَرُدُّ السَّوَادَ (روضۃ الأدب رص: ۱۷۹رأمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص: ۲۳رمجانی الأدب رص: ۳۴۰رالباب الرابع فی أمثال عن ألسنۃ الحیوانات)۔

ایک کالے آدمی نے ایک دن اپنے کپڑوں کو اتارا، اور برف لیا، اور رگڑنے لگا اس کے ذریعہ سے اپنے جسم کو، پس کہا گیا اس کو کیوں رگڑتا ہے تو اپنے جسم کو برف سے؟، تو اس نے کہا شاید کہ میں گورا ہو جاؤں، پس آیا ایک دانشمند آدمی اور اس کو کہا: اے (کالے) شخص! اپنے آپ کو مشقت میں مت ڈال، اس لئے کہ ممکن ہے کہ آپ کا جسم کالا کر دے برف کو، اور وہ (برف) دور نہ کر سکے گا کالے پن کو۔

أَسْوَدُ: صیغۂ صفت بمعنی کالا، سیاہ، جمع سُوْدٌ، سُوْدَانٌ آتی ہے، سَوِدَ یَسْوَدُ سَوَدًا کالا ہونا (س)۔ نَزَعَ یَنْزِعُ نَزْعًا (ض) یَدَہٗ نکالنا، الدَّلْوَ کھینچنا۔ یَوْمٌ: ایک دن جمع أَیَّامٌ۔ ثِیَابٌ ثَوْبٌ کی جمع ہے بمعنی کپڑے، الثَّلْجُ: برف جمع ثُلُوْجٌ، أَخَذَ یَأْخُذُ أَخْذًا (ن) شروع کرنا، لینا، پکڑنا، اختیار کرنا۔ أَقْبَلَ یُقْبِلُ إِقْبَالًا (افعال) آغاز کرنا، قصد کرنا، متوجہ ہونا۔ عَرَکَ یَعْرُکُ عَرْکًا (ن) رگڑنا، ملنا۔ جِسْمٌ: بدن جمع أَجْسَامٌ، أَجْسُمٌ وجُسُوْمٌ۔ لَعَلَّ: حروف ترجی میں سے ہے یائے متکلم کے ساتھ مل کر لَعَلِّیْ ہو گیا۔ اِبْیَضَّ یَبْیَضُّ اِبْیِضَاضًا (افعلال) سفید ہونا مضارع کے واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ لَاتُتْعِبْ: فعل نہی حاضر، أَتْعَبَ یُتْعِبُ إِتْعَابًا (افعال) سے مشقت میں ڈالنا، تھکانا۔ تَعَبٌ مشقت اور تھکن کو کہتے ہیں جمع أَتْعَابٌ آتی ہے اور مجرد میں تَعِبَ یَتْعَبُ تَعَبًا (س) مشقت میں پڑنا، تھکنا۔ أَمْکَنَ یُمْکِنُ إِمْکَانًا (افعال) آسان ہونا، ممکن ہونا۔ سَوَّدَ یُسَوِّدُ تَسْوِیْدًا (تفعیل) سیاہ بنانا۔ رَدَّ یَرُدُّ رَدًّا (ن) دفع کرنا، دور کرنا۔

خلاصہ: شرّی لوگ نیکی اور بھلائی کے کام انجام نہیں دے سکتے، اور طبیعت کا بدلنا بہت مشکل ہے، شرارتی انسان اچھائی کو خراب کر سکتا ہے اور ایسا کم ہوتا ہے کہ اچھائی اسے درست کر دے، آدمی کو بیوقوفی والے کام نہیں کرنے چاہئے سمجھ داری اور تدبیر سے کام انجام دینا چاہئے، اگر کوئی کالا ہو تب بھی اس کو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ نے مجھ کو اشرف المخلوقات بنایا اور اپنے آپ کو عادت واخلاق علم وتقویٰ سے سنوارنا چاہئے۔ کہتے ہیں: کہ کالے آدمی صابن مل کر گورے نہیں ہوتے۔ شاعر کہتا ہے:

؎ سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا | سرخ وسفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

؎ حُسن صورت چند روزہ حُسن سیرت مستقل | اُس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں اور اس سے خوش ہوتا ہے دل

حِکَایَۃٌ:۷)أَسَدٌ شَاخَ وَضَعُفَ، وَلَمْ یَقْدِرْ عَلٰی شَیْءٍ مِنَ الْوُحُوْشِ،فَأَرَادَ أَنْ یَّحْتَالَ لِنَفْسِهٖ فِی الْمَعِیْشَةِ، فَتَمَارَضَ،وَأَلْقٰی نَفْسَهٗ فِی بَعْضِ الْمَغَائِرِ ، فَکَانَ کُلَّمَا أَتَاهُ شَیْءٌ مِنَ الْوُحُوْشِ ،لِیَعُوْدَهٗ إِفْتَرَسَهٗ دَاخِلَ الْمَغَارَةِ وَأَکَلَهٗ فَأَتٰی الثَّعْلَبُ إِلَیْهِ،فَوَقَفَ عَلٰی بَابِ الْمَغَارَةِ، مُسَلِّمًا عَلَیْهِ قَائِلًا لَهٗ: کَیْفَ حَالُکَ یَا سَیِّدَ الْوُحُوْشِ؟ فَقَالَ لَهُ الْأَسَدُ،لِمَا لَاتَدْخُلُ یَاأَبَا الْحُصَیْنِ؟ فَقَالَ الثَّعْلَبُ:یَا سَیِّدِیْ!، قَدْ کُنْتُ عَوَّلْتُ عَلٰی ذٰلِکَ،غَیْرَ أَنَّنِیْ أَرٰی عِنْدَکَ، آثَارَ أَقْدَامٍ کَثِیْرَةٍ قَدْ دَخَلُوْا، وَلَا أَرٰی أَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ وَاحِدٌ(أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب،ص:۶)۔

ایک شیر بوڑھا ہوگیا اور کمزور ہوگیا،اور نہیں قادر رہا جنگلی جانوروں میں سے کسی (کے شکار) پر،پس ارادہ کیا اس نے تدبیر اختیار کرنے کا اپنے لئے زندگی گزارنے میں،پس جان بوجھ کروہ بیمار بن گیا،اور ڈال دیا اپنے آپ کو ایک کھوہ میں،پس جب جب آتا جنگلی جانوروں میں سے کوئی اس کے پاس،اس کی بیمار پرسی کیلئے اس کو پھاڑ ڈالتا کھوہ کے اندر اور اس کو کھالیتا،پس لومڑی اس کے پاس آئی،اور کھڑی ہوگئی کھوہ کے دروازہ پر،شیر پر سلام کرتے ہوئے کہتے ہوئے اس کو: کیا حال ہے آپ کا اے جنگلی جانوروں کے سردار؟ پس اس کو شیر نے کہا،کیوں نہیں داخل ہوتی ہوا ے ابوالحصین (یہ کنیت ہے لومڑی کی)؟ پس کہا لومڑی نے:اے میرے سردار!،تحقیق کہ میں نے ارادہ کیا تھا اس پر،علاوہ اس کے کہ میں دیکھ رہی ہوں آپ کے پاس،بہت سے قدموں کے نشانات کو کہ وہ داخل ہوئے،لیکن میں نہیں دیکھتی ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی نکلا ہو۔

أَسَدٌ: شیر،جانوروں میں جنگل کا بادشاہ،بہادر درندہ،جمع أُسُدٌ،أُسْدٌ،أُسُوْدٌ،آسُدٌ،آسَادٌ، شَاخَ یَشِیْخُ شَیْخًا وشُیُخُوْخَةً (ض)بوڑھا ہونا،اسی سے شَیْخٌ بوڑھے کو کہتے ہیں،جمع شُیُوْخٌ ، شِیُوْخٌ، أَشْیَاخٌ وغیرہ آتی ہے،جمع الجمع مَشَائِخُ۔وُحُوْشٌ:وَحْشٌ کی جمع ہے جنگلی جانور۔إِحْتَالَ یَحْتَالُ إِحْتِیَالًا (افتعال)حیلہ کرنا،تدبیر اختیار کرنا،اور مجرد میں (ن)،أَرَادَ یُرِیْدُ إِرَادَةً (افعال)ارادہ کرنا، قصد کرنا۔أَرَادَ اصل میں أَرْوَدَ تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن، واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی،اب قاعدہ پایا گیا واؤ اصل میں متحرک تھا اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا تو واؤ کو الف سے بدل دیا أَرَادَ ہوگیا۔مَعِیْشَةٌ:وہ طعام وشراب جس کے ذریعہ جاندار زندہ رہ سکیں

جمع مَعَایِشُ آتی ہے،عَاشَ یَعِیْشُ عَیْشًا و مَعِیْشَةً (ض)زندہ رہنا۔تَمَارَضَ یَتَمَارَضُ تَمَارُضًا (تفاعل) بتکلف بیمار بننا، جان بوجھ کر مریض بننا۔أَلْقٰی یُلْقِی إِلْقَاءً ا (افعال) ڈالنا۔أَلْقٰی اصل میں أَلْقَیَ تھایا متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا أَلْقٰی ہوگیا۔مَغَائِرُ: مَعَارَۃٌ کی جمع ہے بفتح المیم وضمہا اصل میں مَغَاوِرُ تھا واو کو ہمزہ سے بدل دیا، بمعنیٰ غار، گڑھا، کھوہ اس کی جمع مَغَارَاتٌ اور أَمْغَارٌ بھی آتی ہے۔عَادَ یَعُوْدُ عَوْدًا و عِیَادَةً (ن) بیمار پرسی کرنا۔إِفْتَرَسَ یَفْتَرِسُ إِفْتِرَاسًا (افتعال) شکار کرنا، گردن توڑنا، پھاڑ ڈالنا۔الثعلب: لومڑی، ایک مکار اور درندہ جانور، جمع ثَعَالِبُ،وَقَفَ یَقِفُ وُقُوْفًا (ض) ٹھہرنا، کھڑا ہونا۔ مُسَلِّمًا: فاعل من التسلیم سَلَّمَ یُسَلِّمُ تَسْلِیْمًا (تفعیل) سلام کرنا۔مجرد میں سَلِمَ یَسْلَمُ سَلَامَةً مِنْ عَیْبٍ (س) بری ہونا، محفوظ رہنا، کیف: ظروف مبنیہ میں سے ہے استفہام حال کیلئے آتا ہے۔حَالٌ: حالت، کیفیت، جمع أَحْوَالٌ۔ ابو الحصین : لومڑی کی کنیت ہے تصغیر کے ساتھ لومڑی کو کہتے ہیں۔عَوَّلَ یُعَوِّلُ تَعْوِیْلًا (تفعیل) اعتماد کرنا، یہاں مراد ارادہ اور قصد کرنا ہے۔أَرٰی: مضارع کے واحد متکلم کا صیغہ ہے رَأٰی یَرٰی رَأْیًا وَرُؤْیَةً (ف) دیکھنا، رائے رکھنا، گمان رکھنا۔ آثَارٌ: أَثَرٌ کی جمع ہے نشان، علامت اس کی جمع أُثُوْرٌ بھی آتی ہے۔أَقْدَامٌ: جمع ہے قَدَمٌ کی بمعنیٰ پاؤں، پیر، وَاحِدٌ: ایک جمع وَاحِدُوْنَ۔

خلاصہ: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ: انسان کے لئے راہ کامیابی یہی ہے کہ کسی امر کے مثبت ومنفی پہلوؤں کو جانچنے اور فرق کرنے کے بعد ہی اس کا انتخاب کرے اور اسے اختیار کرے اور جس آدمی کی خصلت بری ہو یا وہ بارعب آدمی ہو تو اس سے چوکنا و ہوشیار رہنا چاہیے، جس طرح شیر نے تدبیر اختیار کی اسی طرح لومڑی نے بھی اپنے بچاؤ کے لئے حیلہ اختیار کیا، لومڑی اتنی مکار ہوتی ہے کہ جنگل کے بادشاہ شیر کا بھی الّو بنا دیتی ہے، حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا: میرے خیال میں حاکم وقت کے لئے لومڑی کی کہاوت ہی کافی ہے، کیونکہ وہ کہتی ہے: مجھے کتے سے بچاؤ کے لئے ستر سے زیادہ چالیں معلوم ہیں، لیکن اس سے بہتر کوئی چال نہیں دیکھی کہ نہ تو میں اسے دیکھوں اور نہ ہی وہ مجھے دیکھ سکے، حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا: حاکم وقت کے لئے بھی اس سے بہتر کچھ نہیں کہ نہ تو وہ تجھے دیکھے اور نہ ہی تو اسے دیکھے (نہج الحکمۃ رص: ۲۷۷ رحلیۃ الأولیاء رص: ۴۴ رج: ۷ رکتاب المعجم لابن المقری رص: ۳۳۳ ر

رقم:۱۲۱/الجزء الأول) کہتے ہیں کہ: طاقت سے وہ کام نہیں نکلتا جو تدبیر سے نکلتا ہے۔ نیز کہا گیا کہ: سیر کو سوا سیر موجود ہے، یعنی ہر جیسے کو اس سے بڑھ کر مل جاتا ہے۔

ہے دنیا بھی لگائے گھات اس کے ذرا چوکنا چوکنا ہوں میں بھی

(سردار تسلیم)

حِکَایَةٌ:۸)أَسَدٌ مَرَّةً وَجَدَ إِنْسَانًا عَلَى الطَّرِيْقِ، فَجَعَلَا يَتَشَاجَرَانِ بِالْكَلَامِ عَلَى الْقُوَّةِ وَشِدَّةِ الْبَأْسِ، وَالْأَسَدُ يَطِيْبُ فِي شِدَّتِهٖ وَبَأْسِهٖ، فَنَظَرَ الْإِنْسَانُ عَلٰى حَائِطٍ صُوْرَةَ رَجُلٍ وَهُوَ يَخْنُقُ الْأَسَدَ، فَضَحِكَ الْإِنْسَانُ، فَقَالَ لَهُ الْأَسَدُ: لَوْكَانَ السِّبَاعُ مُصَوِّرِيْنَ مِثْلَ بَنِيْ آدَمَ، لَمْ يَقْدِرِ الْإِنْسَانُ أَنْ يَخْنُقَ سَبُعًا، بَلْ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى عَكْسِ ذٰلِكَ (أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب/ص:۸)۔

ایک مرتبہ ایک شیر نے ایک انسان کو راستہ پر پایا، پس دونوں جھگڑنے لگے بات چیت کے ذریعہ قوت وطاقت کی زیادتی پر، اور شیر خوش ہوتا ہے اپنی قوت وطاقت میں، پس دیکھا انسان نے ایک دیوار پر ایک آدمی کی تصویر کو کہ وہ گلا گھونٹ رہا ہے شیر کا، پس انسان ہنسا، پھر اس کو شیر نے کہا: اگر درندے تصویر بنانے والے ہوتے بنی آدم (انسان) کی طرح، تو نہیں قادر ہوتا انسان کہ گلا گھونٹے کسی درندے کا، بلکہ معاملہ اس کا الٹا ہوتا۔

طَرِيْقٌ: راستہ، جمع طُرُقٌ، أَطْرُقٌ، أَطْرِقَةٌ، أَطْرِقَاءُ آتی ہے، اور جمع الجمع طُرُقَاتٌ۔ تَشَاجَرَ يَتَشَاجَرُ تَشَاجُرًا (تفاعل) باہم جھگڑا کرنا، آپس میں مخالفت کرنا۔ قَوِيَ يَقْوٰى قُوَّةً (س) قوی ہونا، طاقت ور ہونا۔ البأس: طاقت، بہادری، بَأُسَ يَأْبُسُ بَأْسًا (ک) بہادر ہونا، طاقتور اور مضبوط ہونا۔ شَدَّ يَشِدُّ شِدَّةً (ض) قوی ہونا۔ طَابَ يَطِيْبُ طِيْبًا (ض) اچھا اور عمدہ ہونا، خوش ہونا، لذیذ ہونا، پاکیزہ ہونا، میٹھا ہونا۔ نَظَرَ يَنْظُرُ نَظْرًا (ن) دیکھنا۔ حَائِطٌ: دیوار جمع حِيْطَانٌ۔ صُوْرَةٌ: پیکر، شکل، تصویر جمع صُوَرٌ۔ خَنَقَ يَخْنُقُ خَنقًا (ن) گلا گھونٹنا۔ السِّبَاعُ: سَبُعٌ کی جمع ہے درندہ، چیر پھاڑ کر کھا جانے والا جانور۔ مصورین: اسم فاعل جمع ہے صَوَّرَ يُصَوِّرُ تَصْوِيْرًا (تفعیل) تصویر بنانا، فوٹو کھینچنا۔ بَنِيْ آدَمَ: حضرت آدم کی اولاد، انسان، بَنِيْ: اصل میں بَنِيْنَ تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا بمعنی اولا، دلڑکے، آدَمَ: سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام کا اسم گرامی، افراد جنس

پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے، جمع أَوَادِمُ نسبت کیلئے آدمی، اور لفظ آدم راجح قول کے مطابق عجمی ہے مشتق نہیں ہے آزر کی طرح اور علمیت، عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے، اور جنہوں نے مشتق مانا ہے انہوں نے کہا کہ یہ "أَدِيْـــمُ الْأَرْضِ" (سطح زمین) سے مشتق ہے، بعض نے کہا کہ یہ عبرانی لفظ "آدم" سے بنا ہے جس کے معنی مٹی کے ہیں، اور آدم یا تو اسم فاعل ہے مفعول (مأدوم) کے معنی میں، یا اسم تفضیل أُأْدَمُ أَفْضَلُ کے وزن پر، دوسرے ہمزہ کو لین کردیا آدَمَ يَـأْدَمُ أَدَمًـا (س، ک) گندم گوں ہونا، سفید ہونا، مٹیالا ہونا۔ أَمْـرٌ: حکم، فرمان، کام، معاملہ، واقعہ، جمع أُمُـوْرٌ، أَمَرَ يَأْمُرُ أَمْرًا و آمِرَةً و إِمَارًا (ن) حکم دینا۔ عَكْسٌ: الٹا، ضد، خلاف، سایہ، پرچھائیں، پرتو، جمع عُكُوْسٌ۔

خلاصہ: انسان کے کردار کا سب سے بہتر تزکیہ و تجزیہ اس کے گھر والے کرتے ہیں، نیز تدبیر اور عقلمندی کے ذریعہ کمزور آدمی طاقتور پر غالب آجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو انسان کے تابع مسخر بنادیا ہے، ہر چیز پر اس کی حکم رانی ہے انسان کو ہر حال میں اللہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور اس کا مطیع و فرماں بردار رہنا چاہئے۔ کہتے ہیں: کہ حکومت وہی کرسکتا ہے جو اطاعت کرنا جانتا ہو۔

؎ چاند سورج پیدا کئے تیری ضیاء کے واسطے کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے

؎ جانور پیدا کئے تیری وفا کے واسطے یہ دونوں جہاں تیرے ہیں، اور تو خدا کے واسطے

حِـكَـايَةٌ: ۹) صَبِيٌّ مَرَّةً رَمٰى نَفْسَهُ فِيْ نَهْرِ مَاءٍ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ عِلْمٌ بِالسَّبَاحَةِ، فَأَشْرَفَ عَلَى الْغَرَقِ، فَاسْتَعَانَ بِرَجُلٍ عَابِرٍ فِي الطَّرِيْقِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ وَجَعَلَ يَلُوْمُهُ عَلٰى نُزُوْلِهٖ فِي النَّهْرِ، فَقَالَ لَهُ الصَّبِيُّ: يَاهٰذَا! خَلِّصْنِي أَوَّلًا مِنَ الْمَوْتِ، وَبَعْدَ ذٰلِكَ لُمْنِيْ (أمثال لقمان الحكيم وبعض أقوال العرب، ص: ۲۵)۔

ایک لڑکے نے ایک مرتبہ پھینکا اپنے آپ کو پانی کی ایک نہر میں، اور نہیں تھا اس کو علم تیرنے کا، پس وہ قریب ہوگیا ڈوبنے کے، پھر اس نے مدد چاہی ایک آدمی سے جو گزر رہا تھا راستہ میں، پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو ملامت کرنے لگا اسکے اترنے پر نہر میں، پس اس کو لڑکے نے کہا: اے شخص! چھٹکارا دلاؤ مجھ کو پہلے موت سے، اس کے بعد مجھ کو ملامت کرنا۔

رَمٰى يَرْمِيْ رَمْيًا (ض) پھینکنا۔ نَهْرٌ: دریا کی شاخ، آب جو، جمع أَنْهَارٌ أَنْهُرٌ وَنُهُرٌ۔ سَبَحَ يَسْبَحُ

سَبْحًا وسَبَاحَةً فِي الْمَاءِ (ف) تیرنا۔أَشْرَفَ يُشْرِفُ إِشْرَافًا (افعال) نزدیک ہونا۔غَرِقَ يَغْرَقُ غَرْقًا (س) ڈوبنا۔إِسْتَعَانَ يَسْتَعِينُ إِسْتِعَانَةً (استفعال) مدد طلب کرنا۔إِسْتَعَانَ اصل میں إِسْتَعْوَنَ تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی اب قاعدہ پایا گیا واؤ اصل میں متحرک تھا اب اس کا ماقبل مفتوح ہو گیا لہذا واؤ کو الف سے بدل دیا،عَابِرٌ: اسم فاعل کا صیغہ ہے،عَبَرَ يَعْبُرُ عُبُوْرًا (ن) گزرنا، طے کرنا، پار کرنا۔لَامَ يَلُوْمُ لَوْمًا ومَلَامَةً (ن) ملامت کرنا، برا بھلا کہنا۔نَزَلَ يَنْزِلُ نُزُوْلًا (ض) اترنا۔خَلِّصْنِيْ: امر حاضر من التخليص، خَلَّصَ يُخَلِّصُ تَخْلِيْصاً (تفعیل) چھٹکارا دینا، نجات دینا، مجرد میں نصر سے،لُمْنِيْ: میں لُمْ قُلْ کے وزن پر امر کا صیغۂ واحد حاضر ہے اس کے آخر میں نون وقایہ ہے یائے متکلم کے ساتھ۔

خلاصہ: اگر کسی کی جان کا خطرہ ہو تو پہلے اس کی جان بچانی چاہئے دیر نہ کرنی چاہئے نہ ہی اس کو لعنت ملامت کرنی چاہئے، کہتے ہیں: کہ ایک انسان کی جان بچانا گویا کہ پوری انسانیت کی جان بچانا ہے۔

؎ چو کارے بے فضول من بر آید مرا د ر وے سخن گفتن نشاید
؎ وگر بینم کہ نابینا وچاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است

(گلستاں باب اول رص:۶۲)

جب کوئی کام میرے دخل اندازی کے بغیر نکل آئے، تو مجھے اس میں بات نہیں کہنی چاہئے، اور اگر میں دیکھوں کہ اندھا ہے اور کنواں ہے، تو اگر میں خاموش بیٹھا رہوں تو گناہ ہے۔

؎ ٹھوکر سے دوسروں کو بچانے کا شکریہ پتھر کو راستے سے ہٹانے کا شکریہ

(خالد محبوب)

حِكَايَةٌ: ۱۰) قِطٌّ مَرَّةً دَخَلَ عَلٰى دُكَّانِ حَدَّادٍ، فَأَصَابَ الْمِبْرَدَ الْمَرْمِيَّ، فَأَقْبَلَ يَلْحَسُهُ بِلِسَانِهِ، وَيَسِيْلُ مِنْهُ الدَّمُ، وَهُوَ يَبْلَعُهُ، وَيَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الْمِبْرَدِ إِلٰى أَنْ فَنِيَ لِسَانُهُ وَمَاتَ (مجانی الأدب رص:۳۱ر الباب الرابع فی أمثال عن ألسنة الحیوانات، أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص:۲۸)۔

ایک مرتبہ ایک بلی داخل ہوئی ایک لوہار کی دکان پر، پس پائی اس نے ریتی پڑی ہوئی، اور اسے چاٹنے لگی اپنی زبان سے، اور بہنے لگا خون اس سے، اور بلی نگل جاتی اس خون کو، اور گمان کرتی رہی کہ یہ خون ریتی سے (نکل رہا) ہے یہاں تک کہ گھس گئی اس کی زبان اور وہ مرگئی۔

قِطٌّ: بلاّ، نر بلی، جمع قِطَاطٌ، قِطَطَةٌ، مؤنث کیلئے قِطَّةٌ آتا ہے اور بلی کیلئے عربی میں سِنَّوْرٌ اور هِرٌّ بھی آتا ہے، بلی درندوں میں سے ہے، دُکَّانٌ: بتشدید الکاف دوکان، چبوترہ جمع دَکَاکِیْنُ۔ حَدَّادٌ: لوہار جمع حَدَّادُوْنَ، أَصَابَ یُصِیْبُ إِصَابَةً (افعال) پانا، پہونچنا۔ أَصَابَ اصل میں أَصْوَبَ تھا واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی اب قاعدہ پایا گیا واؤ اصل میں متحرک تھا اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا لہذا واؤ کو الف سے بدل دیا أَصَابَ ہوگیا۔ مِبْرَدٌ: اسم آلہ کا صیغہ ہے بمعنی سوہان، ریتی، گھسنے کا آلہ، بَرَدَ یَبْرُدُ بَرْدًا الْحَدِیْدَ (ن) ریتی سے رگڑنا۔ مَرْمِيٌّ: اسم مفعول پھینکا ہوا، پڑا ہوا رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا (ض) پھینکنا۔ مَرْمِيٌّ اصل میں مَرْمُوْيٌ تھا واؤ کو یا سے بدل دیا یا کا یا میں ادغام کردیا۔ لَحِسَ یَلْحَسُ لَحْسًا (س) چاٹنا۔ سَالَ یَسِیْلُ سَیْلًا وسَیَلَانًا (ض) بہنا۔ دَمٌ: خون، لہو، جمع دِمَاءٌ۔ بَلَعَ یَبْلَعُ بَلْعًا الشیءَ (ف) نگل جانا، حلق سے اتار لینا۔ ظَنَّ یَظُنُّ ظَنًّا (ن) جاننا، یقین کرنا، گمان کرنا۔ فَنِيَ یَفْنٰی فَنَاءً (س) ختم ہونا، معدوم ہونا، فنا ہونا۔

خلاصہ: کام کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچ لینا چاہئے ورنہ شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، اور غیر مناسب جگہ میں مال خرچ کرنے سے آدمی مفلس ہوجاتا ہے اور وہ اس کا احساس بھی نہیں کرپاتا، اسی طرح گناہ وغفلت کے کاموں میں پڑے آدمی کو بظاہر وہ کام بھلا معلوم ہوتا ہے اور وہ ان کاموں سے وقتی طور پر لطف اندوز بھی ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسی لاعلمی میں اس کی قیمتی عمر گھٹتی جاتی ہے اور یہ جہالت زندگی کی بدترین جہالت ہے، اور جاہل اپنی جہالت سے ہوش میں نہیں آتا جب تک کہ لالچ اس پر غالب رہتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ جس کام کا انجام نہ دیکھ سکو اس کام میں ہاتھ نہ ڈالو۔

تم نے بھی سنی ہوگی بڑی عام کہاوت ہے — انجام کا ہو خطرہ تو آغاز بدل ڈالو

حِكَايَةٌ: ۱۱) حَدَّادٌ كَانَ لَهُ كَلْبٌ، وَكَانَ لَا يَزَالُ نَائِمًا، مَادَامَ الْحَدَّادُ يَعْمَلُ شُغْلًا، فَإِذَا كَانَ يَرْفَعُ الْعَمَلَ، وَيَجْلِسُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ لِيَأْكُلُوا خُبْزًا، يَسْتَيْقِظُ الْكَلْبُ، فَقَالَ الْحَدَّادُ يَوْمًا لِلْكَلْبِ: يَا عَدِيْمَ الْحَيَاءِ! لِأَيِّ سَبَبٍ صَوْتُ الْمِرْزَبَةِ الَّذِيْ يُزَعْزِعُ الْأَرْضَ لَايُوْقِظُكَ، وَصَوْتُ الْمَضْغِ الْخَفِيِّ الَّذِيْ لَا يُسْمَعُ يُنَبِّهُكَ؟ (روضۃ الأدب رص:۱۸۲/أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب رص:۲۹)۔

ایک لوہار کا ایک کتا تھا، اور وہ مسلسل سوتا رہتا تھا، جب تک لوہار کام میں مشغول رہتا، پس جب لوہار کام ختم کردیتا، اور بیٹھتا وہ (خود) اور اس کے ساتھی روٹی کھانے کیلئے، تو بیدار ہوجاتا کتا، پس کہا لوہار نے ایک دن کتے کو: اے بے شرم! کیا وجہ ہے کہ ہتھوڑے کی آواز جو کہ ہلا دیتی ہے زمین کو وہ تجھے نہیں جگاتی، اور لقمہ چبانے کی ہلکی آواز جو کہ سنائی نہیں دیتی تجھے بیدار کردیتی ہے؟۔

كَلْبٌ: کتا جمع كِلَابٌ، أَكْلُبٌ أَكَالِبُ، كِلَابَاتٌ ۔شُغُلٌ: غین کے ضمہ وفتحہ دونوں کے ساتھ بمعنی مشغلہ، کام جمع أَشْغَالٌ، شُغُوْلٌ، شَغَلَ يَشْغَلُ شُغْلًا (ف) مشغول ہونا۔عَمَلٌ: کام عَمِلَ يَعْمَلُ عَمَلًا (س) کام کرنا، محنت کرنا عمل اور فعل میں فرق یہ ہے کہ فعل عام ہے خواہ عمدگی کے ساتھ ہو یا اس کے بغیر، خواہ انسان سے ہو یا حیوان سے یا جماد سے بخلاف عمل کے، وہ خاص ہے حیوان کے فعل کیساتھ، نیز عمل خاص ہے قصد وعلم کے ساتھ پس جو عمل بغیر قصد وعمل کے ہو اس کو عمل نہیں کہیں گے اور صُنْعٌ کہتے ہیں جس کو عاقل سوچ سمجھ کر کرے پس فعل عام اور صنع خاص اور عمل متوسط ہے، جَلَسَ يَجْلِسُ مَجْلِسًا وجُلُوْسًا (ض) بیٹھنا، أَصْحَابٌ: صَاحِبٌ کی جمع بمعنی ساتھی، ایک ساتھ زندگی بسر کرنے والا۔خُبْزٌ: روٹی، چپاتی جمع أَخْبَازٌ۔ إِسْتَيْقَظَ يَسْتَيْقِظُ إِسْتِيْقَاظًا (استفعال) بیدار ہونا، جاگنا۔عَدِيْمُ الْحَيَاءِ: بے حیاء، بے شرم، عدیم صفت کا صیغہ ہے، عَدِمَ يَعْدِمُ عَدَمًا (س) ختم کرنا۔الْمِرْزَبَةُ: ہتھوڑا جمع مَرَازِبُ۔زَعْزَعَ يُزَعْزِعُ زَعْزَعَةً (فعللۃ) رباعی مجرد سے زور سے حرکت دینا، ہلانا۔مَضَغَ يَمْضَغُ مَضْغًا الطَّعَامَ (ف، ن) چبانا۔الْخَفِيُّ:

پوشیدہ، آہستہ، خَفِيَ يَخْفٰى خَفَاءً وَخُفْيَةً وَخِيْفَةً (س) پوشیدہ ہونا۔ نَبَّهَ يُنَبِّهُ تَنْبِيْهًا من النوم (تفعیل) جگادینا، نیند سے بیدار کرنا، مجرد میں نَبِهَ يَنْبَهُ نُبْهًا من النوم (س) نیند سے بیدار ہونا۔

خلاصہ: آدمی کو کام کے وقت ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے، کاہلی نہیں کرنی چاہئے اور کام سے فراغت کے بعد آرام کرنا چاہئے، اس کا مقصد صرف کھانا پینا اور سونا نہ ہو، آدمی اپنے مزاج کے موافق بات سنتا ہے، اور جس میں اس کا نفع نہیں ہوتا اس سے غفلت برتتا ہے، اور اسی طرح آدمی جب وعظ ونصیحت ونماز کو سنتا ہے تو غفلت برتتا ہے اور سو جاتا ہے اس کے برخلاف ناچ گانا ولہو ولعب کے کاموں کو سنتا ہے تو وہ ان کو غور سے سنتا ہے اور ان کی طرف دوڑتا ہے، یہ انسان کی بدترین جہالت ہے، سست آدمی جو کام تو نہ کرے مگر کھانے کے وقت آموجود ہو، اس کے لئے ہندی میں کہاوت ہے: کام چور، نوالے حاضر۔ اور اسی طرح دوسری کہاوت ہے: کام کا نہ کاج کا، دشمن اناج کا۔

کسب میں دنیا ہی کے رہا میں — دین کی دولت کچھ نہ کمائی
وقت یونہی بیکار گزارا — عمر یونہی غفلت میں گنوائی

(خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ)

حِكَايَةٌ: ۱۲) اَلشَّمْسُ وَالرِّيْحُ تَخَاصَمَتَا فِيْمَا بَيْنَهُمَا بِأَنَّهُمَا مَنْ يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يُجَرِّدَ الْاِنْسَانَ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَاشْتَدَّتِ الرِّيْحُ بِالْهُبُوْبِ وَعَصَفَتْ جِدًّا، فَكَانَ الْإِنْسَانُ إِذَا اشْتَدَّ هُبُوْبُ الرِّيْحِ ضَمَّ ثِيَابَهُ إِلَيْهِ، وَالْتَفَّ بِهَا مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، فَارْتَفَعَ الشَّمْسُ بِالرِّفْقِ وَالْوَقَارِ، وَاشْتَدَّ الْحَرُّ، فَخَلَعَ الْإِنْسَانُ ثِيَابَهُ، وَحَمَلَهُ عَلٰى كَتِفِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ، فَغَلَبَتْ عَلَيْهَا (أمثال لقمان الحکیم وبعض أقوال العرب، ص: ۳۴)۔

سورج اور ہوا نے جھگڑا کیا آپس میں اس بارے میں کہ ان دونوں میں کون طاقت رکھتا ہے اس بات پر کہ ننگا کردے انسان کو کپڑوں سے؟ پس تیز چلی ہوا اور بہت تیز چلی، پس تھا انسان کہ جب تیز ہوتا ہوا کا چلنا ملا لیتا اپنے کپڑوں کو اپنی طرف، اور لپٹ جاتا ان میں ہر جانب سے، پس بلند ہوا سورج نرمی اور آہستگی سے، اور سخت

ہوگئی گرمی، پس اتارا انسان نے اپنے کپڑوں کو، اور رکھ لیا ان کو اپنے کندھے پر گرمی کی شدت کی وجہ سے، پس غالب آ گیا سورج ہوا پر۔

شَمْسٌ: سورج، آفتاب جمع شُمُوْسٌ، رِیْحٌ: ہوا جمع أَرْوَاحٌ، أَرْیَاحٌ، رِیَاحٌ۔ تَخَاصَمَ یَتَخَاصَمُ تَخَاصُمًا (تفاعل) باہم جھگڑا کرنا۔ جَرَّدَ یُجَرِّدُ تَجْرِیْدًا (تفعیل) ننگا کرنا۔ هَبَّ یَهُبُّ هُبُوْبًا، الرِّیْحُ (ن) ہوا کا چلنا۔ عَصَفَ یَعْصِفُ عَصْفًا (ض) ہوا کا تیز چلنا، ضَمَّ یَضُمُّ ضَمًّا (ن) ملانا۔ اِلْتَفَّ یَلْتَفُّ اِلْتِفَافًا (افتعال) لپٹنا۔ اور مجرد میں لَفَّ یَلُفُّ لَفًّا (ن) لپیٹنا، اسی سے لَفِیْفَةٌ بیڑی اور سگریٹ کے معنیٰ میں آتا ہے کیونکہ وہ دونوں بھی لپیٹے ہوئے ہوتے ہیں، جمع لَفَائِفُ۔ الرِّفْقُ: نرمی، آہستگی، رَفِقَ یَرْفُقُ رِفْقًا (ن، س، ک) نرمی کا برتاؤ کرنا۔ الْوَقَارُ: آہستگی، سنجیدگی، متانت، عظمت، وَقَرَ یَقِرُ وَقَارَةً (ض) سنجیدہ ہونا، صاحب وقار ہونا۔ الْحَرُّ: بالفتح گرمی جمع حُرُوْرٌ، حَرَّ یَحُرُّ حَرَارَةً (س، ن، ض) گرم ہونا۔ خَلَعَ یَخْلَعُ خَلْعًا (ف) نکالنا، اتارنا۔ کَتِفٌ: بفتح الکاف والتاء وکسر الکاف وسکون التاء، وفتح الکاف وسکون التاء، شانہ، کندھا جمع أَکْتَافٌ، کَتِفَةٌ۔

خلاصہ: اگر کوئی کسی سے مقابلہ ومباحثہ کرے تو پہلے اس کے انجام پر غور وفکر کر لے اور اپنی قابلیت وعلم کی بنا پر مقابلہ کرے ورنہ مقابلہ سے باز رہے، نیز جس شخص کے پاس اطاعت وانقیاد اور حسن اخلاق کا سرمایہ ہوگا وہ اپنے ساتھی سے جو چاہے حاصل کر لے۔ کہتے ہیں: کہ آدمی مقابلہ کے وقت پہچانا جاتا ہے۔

جس علم سے آئے غرور انساں میں ۔۔۔ اس علم سے سو بار جہالت اچھی

حِکَایَةٌ: ۱۳) اِصْطَحَبَ أَسَدٌ وَثَعْلَبٌ وَذِئْبٌ، فَخَرَجُوْا یَصِیْدُوْنَ، فَصَادُوْا حِمَارًا وَظَبْیًا وَأَرْنَبًا، فَقَالَ الْأَسَدُ لِلذِّئْبِ: إِقْسِمْ بَیْنَنَا صَیْدَنَا فَقَالَ: الْحِمَارُ لَکَ، وَالْأَرْنَبُ لِلثَّعْلَبِ، وَالظَّبْیُ لِیْ، فَخَلَبَهُ الْأَسَدُ، فَأَخْرَجَ عَیْنَیْهِ، فَقَالَ الثَّعْلَبُ: قَاتَلَهُ اللّٰهُ مَا أَجْهَلَهُ بِالْقِسْمَةِ فَقَالَ الْأَسَدُ: هَاتِ أَنْتَ یَا أَبَا مُعَاوِیَةَ! وَاقْسِمْ، فَقَالَ: یَا أَبَا الْحَارِثِ! اَلْأَمْرُ أَوْضَحُ مِنْ ذٰلِکَ، الْحِمَارُ لِغَدَائِکَ، وَالظَّبْیُ لِعَشَائِکَ، وَتَلَذَّذْ بِالْأَرْنَبِ فِیْمَا بَیْنَ ذٰلِکَ، فَقَالَ الْأَسَدُ: قَاتَلَکَ اللّٰهُ مَا أَقْضَاکَ ذٰلِکَ، وَمِنْ أَیْنَ تَعَلَّمْتَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ عَیْنِ الذِّئْبِ (فحۃ الیمن رص: ۵۴/ کتاب الأذکیاء لابن

الجوزی رص:۲۵۴رحیاۃ الحیوان الکبری رص:۵۷۵رج:۱رمجانی الأدب رص:۳۴رالباب الرابع فی أمثال عن ألسنۃ الحیوانات)۔

ساتھ ہوئے شیر اور لومڑی اور بھیڑیا، پس نکلے وہ شکار کرتے ہوئے، پس شکار کیا انہوں نے ایک گدھا اور ایک ہرن اور ایک خرگوش کا، تو شیر نے بھیڑیے کو کہا: تقسیم کیجئے آپ ہمارے شکار کو، پس بھیڑیے نے کہا: گدھا آپ کیلئے، اور خرگوش لومڑی کیلئے، اور ہرن میرے لئے، پس شیر نے اس کو پنجہ مارا، اور نکال دی اس کی دونوں آنکھیں، پس کہا لومڑی نے: اللہ اس کو برباد کرے کس قدر جہالت کی اس نے تقسیم کرنے میں، تو شیر نے کہا: آپ آؤ اے ابو معاویہ (یہ کنیت ہے لومڑی کی)! اور تقسیم کیجئے، پس لومڑی نے کہا: اے ابو الحارث (یہ کنیت ہے شیر کی)! معاملہ زیادہ واضح ہے اس سے، گدھا آپ کے صبح کے کھانے کیلئے، اور ہرن آپ کے شام کے کھانے کیلئے، اور لذت حاصل کیجئے اس کے درمیان خرگوش سے، پس شیر نے کہا: اللہ آپ کو برباد کرے یہ کس قدر عجیب فیصلہ کیا آپ نے، اور کہاں سے سیکھا یہ آپ نے؟ لومڑی نے کہا: بھیڑیے کی آنکھ سے۔

اِصْطَحَبَ یَصْطَحِبُ اِصْطِحَابًا (افتعال) ایک ساتھ زندگی بسر کرنا، ساتھی ہونا، دوستی کرنا۔ اِصْطَحَبَ اصل میں اِصْتَحَبَ تھا باب افتعال کا فا کلمہ صاد ہونے کی وجہ سے تاء کو طاء سے بدل دیا۔ ذِئْبٌ: بھیڑیا، گرگ جمع ذِئَابٌ، درندوں میں سے ہے۔ أَذْؤُبٌ، ذُؤْبَانٌ آتی ہے۔ ظَبْيٌ: ہرن، آہو، مذکر و مؤنث دونوں کیلئے آتا ہے جمع ظِبَاءٌ، أَظْبٍ، ظُبِيٌّ، ظَبْيَاتٌ آتی ہے، حلال چوپایہ ہے۔ حِمَارٌ: گدھا اس کی جمع أَحْمِرَةٌ، حُمُرٌ، حُمُرَاتٌ، حَمِيْرٌ، حرام چوپایہ ہے۔ قَسَمَ يَقْسِمُ قَسْمًا (ض) بانٹنا، تجزیہ کرنا۔ خَلَبَ يَخْلِبُ خَلْبًا (ن، ض) زخمی کرنا، پنجہ مارنا۔ عَيْنَيْهِ: یہ تثنیہ ہے عَيْنٌ کا، عَيْنٌ: بمعنی آنکھ، پانی کا سوتا، کسی چیز کی ذات، ڈھلا ہوا سکہ، لغت میں عَيْنٌ کے تقریبا ۱۰۰ر معانی آتے ہیں، جمع عُيُوْنٌ، أَعْيُنٌ، أَعْيَانٌ آتی ہے، لیکن اس کے ماخذ نفحۃ الیمن میں "عَيْنَيْهِ" کے بجائے "عَيْنَه" لکھا ہے کہ اس کی ایک آنکھ نکال دی۔ قَتَلَ يَقْتُلُ قَتْلًا و تَقْتَالًا (ن) مار ڈالنا۔ قَاتَلَهُ اللّٰهُ یعنی اللہ اس پر لعنت کرے یہ بد دعاء کے موقع پر بولا جاتا ہے اور مقام مدح و ثنا اور موقع استحسان پر بھی بولا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے قَتَلَ الشَّيْءَ خُبْرًا یعنی اس نے علم کے لحاظ سے احاطہ کیا۔ مَا أَجْهَلَهُ: صیغۂ تعجب ہے یعنی کس چیز نے اس کو ناواقف بنایا۔ هَاتِ: اسم فعل بمعنی امر یعنی دے تو یہ اصل میں

آتِ تھا آتٰی یَأتِی إِیْتَاءً (ض) دینا، ہمزہ کو ہا سے بدل دیا ھاتِ ہو گیا۔ أَبُوْ معاویة: لومڑی کی کنیت ہے اور ابو الحصین بھی جیسا کہ پہلے گزر چکا اور ابو الحارث شیر کی کنیت ہے۔ وَضَحَ یَضِحُ وَضَحَةً وَضِحَةً وُوضُوحًا الأَمْرُ (ض) واضح ہونا، ظاہر ہونا۔ غَدَاءٌ: صبح کا کھانا جمع أَغْدِیَةٌ، غَدِیَ یَغْدٰی غَدًا (س) صبح کا کھانا کھانا۔ عَشَاءٌ: شام کا کھانا جمع أَعْشِیَةٌ یہ غَدَاءً کا مقابل ہے عَشِیَ یَعْشٰی عَشَاءً (س) رات کا کھانا کھانا۔ تَلَذَّذْ: امر حاضر ہے، تَلَذَّذَ یَتَلَذَّذُ تَلَذُّذًا (تفعل) لذت حاصل کرنا، لذت پانا، مجرد میں لَذَّ یَلَذُّ لَذًّا (س) اسی معنی میں آتا ہے۔ مَاأَقْضَاکَ: یہ بھی صیغۂ تعجب ہے یعنی تیرا فیصلہ کس قدر اچھا اور عجیب ہے۔

خلاصہ: حکام اور امراء کے سامنے آدمی کو بیدار مغز رہنا چاہیئے، اور دوسروں سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ ہندی کہاوت ہے: حاکم کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی سے بچ کر رہنا چاہیئے۔ نیز کہا گیا کہ: تازی کو مارا، ترکی کانپا، یعنی ایک کو سزا ملے تو دوسرا عبرت حاصل کرلے۔

سلیقہ بولنے کا ہو تو بولو ؎ نہیں تو چپ بھلی ہے لب نہ کھولو

(وقار مانوی)

حِکَایَةٌ: ۱۴) حُکِیَ أَنَّ بَعْضَ الْأَسَدِ لَمَّا مَرِضَ عَادَتْهُ السِّبَاعُ إِلَّا الثَّعْلَبُ، فَنَمَّ عَلَیْهِ الذِّئْبُ، فَقَالَ لَهُ: إِذَا حَضَرَ فَأَعْلِمْنِی، فَأُخْبِرَ بِذٰلِکَ الثَّعْلَبُ، فَلَمَّا حَضَرَ أَعْلَمَهُ، فَقَالَ الْأَسَدُ: أَیْنَ کُنْتَ إِلَی الْآنَ؟ قَالَ: فِیْ طَلَبِ الدَّوَاءِ لَکَ، قَالَ: فَبِأَیِّ شَیْءٍ أَصَبْتَ؟ قَالَ: خَرْزَةٌ فِیْ سَاقِ الذِّئْبِ، یَنْبَغِیْ أَنْ تُخْرَجَ، فَضَرَبَ الْأَسَدُ بِمَخَالِبِهٖ فِیْ سَاقِ الذِّئْبِ، وَانْسَلَّ الثَّعْلَبُ مِنْ هُنَالِکَ، فَمَرَّ بِهِ الذِّئْبُ بَعْدَ ذٰلِکَ وَدَمُهٗ یَسِیْلُ، فَقَالَ لَهُ الثَّعْلَبُ: یَاصَاحِبَ الْخُفِّ الْأَحْمَرِ! إِذَا قَعَدْتَّ عِنْدَ الْمُلُوْکِ فَانْظُرْ إِلٰی مَایَخْرُجُ مِنْ رَاسِکَ (نفحۃ الیمن ص:۵۹، حیاۃ الحیوان الکبری ص:۵۸۲، ج:۱، کتاب الأذکیاء لابن الجوزی ص:۲۵۳)۔

حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک شیر جب بیمار ہو گیا تو اس کی عیادت کی تمام درندوں نے سوائے لومڑی کے، پس چغلی کی اس پر بھیڑیے نے، تو شیر نے بھیڑیے کو کہا: کہ جب لومڑی آئے تو مجھے بتا دینا، پس خبر دی گئی اس کی لومڑی کو، پس جب لومڑی حاضر ہوئی تو بھیڑیے نے شیر کو خبر کر دی، تو شیر نے کہا: کہاں تھی تو اب تک؟

لومڑی نے کہا: آپ کی دوا کی تلاش میں، شیر نے کہا: پس کونسی چیز پائی آپ نے؟ لومڑی نے کہا: گودا ہے بھیڑیے کی پنڈلی میں، مناسب ہے کہ نکال لیا جائے، پس مارا شیر نے اپنا پنجہ بھیڑیے کی پنڈلی میں، اور کھسک گئی لومڑی وہاں سے، پس گزرا لومڑی کے پاس سے بھیڑیا اس کے بعد اس حال میں کہ اس کا خون بہہ رہا تھا، پس اس کو لومڑی نے کہا: اے سرخ موزے والے! کہ جب آپ بیٹھیں بادشاہوں کے پاس پس غور کرو اس بات کی طرف جو نکل رہی ہے آپ کے سر (یعنی منہ) سے۔

نَمَّ یَنُمُّ نَمًّا الحدیثَ (ن،ض) چغل خوری کرنا۔ **نَمِیمَۃٌ**: چغل خوری کو کہتے ہیں، چغل خوری اور غیبت کے درمیان فرق یہ ہے کہ غیبت کہتے ہیں کسی کی پیٹھ پیچھے اس طرح برائی کرنا کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس کو ناپسند کرے اور چغلی کہتے ہیں کسی کی برائی اس کے پیٹھ پیچھے فساد کے طور پر کرنا تا کہ دونوں میں لڑائی، بدگمانی، نااتفاقی ہو، چغلی کا گناہ غیبت سے بڑا ہے۔ **أَعْلِمْ**: امر حاضر ہے نی نون وقایہ یائے متکلم، **أَعْلَمَ یُعْلِمُ اِعْلَامًا** (افعال) جتانا، خبر کرنا، اطلاع دینا۔ **اَلْآنَ**: بمعنی ابھی مبنی علی الفتح اور معرفہ ہے، **دَوَاءٌ**: جمع **اَدْوِیَۃٌ** بمعنی علاج، **أَصَابَ یُصِیبُ إِصَابَۃً** (افعال) پہونچنا، پانا۔ **خَرَزَۃٌ**: مہرہ، منکا، ریڑھ کی ہڈی کا گودا، ہڈی کے اندر کی نرم چیز، جمع **خَرَزٌ** آتی ہے۔ **سَاقٌ**: پنڈلی یہ کلمہ مؤنث ہے جمع **سُوْقٌ، سِیقَانٌ، أَسْوُقٌ**۔ **مَخَالِبُ**: **مِخْلَبٌ** کی جمع ہے بمعنی پنجہ، چنگل، **إِنْسَلَّ یَنْسَلُّ إِنْسِلَالًا** (انفعال) خفیہ طور پر نکل جانا، چپکے سے کھسک جانا، اور مجرد میں **سَلَّ یَسُلُّ سَلًّا** (ن) کسی چیز کو آہستہ آہستہ نکالنا۔ **هُنَالِکَ**: **هُنَا** اسم اشارہ ہے ظرف مکان قریب کیلئے بمعنی یہاں اور اس میں ھاء تنبیہ کیلئے ہے اور کاف خطاب کیلئے تو کہا جاتا ہے "**هٰهُنَا**" اور "**هٰکَ**" اور کاف خطاب کے ساتھ ساتھ لام بُعد بھی لگایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے **هُنَالِکَ**۔ **اَلْخُفُّ**: چمڑے کا موزہ جمع **أَخْفَافٌ** اور **خِفَافٌ** آتی ہے۔

خلاصہ: اس حکایت کو بیان کرنے سے صرف مثال دینا ہے اور لوگوں کو تنبیہ کرنا ہے، نیز زبان پر کنٹرول رکھنے، اخلاق کو درست اور آراستہ اور ہر ممکن اس کی تادیب پر تاکید کرنا اور زور دینا ہے، جو دوسروں کو جال میں پھانسنے کی کوشش کرتا ہے وہ خود جال میں پھنس جاتا ہے، فارسی کہاوت ہے: "چاہ کن را چاہ در پیش" کنواں کھودنے

والے کے آگے کنواں موجود ہے۔ ہندی کہاوت ہے: چُغل خور، خدا کا چور، یعنی چغل خور کو غیب سے سزا ملتی ہے۔ اسی مفہوم میں شاعر نے کہا:

؎ اِحْفَظْ لِسَانَکَ لَا تَقُوْلُ فَتُبْتَلٰی   اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

اپنی زبان کی حفاظت کیجئے اور اگر بولے گا تو مصیبت میں پھنسے گا، کیونکہ مصائب عموماً بولنے ہی کی وجہ سے آتے ہیں (حیاۃ الحیوان الکبریٰ ص: ۵۸۲)۔

؎ چغلی ہے برا کام بچو اس سے ہمیشہ   جو لوگ ہیں بے شرم انہیں کا ہے یہ پیشہ
؎ یہ لت ہے بری اس سے نہیں ہاتھ کچھ آتا   اکثر تو چغل خور ہے ذلت ہی اٹھاتا

(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

حِکَایَةٌ: ۱۵) قِیْلَ: إِنَّ قَطَاةً تَنَازَعَتْ مَعَ غُرَابٍ فِیْ حُفْرَةٍ یَجْتَمِعُ فِیْهَا الْمَاءُ، وَادَّعٰی کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنَّهَا مِلْکُهٗ، فَتَحَاکَمَا إِلٰی قَاضِی الطَّیْرِ، فَطَلَبَ بَیِّنَةً مِنْهُمَا، فَلَمْ یَکُنْ لِأَحَدِهِمَا بَیِّنَةٌ یُقِیْمُهَا، فَحَکَمَ الْقَاضِی لِلْقَطَاةِ بِالْحُفْرَةِ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَضٰی بِهَا مِنْ غَیْرِ بَیِّنَةٍ، وَالْحَالُ أَنَّ الْحُفْرَةَ کَانَتْ لِلْغُرَابِ؟ قَالَتْ لَهٗ: أَیُّهَا الْقَاضِی! مَاالَّذِیْ دَعَاکَ إِلٰی أَنْ حَکَمْتَ لِیْ، وَلَیْسَ لِیْ بَیِّنَةٌ؟ وَمَاالَّذِیْ آثَرْتَ بِهٖ دَعْوَیَّ عَلٰی دَعْوَی الْغُرَابِ؟ فَقَالَ لَهَا: قَدْ اشْتَهَرَ عَنْکِ الصِّدْقُ بَیْنَ النَّاسِ، حَتّٰی ضَرَبُوْا بِصِدْقِکِ الْمَثَلَ، فَقَالُوْا: "مَاأَصْدَقَ مِنْ قَطَاةٍ" فَقَالَتْ لَهٗ: إِذَا کَانَ الْأَمْرُ عَلٰی مَاذَکَرْتَ، فَوَاللّٰهِ إِنَّ الْحُفْرَةَ لِلْغُرَابِ، وَمَاأَنَا مِمَّنْ تَشْتَهِرُ عَنْهُ خَلَّةٌ جَمِیْلَةٌ وَیَفْعَلُ خِلَافَهَا فَقَالَ لَهَا: مَاحَمَلَکِ عَلٰی هٰذِهِ الدَّعْوٰی الْبَاطِلَةِ؟ فَقَالَتْ: سَوْرَةُ الْغَضَبِ، لِکَوْنِهٖ مَانِعًا لِیْ مِنْ وُرُوْدِهَا، وَلٰکِنَّ الرُّجُوْعَ إِلَی الْحَقِّ أَوْلٰی مِنَ التَّمَادِیْ فِی الْبَاطِلِ، لِأَنَّ بَقَاءَ هٰذِهِ الشُّهْرَةِ لِیْ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ حُفْرَةٍ (نفحۃ الیمن الباب الخامس ص: ۱۹۵/ عنوان البیان وبستان الأذہان ص: ۴۴)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ ایک قطا (تیتر) نے جھگڑا کیا ایک کوّے کے ساتھ ایک گڑھے کے بارے میں جس میں جمع رہتا تھا پانی، اور دعویٰ کیا ان دونوں میں سے ہر ایک نے کہ یہ گڑھا اس کی (یعنی میری) ملکیت ہے، پس

دونوں مقدمہ لے گئے پرندوں کے قاضی کے پاس، پس طلب کیا قاضی نے دونوں سے ثبوت، پس نہیں تھا کوئی ثبوت دونوں میں سے کسی کے لئے کہ جس کو پیش کریں، پس فیصلہ کیا قاضی نے قطا کے حق میں گڑھے کا، پس جب اس نے دیکھا قاضی کو فیصلہ کر دیا اس نے گڑھے کا بغیر کسی ثبوت کے، اور حال یہ کہ گڑھا کوّے کا تھا؟ تو کہا قطا نے قاضی کو: اے قاضی! کس چیز نے ابھارا آپ کو اس بات کی طرف کہ فیصلہ کیا آپ نے میرے حق میں، حالانکہ میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے؟ اور کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے ترجیح دی آپ نے میرے دعوے کو کوّے کے دعوے پر؟ پس قاضی نے قطا کو کہا: تحقیق کہ مشہور ہے تیری طرف سے سچائی لوگوں کے درمیان، یہاں تک کہ لوگ بیان کرتے ہیں تیری سچائی کی مثال، پس لوگ کہتے ہیں: کس قدر سچا ہے قطا سے، پس قطا نے قاضی کو کہا: جب معاملہ اس پر ہے جو آپ نے ذکر کیا، تو اللہ کی قسم بے شک گڑھا کوّے کا ہے، اور نہیں ہوں میں ان افراد میں سے جس کے متعلق مشہور ہو اچھی عادت اور وہ کرے اس کے خلاف، پس قاضی نے قطا کو کہا: کس چیز نے ابھارا تجھ کو اس جھوٹے دعوے پر؟ پس قطا نے کہا: غصہ کی تیزی نے، کوے کے مانع ہونے کی وجہ سے میرے لئے گڑھے میں اترنے سے، لیکن حق کی طرف لوٹنا زیادہ اچھا ہے باطل میں انتہا کو پہونچنے سے، اس لئے کہ اس شہرت کا باقی رہنا میرے لئے ہزاروں گڑھوں سے بہتر ہے۔

قطـاة: فاختہ کی قسم کا پرندہ ہے، تائے مدورہ (ۃ) اور بغیر تا کے ساتھ دونوں طرح مستعمل ہے، عربی میں دراج بھی کہتے ہیں اور فارسی میں سنگ خوار اور ہندی میں تیتر کہتے ہیں، جمع قَطَوَاتٌ و قَطَيَاتٌ آتی ہے، قطا کا تذکرہ حدیث میں بھی آیا ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ أَوْأَصْغَرَ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" (ابن ماجۃ رقم: ۷۳۸ / ابواب المساجد والجماعات)۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کوئی مسجد بنائی اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے خواہ وہ قطا کے انڈے دینے کے گڑھے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔

قطا ایک سیدھا سادا اور شرمیلا پرندہ ہے عموما پانی کے پاس رہتا ہے اور اپنا گھونسلا زمین پر گھنی گھاس،

جھاڑیوں میں بناتا ہے، اس کا کھانا حلال ہے جب یہ بولتا ہے تو کہتا ہے ”مَنْ سَکَتَ نَجَا“ (کہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی) عموما اس کی غذا سنگریزے و کنکریاں ہوتی ہے۔

غُرَابٌ: کوّا، زاغ، جمع أَغْرُبٌ، غُرُبٌ، غُرْبَانٌ، أَغْرِبَةٌ کوے کی تین قسمیں ہیں ایک وہ کوا جو کتھائی رنگ کا ہوتا ہے اور کھیتوں میں دانہ چگتا رہتا ہے اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے یہ نہ مردار کھاتا ہے اور نہ گندگی کھاتا ہے اس کو غراب الزرع کھیتی کا کوا کہتے ہیں ہمارے دیار میں جولاہہ کہتے ہیں اس کا کھانا بالاتفاق جائز ہے۔

دوسرا وہ کوا جس کی گردن سفید سیاہی مائل ہوتی ہے اور آبادی میں بھی رہتا ہے، عام طور سے یہی کوا زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے، یہ روٹی، دانہ اور مردار و غلاظت بھی کھالیتا ہے، فارسی میں اس کو زاغ معروفہ اور ہندی میں دیسی کوا کہتے ہیں، یہ دانہ اور مردار کھانے والا کوا امام اعظمؒ کے نزدیک حلال اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے، مگر امام ابو حنیفہؒ کا قول مفتیٰ بہ ہے کیونکہ یہ مرغی اور بگلے، بطخ کی طرح دانہ، کیڑے، مکوڑے کھاتا ہے، مرغی پر قیاس کرتے ہوئے جائز اور حلال ہے، اگرچہ اس کوے کا کھانا متروک ہے، تاہم جس کا دل چاہے کھا سکتا ہے، امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق اسی کوے کو حضرت گنگوہیؒ نے حلال کہا ہے۔

تیسرا کوّا بالکل سیاہ ہوتا ہے یہ زیادہ ہوشیار نہیں ہوتا، یہ غلاظت اور مردار کا گوشت بھی کھالیتا ہے، ہمارے دیار میں اس کو پہاڑی کوّا کہتے ہیں اس کا کھانا حرام ہے، کوّے کی حلت و حرمت کا مدار رنگ پر نہیں بلکہ غذا پر ہے خواہ نام اس کا کچھ بھی رکھ لیا جائے، جو دانہ کھاتا ہے وہ حلال اور جو مردار کھاتا ہے وہ حرام اور جو دونوں کھاتا ہے وہ مرغی پر قیاس کرتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے۔ **وَالْغُرَابُ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ: نَوْعٌ يَأْكُلُ الْجِيَفَ فَحَسْبُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ، وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ فَحَسْبُ فَإِنَّهُ يُؤْكَلُ، وَنَوْعٌ يَخْلِطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ أَيْضًا يُؤْكَلُ عِنْدَ الْإِمَامِ وَهُوَ الْعَقْعَقُ لِأَنَّهُ يُؤْكَلُ الدَّجَاجُ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ يُكْرَهُ أَكْلُهُ لِأَنَّهُ غَالِبَ أَكْلِهِ الْجِيَفَ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ** (البحر الرائق كتاب الذبائح / ص: ۳۱۳ / ج: ۸ / المبسوط السرخسی كتاب الصيد / ص: ۲۲۶ / ج: ۱۱ / احسن الفتاوى / ص: ۴۴۱ / ج: ۷ / احسن المسائل / ص: ۳۵۸ / فتاوى عالمگیری / ص: ۸۳۵ / ج: ۵ / تذكرة الرشيد / ص: ۱۷۸ / ج: ۱).

ترجمہ: کوے کی تین قسمیں ہیں، ایک تو وہ جو صرف مردار کھاتا ہے تو وہ نہیں کھایا جائے گا (کہ وہ حرام ہے) اور دوسری قسم وہ ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے تو وہ کھایا جائے گا (کہ وہ حلال ہے) تیسری قسم وہ ہے جو دانہ اور مردار دونوں کھاتا ہے وہ بھی کھایا جائے گا (کہ وہ حلال ہے) حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور اس کو عقعق کہا جاتا ہے مرغی پر قیاس کرتے ہوئے حلال ہے، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ تیسری قسم مکروہ ہے اس لئے کہ وہ اکثر مردار کھاتا ہے، لیکن زیادہ صحیح قول پہلا ہے۔

تَنَازَعَ یَتَنَازَعُ تَنَازُعًا (تفاعل) باہمی جھگڑا کرنا۔ تَنَازَعَتْ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ حُفْرَةٌ: بالضم گڑھا جمع حُفَرٌ، حَفَرَ یَحْفِرُ حَفْرًا (ض) گڈھا کھودنا۔ تَحَاکَمَا: فعل ماضی صیغہ تثنیہ تَحَاکَمَ یَتَحَاکَمُ تَحَاکُمًا (تفاعل) حاکم کے پاس جانا، مقدمہ لے جانا۔ اِدَّعٰی یَدَّعِی اِدِّعَاءً (افتعال) دعویٰ کرنا۔ اِدَّعٰی اصل میں اِدْتَعٰی تھا قاعدہ ہے کہ باب افتعال کا فا کلمہ اگر دال یا ذال یا زا ہو تو تائے افتعال دال ہو کر فا کلمہ میں مدغم ہو جاتی ہے واجبی طور سے، پس اسی قاعدہ کے موافق فاء کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کیا اِدَّعٰی ہو گیا۔ طَیْرٌ: بالفتح پرندہ، اڑنے والا جانور، جمع طُیُوْرٌ، أَطْیَارٌ آتی ہے، طَارَ یَطِیْرُ طَیْرًا و طَیَرَانًا (ض) اڑنا۔ قَاضِی: وہ حاکم جو مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے، جمع قُضَاةٌ، قَضٰی یَقْضِی قَضَاءً (ض) فیصلہ کرنا۔ بَیِّنَةٌ: دلیل، ثبوت، حجت، جمع بَیِّنَاتٌ۔ أَقَامَ یُقِیْمُ إِقَامَةً (افعال) قائم کرنا، کھڑا کرنا، مجرد میں قَامَ یَقُوْمُ قَوْمًا و قِیَامًا (ن) کھڑا ہونا۔ آثَرْتَ: ماضی کا واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے، آثَرَ یُؤْثِرُ إِیْثَارًا (افعال) ایک دوسرے پر ترجیح دینا، فوقیت دینا، فضیلت دینا۔ آثَرْتَ اصل میں اَءْثَرْتَ تھا آمَنَ کے قاعدہ سے دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا آثَرْتَ ہو گیا۔ دَعْوَیَّ اس میں یائے متکلم کی طرف اضافت ہے بمعنی میرا دعوی، میرا مقدمہ، اس کی جمع دَعَاوِی، دَعَاوِیٰ آتی ہے۔ اِشْتَهَرَ یَشْتَهِرُ اِشْتِهَارًا (افتعال) مشہور ہونا۔ ضَرَبُوْ، ماضی معروف کے جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا (ض) مارنا، مثال بیان کرنا۔ مَا أَصْدَقَ: فعل تعجب ہے بمعنی کس قدر سچا ہے فَوَاللّٰهِ: میں واو قسمیہ ہے۔ خَلَّةٌ: خصلت، عادت جمع خِلَالٌ، خَلَالٌ آتی ہے۔ حَمَلَ یَحْمِلُ حَمْلًا و حُمْلَانًا (ض) برانگیختہ کرنا، ابھارنا، اکسانا، اٹھانا۔ سَوْرَةٌ: بالفتح تیزی، کہا جاتا ہے سَوْرَةُ الْخَمْرِ شراب کی تیزی۔ وَرَدَ

یَرِدُ وُرُوْدًا (ض) اترنا، وُرُوْدِھَا میں مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اَیْ مِنْ وُرُوْدِیْ إِلَی الْحُفْرَۃِ ۔ تَمَادیٰ یَتَمَادیٰ تَمَادُیًا (تفاعل) اصرار کرنا، دیر کرنا دوام کرنا، تَمَادیٰ فِی الْأَمْرِ انتہا کو پہونچ جانا۔ أَلْفٌ: بفتح الاول وسکون الثانی ایک ہزار جمع آلَافٌ، أُلُوْفٌ آتی ہے۔

خلاصہ: اس حکایت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ غصہ سے اچھی عادت بھی رائیگاں ہوجاتی ہے لہٰذا مصیبت کے وقت بھی سچ ہی بولنا چاہئے اور غصہ پر قابو رکھنا چاہئے، چنانچہ جب انسان کا سچ معروف ہوجاتا ہے تو اس کا جھوٹ بھی قبول کرلیا جاتا ہے اور سننے والے کو وہ سچ ہی لگتا ہے، لہٰذا انسان کو ہمیشہ سچ بولنے کی عادت بنانی چاہئے۔ ہندی کہاوت ہے: جھوٹی شہرت پھولتی ہے، مگر پھلتی کبھی نہیں۔ شاعر کہتا ہے:

؎ یہ سمجھ کے مانا ہے سچ تمہاری باتوں کو اتنے خوبصورت لب جھوٹ کیسے بولیں گے

(شہزاد احمد)

؎ سچ کہو سچ کہو ہمیشہ سچ ہے بھلے مانسوں کا پیشہ سچ

(مولانا اسماعیل میرٹھیؒ)

حِکَایَةٌ: ۱۶) قِیْلَ: إِنَّ بَعْضَ الْبُخَلَاءِ إِسْتَأْذَنَ عَلَیْهِ ضَیْفٌ، وَبَیْنَ یَدَیْهِ خُبْزٌ وَقَدَحٌ فِیْهِ عَسَلٌ، فَرَفَعَ الْخُبْزَ وَأَرَادَ أَنْ یَرْفَعَ الْعَسَلَ، لٰکِنَّهٗ ظَنَّ أَنَّ ضَیْفَهٗ لَایَأْکُلُ الْعَسَلَ بِلَا خُبْزٍ، فَقَالَ: تَریٰ أَنْ تَأْکُلَ عَسَلًا بِلَا خُبْزٍ؟ قَالَ لَهٗ: نَعَمْ، وَجَعَلَ یَلْعَقُ لَعْقَةً بَعْدَ لَعْقَةٍ، فَقَالَ لَهُ الْبَخِیْلُ: وَاللّٰهِ یَاأَخِیْ! إِنَّهٗ یَحْرِقُ الْقَلْبَ، فَقَالَ: صَدَقْتَ، وَلٰکِنْ قَلْبَکَ (المستطرف رص:۶۶۶ رروضة الأدب رص:۸۳ رنفحة الیمن رص:۶ رالباب الأول)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ ایک بخیل سے اجازت چاہی ایک مہمان نے اس کے پاس آنے کی، اور بخیل کے سامنے ایک روٹی اور ایک پیالہ تھا جس میں شہد تھا، پس بخیل نے اٹھایا روٹی کو اور ارادہ کیا شہد کو اٹھانے کا، لیکن اس نے گمان کیا کہ اس کا مہمان نہیں کھائے گا شہد کو بغیر روٹی کے، پس بخیل نے کہا: کیا آپ چاہتے ہو کہ کھاؤ شہد کو بغیر روٹی کے؟ مہمان نے بخیل کو کہا: جی ہاں، اور چاٹنے لگا یکے بعد دیگرے (مسلسل)، پس کہا مہمان کو بخیل نے: اللہ کی قسم اے میرے بھائی! بے شک شہد جلاتا ہے دل کو، پس مہمان نے کہا: آپ نے سچ کہا، لیکن

آپ کے دل کو (جلاتا ہے)۔

بُخَلاءُ: جمع ہے بَخِیْلٌ کی بمعنی کنجوس، بَخِلَ یَبْخُلُ بُخْلًا (س،ک) کنجوسی کرنا، بخیل ہونا۔ اِسْتَأْذَنَ یَسْتَأْذِنُ اِسْتِیْذَانًا (استفعال) اجازت چاہنا۔ ضَیْفٌ: مہمان جمع أَضْیَافٌ، ضُیُوْفٌ، ضِیَافٌ، ضَیْفَانٌ، أَضَائِفُ ۔ قَدَحٌ: بفتحتین پیالہ، پینے کا برتن جمع أَقْدَاحٌ ۔ عَسَلٌ: بفتحتین بمعنی شہد جمع أَعْسَالٌ، عُسُلٌ، عُسْلٌ، عُسُوْلٌ، عُسْلَانٌ ۔ نِعْمَ: کلمۂ ایجاب ہے بمعنی ہاں۔ لَعِقَ یَلْعَقُ لَعْقاً و لَعْقَةً (س) چاٹنا، لعوق ہر وہ چیز جو چاٹی جائے اور مِلْعَقَةٌ چمچہ کو کہتے ہیں۔ أَحْرَقَ یُحْرِقُ إِحْرَاقًا بالنار (افعال) جلانا اور مجرد میں باب نصر سے آتا ہے۔

خلاصہ: مہمان کی مہمان نوازی کرنا میزبان کا اخلاقی فریضہ ہے اس سے کنارہ کشی کرنا اور مہمان نوازی میں کنجوسی کرنا مذموم خصلت ہے۔ کہتے ہیں: کہ بخل دل کی تمام برائیوں کی جامع ہے۔

قارون اٹھا کے سر پہ سنا گنج لے گیا ۔۔۔ دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لے گیا

(بہادر شاہ ظفر)

اللہ میرے رزق کی برکت نہ چلی جائے ۔۔۔ دو روز سے گھر میں کوئی مہمان نہیں ہے

(ماجد دیوبندی)

حِکَایَةٌ: ١٧) قِیْلَ: إِنَّ الْحَجَّاجَ خَرَجَ یَوْمًا مُتَنَزِّهًا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ تَنَزُّهِهٖ صَرَفَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، وَانْفَرَدَ بِنَفْسِهٖ فَإِذَا هُوَ بِشَیْخٍ مِنْ عِجْلٍ ، فَقَالَ لَهٗ: مِنْ أَیْنَ أَیُّهَا الشَّیْخُ؟ قَالَ: مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ، قَالَ: کَیْفَ تَرَوْنَ عُمَّالَکُمْ؟ قَالَ: شَرُّ عُمَّالٍ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ، وَیَسْتَحِلُّوْنَ أَمْوَالَهُمْ ، قَالَ: فَکَیْفَ قَوْلُکَ فِی الْحَجَّاجِ؟ قَالَ: ذٰلِکَ مَاوُلِّیَ الْعِرَاقَ أَشَرَّ مِنْهُ، قَبَّحَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَبَّحَ مَنِ اسْتَعْمَلَهٗ، قَالَ: أَتَعْرِفُ مَنْ أَنَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَنَا الْحَجَّاجُ فَقَالَ: أَتَعْرِفُ مَنْ أَنَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَنَا مَجْنُوْنُ بَنِی عِجْلٍ، أُصْرَعُ کُلَّ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ، فَضَحِکَ الْحَجَّاجُ، وَأَمَرَ لَهٗ بِصِلَةٍ جَلِیْلَةٍ (نفحۃ الیمن ص: ۲۲/ المستطرف ص: ۹۲)۔

بیان کیا گیا ہے کہ حجاج (بن یوسف) نکلا ایک دن تفریح کیلئے، پس جب فارغ ہوا اپنی تفریح سے جدا ہو گئے اس سے اس کے ساتھی، اور وہ خود تنہا رہ گیا، پس اچانک ایک بزرگ ملا قبیلۂ بنی عجل کا، پس حجاج نے اس کو کہا: اے بزرگ آپ کہاں سے ہیں؟ اس نے کہا اسی گاؤں کا (رہنے والا ہوں) حجاج نے کہا: کیسا سمجھتے ہو آپ اپنے حاکموں کو؟ بزرگ نے کہا: انتہائی بدتر حکام ظلم کرتے ہیں لوگوں پر، اور حلال سمجھتے ہیں لوگوں کے مالوں کو، حجاج نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے حجاج کے بارے میں؟ بزرگ نے کہا: نہیں بنایا گیا عراق میں اس سے بدتر حاکم، اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے، اور برا کرے اس کا جس نے اسے حاکم بنایا، حجاج نے کہا: کیا آپ پہچانتے ہو میں کون ہوں؟ بزرگ نے کہا: جی نہیں حجاج نے کہا: میں ہی حجاج ہوں، پس بزرگ نے کہا: کیا آپ پہچانتے ہو میں کون ہوں؟ حجاج نے کہا نہیں، بزرگ نے کہا: کہ میں قبیلۂ بنی عجل کا پاگل ہوں، مرگی میں مبتلا ہوتا ہوں ہر دن دو مرتبہ، پس ہنسا حجاج، اور حکم دیا اس کے لئے ایک بڑے انعام کا۔

حجّاجٌ: حجّاج اسم علم ہے، لغوی معنی وہ شخص جو حج کے لئے مکہ کا سفر کثرت سے کرے، یا وہ شخص جو کہ دلائل و براہین پیش کرنے میں ماہر ہو، اور یہ حَاجٌّ کا مبالغہ کا صیغہ ہے۔

حجاج بن یوسف بن حکم بن ابو عقیل ثقفی طائف شہر میں ۴۰ھ، ارجون ۶۶۱ء میں پیدا ہوا، وہیں اس کی پرورش بھی ہوئی، طائف کے مشہور قبیلہ بنو ثقیف سے تعلق رکھتا تھا، ابتدائی تعلیم و تربیت اس نے اپنے باپ یوسف سے حاصل کی جو ایک مدرس تھے، حجاج بچپن سے ہی اپنے ہم جماعتوں پر حکومت کرنے کا عادی تھا، تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے باپ کے ساتھ کچھ دن تدریس کا پیشہ اختیار کیا، وہ چھوٹے قد کا بدصورت شخص تھا لیکن بڑا فصیح و بلیغ اور ماہر خطیب تھا، بیس سے زیادہ سال کی عمر تک طائف میں رہا اور پھر اپنے والد کے ہمراہ شام چلا گیا اور وہیں پر رہا، اور عبد الملک بن مروان کے وزیر کی ملازمت شروع کی، وزیر نے جلد ہی اس کی انتظامی صلاحیتوں کو بھانپ لیا اور اسے ترقی دیکر اپنی جاگیر کا منتظم مقرر کر دیا، ایک چیز جس کی وزیر کو ہمیشہ شکایت رہتی تھی اس کی سخت گیری تھی لیکن اس سخت گیری کی وجہ سے وزیر کی جاگیر کا انتظام بہت بہتر ہو گیا تھا، یہاں تک کہ ترقی کرتا کرتا

عراق کا حاکم مقرر رہوا، وہ تاریخ میں خوں خواری اور سفا کی میں مشہور ہے اور ظالم ، جابر، فاسق، خبیث جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے وہیں دوسری طرف وہ بڑا سیاسی اور مدبر شخص بھی تھا، جنگوں میں کامیابی کیلئے بڑی مکاریوں اور چالاکیوں سے استفادہ بھی کرتا تاکہ جنگ جیت سکے، وہ ایک باصلاحیت انسان تھا وہ حکومت کے استحکام کیلئے ہر کام کو تیار رہتا، اموی حکومت کے استحکام میں اس کا بہت بڑا حصہ ہے، اس نے اخلاقی و مذہبی احکام کو ہمیشہ خلیفہ کی خوشنودی کیلئے قربان کیا اور حجاز و عراق پر مضبوط اموی کنٹرول قائم کیا، اس کا مزاج فاتحانہ تھا اس کے عہد میں فتوحات بھی بہت حاصل ہوئیں۔

لیکن یہ تصویر کا ایک رخ ہے دوسرا رخ یہ ہے کہ وہ نہایت ظالم اور سفاک انسان تھا، بے جا تلوار استعمال کرتا، انسانی جان کی حرمت اس کے نزدیک کوئی معنیٰ نہ رکھتی تھی، حرم کا احترام اس نے بے دریغ اٹھایا، حرام مہینوں کا احترام بھی وہ کم ہی کرتا، عراقیوں اور عجمی مسلمانوں سے اس کا سلوک نہایت ظالمانہ تھا اس نے یمنیوں کو بلا وجہ ظلم کا نشانہ بنایا اس طرح سے اس نے ظلم و جور اور قبائلی تعصب کی بنا پر بنو امیہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں، حجاج کے ہاتھوں مارے جانے والوں کی تعداد مؤرخین نے بارہ ہزار اور ایک قول کے مطابق تیرہ ہزار کا اندازہ لگایا ہے۔

اور ایک بہت بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ حضرت علی کے مشہور شاگرد ابوالاسود الدویلی کے تلامذہ نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر کو قرآن مجید میں نقطے لگانے کی اس نے درخواست کی، اور اسی نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ کو ابریشم کا غلاف پہنایا، اور وہ پہلا شخص ہے جس نے کشتیوں کو تارکول اور تیل لگایا، اور کشتیاں بنانے میں میخ اور کیل کو استعمال کیا اور ۷۵ھ میں عربی خط کے ساتھ درہم اور دینار کا سکہ رائج کیا۔ اور ۸۳ھ تک واسط شہر کو آباد کیا اور اس کی صفائی اور خوبصورتی کی حفاظت کے لئے مخصوص قوانین بنائے اور واسط شہر میں ۹۵ھ میں وفات ہوئی (ماخوذ از تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی رص:۲۲۶رج:۷)۔

مُتَنَزِّهًا: اسم فاعل کا صیغہ ہے تَنَزَّهَ يَتَنَزَّهُ تَنَزُّهًا (تفعیل) سیر و تفریح کیلئے نکلنا، باغات اور سبز مقامات کا سیر کرنا۔ صَرَفَ يَصْرِفُ صَرْفًا (ض) پھیرنا، ہٹانا، علیحدہ ہونا۔ إِنْفَرَدَ يَنْفَرِدُ إِنْفِرَادًا (انفعال) تنہا ہونا، اکیلا ہونا، اکیلئے کام کرنا، بے نظیر ہونا۔ عِجْلٌ: ایک قبیلہ کا نام جو اولاد ہے عجل بن لجیم کی

جوکہ وائل کی اولاد میں سے ہے اور اسی طرح گائے کے بچہ کو بھی عجل بولتے ہیں، فَإِذَا: مفاجاتیہ بمعنی اچانک، تَرَوْنَ: جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اصل میں تَرْأَيُوْنَ تھا تَفْتَحُوْنَ کے وزن پر، ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی اس کے بعد ہمزہ حذف ہوگیا پھر یا پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے یا ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا تَرَوْنَ ہوگیا، رَأىٰ يَرىٰ رَأْيًا ورُؤْيَةً ورَاءَ ةً ورِئْيَانًا (ف) آنکھ سے دیکھنا، بصارت یا بصیرت سے دیکھنا، رائے رکھنا، گمان رکھنا، کہا جاتا ہے يَا تَرىٰ ويَا هَلْ تَرىٰ ؟ اے شخص کیا تو گمان کرتا ہے؟ شر: خیر کی ضد ہے اس کی اصل أَشَرُّ ہے جوکہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے اس کی ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہوگئی جس طرح خیر کی، شَرٌّ کی جمع شُرُوْرٌ، عُمَّالٌ: عَامِلٌ کی جمع ہے، حاکم، والی، گورنر، إِسْتَحَلَّ يَسْتَحِلُّ إِسْتِحْلَالًا (استفعال) حلال سمجھنا، حلال بنالینا، اور مجرد میں حَلَّ يَحِلُّ حَلَالًا () حلال ہونا۔ وُلِّيَ: ماضی مجہول، وَلّٰى يُوَلِّىْ تَوْلِيَةً (تفعیل) والی مقرر کرنا، حاکم بنانا۔ الْعِرَاقُ: ایک ملک کا نام، قَبَّحَ يُقَبِّحُ تَقْبِيْحًا (تفعیل) برا کرنا۔ قَبَّحَهُ اللّٰهُ عَنِ الْخَيْرِ خیر سے محروم کرنا، یہ جملہ بددعا کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ إِسْتَعْمَلَ يَسْتَعْمِلُ إِسْتِعْمَالًا (استفعال) عامل بنانا۔ أُصْرِعَ: مضارع مجہول کا واحد متکلم کا صیغہ ہے، صَرَعَ يَصْرَعُ صَرْعًا ومصرعا (ف) پچھاڑ دینا، مرگی آنا، کہا جاتا ہے صُرِعَ الرَّجُلُ مرض مرگی میں آدمی مبتلا کیا گیا۔ صِلَةٌ: عطیہ، احسان، بدلہ، جمع صِلَاتٌ، جَلِيْلَةٌ: بڑا، بزرگ جمع جَلَائِلُ، جَلَّ يَجِلُّ جَلَالَةً (ض) بڑے مرتبہ والا ہونا۔

خلاصہ: اگر کسی کی بلاوجہ جان جانے کا خطرہ ہو تو اس کی جان بچانے کی خاطر تدبیر اختیار کرنی چاہئے اور توریہ کے کلمات استعمال کرنا جائز ہے، یعنی ذو معنی الفاظ کہ سننے والا مطلب کچھ اور سمجھے اور بولنے والے کے دل میں مطلب کچھ اور ہو، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدٍ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِىْ ثَلَاثٍ: يُحَدِّثُ الرَّجُلُ إِمْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا، وَالْكِذْبُ فِى الْحَرْبِ، وَالْكِذْبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ (جامع الترمذی رقم: ۱۹۳۹/ ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی إصلاح ذات البین)۔

حضرت اسماء بنت یزید کہتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولنا جائز نہیں، سوائے تین موقعوں پر: ایک تو آدمی کا جھوٹ بولنا اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے، دوسرے جنگ کے موقع پر، تیسرے لوگوں کے درمیان تعلقات سنوارنے کیلئے جھوٹ بولنا (یہاں حدیث میں جھوٹ سے مراد توریہ ہے، اس لئے کہ صریح جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے مگر اس طرح بات کرنا کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی نہ ٹوٹے اس کی اجازت ہے)۔

عقلمندوں نے کہا ہے: دروغِ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز (گلستاں رص: ۱۸ر باب اول) مصلحت ملا ہوا جھوٹ بہتر ہے فتنہ انگیز سچ سے۔ ہندی کہاوت ہے: اتنا مزاح بولو جتنا آٹے میں نمک۔

أَعْطِ الْكَلَامَ مِنَ الْمِزَاحِ بِمِقْدَارٍ، مَاتُعْطِي الطَّعَامَ مِنَ الْمِلْحِ (قول علی فصل الخطاب فی الزہد والرقاق والآداب رص: ۲۵۹ ر ج: ۱) یعنی اپنی گفتگو میں اتنا مزاح پیدا کرو جتنا کھانے میں نمک ڈالتے ہو۔

واعظ کا جھوٹ بولنا تاثیر کر گیا　　دم میں غازیوں کی ہوئی انجمن خراب

(امداد علی بحر)

حِكَايَةٌ: ۱۸) قِيلَ: إِجْتَازَ ثَلٰثَةٌ مِنَ الْمُغَفَّلِيْنَ بِمَنَارَةٍ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: مَاأَطْوَلَ الْبَنَّائِيْنَ فِي الزَّمَنِ الْمَاضِيْ حَتّٰى وَصَلُوْا إِلٰى رَأْسِ هٰذِهِ الْمَنَارَةِ، فَقَالَ الثَّانِيْ: يَا أَبْلَهُ! لَيْسَ الْأَمْرُ كَمَا زَعَمْتَ، وَلٰكِنْ عَمِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَأَقَامُوْهَا، فَقَالَ الثَّالِثُ: يَا جُهَّالُ! كَانَتْ هٰذِهِ بِيْرًا فَانْقَلَبَتْ مَنَارَةً (نفحۃ الیمن رص: ۶۵ ر روضۃ الأدب رص: ۱۸۳)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ تین بےوقوف ایک منارہ کے پاس سے گزرے، تو ان میں سے ایک نے کہا: کس قدر لمبے تھے معمار پہلے زمانہ میں یہاں تک کہ پہونچ گئے وہ اس منارہ کی چوٹی تک، پس دوسرے بیوقوف نے کہا: اے بیوقوف! نہیں ہے معاملہ ایسا جیسا کہ آپ نے گمان کیا، لیکن انہوں نے بنایا ہوگا اس کو زمین کے اوپر اور اس کو زمین پر سیدھا کھڑا کر دیا، پس تیسرے بیوقوف نے کہا: اے جاہلو! یہ کنواں تھا پس بدل گیا منارہ سے۔

إِجْتَازَ يَجْتَازُ إِجْتِيَازًا (افتعال) گزرنا، چلنا۔ إِجْتَازَ اصل میں إِجْتَيَزَ تھا یا کو الف سے بدل دیا

اور مجرد میں جَازَ یَجُوْزُ جَوْزًا المکان گزرنا(ن)،اَلْمُغَفَّلِیْنَ: مُغَفَّلٌ کی جمع ہے بیوقوف، ناسمجھ، سادہ لوح، غَفَلَ یَغْفُلُ غَفْلَةً (ن) غافل ہونا، بھول جانا۔مَنَارَةٌ:صیغۂ اسم ظرف ہے نور سے ماخوذ ہے بمعنی روشنی کی جگہ،جمع مَنَاوِرُ،مَنَائِرُ آتی ہے، مَنَارَةٌ اصل میں مَنْوَرَةُ تھا واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی اس کے بعد واؤ کو الف سے بدل دیا۔مَا اَطْوَلَ: فعل تعجب۔ بَنَّا ئِیْنَ: بَنَّاءٌ کی جمع ہے عمارت بنانے والے،معمار، مستری، یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔أَبْلَهُ:اسم تفضیل کا صیغہ ہے بیوقوف، نادان جمع بُلْهٌ، بَلِهَ یَبْلَهُ بَلْهًا (س) بیوقوف بنانا۔وَجْهٌ: چہرہ، سطح، کپڑے وغیرہ کا سامنے کا پہلو،جمع أَوْجَهٌ وُجُوْهٌ،أُجُوْهٌ۔جُهَّالٌ: جَاهِلٌ کی جمع ہے ان پڑھ، نہ جاننے والا،اس کی جمع جُهَلَاءُ،جُهِلٌ بھی آتی ہے،جَهِلَ یَجْهَلُ جَهْلًا (س) جاہل ہونا۔ بیر(بِئْرٌ): کنواں جمع آبار، أَبْآرٌ، أَبْوُرٌ آتی ہے۔إِنْقَلَبَ یَنْقَلِبُ إِنْقِلَابًا (انفعال) الٹ جانا، شئے کا اپنی پہلی حالت چھوڑ کر دوسری حالت اختیار کرنا۔

خلاصہ: اس حکایت میں جہالت اور بیوقوفی کی انتہاء کو بیان کیا گیا ہے کہ جہالت ونادانی کی باتوں وکاموں سے بچنا چاہئے،نیز انسان کو اپنی حماقت اور بڑی غلطیاں نظر نہیں آتی ،لیکن دوسروں کی چھوٹی موٹی غلطیاں آسانی سے دکھائی دیتی ہیں،روایت میں ہے:عن أبی ھریرۃؓ قال: یُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ أَخِيْهِ،وَيَنْسَى الْجِذْلَ أَوِ الْجِذْعَ فِيْ عَيْنِ نَفْسِهِ قال ابو عبید: الجذل: الخشبة العالية الكبيرة (الأدب المفرد رقم:۵۹۲،فیض القدیر رقم:۹۹۹۲) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص دوسرے کے آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا ہے،لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔

غیر کی آنکھ کا تنکا بھی تجھے آتا ہے نظر ۔۔۔ دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

ہندی کہاوت ہے:مورکھ کی ناؤ کبھی نہیں تیرتی۔

احمقوں کی کمی نہیں غالب ۔۔۔ ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

(مرزا غالب)

حِكَايَةٌ:۱۹)قِيْلَ :إِنَّ عَجُوْزًا أَخَذَتْ جِرْوَذِئْبٍ صَغِيْرًا، وَرَبَّتْهُ بِلَبَنِ الشَّاةِ، فَلَمَّا كَبُرَ قَتَلَ

شَاتَهَا، فَأَنْشَدَتْ تَقُولُ:

قَتَلْتَ شُوَيْهَتِیْ وَفَجَعْتَ قَلْبِیْ — وَأَنْتَ لِشَاتِنَا ابْنٌ رَّبِیْبٌ

غُذِيْتَ بِدَرِّهَا وَغَدَرْتَ فِيْهَا — فَمَنْ أَنْبَاکَ أَنَّ أَبَاکَ ذِيْبٌ

إِذَاکَانَ الطِّبَاعُ طِبَاعَ سُوْءٍ — فَلَا أَدَبٌ يُفِيْدُ وَلَا أَدِيْبٌ

(شعب الإیمان ص:۴۵۵ج:۷رقم:۱۰۹۷۳عن الاصمعی، روضۃ الأدب ص:۱۸۴نفحۃ الادب ص:۷۹نفحۃ الیمن ص:۷)

بیان کیا گیا ہے: کہ ایک بڑھیا نے پکڑا بھیڑیے کا ایک چھوٹا بچہ، اور پرورش کی اس کی بکری کے دودھ سے، پس جب وہ بڑا ہوگیا پھاڑ ڈالا اس نے بڑھیا کی بکری کو، پس بڑھیا یہ شعر پڑھنے لگی:

پھاڑ ڈالا تو نے میری ننھی (وپیاری) بکری کو اور تکلیف پہونچائی تو نے میرے دل کو، اور تو ہماری بکری کا پالا ہوا بیٹا ہے۔

غذا دیا گیا تو اس کے دودھ سے اور بے وفائی کی تو نے بکری کے بارے میں، پس کس نے بتایا تجھے کہ تیرا باپ بھیڑیا تھا؟۔

جب طبیعتیں بری طبیعتیں ہوتی ہیں، پس نہ ادب فائدہ پہونچا سکتا ہے اور نہ ادب سکھانے والا۔

عَجُوْزٌ: بالفتح بڑھیا، بوڑھی عورت جمع عَجَائِزُ، عُجُزٌ آتی ہے اس کو عَجُوْزٌ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اکثر امور سے عاجز ہوتی ہے۔ جِرْوٌ: جیم کی تینوں حرکتوں کے ساتھ بمعنی چھوٹا بچہ، درندہ کا بچہ یہ کلمہ اکثر کتے اور شیر کے بچے کیلئے مستعمل ہے، جمع جِرَاءٌ، أَجْرٍ جمع الجمع أَجْرِيَةٌ۔ رَبَّ يَرُبُّ رَبًّا وتَرْبِيَةً (ن) پرورش کرنا، غذا دینا۔ لَبَنٌ: دودھ جمع اَلْبَانٌ۔ شَاةٌ: بکری، گوسفند، جمع شِيَاةٌ، شِوَاةٌ، أَشَاوِهٌ، شَاءٌ۔ أَنْشَدَ يُنْشِدُ إِنْشَادًا (افعال) شعر پڑھنا۔ أُنْشُوْدَةٌ گانے کو کہتے ہیں جمع أَنَاشِيْدُ۔ شُوَيْهَةٌ: شَاةٌ کا اسم تصغیر ہے چھوٹی بکری، پیاری بکری جمع شُوَيْهَاتٌ، بکری حلال چوپایہ ہے۔ فَجَعَ يَفْجَعُ فَجْعًا (ف) تکلیف پہونچانا دردمند بنانا۔ رَبِيْبٌ: پرورش کیا ہوا، پالا ہوا، جمع أَرِبَّةٌ آتی ہے۔ ابن ربیب اس بچہ کو کہتے ہیں جو عورت کے پہلے شوہر سے ہو اور شوہر ثانی پرورش کرتا ہو۔ غَذَا يَغْذُوْ غَذْوًا (ن) غذا دینا۔ اسی سے غِذَاءٌ آتا ہے بمعنی خوراک، جمع أَغْذِيَةٌ۔ دَرٌّ: دودھ، غَدَر يَغْدِرُ

غَدْرًا (ن،ض،س) بے وفائی کرنا، عہد توڑنا، خیانت کرنا۔ أَنْبَأَ يُنْبِئُ إِنْبَاءً (افعال) خبر دینا۔ ضرورت شعری کی وجہ سے ہمزہ یہاں سے گرادیا گیا۔ طِبَاعٌ: طَبْعٌ کی جمع ہے پیدائشی عادت اسی کے ہم معنی طَبِيْعَةٌ بھی آتا ہے اس کی جمع طَبَائِعُ آتی ہے۔ سُوْءٌ: بمعنی بد جمع أَسْوَاءٌ، أَفَادَ يُفِيْدُ إِفَادَةً (افعال) فائدہ دینا۔ أَدَبٌ: وہ ملکہ جو معائب سے بچاتا ہے جمع آدَابٌ، أَدِيْبٌ کی جمع أُدَبَاءُ ادب سکھانے والا، صاحب ادب۔

خلاصہ: حدیث میں ہے عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ الله صلى الله عليه وسلم نَتَذَاكَرُ مَا يَكُوْنُ، إِذْ قَالَ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه وسلم: إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهِ، فَصَدِّقُوْهُ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهِ، فَلَا تُصَدِّقُوْا بِهِ، فَإِنَّهُ يَصِيْرُ إِلٰى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ (مشکوۃ المصابیح کتاب الإیمان رقم: ۱۲۳ /ص: ۲۴ /مسند الإمام احمد رقم: ۲۷۴۹۹ /ص: ۴۹۱ /ج: ۴۶) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے: کہ اس دوران کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ہم آئندہ ہونے والی چیز کا تذکرہ کررہے تھے، کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی پہاڑ کے متعلق سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اس کو سچ مان لو، اور جب تم سنو کہ کوئی آدمی اپنی خصلت سے بدل گیا ہے، تو اس کو سچ نہ مانو، کیونکہ وہ اسی چیز کی طرف جاتا ہے جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے۔

طبیعت کا بدلنا بڑا مشکل ومحال ہے جبل گردد جبلت نہ گردد، کہ: پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے، لیکن طبیعت نہیں بدل سکتی، ہاں ظاہری عارضی تبدیلی تو ہوجائے گی مگر حقیقی تبدیلی نہیں ہوگی، اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ کمینے آدمی کی دوستی اور اس کے اکرام وپرورش سے احتراز کرے۔

؎ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ باآدمی بزرگ شود

(گلستان باب اول /ص: ۲۵)

آخرکار بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے اگرچہ آدمیوں کے ساتھ رہ کر بوڑھا ہوجائے

اور اپنے پرورش کرنے والے کے ساتھ وفاداری اور محبت کرنی چاہئے اس کے ساتھ غداری کرنا بری خصلت ہے۔

حِکَایَۃٌ:۲۰)قِیلَ: إِنَّ بَعْضَ الْحُکَمَاءِ لَزِمَ بَابَ کِسْرىٰ فِیْ حَاجَةٍ دَهْرًا، فَلَمْ یَلْتَفِتْ إِلَیْهِ، فَکَتَبَ أَرْبَعَةَ أَسْطُرٍ فِیْ رُقْعَةٍ، وَدَفَعَهَا لِلْحَاجِبِ، فَکَانَ السَّطْرُ الْأَوَّلُ: أَلضَّرُوْرَةُ وَالْأَمَلُ أَقْدَمَانِیْ عَلَیْکَ، وَالسَّطْرُ الثَّانِیْ: اَلْعَدِیْمُ لَایَکُوْنُ مَعَهٗ صَبْرٌ عَنِ الْمُطَالَبَةِ، وَالثَّالِثُ: اَلْإِنْصِرَافُ بِغَیْرِ شَیْءٍ شَمَاتَةُ الْأَعْدَاءِ، وَالرَّابِعُ: إِمَّا نَعَمْ مُثْمِرَةٌ وَإِمَّا "لَا" مُرِیْحَةٌ، فَلَمَّا قَرَأَهَا کِسْرىٰ وَقَّعَ لَهٗ بِکُلِّ سَطْرٍ أَلْفَ دِیْنَارٍ (نفحۃ الیمن رص:۲۶ر روضۃ الأدب رص:۱۸۶رعیون الأخبار رص:۱۲۷رج:۳رکتاب الحوائج)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ ایک دانشمند نے لازم پکڑا کسریٰ (بادشاہ) کے دروازہ کو کسی ضرورت میں ایک زمانہ تک، پس نہیں متوجہ ہوا کسریٰ اس کی طرف، پس لکھی اس نے چار سطریں ایک پرچہ میں، اور دیا وہ پرچہ دربان کو، پس پہلی سطر (میں یہ بات لکھی) تھی: ضرورت اور امید لے آئی ہے مجھے آپ کے پاس، اور دوسری سطر یہ تھی: مفلس کو نہیں ہوتا ہے صبر مانگنے سے، اور تیسری سطر یہ تھی: لوٹ جانا بغیر کسی چیز کے دشمنوں کی ہنسی (کا سبب) ہے، اور چوتھی سطر یہ تھی: یا تو "ہاں" کیجئے جو پھل دینے والا ہو، یا نہیں (کہہ دیجئے) جو آرام دہ ہو، پس جب پڑھا اس پرچہ کو کسریٰ نے تو لکھ دیا اس کے لئے ہر سطر پر ایک ہزار دینار۔

کِسْــــریٰ: فارس کے ہر تخت نشین کو کہا جاتا ہے، کسریٰ خسرو کا معرب ہے، خسرو کے معنیٰ بڑے ملک والا، کسریٰ کا نام پرویز بن ہرمز بن نوشیروان تھا، یعنی کسری نوشیرواں کا پوتا، پرویز کے معنیٰ قائم اور خوش نصیب کے ہیں، یہ اپنے باپ ہرمز کی وفات کے بعد ۵۹۰ء تا ۶۲۸ء تک برسر اقتدار رہا ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے بادشاہوں کو خطوط بھیجے جن میں اسلام کی طرف ان لوگوں کو بلایا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی، چنانچہ ایک خط اسی طرح فارس کے بادشاہ خسرو پرویز کو بھی لکھا تھا اس نے آپ کے خط کو پھاڑ ڈالا اور کہا: کہ محمد نے اپنے نام کو میرے نام سے پہلے کیوں لکھا جس پر حضور ﷺ نے اسے یہ بد دعا دی کہ خدا ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردے، اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ خسرو پرویز کا بیٹا شِیرُوَیہ نے ارکان سلطنت کو اپنے قابو میں کر کے اپنے باپ پرویز کو قتل کردیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا اور وہ بھی چھ ماہ سے زیادہ حکومت نہ کرسکا اور اس کے تخت پر چار سال کے اندر یکے بعد دیگرے دس بادشاہ متمکن ہوئے، آخری بادشاہ یَزْدِگُرِدْ تھا، اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے خلافت کے زمانہ میں فارس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا اور کسریٰ کی وہ

سلطنت پارہ پارہ ہوگئی جس پر اسے حد درجہ غرور تھا اور آپ ﷺ کا یہ فرمان پورا ہو گیا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا (ماخوذ اشعۃ اللمعات، سیرت حلبیہ ؍ص:۲۴۴؍ج:۳؍تاریخ الامم والملوک ؍ص:۲۵۶؍ج:۲)۔

كِسْرٰى کی جمع أَكَاسِرَةٌ، أَكَاسِرُ، كُسُوْرٌ، كَسَاسِرَةٌ آتی ہے اور روم کے بادشاہ کا لقب قیصر ہوتا تھا، حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی، ترک کے بادشاہ کا لقب خاقان، مصر کے بادشاہ کا لقب عزیز، قِبط کے بادشاہ کا لقب فرعون، چین کے بادشاہ کا لقب فُغْفُوْر، یونان کے بادشاہ کا لقب بَطْلُمْیُوْس، یہود کے بادشاہ کا لقب قیطون، صابئہ کے بادشاہ کا لقب نمرود، یمن کے بادشاہ کا لقب تُبَّع، عرب کے بادشاہ کا لقب عجمیوں سے پہلے نعمان، ہند کے بادشاہ کا لقب دُہْمِی ہوتا تھا (عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی ؍ص:۱۳۰؍ج:۱؍رقم:۷)۔

حَاجَةٌ: بمعنیٰ ضرورت، جس میں سوال کی ضرورت ہو جمع حَاجٌ، حَاجَاتٌ۔ دَهْرٌ: زمانہ طویل، لمبی مدت جمع أَدْهُرٌ، دُهُوْرٌ۔ لَزِمَ يَلْزَمُ لُزُوْمًا (س) لازم رہنا، چمٹے رہنا۔ أَسْطُرٌ: جمع ہے سَطْرٌ کی بمعنی لائن، لکیر، سَطَرَ يَسْطُرُ سَطْرًا (ن) لکھنا۔ رُقْعَةٌ: نوشتہ تحریر کا پرچہ، کاغذ، کپڑے کا پیوند، جمع رِقَاعٌ۔ دَفَعَ يَدْفَعُ دَفْعًا (ف) ہٹانا، دور کرنا۔ حاجب: بمعنیٰ دربان، دروازہ کا نگراں، جمع حَجَبَةٌ، حُجَّابٌ۔ اَلْأَمَلُ: امید، جمع آمَالٌ آتی ہے، أَمَلَ يَأْمُلُ أَمَلًا (ن) امید کرنا۔ أَقْدَمَانِيْ: صیغہ تثنیہ مذکر غائب أَقْدَمَ يُقْدِمُ إِقْدَامًا (افعال) آگے بڑھنا۔ اَلْعَدِيْمُ: اصل معنیٰ معدوم، غیر موجود، مراد فقیر، مفلس، چونکہ اس کے پاس مال دولت معدوم ہوتا ہے، بیوقوف، جمع عُدَمَاءُ آتی ہے۔ طَالَبَ يُطَالِبُ مُطَالَبَةً (مفاعلۃ) کسی سے کوئی چیز طلب کرنا۔ إِنْصَرَفَ يَنْصَرِفُ إِنْصِرَافًا (انفعال) لوٹ جانا۔ شَمِتَ يَشْمَتُ شَمَاتَةً (س) کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔ مُثْمِرَةٌ: پھل دار، أَثْمَرَ يُثْمِرُ إِثْمَارًا (افعال) پھلدار ہونا۔ مُرِيْحَةٌ: راحت پہونچانے والا أَرَاحَ يُرِيْحُ إِرَاحَةً (افعال) آرام پہونچانا۔ وَقَّعَ يُوَقِّعُ تَوْقِيْعًا (تفعیل) نشان ڈالنا، شاہی مہر لگانا، خط یا چیک پر دستخط کرنا۔ دِيْنَارٌ: اشرفی، سونے کا ایک سکہ ہوتا ہے اس کی جمع دَنَانِيْرُ آتی ہے۔

خلاصہ: اس حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ علم وادب وہنر کی وجہ سے آدمی اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں: کہ علم روشنی ہے۔

؎ علم سے ہی قدر ہے انسان کی　　ہے وہی انسان جو جاہل نہیں

(مرزا غالب)

حِکَایَۃٌ:۲۱)ذُکِرَ فِیْ بَعْضِ التَّوَارِیْخِ: أَنَّ بَعْضَ الْأَعْرَابِ فِی الْبَادِیَۃِ أَصَابَتْہُ حُمّٰی فِیْ أَیَّامِ الْقَیْظِ، فَأَتَی الْأَبْطَحَ وَقْتَ الظَّهِیْرَۃِ، فَتَعَرّٰی فِیْ شَدِیْدِ الْحَرِّ، وَطَلّٰی بَدَنَہٗ بِزَیْتٍ، وَجَعَلَ یَتَقَلَّبُ فِی الشَّمْسِ عَلَی الْحَصٰی، وَقَالَ: سَوْفَ تَعْلَمِیْنَ یَاحُمّٰی! مَانَزَلَ بِکِ وَبِمَنِ ابْتُلِیْتِ؟عَدَلْتِ عَنِ الْأُمَرَاءِ وَأَهْلِ الثَّرَاءِ،وَنَزَلْتِ بِیْ، وَمَازَالَ یَتَمَرَّغُ حَتّٰی عَرِقَ وَذَهَبَتْ حُمَّاہُ،وَقَامَ،وَسَمِعَ فِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ قَائِلًا: قَدْ حُمّٰی الْأَمِیْرَ بِالْأَمْسِ، فَقَالَ الْأَعْرَابِیُّ:أَنَاوَاللّٰہِ،بَعَثْتُهَا إِلَیْہِ،ثُمَّ وَلّٰی هَارِبًا (نفحۃ الیمن/ص:۲۴/روضۃ الأدب/ص:۱۸۷)۔

ذکر کیا گیا ہے ایک تاریخ (کی کتاب) میں: کہ ایک دیہاتی آدمی جنگل میں تھا اس کو پہونچا بخار گرمی کے دنوں میں، پس وہ آیا ریتیلی جگہ پر دوپہر کے وقت، پس ننگا ہو گیا سخت گرمی میں، اور مَلا اس نے اپنے بدن کو تیل سے، اور لوٹ پوٹ ہونے لگا دھوپ میں کنکریوں پر، اور کہا: عنقریب تو جان لے گا اے بخار! وہ چوپیش آئے گا تجھ کو اور اس شخص کو جس کے ساتھ تو مبتلا ہے؟ چھوڑ دیا تو نے امیروں اور مالداروں کو، اور میرے پاس آ گیا تو، اور وہ برابر لوٹ پوٹ ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کو پسینہ آ گیا اور چلا گیا اس کا بخار، اور وہ کھڑا ہوا (اور چلا گیا) اور سنا اس نے دوسرے دن کسی کہنے والے سے: کہ کل سے امیر کو بخار آ گیا ہے، پس کہا دیہاتی نے: اللہ کی قسم، میں نے ہی بھیجا بخار کو امیر کی طرف، پھر اس نے پشت پھیری بھاگتے ہوئے۔

تَوَارِیْخُ: جمع ہے تَارِیْخٌ کی وہ علم جس کے ذریعہ سے واقعات ماضیہ مرتبہ کو پہچانا جائے، أَعْرَابِیٌّ: جنگل کا رہنے والا، عرب کا باشندہ، عرب کا دیہاتی، اس کی جمع أَعْرَابٌ آتی ہے۔ بَادِیَۃٌ: بمعنی جنگل، صحرا، جمع بَوَادِیْ، بَادِیَاتٌ ۔أَصَابَ یُصِیْبُ إِصَابَۃً (افعال) پہونچنا۔ حُمّٰی: بخار جمع حُمَّیَاتٌ، حَمِیَ یَحْمٰی حَمْیًا النَّارُ (س) تیز گرم ہونا۔ اَلْقَیْظُ: موسمِ گرما، گرمی کی شدت جمع أَقْیَاظٌ، قُیُوْظٌ، قَاظَ یَقِیْظُ قَیْظًا (ض) سخت گرمی ہونا ۔ اَلْأَبْطَحُ: کنکریلی اور ریتیلی جگہ جمع أَبَاطِحُ۔ ظَهِیْرَۃٌ: دوپہر، دن کا آدھا حصہ، جمع ظَهَائِرُ آتی ہے۔ تَعَرّٰی

یَتَعَرّٰی تَعَرِّیًا عَنْ ثِیَابِہٖ (تفعل) ننگا ہونا، صفت کیلئے عُرْیَانٌ آتا ہے، جمع عُرَاۃٌ آتی ہے۔ اَلْحَرّ: گرمی جمع حُرُوْرٌ۔ طَلَّ یُطَلُّ تَطْلِیَۃً (تفعیل) تیل ملنا، مالش کرنا، مجرد میں طَلٰی یَطْلِیْ طَلْیًا (ض)۔ بَدَنٌ: جسم جمع أَبْدَانٌ۔ زَیْتٌ: تیل، روغن، زیتون، جمع زُیُوْتٌ اسی سے زَیَّاتٌ تیل بیچنے والا آتا ہے۔ تَقَلَّبَ یَتَقَلَّبُ تَقَلُّبًا (تفعل) لوٹنا، پلٹنا، کروٹیں بدلنا۔ اَلْحَصٰی: کنکری، سنگریزہ جمع حَصَیَاتٌ، حُصِیٌّ، حِصِیٌّ آتی ہے۔ أُبْتُلِیْتِ: ماضی مجہول کا واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے اِبْتَلَا یَبْتَلِیْ اِبْتِلَاءً (افتعال) آزمائش کرنا، أُبْتُلِیَ مبتلا کیا جانا۔ عَدَلَ یَعْدِلُ عَدْلًا (ض) رجوع کرنا، پھرجانا، واپس ہونا۔ أَمِیْرٌ: حکم دینے والا، حاکم، مالدار، جمع أُمَرَاءُ۔ أَلثَّرَاءُ: مال کی کثرت، تونگری، دولت، ثروت بھی اسی معنیٰ میں آتا ہے۔ تَمَرَّغَ یَتَمَرَّغُ تَمَرُّغًا (تفعل) مٹی میں لوٹنا مٹی پر لڑھکنا۔ عَرِقَ یَعْرَقُ عَرَقًا (س) پسینہ آنا۔ اَلْحُمّٰی: بخار، تپ جمع حُمَّیَاتٌ، حُمَّ الرَّجُلُ بخار والا ہونا، حَمَّ یَحُمُّ حُمًّا (ن) گرم ہونا۔ أَمْسِ: بمعنیٰ گزشتہ کل جمع آمِسٌ، أَمُوْسٌ، آمَاسٌ آتی ہے۔ بَعَثَ یَبْعَثُ بَعْثًا (ف) بھیجنا۔ وَلّٰی یُوَلِّیْ تَوْلِیَۃً (تفعیل) پیٹھ پھیرنا۔ هَارِبٌ: اسم فاعل ہے بھاگنے والا، هَرَبَ یَهْرُبُ هَرْبًا (ن) بھاگنا۔

خلاصہ: اس حکایت میں دیہاتی کی کم عقلی کو بیان کیا گیا ہے، اس کو جتنی عقل تھی اس کے مطابق اس نے گمان کیا تو معلوم ہوا کہ بیوقوفی و نادانی کے کاموں سے بچنا چاہیئے۔ ہندی کہاوت ہے: جیسا دماغ ویسا خیال۔

کس کس کو سمجھائے گا یہ نادانی چھوڑ ۔۔۔ چہرے کو سندر بنا آئینہ مت توڑ

(ارشد عبدالحمید)

حِکَایَۃٌ:۲۲) قِیْلَ: نَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْأَکَّالِیْنَ بِصَوْمَعَۃِ رَاهِبٍ، فَقَدَّمَ لَهٗ أَرْبَعَۃَ أَرْغِفَۃٍ، وَذَهَبَ لِیُحْضِرَلَهٗ عَدَسًا، فَحَمَلَهٗ وَجَاءَ بِهٖ، فَوَجَدَهٗ أَکَلَ الْخُبْزَ، فَذَهَبَ وَأَتٰی إِلَیْهِ بِالْخُبْزِ، فَوَجَدَهٗ أَکَلَ الْعَدَسَ، فَفَعَلَ ذٰلِکَ مَعَهٗ عَشَرَ مَرَّاتٍ، فَسَأَلَهُ الرَّاهِبُ أَیْنَ مَقْصِدُکَ؟ فَقَالَ: إِلَی الرَّیِّ، فَقَالَ لَهٗ: بِمَا ذَاقَصَدْتَ؟ قَالَ: بَلَغَنِیْ أَنَّ بِهَا طَبِیْبًا حَاذِقًا، أَسْأَلُهٗ عَمَّا یُصْلِحُ مِعْدَتِیْ، فَإِنِّیْ قَلِیْلُ الْإِشْتِهَاءِ لِلطَّعَامِ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: إِنَّ لِیْ إِلَیْکَ حَاجَۃً، قَالَ: مَاهِیَ؟ قَالَ: إِذَاذَهَبْتَ وَصَلُحَتْ مِعْدَتُکَ،

فَلَا تَجْعَلْ رُجُوْعَکَ إِلَيَّ ثَانِيًا (نفحۃ الیمن ص:۳۰/المستطرف ص:۲۶۲)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ اُترا ایک آدمی بہت زیادہ کھانے والوں میں سے ایک پادری کے گرجا گھر میں، پس پیش کیں اس کیلئے چار روٹیاں، اور گیا پادری تا کہ لے آئے اس کیلئے دال، پس اٹھایا دال کو اور اس کو لیکر آ گیا، پس پایا اس آدمی کو کہ وہ کھا چکا روٹیاں (خالی)، پس گیا پادری اور لایا اس کے پاس روٹیاں، پس پایا اس کو کہ کھا گیا ہے وہ دال (خالی)، پس کیا پادری نے ایسا اس کے ساتھ دس مرتبہ، پس پوچھا اس سے پادری نے آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ پس اس آدمی نے کہا: رے (شہر جانے) کا (ارادہ ہے) پس پادری نے اس کو کہا: کس وجہ سے آپ نے (وہاں کا) ارادہ کیا ہے؟ وہ آدمی بولا، پہونچی مجھ کو یہ بات کہ وہاں (رے شہر میں) ایک ماہر حکیم ہے، میں اس سے پوچھوں گا ایسی دوا جو درست کرے گی میرے پیٹ کو، اس لئے کہ میں کھانے کی خواہش کم رکھتا ہوں، پس اس کو پادری نے کہا: تحقیق کہ میری بھی آپ سے ایک حاجت (وگزارش) ہے، اس نے کہا وہ کیا ہے؟ پادری نے کہا: جب آپ چلے جاؤ اور آپ کا پیٹ درست ہو جائے، پس مت بنانا اپنے لوٹنے کو میری طرف دوبارہ۔

أَكَّالِيْنَ: جمع مذکر سالم ہے أَكَّالٌ صیغۂ مبالغہ ہے بمعنی زیادہ کھانے والا، أَكِيْلٌ اور آكُوْلٌ بھی اسی معنیٰ میں آتا ہے، أَكَلَ يَاكُلُ أَكْلًا، اَلطَّعَامَ (ن) کھانا۔ صَوْمَعَةٌ: اس کی جمع صَوَامِعُ آتی ہے، وہ جگہ جہاں نصاریٰ (عیسائی) کا راہب عبادت کرتا ہے، گرجا گھر، عبادت خانہ، اس کو بیعہ بھی کہتے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ بیعہ وہ جس کو بنایا جاتا ہے شہروں میں تا کہ نصاریٰ عبادت کیلئے جمع ہوں اور صومعہ پہاڑ اور میدان جیسے خالی جگہوں میں بناتے ہیں اور کنیسہ یہودیوں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں اور مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں اور دیر بھی نصاریٰ کے عبادت خانہ کے ساتھ خاص ہے۔ رَاهِبٌ: نصاریٰ کا عابد، زاہد، پادری اس کی جمع رُهْبَانٌ آتی ہے۔
أَرْغِفَةٌ: رَغِيْفٌ کی جمع ہے بمعنیٰ روٹی، چپاتی۔ أَحْضَرَ يُحْضِرُ إِحْضَارًا (افعال) حاضر کرنا، لانا۔ عَدَسٌ: مسور، مسور کی دال، اس کا واحد عَدَسَةٌ آتا ہے۔ مَقْصِدٌ: بکسر الصاد، قصد وارادہ، اصل معنیٰ جائے قصد کے ہیں جمع مَقَاصِدُ آتی ہے، قَصَدَ يَقْصِدُ قَصْدًا (ض) توجہ کرنا، ارادہ کرنا۔ رے RAY شمالی ایران کا ایک تاریخی شہر ہے ''تہران'' کے نواح میں اس قدیم شہر کے کھنڈر پائے جاتے ہیں اس شہر کی بنیاد فیروز بن یزدِجرد نے رکھی

جس کا نام ''فیروز'' رکھا ''ری'' یا ''رے'' ایران کی آبادی کے بڑھنے کی وجہ سے اب یہ تہران کے ساتھ مل چکا ہے اس کی طرف نسبت رازی آتی ہے، جس کو ۱۲۲۰ء میں منگولوں (تاتاریوں) نے برباد کردیا تھا، ہارون رشید اسی رے شہر میں پیدا ہوا تھا بہت سے علماء کا تعلق رے سے تھا جن میں مشہور طبیب ابوبکر محمد بن زکریا الرازی متوفی ۳۱۱ھ اور امام فخر الدین الرازی اور عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس، محمد بن ابوحاتم الرازی شامل ہیں۔

حَاذِقٌ: جمع حُذَّاقٌ، حِذَاقٌ آتی ہے بمعنی ہوشیار، ماہر، حَذِقَ يَحْذَقُ حَذِقًا و حِذَاقًا (ض، س) ماہر ہونا۔ طَبِيبٌ: جمع أَطِبَّاءٌ بمعنی ڈاکٹر، حکیم۔ صَلَحَ يَصْلَحُ صَلَاحًا (ف، ک) درست ہونا۔ مِعْدَةٌ: پیٹ، کھانا ہضم ہونے کی جگہ، جمع مَعِدٌ، مِعَدٌ آتی ہے۔ إِشْتَهَا يَشْتَهِيْ إِشْتِهَاءً (افتعال) خواہش کرنا، زیادہ رغبت کرنا۔

خلاصہ: زیادہ کھانا بری خصلت ہے زیادہ کھانے والے سے لوگ کتراتے ہیں اس لئے آدمی کو کم کھانے کی عادت بنانی چاہئے، کم کھانے کے بے شمار فوائد بھی ہیں۔ ہندی کہاوت ہے: تلوار کی نسبت بسیار خوری زیادہ مہلک ہے۔ معروف ادیب رزق اللہ بن یوسف شیخوؒ نے اس حکایت میں یہ شعر بھی نقل فرمایا:

؎ يَا ضَيْفَنَا لَوْ زُرْتَنَا لَوَجَدْتَنَا نَحْنُ الضُّيُوْفُ وَأَنْتَ رَبُّ الْمَنْزِلِ

(مجانی الأدب رص: ۹۶ رالباب السادس فی الحکایات واللطائف)

اے ہمارے مہمان! اگر آپ ہمارے پاس (دوبارہ) مہمان بن کر آئے تو ضرور آپ پائیں گے کہ ہم مہمان ہوں گے اور گھر کے مالک آپ ہوں گے (یعنی جب آپ کو بھوک نہیں لگتی تو آپ کا یہ حال ہے اور جب بھوک لگنے لگے گی تو آپ کو کھلانے کے لئے گھر کا سارا غلہ ختم ہوجائے گا، اس لئے گھر آپ کو دے دیں گے اور ہم مہمان ہوجائیں گے)۔

؎ علتِ مردم زپُر خواری بود خوردن پُر تخم بیماری بود

(پند نامہ عطار رص: ۴۷)

آدمی کی بیماری زیادہ کھانا ہے سیر ہوکر کھانا بیماری کا بیج ہے

حِكَايَةٌ: ۲۳) قَالَ بَعْضُ حُكَمَاءِ الْفُرْسِ: أَخَذْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَحْسَنَ مَافِيْهِ، فَقِيْلَ لَهُ: مَا

أَخَـذْتَ مِنَ الْكَلْبِ ؟ قَالَ :حُبُّهُ لِأَهْلِهٖ وَذَبُّهُ عَنْ صَاحِبِهٖ، قِيْلَ :فَمَا أَخَذْتَ مِنَ الْغُرَابِ؟ قَالَ: شِدَّةُ حَـذْرِهٖ، قِيْـلَ :فَـمَـا أَخَـذْتَ مِنَ الْخِنْزِيْرِ؟ قَالَ: بُكُوْرُهُ فِي حَوَائِجِهٖ، قِيْلَ :فَمَا أَخَذْتَ مِنَ الْهِرَّةِ؟ قَالَ: تَمَلُّقُهَا عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ(نفحۃ الیمن رص:۵۳رمحاضرات الأدباء رص:۵۴رج:۱)۔

کہا فارس کے ایک دانشمند نے: لیا میں نے ہر چیز میں سے اس کی اچھی بات کو جو اس میں ہے، پس کہا گیا اس کو: کیا لیا آپ نے کتے سے؟ اس نے کہا: کتے کا محبت کرنا اپنے گھر والوں سے اور اس کا دور کرنا برائی کو اپنے مالک سے، اس کو کہا گیا: کہ آپ نے کیا لیا کوّے سے؟ اس نے کہا: اس کا انتہائی چوکنا رہنا، پھر کہا گیا: پس کیا لیا آپ نے سُوَر سے؟ اس نے کہا: اس کا صبح سویرے کر لینا اپنی حاجات کو، پوچھا گیا: پس کیا لیا آپ نے بلی سے؟ اس نے کہا: بلی کا چاپلوسی کرنا سوال کے وقت۔

اَلْفُرْسُ : بالضم ملک فارس کے لوگ، فارسی لوگوں کا گروہ۔ذَبَّ يَذُبُّ ذَبًّا (ن) ہٹانا، دفع کرنا۔حَذَرَ يَحْذُرُ حَذْرًا (س) بچنا، چوکنا رہنا۔خِنْزِيْرٌ :سُوَر ، پگ جمع خَنَازِيْرُ آتی ہے۔بَكَرَ يَبْكُرُ بُكُوْرًا(ن) آگے بڑھنا، سویرے کرنا، صبح کے وقت آنا۔اَلْهِرَّةُ: بلی جمع هِرَرٌ اور بِلّا کے لئے هِرٌّ آتا ہے اس کی جمع هِرَرَةٌ آتی ہے، بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ هِرَّةٌ صرف مؤنث کیلئے اور هِرٌّ مذکر و مؤنث دونوں کیلئے آتا ہے۔تَمَلَّقَ يَتَمَلَّقُ تَمَلُّقًا (تفعل) چاپلوسی کرنا، خوشامد کرنا۔مَسْئَلَةٌ: اور سُوَالٌ مصدر ہے سَأَلَ يَسْأَلُ سُوَالًا وَسَأَلَةً ومَسْأَلَةً وتَسْأَلًا (ف) طلب کرنا، مانگنا، درخواست کرنا۔

خلاصہ: یہ بزرجمہر کا قول ہے، حضرت علامہ مسعودی نے ایران کے ایک حکیم کا یہ قول نقل کیا ہے: کہ میں نے ہر چیز سے وہ اچھی عادت حاصل کی جو اس میں تھی، لوگوں نے ان حکیم سے پوچھا کہ آپ نے کتے سے کونسی خصوصیت اخذ کی؟ اس نے جواب دیا کہ گھر والوں سے اس کی الفت اور مالک کے جان و مال کی حفاظت کرنا، اور بلی سے اخذ کی خوشامد، کھانے کی چیز مانگتے وقت بلی جو خوشامد اور چاپلوسی کرتی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی، اور خنزیر سے سویرے سویرے اپنی ضروریات سے فراغت پالینے کی اچھائی، اور کوّے سے سختی کے ساتھ اپنی حفاظت اور بچاؤ کرنا (حیاۃ الحیوان الکبریٰ رص:۲۸۱رج:۲رمروج الذہب رص:۳۷۴رج:۴)۔

کوے کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کسی خطرہ کو محسوس کرتا ہے تو فورا بھاگ جاتا ہے، چونکہ وہ ہر وقت چوکنا رہتا ہے، اور اس کے اندر ایک عمدہ خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قوم کی ہمدردی اور مدد کرتا ہے اور اپنے مردوں کی تدفین کرتا ہے اور صبح سویرے بیدار ہوکر روزی کی تلاش میں نکل جاتا ہے۔ عقلمندوں نے کہا: کہ کتے کے اندر دس خصلتیں ایسی ہیں جو ہر مومن کے اندر پائی جانی چاہئیں (۱) کتا بھوکا رہتا ہے جو صالحین کے آداب میں سے ہے (۲) اس کا کوئی مکان خاص نہیں ہوتا جس سے وہ پہچانا جائے، متوکلین کی علامات میں سے ہے (۳) یہ رات کو کم سوتا ہے جو محبین (اللہ سے محبت رکھنے والوں) کی صفات میں سے ہے (۴) جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا جو زاہدوں کے اخلاق میں سے ہے (۵) یہ اپنے مالک کو کبھی نہیں چھوڑتا اگرچہ وہ اس پر سختی کرے، جو پکے سچے مریدین کی علامات میں سے ہے (۶) یہ تھوڑی سی جگہ پر قناعت کر لیتا ہے جو متواضعین کی علامات میں سے ہے (۷) جب کوئی اس کے مکان پر قبضہ کر لیتا ہے تو اس کو اسی پر چھوڑ دیتا ہے جو راضین (یعنی خدا سے راضی وخوش رہنے والوں) کی علامات میں سے ہے (۸) اگر مکان کا مالک اس کو مار دے اور پھر بلائے تو آجاتا ہے جو خاشعین (خشوع وخضوع کرنے والوں) کی علامات میں سے ہے (۹) مالک کھانا کھا رہا ہو تو یہ دور بیٹھتا ہے جو مساکین کی علامات میں سے ہے (۱۰) جب کسی مکان سے کوچ کر جاتا ہے تو پھر اسکی طرف التفات نہیں کرتا جو مجردین (مال واسباب سے بے پرواہ) کی علامات میں سے ہے (نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب للتلمسانی / ص: ۶۹۹ / ج: ۲ / روح البیان / ص: ۲۲۷ / ج: ۵)۔ لہذا انسانوں کو چاہئے کہ وہ جانوروں کی مذکورہ بالا عمدہ خصوصیات اپنائیں اور ان سے سبق حاصل کریں۔ ہندی کہاوت ہے: ایک نظیر سو نصیحت۔

صحبت میں جاہلوں کی گزارے تھے چند روز — پھر یہ ہوا میں واقف آداب ہوگیا

حِکَایَةٌ: ۲۴) قِیْلَ: إِنَّ مَلِکًا مِنْ مُلُوْکِ الْفُرْسِ کَانَ سَمِیْنًا مُثْقَلًا حَتّٰی أَنَّہٗ لَایَنْتَفِعُ بِنَفْسِہٖ، فَجَمَعَ الْأَطِبَّاءَ عَلٰی أَنْ یُعَالِجُوْہُ، فَصَارَ کُلَّمَا عَالَجُوْہُ لَا یَزْدَادُ إِلَّا شَحْمًا، فَجِیْءَ إِلَیْہِ بِبَعْضِ الْحُذَّاقِ مِنَ الْأَطِبَّاءِ، فَقَالَ لَہٗ: أَنَا أُعَالِجُکَ أَیُّھَا الْمَلِکُ، وَلٰکِنْ أَمْھِلْنِیْ ثَلٰثَةَ أَیَّامٍ، حَتّٰی أَتَأَمَّلَ وَأَنْظُرَ إِلٰی طَالِعِکَ، وَمَایُوَافِقُکَ مِنَ الْأَدْوِیَةِ، فَلَمَّا مَضَتْ لَہٗ ثَلٰثَةُ أَیَّامٍ قَالَ: أَیُّھَا الْمَلِکُ! إِنِّیْ

نَظَرْتُ فِیْ طَالِعِکَ،فَظَهَرَلِی أَنَّهُ مَابَقِیَ مِنْ عُمْرِکَ إِلَّا أَرْبَعُوْنَ یَوْمًا،فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقْنِیْ فَاحْبِسْنِیْ عِنْدَکَ، لِتَقْتَصَّ مِنِّیْ،فَأَمَرَالْمَلِکُ بِحَبْسِهٖ،وَأَخَذَ الْمَلِکُ فِی التَّأَهُّبِ لِلْمَوْتِ،وَرَفَعَ جَمِیْعَ الْمَلَاهِیْ وَرَکِبَهُ الْهَمُّ وَالْغَمُّ، وَاحْتَجَبَ عَنِ النَّاسِ،وَصَارَکُلَّمَا مَضٰی یَوْمٌ یَزْدَادُ هَمًّا وَیَتَنَاقَصُ حَالُهُ،فَلَمَّامَضَتِ الْأَیَّامُ الْمَذْکُوْرَةُ طَلَبَ الْحَکِیْمَ وَکَلَّمَهُ فِیْ ذٰلِکَ،فَقَالَ لَهُ:أَیُّهَاالْمَلِکُ!إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ حِیْلَةً عَلٰی ذِهَابِ شَحْمِکَ،وَمَارَأَیْتُ لَکَ دَوَاءً إِلَّا هٰذَا،اَلْآنَ یُفِیْدُکَ الدَّوَاءُ،فَخَلَعَ عَلَیْهِ الْمَلِکُ خِلْعَةً سَنِیَّةً، وَأَمَرَلَهُ بِمَالٍ جَزِیْلٍ (تحفۃ الیمن ص:۵۷)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ ایک بادشاہ فارس کے بادشاہوں میں سے موٹا اور بھاری تھا یہاں تک کہ وہ نفع نہیں اٹھا سکتا تھا اپنے آپ سے، پس جمع کیا اس نے حکیموں کو اس بات پر کہ وہ علاج کریں اس کا، پس جب جب وہ اس کا علاج کرتے نہیں زیادہ ہوتی مگر چربی، پس لایا گیا ایک ماہر حکیم اس کے پاس، پس اس حکیم نے کہا اس کو: میں علاج کروں گا آپ کا اے بادشاہ، لیکن مہلت دیجئے مجھ کو تین دن کی، یہاں تک کہ غور کروں میں اور دیکھوں میں آپ کے ستارہ کو، اور دواؤں میں سے کونسی دوا آپ کو موافق آئے (دیکھوں)، پس جب گزر گئے اس کے لئے تین دن، حکیم نے کہا: اے بادشاہ! میں نے دیکھا آپ کے ستارہ کو، پس ظاہر ہوئی میرے لئے یہ بات کہ نہیں ہیں باقی آپ کی عمر میں سے مگر چالیس دن، پس اگر آپ میری تصدیق نہ کریں تو قید کر دیجئے مجھ کو اپنے پاس، تاکہ آپ مجھ سے قصاص (بدلہ) لے سکیں، پس حکم دیا بادشاہ نے حکیم کو قید کرنے کا، اور بادشاہ لگ گیا موت کی تیاری کرنے میں، اور اٹھا لئے تمام کھیل کود (کے سامان) اور سوار ہو گیا اس پر رنج وغم، اور چھپ گیا وہ لوگوں سے، اور ہو گیا (ایسا) کہ جب جب بھی گزرتا کوئی دن زیادہ ہوتا غم اور پتلا ہوتا اس کا حال، پس جب گزر گئے مذکورہ دن بلایا بادشاہ نے حکیم کو اور اس سے اس سلسلہ میں بات چیت کی، پس حکیم نے کہا اس کو: اے بادشاہ! میں نے کیا یہ صرف حیلہ کے طور پر آپ کی چربی ختم کرنے کیلئے، اور نہیں دیکھا میں نے آپ کے لئے کسی دواء کو اس کے علاوہ، اب فائدہ دیگی آپ کو دواء، پس دیا حکیم کو بادشاہ نے بہترین خلعت (وانعام) اور حکم دیا اس کے لئے بہت سا مال دینے کا۔

سَمِیْنٌ: موٹا مؤنث کیلئے سَمِیْنَۃٌ آتا ہے سَمِنَ یَسْمَنُ سِمَنًا و سَمَانَۃً (س) موٹا ہونا۔ مُثْقَلا: اسم فاعل بھاری، بوجھل، ثَقُلَ یَثْقُلُ ثِقَلًا (ک) بھاری ہونا، صفت کیلئے ثَقِیْلٌ، ثُقَالٌ، ثِقَالٌ آتا ہے، جمع ثُقَلاءُ، ثِقَالٌ آتی ہے۔ أَطِبَّاءُ: جمع ہے طَبِیْبٌ کی فن طب کا جاننے والا، حکیم، ڈاکٹر طَبَّ یَطُبُّ طَبًّا (ن، ض) علاج کرنا۔ عَالَجَ یُعَالِجُ مُعَالَجَۃً وعلاجاً (مفاعلت) مشق کرنا، علاج کرنا۔ إِزْدَادَ یَزْدَادُ إِزْدِیَادًا (افتعال) زیادہ ہونا، إِزْدَادَ اصل میں إِزْتَیَادَ تھا باب افتعال کا فاء کلمہ زاء ہونے کی وجہ سے تاء کو دال سے بدل دیا گیا ہے۔ شَحْمٌ: بالفتح چربی جمع شُحُوْمٌ آتی ہے، شَحُمَ یَشْحُمُ شَحَامَۃً (ک) بہت چربی والا ہونا۔ اَلْحُذَّاقُ: جمع ہے حَاذِقٌ کی بمعنی ماہر، ہوشیار۔ أَمْهِلْنِیْ: فعل امر ہے نون وقایہ یائے متکلم، أَمْهَلَ یُمْهِلُ إِمْهَالًا (افعال) مہلت دینا۔ أَتَأَمَّلُ واحد متکلم تَأَمَّلَ یَتَأَمَّلُ تَأَمُّلاً (تفعل) سوچنا، غور کرنا۔ طَالِعٌ: وہ ستارہ جس کے طلوع کے ساتھ انسانی حیات وموت کا تعلق سمجھا جاتا ہے، طَوَالِعُ جمع آتی ہے، طَلَعَ یَطْلُعُ طُلُوْعًا اَلْكَوَاكِبُ (ن) ستارہ کا نکلنا۔ اَلْأَدْوِيَۃُ: دَوَاءٌ کی جمع ہے، دَوَاءٌ دال کی تینوں حرکتوں کے ساتھ بمعنی علاج، دارو، عُمَرٌ: عین کے ضمہ اور میم کے فتحہ یا میم کے سکون کے ساتھ، جمع أَعْمَارٌ بمعنی حیات، زندگی۔ صَدَّقَ یُصَدِّقُ تَصْدِیْقًا (تفعیل) سچا جاننا، سچا سمجھنا۔ فَأَحْبِسْنِیْ: امر حاضر کا صیغہ، حَبَسَ یَحْبِسُ حَبْسًا (ض) قید کرنا عنہ روکنا۔ تَقْتَصُّ: مضارع کا صیغہ ہے۔ إِقْتَصَّ یَقْتَصُّ إِقْتِصَاصًا (افتعال) بدلہ لینا، قصاص لینا۔ تَأَهَّبَ یَتَأَهَّبُ تَأَهُّبًا (تفعل) تیار ہونا، آمادہ ہونا۔ اَلْمَلَاهِیْ: مِلْهٰی کی جمع ہے کھیل کود کا آلہ، لہو ولعب کا سامان، لَهَا یَلْهُوْ لَهْوًا (ن) کھیلنا۔ اَلْهَمُّ: غم، پریشانی، فکر جمع هُمُوْمٌ آتی ہے، هَمَّ یَهُمُّ هَمًّا (ن) غمگین کرنا، وَاهْتَمَّ الرَّجُلُ غمگین ہونا۔ اَلْغَمُّ: غم، حزن، اندوہ، کرب، جمع غُمُوْمٌ۔ إِحْتَجَبَ یَحْتَجِبُ إِحْتِجَابًا چھپنا (افتعال) اور مجرد میں حَجَبَ یَحْجُبُ حُجْبًا چھپانا (ن) روکنا۔ تَنَاقَصَ یَتَنَاقَصُ تَنَاقُصًا (تفاعل) آہستہ آہستہ گھٹنا، مراد دبلا پتلا ہونا، مجرد میں نَقَصَ یَنْقُصُ نَقْصًا و نُقْصَانًا (ن) گھٹنا، کم ہونا۔ حِیْلَۃٌ: ہوشیاری، تدبیر، دور بینی جمع حِیَلٌ۔ خِلْعَۃٌ: اتارا ہوا کپڑا وغیرہ، پوشاک جو بطور انعام دی جاتی ہے، جمع خِلَعٌ، خَلَعَ یَخْلَعُ خَلْعًا اَلشَّیْءَ (ف) اتارنا، نکالنا عَلَیْهِ ثَوْبًا خلعت دینا۔ سَنِیَّۃٌ: عالی مرتبہ، بلند

قدر، زیادہ قیمتی یہ مؤنث ہے سَنِیٌّ کا، سَنِیَ یَسْنٰی سَنَاءً (س) بلند مرتبہ ہونا۔ جَزِیْلٌ: بہت زیادہ، کثیر، عظیم، اسی کے ہم معنی جَزَّالٌ بھی آتا ہے، اَجْزَلَ الْعَطَاءَ لِفُلَانٍ فلاں کو بہت عطیہ دیا، جَزُلَ یَجْزُلُ جَزَالَةَ الشَّیْءُ (ک) بڑا ہونا، موٹا ہونا۔

خلاصہ: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے ہر وقت موت کیلئے تیار رہنا چاہئے، لہو ولعب کو چھوڑ کر اللہ کو ہر وقت یاد رکھنا چاہئے، اللہ اور آخرت سے بے توجہی خرابی و بربادی کا سبب ہے۔ ہندی کہاوت ہے: موت کا ڈر، موت سے بھی بڑھ کر۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت	موت کا دھیان بھی لازم ہے ہر آن رہے
جو بھی بشر آتا ہے دنیا میں کہتی ہے قضا	میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

حِکَایَةٌ: ۲۵) یُرْوٰی أَنَّهٗ کَانَ لِبَعْضِ الْمُلُوْکِ شَاهِیْنٌ، وَکَانَ مُوْلَعًا بِهٖ، فَطَارَ یَوْمًا وَقَعَ عَلٰی مَنْزِلِ عَجُوْزٍ، فَلَزِمَتْهُ، فَلَمَّا رَأَتْ مِنْقَارَهٗ مُعْوَجًّا قَالَتْ: هٰذَا لَا یَقْدِرُ أَنْ یَلْقُطَ الْحَبَّ، فَقَصَّتْهُ بِالْمِقَصِّ، ثُمَّ نَظَرَتْ إِلٰی مَخَالِبِهٖ وَطُوْلِهَا، فَقَالَتْ: وَأَظُنُّهٗ لَا یَسْتَطِیْعُ الْمَشْیَ، فَقَصَّتْهَا وَتَحَکَّمَتْ فِیْهِ شَفْقَةً عَلَیْهِ بِزَعْمِهَا، وَأَهْلَکَتْهُ مِنْ حَیْثُ أَرَادَتْ نَفْعَهٗ، ثُمَّ إِنَّ الْمَلِکَ بَذَلَ الْجَعَائِلَ لِمَنْ یَاتِیْهِ بِخَبَرِهٖ، فَوَجَدُوْهُ عِنْدَ الْعَجُوْزِ، فَجَاءُوْا بِهٖ إِلَی الْمَلِکِ، فَلَمَّا رَأٰی حَالَهٗ قَالَ: أَخْرِجُوْهُ وَنَادُوْا عَلَیْهِ، هٰذَا جَزَاءُ مَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهٗ عِنْدَ مَنْ لَا یَعْرِفُ قَدْرَهٗ (نفحة الیمن/ص: ۶۲ / روضة الأدب/ص: ۱۸۹)۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی بادشاہ کا ایک باز تھا، اور بادشاہ اس کا عاشق تھا، پس اڑا وہ ایک دن اور جا بیٹھا ایک بڑھیا کے گھر پر، تو بڑھیا نے اسے پکڑ لیا، پس جب دیکھا اس نے باز کی چونچ کو ٹیڑھی (تو بڑھیا نے اپنے دل میں) کہا: کہ یہ نہیں قدرت رکھتا ہوگا کہ چگے دانے کو، تو بڑھیا نے کاٹ دی اس کی چونچ قینچی سے، پھر دیکھا بڑھیا نے اس کے پنجوں (کے ناخنوں) کی طرف اور ان کی لمبائی کی طرف، پس کہا (دل میں): کہ میں گمان کرتی ہوں کہ یہ نہیں طاقت رکھتا ہوگا چلنے کی، پس کاٹ دیا اس کے ناخنوں کو اور فیصلہ کیا بڑھیا نے باز کے بارے میں اپنی رائے سے اس پر شفقت کرتے ہوئے، حالانکہ برباد کر دیا اس کو اس حیثیت سے کہ ارادہ کیا تھا

اس کو نفع پہونچانے کا (ادھر) بادشاہ نے خرچ کئے (مقرر کئے) انعامات اس شخص کیلئے جو لائے گا بادشاہ کے پاس باز کی خبر، پس پایا لوگوں نے اس کو بڑھیا کے پاس، پس لے آئے اس کو لوگ بادشاہ کے پاس، پس جب دیکھا بادشاہ نے اس کا حال تو کہا: نکال دو اس کو اور اعلان کر دو اس پر، کہ یہ ہے بدلہ اس شخص کا جو پیش کرتا ہے اپنے آپ کو اس شخص کے پاس جو نہیں پہچانتا ہے اس کی قدر کو۔

شَاهِينٌ: شہباز، عقاب، شکرہ، ایک قوی شکاری پرندہ، جمع شَوَاهِينٌ اور شِيَاهِينٌ آتی ہے، یہ لفظ عربی نہیں ہے لیکن اہل عرب اس کو اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں۔مُوْلَعًا: اسم مفعول ہے بمعنی فریفتہ أَوْلَعَ يُوْلِعُ إِيْلَاعًا (افعال) گرویدہ ہونا، عاشق ہونا، بہت محبت کرنا۔طَارَ يَطِيْرُ طَيْرًا وطَيَرَانًا (ض) اڑنا۔مَنْزِلٌ: اترنے کی جگہ، مکان، چشمہ، جمع مَنَازِلُ۔مِنْقَارٌ: چونچ اس کی جمع مَنَاقِيْرُ آتی ہے، نَقَرَ يَنْقُرُ نَقْرًا الشَّيْءَ (ن) چونچ سے سوراخ کرنا۔مُعْوَجًّا: اسم فاعل ہے، إِعْوَجَّ يَعْوَجُّ إِعْوِجَاجًا لکڑی کا ٹیڑھا ہونا، (افعلال) اور مجرد میں عَوِجَ يَعْوَجُ عَوَجًا (س) ٹیڑھا ہونا۔لَقَطَ يَلْقُطُ لَقْطًا الشيءَ زمین سے اٹھانا، (ن) لَقَطَ الطائرُ الْحَبَّ پرندہ نے دانہ چگا۔الْحَبُّ: دانہ جمع حُبُوْبٌ۔قَصَّ يَقُصُّ قَصًّا (ن) کاٹنا۔الْمِقَصُّ: اسم آلہ، کاٹنے کا اوزار، قینچی جمع مَقَاصُّ۔مَخَالِبُ: مَخْلَبٌ کی جمع ہے بمعنی پنجہ، چنگل۔تَحَكَّمَ يَتَحَكَّمُ تَحَكُّمًا (تفعل) اپنی رائے سے فیصلہ کرنا، اپنی خواہش سے تصرف کرنا۔بَذَلَ يَبْذِلُ بَذْلًا الشيءَ (ن، ض) خرچ کرنا، سخاوت کرنا۔الْجَعَائِلُ: جمع ہے جُعَالَةٌ کی جیم کی تینوں حرکتوں کے ساتھ بمعنی مزدوری، اجرت، اسی کے ہم معنیٰ جِعَالٌ، جُعْلٌ، بھی آتا ہے اور ثانی کی جمع أَجْعَالٌ آتی ہے، جَعَلَ يَجْعَلُ جَعْلًا (ف) بنانا، پیدا کرنا۔نَادُوْا: امر حاضر صیغہ جمع مذکر، نَادٰى يُنَادِيْ نِدَاءً ومُنَادَاةً الرَّجُلُ (مفاعلت) پکارنا، اونچی آواز سے پکارنا۔أَوْقَعَ يُوْقِعُ إِيْقَاعًا (افعال) واقع کرنا، پیش کرنا، ڈالنا، مجرد میں وَقَعَ يَقَعُ وُقُوْعًا (ف) گرنا، پڑنا، واقع ہونا۔قَدْرٌ: مرتبہ جمع أَقْدَارٌ۔

خلاصہ: نااہلوں کے پاس اپنے آپ کو پیش کرنے سے مقام و مرتبہ گھٹ جاتا ہے بسا اوقات نقصان زیادہ ہوجاتا ہے اس لئے دوستی اور تعلق اہل اللہ اور دین داروں ہی سے رکھنا چاہئے۔مذکورہ واقعہ میں اس بڑھیا نے اس

عقاب کے ساتھ محبت تو کی لیکن نادانی اور بے عقلی کے ساتھ کی، اور یہ نہ سوچا کہ اس کی چونچ اور اس کے پنجوں کا ٹیڑھا ہونا اس کی فطرت کا حصہ ہے، اور اس کا حسن اس کے ٹیڑھے پن میں ہے، اگر اس کے یہ اعضاء ٹیڑھے نہ ہوں تو یہ عقاب کہلانے کا مستحق نہیں، کہا گیا: بیوقوف کو کمالات بھی عیب نظر آتے ہیں، نیز کہا گیا: کسی قسم کا بھی بے قاعدہ کام ہو آخر میں دیوالیہ نکال کر رہے گا۔

قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری ۔۔۔ قدر زر زردار داند یا بداند جوہری

جوہر کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے، اور سونے کی قدر سنار جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے۔

حِکَایَةٌ:٢٦)قِیْلَ: إِنَّ رَجُلًا أَتٰی إِلٰی بَعْضِ الْحُکَمَاءِ، فَشَکٰی إِلَیْهِ صَدِیْقَهٗ، وَعَزَمَ عَلٰی قَطْعِهٖ وَالْإِنْتِقَامِ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ الْحَکِیْمُ: أَتفْهَمُ مَا أَقُوْلُ لَکَ؟ فَأُکَلِّمُکَ، أَمْ یَکْفِیْکَ مَاعِنْدَکَ مِنْ فَوْرَةِ الْغَضَبِ الَّتِیْ، تَشْغُلُکَ عَنِّیْ؟ فَقَالَ: إِنَّنِیْ لِمَا تَقُوْلُ لَوَاعٍ قَالَ: أَسُرُوْرُکَ بِمَوَدَّتِهٖ کَانَ أَطْوَلَ أَمْ غَمُّکَ بِذَنْبِهٖ؟ قَالَ: بَلْ سُرُوْرِیْ، قَالَ: أَفَحَسَنَاتُهٗ عِنْدَکَ أَکْثَرُ أَمْ سَیِّاتُهٗ؟ قَالَ حَسَنَاتُهٗ، قَالَ فَاصْفَحْ بِصَالِحِ أَیَّامِکَ مَعَهٗ عَنْ ذَنْبِهٖ، وَهَبْ لِسُرُوْرِکَ بِهٖ جُرْمَهٗ، وَاطْرَحْ مُؤْنَةَ الْغَضَبِ وَالْإِنْتِقَامِ، لِلْوُدِّ الَّذِیْ بَیْنَکُمَا فِیْ سَالِفِ الْأَیَّامِ، وَلَعَلَّکَ لَاتَنَالُ مَاأَمَّلْتَ، فَتَطُوْلُ مُصَاحَبَةُ الْغَضَبِ، وَیَؤُوْلُ أَمْرُکَ إِلٰی مَاتَکْرَهُ (نفحۃ الیمن رص:۱۸۲رعنوان البیان وبستان الأذہان رص:۱۰۲)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ ایک شخص آیا ایک عقل مند کے پاس، پس شکایت کی اس کے سامنے اپنے دوست کی، اور پختہ ارادہ کیا تعلق ختم کرنے اور بدلہ لینے کا اس سے، پس کہا اس کو عقل مند نے: کیا آپ سمجھ لوگے اس بات کو جو میں آپ کو کہوں گا؟ تو بات کروں میں آپ سے، یا کافی ہوگی آپ کو وہ چیز جو آپ کے پاس ہے یعنی غصے کی تیزی جو باز رکھے گی آپکو مجھ سے؟ پس اس نے کہا: بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں جو آپ کہیں گے، عقل مند نے کہا: آپ کی خوشی (کی مدت) دوست کی محبت میں دراز رہی یا آپ کے غم (کی مدت) اس کے جُرم کی وجہ سے؟ اس نے کہا: بلکہ میری خوشی (کی مدت دراز رہی)، عقل مند نے کہا: کیا اس کی نیکیاں تیرے نزدیک زیادہ ہیں یا اس کی برائیاں؟ اس نے کہا کہ اس کی نیکیاں (زیادہ ہیں) عقل مند نے کہا: درگزر کیجئے اپنے اچھے زمانے

کے بدلے میں اس کے ساتھ اس کے گناہ کو، اور بخش دیجئے اپنے خوش رہنے کے عوض اس کے جرم کو، اور ڈال دیجئے غصے اور انتقام کی مشقت کو، اس محبت کی وجہ سے جو تم دونوں میں رہی پچھلے دنوں میں، اور شاید کہ آپ نہ پاؤ اس چیز کو جو امید باندھی ہے آپ نے، پس دراز ہو جائے گا غصہ کے ساتھ رہنا، اور لوٹے گا آپ کا معاملہ اس چیز کی طرف جو آپ کو ناپسند ہوگا۔

شَکٰی یَشْکِیْ شِکَایَۃً (ض) شکایت کرنا۔ **عَزَمَ یَعْزِمُ عَزْمًا** (ض) پختہ ارادہ کرنا۔ **قَطَعَ یَقْطَعُ قَطْعًا و مَقْطَعًا و تَقَطُّعًا الشیءَ** (ف) کاٹنا، جدا کرنا۔ **إِنْتَقَمَ یَنْتَقِمُ إِنْتِقَامًا** (افتعال) بدلہ لینا، انتقام لینا۔ **أَتَفْھَمُ** میں الف استفہامیہ ہے **فَھِمَ یَفْھَمُ فَھْمًا** سمجھنا (س)۔ **فَوْرَۃٌ**: تیزی، **اَلْفَوْرَۃُ مِنَ الْحَرِّ و الْغَضَبِ** گرمی یا غصہ کی تیزی **فَارَ یَفُوْرُ فَوْرًا و فَوَرَانًا الْقِدْرَ** (ن) ہانڈی کا جوش مارنا۔ **فَارَ الْمَاءُ** پانی کا زمین سے نکلنا و بہنا۔ **شَغَلَ یَشْغَلُ شَغْلًا و شُغْلًا** (ف) مشغول کرنا، عنہ غافل کرنا۔ شغل کا صلہ جب عن آتا ہے تو اعراض وروگردانی کے معنیٰ آتے ہیں اور جب فی صلہ آتا ہے تو مشغول ہونے کے معنیٰ آتے ہیں۔ **لَوَاعٍ**: لام تاکید کیلئے ہے اور اصل کلمہ **وَاعٍ** ہے، اسم فاعل، نگاہ رکھنے والا، والی، نگہبان۔ **وَعٰی یَعِیْ وَعْیًا الشیءَ** (ض) جمع کرنا۔ **اَلْکَلَامُ** یاد کرنا، حفاظت کرنا۔ **أَسُرُوْرُکَ**: ہمزہ استفہام کیلئے ہے **سُرُوْرٌ** بمعنی خوشی، **سَرَّ یَسُرُّ سُرُوْرًا و مَسَرَّۃً** (ن) خوش ہونا۔ **وِدٌّ**: واؤ کی تینوں حرکتوں کے ساتھ خواہش، محبت، دوستی، **وَدَّ یَوَدُّ وَدًّا و مَوَدَّۃً** (س) محبت کرنا، خواہش کرنا۔ **ذَنْبٌ**: گناہ، جرم جمع **ذُنُوْبٌ** اور جمع الجمع **ذُنُوْبَاتٌ** آتی ہے۔ **حَسَنَاتٌ**: نیکی، بھلائی **حَسَنَۃٌ** کی جمع ہے۔ **سَیِّاٰتٌ**: برائیاں، گناہ، **سَیِّئَۃٌ** کی جمع ہے۔ **إِصْفَحْ**: فعل امر ہے **صَفَحَ یَصْفَحُ صَفْحًا عنہ** (ف) اعراض کرنا، روگردانی کرنا، درگزر کرنا، معاف کرنا۔ **ھَبْ**: فعل امر ہے **وَھَبَ یَھِبُ ھِبَۃً فُلَانًا** (ف) ہبہ کرنا۔ یہاں معاف کرنا مراد ہے، یعنی اس کے جرم کی معافی عطا کر۔ **جُرْمٌ**: گناہ جمع **جُرُوْمٌ، أَجْرَامٌ**۔ **إِطْرَحْ**: فعل امر ہے **طَرَحَ یَطْرَحُ طَرْحًا الشیءَ** (ف) پھینکنا، دور کرنا۔ **مُؤْنَۃٌ**: سختی، بوجھ، مشقت جمع **مُؤَنٌ**، **مَأَنَ یَمْأَنُ مَأْنًا الْقَوْمَ** (ف) نان ونفقہ برداشت کرنا، یہ اجوف واوی ہے یعنی **مَانَ یَمُوْنُ مَوْنًا** بھی آتا ہے (ن)۔ **سَالِفٌ**: گزشتہ، پہلے گزرا ہوا، کہا جاتا ہے **کَانَ ذٰلِکَ فِی سَالِفِ الْأَیَّامِ**، وہ گزشتہ زمانہ میں تھا، جمع **سَلَفٌ** اور **سُلَّافٌ**

آتی ہے، سَلَفَ يَسْلُفُ سَلْفًا (ن) آگے ہونا، گزرنا۔ لَاتَنَالُ: مضارع منفی نَالَ يَنَالُ نَيْلًا المطلوبَ (ض،س) حاصل کرنا، پالینا۔ أَمَّلَ يُأَمِّلُ تَأْمِيْلًا (تفعیل) امید کرنا، اور مجرد میں أَمَلَ يَامُلُ أَمَلًا (ن) اسی معنی میں ہے، اَلْأَمَلُ: امید کو کہتے ہیں جمع آمَالٌ آتی ہے، آلَ يَؤُوْلُ أَوْلًا وَمَالَ اِلَيْهِ لوٹنا (ن)۔ کَرِهَ يَكْرَهُ كَرْهًا وكُرْهًا وكَرَاهَةً وكَرَاهِيَةً (س) ناپسند کرنا۔

خلاصہ: اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ اپنے دوست کی برائیاں اس کی اچھائیوں کے بدلہ میں معاف کردینی چاہئے اور ذرا، ذراسی بات پر اس کی گرفت نہیں کرنی چاہئے اور دوستی کو برقرار رکھنی چاہیے تاکہ آپ کا حسن سلوک جو آپ نے اس کے ساتھ کیا کسی وقت کام آجائے۔

فارسی مقولہ ہے:

آسائشِ دوگیتی تفسیر این دوحرفست ۔۔۔ بادوستاں تلطف، بادشمناں مُدارا

(حافظ شیرازی مفاتیح الجنان شرح شروۃ الاسلام رص:۴۵۹)

دونوں جہاں کا آرام دو باتوں میں مضمر ہے۔ دوستوں کے ساتھ مہربانی کرنا، اور دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک۔

دوستوں کے ساتھ رہ تو صاف دل ۔۔۔ دشمنوں کو کر مُدارا سے خَجِل

حِكَايَةٌ: ٢٧) أَخْبَرَ أَبُوبَكْرِ بْنُ الْخَاضِبَةِ: أَنَّهُ كَانَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ قَاعِدًا يَنْسَخُ شَيْئًا مِنَ الْحَدِيْثِ، بَعْدَ أَنْ مَضٰى وَهْنٌ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: وَكُنْتُ ضَيِّقَ الْيَدِ، فَخَرَجَتْ فَارَةٌ كَبِيْرَةٌ، وَجَعَلَتْ تَعْدُوْ فِي الْبَيْتِ، وَإِذَا بَعْدَ سَاعَةٍ خَرَجَتْ أُخْرٰى، وَجَعَلَنَا تَلْعَبَانِ بَيْنَ يَدَيَّ، وَتَتَقَافَزَانِ إِلٰى أَنْ دَنَتَامِنْ ضَوْءِ السِّرَاجِ، وَتَقَدَّمَتْ إِحْدٰهُمَا، وَكَانَتْ بَيْنَ يَدَيَّ طَاسَةٌ، فَأَكْبَبْتُهَا عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ صَاحِبَتُهَا، وَشَمَّتِ الطَّاسَةَ، وَجَعَلَتْ تَدُوْرُ حَوَالِيَ الطَّاسَةِ، وَتَضْرِبُ بِنَفْسِهَا عَلَيْهَا، وَأَنَا سَاكِتٌ أَنْظُرُ مُشْتَغِلٌ بِالنَّسْخِ، فَدَخَلَتْ سِرْبَهَا، وَإِذَا بَعْدَ سَاعَةٍ خَرَجَتْ وَفِيْ فِيْهَا دِيْنَارٌ صَحِيْحٌ، وَتَرَكَتْهُ بَيْنَ يَدَيَّ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا وَسَكَتُّ وَشَغَلْتُ بِالنَّسْخِ، وَقَعَدَتْ سَاعَةً بَيْنَ يَدَيَّ تَنْظُرُ إِلَيَّ، فَرَجَعَتْ

وَجَاءَتْ بِدِيْنَارٍ آخَرَ،وَقَعَدَتْ سَاعَةً أُخْرٰى وَأَنَاسَاكِتٌ أَنْظُرُ وَأَنْسَخُ،وَكَانَتْ تَمْضِيْ وَتَجِيْءُ إِلٰى أَنْ جَاءَتْ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ أَوْ خَمْسَةٍ،اَلشَّكُّ مِنِّيْ وَقَعَدَتْ زَمَانًا طَوِيْلًا أَطْوَلُ مِنْ كُلِّ نَوْبَةٍ،وَرَجَعَتْ وَدَخَلَتْ سِرْبَهَا،وَخَرَجَتْ وَإِذَا فِيْ فِيْهَا جُلَيْدَةٌ، كَانَتْ فِيْهَا الدَّنَانِيْرُ ،وَتَرَكَتْهَا فَوْقَ الدَّنَانِيْرِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ مَابَقِيَ مَعَهَا شَيْءٌ، فَرَفَعْتُ الطَّاسَةَ، فَقَفَزَتَا وَدَخَلَتَا الْبَيْتَ، وَأَخَذْتُ الدَّنَانِيْرَ، وَأَنْفَقْتُهَا فِيْ مُهِمٍّ لِيْ (معجم الأدباء/ص:٢٢٥٧/نفحة الیمن/ص:٦/الباب الأول فی الحکایات)۔

خبردی ابوبکر بن خاصبہؒ نے: تحقیق کہ وہ (خود) ایک رات بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے کچھ حصہ حدیث کا، بعداس کے کہ گزر چکا تھا رات کا آدھا حصہ، انہوں نے کہا: کہ میں تنگ دست تھا، پس نکلا ایک بڑا چوہا اور دوڑنے لگا گھر میں، اوراچانک تھوڑی دیر کے بعد نکلا دوسرا چوہا، اور دونوں کھیلنے لگے میرے سامنے، اور باہم کودنے لگے یہاں تک کہ قریب ہوگئے دونوں چراغ کی روشنی کے، اور آگے بڑھا ان دونوں میں سے ایک، اور میرے سامنے ایک طشت تھا، پس میں نے اوندھا کردیا اس کو چوہے کے اوپر، پس آیا اس کا ساتھی، اور سونگھا اس نے طشت کو، اور چکر کاٹنے لگا طشت کے اردگرد، اور مارنے لگا اپنے آپ کو اس طشت پر، اور میں خاموش دیکھتا رہا اور مشغول رہا لکھنے میں، پس داخل ہوگیا وہ چوہا اپنے بل میں، اوراچانک تھوڑی دیر بعد نکلا اس حال میں کہ اس کے منھ میں ایک کھرا دینار تھا، اور چھوڑ دیا اس نے اس کو میرے سامنے، پس دیکھا میں نے اس کی طرف اور خاموش رہا میں، اور مشغول رہا لکھنے میں، اور چوہا بیٹھا تھوڑی دیر میرے سامنے دیکھتا رہا میری طرف، پھر واپس لوٹا ورلیکر آیا دوسرا دینار، اور بیٹھا رہا دوبارہ بھی تھوڑی دیر اور میں خاموش دیکھتا رہا اور لکھتا رہا، اور وہ چوہا جاتا اور آتا رہا یہاں تک کہ لیکر آیا چار یا پانچ دیناروں کو (راوی کہتے ہیں کہ چار یا پانچ کا) ''شک میری طرف سے ہے'' اور بیٹھا رہا بہت دیر تک ہر مرتبہ سے زیادہ، اور پھر لوٹ گیا اور داخل ہوا اپنے بل میں، اور نکلا اس حال میں کہ اچانک اس کے منھ میں چمڑے کی ایک چھوٹی تھیلی تھی، جس میں (پہلے) دینار تھے اور چھوڑ دیا اس کو دیناروں کے اوپر، پس میں نے پہچان لیا کہ نہیں باقی رہا اس کے پاس کچھ، پس اٹھا دیا میں نے طشت کو، پس وہ دونوں آپس میں کودے اور داخل ہوگئے (اپنے) بل میں، اور لیا میں نے دیناروں کو، اور خرچ کیا میں نے ان کو اپنی ضرورت میں۔

ابوبکر بن خاضبۃ: آپ کی کنیت ابوبکر، اور لقب ابن خاضبہ، اسم گرامی محمد بن احمد بن عبدالباقی دقّاق، بغداد کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور اہل علم کے پیشوا ہیں، آپ نے مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، ابن نجارؒ کہتے ہیں کہ ابن خاضبہ متقی پرہیز گار، زاہد اور ثقہ تھے، لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت تھی، قرآن وحدیث بڑی صحت اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے، حفظ کے بجائے کتابوں پر زیادہ اعتماد کرتے تھے، خوبصورت تحریر لکھنے اور صحیح نقل کرنے میں مشہور تھے، حصول علم کے لئے مختلف شہروں کی طرف کوچ کیا، اکثر ابوبکر خطیب اور مخلّص کے اصحاب سے بیان کیا، اور آپ سے مشائخ کی ایک بڑی جماعت نے سماعت وقرأت کی، آپ بہت جلد لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنیوالے تھے، اگر کوئی شخص آپ سے کوئی کتاب مستعار مانگتا تو کبھی اس کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے، اگر مطلوبہ کتاب آپ کے پاس نہ ہوتی تو جہاں سے دستیاب ہوسکتی وہاں کی راہ نمائی کرتے، آپ کا بیان ہے کہ جس سال (۴۶۶ھ) بغداد میں خطرناک سیلاب آیا تقریباً سارا شہر غرق ہوگیا، میرا مکان بھی گھر کے اثاثے اور میرے کتب خانہ پر گر کر تباہ ہوگیا اور میرے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی، اس وقت والدہ، بیوی اور متعدد بچیوں کی کفالت میرے ذمہ تھی میں کتابیں لکھ کر ان کا پیٹ پالتا تھا، اسی سال میں نے صحیح مسلم سات مرتبہ اجرت پر لکھی تھی، ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور منادی پکار رہا ہے کہ ابن خاضبہ کہاں ہے؟ جب مجھے پیش کیا گیا تو حکم ملا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ، میں جنت میں داخل ہوا اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر سو گیا، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم اب تو کتابیں لکھنے سے نجات مل گئی، جب میں بیدار ہوا تو دیکھا قلم میرے ہاتھ میں اور مسودہ میرے آگے پڑا ہوا تھا، آپ نے شب جمعہ ۲/ربیع الاول ۴۸۹ھ میں وفات پائی اور بغداد کے مشہور قبرستان اُجمہ میں باب اُبرز کے متصل تدفین عمل میں آئی (معجم الأدباء/ص: ۲۳۵۷/تذکرۃ الحفاظ/ص: ۱۲۲۴/البدایہ والنہایہ/ص: ۱۵۳/ج: ۱۱)۔

نَسَخَ یَنْسَخُ نَسْخًا الکتابَ (ف) نقل کرنا، لکھنا۔ وَھْنٌ مِنَ اللیلِ: آدھی رات، آدھی رات کے بعد کا حصہ وَھَنَ یَھِنُ وَھْنًا (س، ح، ض، ک) کمزور ہونا، سست ہونا۔ ضَیِّقٌ: صیغہ صفت ہے بمعنی تنگ اسی معنی میں ضَیْقٌ اور ضَائِقٌ بھی آتا ہے، ضَیِّقُ الیَدِ تنگ دست کو کہتے ہیں، ضَاقَ یَضِیْقُ ضَیْقًا (ض) تنگ دست ہونا۔ فَارَۃٌ: چوہا، چوہیا مذکر ومؤنث دونوں کیلئے مستعمل ہے، جمع فِیْرَانٌ آتی ہے۔ عَدَا یَعْدُوْ عَدْوًا (ن)

دوڑنا۔ تَلْعَبَانِ: مضارع تثنیہ کا صیغہ ہے، لَعِبَ یَلْعَبُ لَعِبًا و تِلْعَابًا (س) کھیل کرنا، تفریح کے طور پر کوئی کام کرنا۔ تَتَقَافَزَانِ: صیغہ تثنیہ فعل مضارع سے تَقَافَزَ یَتَقَافَزُ تَقَافُزًا (تفاعل) آپس میں کودنا، باہم اچھلنا۔ دَنَتَا: فعل ماضی صیغہ تثنیہ مؤنث غائب، دَنَا یَدْنُوْ دُنُوًّا لَهُ مِنْهُ إِلَيْهِ (ن) قریب ہونا۔ ضُوْءٌ: بفتح الاول وضمہ، روشنی جمع أَضْوَاءٌ آتی ہے، ضَاءَ یَضُوْءُ ضَوْءًا (ن) روشن ہونا۔ السِّرَاجُ: چراغ جمع سُرُجٌ آتی ہے۔ طَاسَةٌ: پانی پینے کا پیالہ، ہاتھ دھونے کا تانبے کا برتن، تسلا، جمع طَأسَاتٌ۔ أَكْبَبْتُ: واحد متکلم أَكَبَّ یُكِبُّ إِكْبَابًا (افعال) اوندھا کرنا، اور مجرد میں كَبَّ يَكُبُّ كَبًّا اَلْإِنَاءَ (ن) برتن کو اوندھا کرنا۔ صَاحِبَةٌ: یہ صاحب کا مؤنث ہے بمعنی سہیلی، ساتھن، دوست جمع صَاحِبَاتٌ اور صَوَاحِبُ آتی ہے، صَحِبَ یَصْحَبُ صَحْبَةً (س) ساتھی ہونا ۔شَمَّتْ: فعل ماضی صیغہ واحد مؤنث غائب شَمَّ یَشُمُّ شَمًّا (س، ن) سونگنا۔ دَارَ یَدُوْرُ دَوْرًا و دَوَرَانًا (ن) چکر لگانا، گھومنا۔ حَوَالِيْ: اردگرد، جہات، اطراف اور اسی معنیٰ میں حَوْلٌ، حَوْلَى اور حَوَالٌ بھی آتا ہے۔ سِرْبٌ: بل، سوراخ، راستہ، نالی، تہ خانہ جمع أَسْرَابٌ آتی ہے۔ سَاعَةٌ: تھوڑی دیر، گھنٹہ، گھڑی، جمع سَاعَاتٌ ۔ فِي: منھ، جمع أَفْوَاهٌ، اصل میں فُوْ تھا جو اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے حالت جری میں چونکہ اس کا اعراب یا کے ساتھ آتا ہے اس لئے یہاں فِي آیا ہے جیسے بولا جاتا ہے سَقَطَ لِفِيْهِ وہ اپنے منھ کے بل گر پڑا۔ دَنَانِيْرُ: دِيْنَارٌ کی جمع ہے بمعنی اشرفی، سونے کا سکہ۔ نَوْبَةٌ: باری، فرصت جمع نُوَبٌ، کہا جاتا ہے جَاءَتْ نَوْبَتُكَ تمہاری باری آئی، تَنَابَ الْأَمْرَ باری باری کرنا۔ جُلَيْدَةٌ: جِلْدَةٌ کی تصغیر ہے مراد چمڑے کی چھوٹی تھیلی، کھال کا ٹکڑا، چھوٹا تھیلا۔ رَفَعْتُ: فعل ماضی واحد متکلم رَفَعَ یَرْفَعُ رَفْعًا (ف) اٹھانا۔ بَيْتٌ: گھر، مکان، کمرہ، جمع بُيُوْتٌ، أَبْيَاتٌ۔ أَنْفَقَ يُنْفِقُ إِنْفَاقًا (افعال) خرچ کرنا۔ مُهِمٌّ: ضرورت، سخت معاملہ جمع مَهَامٌّ۔

خلاصہ: اس حکایت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف لکھنے کی برکت سے رزق بھیج دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۂ طلاق آیت:۳) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نکلنے کی راہ بنا دیتے ہیں اور اس کو روزی پہونچاتے ہیں ایسی جگہ سے جس کا خیال بھی نہیں ہوتا۔

سہل بن عبداللہ تستریؒ سے منقول ہے: سهل بن عبدالله بن يونس الزاهد يقول: مَنْ أَرَادَ الدُّنيَا وَالْآخِرَةَ، فَلْيَكْتُبِ الْحَدِيْثَ، فَإِنَّ فِيهِ مَنْفَعَةُ الدُّنيَا وَالْآخِرَةِ (شعب الإيمان رقم: ۱۸۶۸، باب في نشر العلم)
سہل بن عبداللہ بن یونس کہتے ہیں: جو شخص دنیا و آخرت کا ارادہ کرے، اسے چاہئے کہ وہ حدیث لکھے، کیوں کہ اس میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہے، کہتے ہیں کہ اصلاح نفس کے لئے اشتغال بالحدیث اقرب ذریعہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حدیث شریف میں اشتغال موجب خیر و برکت اور بہترین مصروفیت ہے۔

ے حدیث و آیت و تاریخ سے ملا آنکھیں بتوں کے آگے جھکے یہ کبھی، جھکا آنکھیں

(حیدر حسین)

حِكَايَةٌ :۲۸) إِسْتَاجَرَ رَجُلٌ حَمَّالًا، لِيَحْمِلَ لَهُ قَفَصًافِيْهِ قَرَارِيْرُ، عَلٰى أَنْ يُعَلِّمَهُ ثَلٰثَ خِصَالٍ، يَنْتَفِعُ بِهَا، فَلَمَّا بَلَغَ ثُلُثَ الطَّرِيْقِ قَالَ: هَاتِ الْخَصْلَةَ الْأُوْلٰى، فَقَالَ: مَنْ قَالَ لَكَ "إِنَّ الْجُوْعَ خَيْرٌ مِنَ الشَّبْعِ"، فَلَا تُصَدِّقْهُ، قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا بَلَغَ نَصْفَ الطَّرِيْقِ قَالَ: هَاتِ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: مَنْ قَالَ لَكَ: "إِنَّ الْمَشْيَ خَيْرٌ مِنَ الرُّكُوْبِ" فَلَا تُصَدِّقْهُ، قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا إِنْتَهٰى إِلٰى بَابِ الدَّارِ قَالَ: هَاتِ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: مَنْ قَالَ لَكَ: "إِنَّهُ وَجَدَ حَمَّالًا أَجْهَلَ مِنْكَ" فَلَا تُصَدِّقْهُ، فَرَمٰى الْحَمَّالَ بِالْقَفَصِ، فَكَسَرَ جَمِيْعَ الْقَوَارِيْرِ، وَقَالَ: مَنْ قَالَ لَكَ: "إِنَّهُ بِالْقَفَصِ قَارُوْرَةٌ" فَلَا تُصَدِّقْهُ اَبَدًا (محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، ص: ۱۲۵، ج: ۲، طرائف ونوادر العرب، ص: ۲۵۹)۔

ترجمہ: کرائے پر لیا ایک شخص نے ایک پلے دار کو، تاکہ اٹھائے اس کے لئے ایک صندوق جس میں شیشیاں تھیں، اس شرط پر کہ سکھائے گا اس کو تین باتیں، جن سے وہ نفع اٹھائے، پس جب پہونچا پلے دار تہائی راستہ پر کہا اس نے: لاؤ پہلی بات، پس اس نے کہا: جو شخص کہ کہے آپ کو "کہ بھوک بہتر ہے سیرابی سے"، پس تصدیق مت کرنا اس کی، پلے دار نے کہا: بہت اچھا، پس جب پہونچا پلے دار آدھے راستہ پر تو کہا: لاؤ دوسری بات، پس کہا اس نے: جو شخص کہ کہے آپ کو: "کہ پیدل چلنا بہتر ہے سوار ہونے سے" پس تصدیق مت کرنا اس کی، اس نے کہا: بہت اچھا، پس جب پہونچا گھر کے دروازہ کے پاس کہا پلے دار نے: لاؤ تیسری بات، پس اس نے کہا: جو

شخص کہ کہے آپ کو: ''کہ اس نے پایا آپ سے زیادہ جاہل پلے دار'' تو اس کی تصدیق مت کرنا، پس پھینکا پلے دار نے صندوق، پس ٹوٹ گئیں تمام شیشیاں، اور پلے دار نے کہا: جو شخص کہ کہے آپ کو: ''کہ صندوق میں کوئی شیشی باقی ہے'' پس آپ تصدیق مت کرنا اس کی کبھی بھی۔

اِسۡتَاجَرَ یَسۡتَاجِرُ اِسۡتِیۡجَارًا (استفعال) کرایہ پر لینا، اجرت پر لینا، مزدور رکھنا۔ آجَرَ یُوَاجِرُ مُوَاجَرَةً الرَّجُلَ (مفاعلت) مزدور بنانا، اور مجرد میں أَجَرَ یَاجِرُ أَجۡرًا (ن، ض) مزدوری دینا، بدلہ دینا۔ حَمَّالًا: بوجھ اٹھانے والا، مزدور، پلے دار، قلی، جمع حَمَّالُوۡنَ، حَمَلَ یَحۡمِلُ حَمۡلًا (ض) اٹھانا۔ قَفَصٌ: غلہ رکھنے کا برتن، صندوق، پنجرہ جس میں پرندوں کو بند کیا جاتا ہے، جمع أَقۡفَاصٌ آتی ہے۔ قَوَارِیۡرُ: جمع ہے قَارُوۡرَةٌ کی، شراب کا برتن، بوتل، شیشی، خصوصا وہ شیشی جس میں پیشاب بھر کر حکیم کو دکھاتے ہیں۔ خِصَالٌ: خَصۡلَةٌ کی جمع ہے عادت، طور طریق، اچھی بری ہر قسم کی عادت کیلئے مستعمل ہے۔ ثُلُثٌ: بمعنی تہائی جمع أَثۡلَاثٌ۔ الطَّرِیۡقُ: راستہ جمع طُرُقٌ۔ اَلۡجُوۡعُ: بھوک، جَاعَ یَجُوۡعُ جَوۡعًا و مَجَاعًا (ن) بھوکا ہونا۔ شَبۡعٌ: یہ جُوۡعٌ کی ضد ہے بمعنی آسودگی، سیرابی، شکم سیری، شَبِعَ یَشۡبَعُ شَبۡعًا مِنَ الطَّعَامِ (س) شکم سیر ہونا، چھکنا۔ نِصۡفٌ: آدھا، أَنۡصَافٌ جمع آتی ہے۔ رَکِبَ یَرۡکَبُ رُکُوۡبًا (س) سوار ہونا۔ اِنۡتَهٰی یَنۡتَهِیۡ اِنۡتِهَاءً (افتعال) پہونچنا۔ اِنۡتَهٰی: اصل میں اِنۡتَهِیَ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا اِنۡتَهٰی ہوگیا۔ أَجۡهَلُ: اسم تفضیل کا صیغہ ہے جَهِلَ یَجۡهَلُ جَهۡلًا (س) بیوقوف ہونا، ناواقف ہونا، ان پڑھ ہونا۔ رَمٰی یَرۡمِیۡ رَمۡیًا بالشَّیۡءِ (ض) پھینکنا۔ کَسَرَ یَکۡسِرُ کَسۡرًا الۡعُوۡدَ (ض) توڑنا۔ أَبَدًا: قدیم، ہمیشہ، ازلی، زمانہ، جمع آبَادٌ، أُبُوۡدٌ آتی ہے۔

خلاصہ: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ دوسروں کی محنت و مشقت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے تاکہ تمہاری سعی و کوشش بھی ضائع نہ کی جائے، اور مزدور کو اس کی مزدوری پوری پوری ادا کرنی چاہئے، بغیر اجرت کے کام نہیں لینا چاہئے، اگر بغیر اجرت کے ہم نے کام لے لیا تو دنیا میں بھی نقصان اٹھانا ہوگا اور آخرت میں بھی۔ بعض لوگ پیسے بغیر کام نکالنا چاہتے ہیں، یہ ان کی حماقت ہے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ''جیسا کام ویسے دام''۔ نیز کہا گیا: ''کھری مزدوری چوکھا کام''۔

حدیث میں ہے: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطُوا الْأَجِيْرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ (ابن ماجة رقم: ۲۴۴۳، أبواب الرهون، باب أجر الأجراء) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے ہی ادا کر دو۔

ایک ایک لمحہ کی قیمت دیجئے ؎ وقت مزدور ہے اجرت دیجئے

(کاشف حسین عائز)

حِكَايَةٌ: ۲۹) سَأَلَ بَعْضُ الْمُلُوْكِ وَزِيْرَهُ: اَلْأَدَبُ يَغْلِبُ الطَّبْعَ أَمِ الطَّبْعُ يَغْلِبُ الْأَدَبَ؟ فَقَالَ: الطَّبْعُ أَغْلَبُ، لِأَنَّهُ أَصْلٌ وَالْأَدَبُ فَرْعٌ، وَكُلُّ فَرْعٍ يَرْجِعُ إِلٰى أَصْلِهٖ، ثُمَّ إِنَّ الْمَلِكَ إِسْتَدْعٰى بِالشَّرَابِ، وَأَحْضَرَ سَنَانِيْرَ بِأَيْدِيْهَا الشُّمُوْعُ، فَوَقَفَتْ حَوْلَهُ، فَقَالَ لِلْوَزِيْرِ: أُنْظُرْ خَطأً فِيْ قَوْلِكَ "الطَّبْعُ أَغْلَبُ" فَقَالَ الْوَزِيْرُ: أَمْهِلْنِيْ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ: قَدْ أَمْهَلْتُكَ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ أَخَذَ الْوَزِيْرُ فِيْ كُمِّهٖ فَارَةً وَرَبَطَ فِيْ رِجْلِهٖ خَيْطًا، وَمَضٰى إِلَى الْمَلِكِ، فَلَمَّا أَقْبَلَتِ السَّنَانِيْرُ فِيْ أَيْدِيْهَا الشُّمُوْعُ، أَخْرَجَ الْفَارَةَ مِنْ كُمِّهٖ، فَلَمَّا رَأَتْهَا السَّنَانِيْرُ رَمَتْ بِالشُّمُوْعِ وَتَبِعَتِ الْفَارَةَ، فَكَادَ الْبَيْتُ أَنْ يَحْتَرِقَ، فَقَالَ الْوَزِيْرُ: أُنْظُرْ أَيُّهَا الْمَلِكُ! كَيْفَ غَلَبَ الطَّبْعُ الْأَدَبَ، وَرَجَعَ الْفَرْعُ إِلٰى أَصْلِهٖ؟ قَالَ: صَدَقْتَ لِلّٰهِ دَرُّكَ (نفحۃ الیمن رص: ۵۷، نفحۃ الأدب رص: ۵۷، مجانی الأدب رص: ۲۰۹ رج: ۲)۔

پوچھا ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے: کہ ادب غالب ہوتا ہے طبیعت (فطرت) پر یا طبیعت (فطرت) غالب ہوتی ہے ادب پر؟ پس وزیر نے کہا: طبیعت زیادہ غالب ہوتی ہے، اس لئے کہ طبیعت اصل ہے اور ادب فرع (تابع) ہے، اور ہر فرع لوٹتی ہے اپنی اصل کی طرف، پھر بادشاہ نے طلب کی شراب (مشروب) اور حاضر کیا بلّیوں کو جن کے ہاتھوں میں موم بتیاں تھی، پس بلّیاں کھڑی ہوگئیں بادشاہ کے اردگرد، پس کہا بادشاہ نے وزیر کو: دیکھئے آپ غلطی کو اپنی بات میں: کہ طبیعت زیادہ غالب ہوتی ہے، پس کہا وزیر نے: کہ مہلت دیجئے مجھ کو رات بھر کی، پس بادشاہ نے کہا: تحقیق کہ مہلت دی میں نے آپ کو، پس جب ہوئی دوسری رات پکڑا وزیر نے اپنی آستین میں ایک چوہا اور باندھا اس کے پاؤں میں ایک دھاگا، اور چلا گیا بادشاہ کے پاس، پس جب کہ آئیں بلیاں جن کے ہاتھوں میں موم

بتیاں تھیں، نکالا اس نے چوہے کو اپنی آستین سے، پس جب دیکھا اس کو بلیوں نے پھینک دی موم بتیاں اور پیچھے دوڑیں چوہے کے، پس قریب تھا کہ گھر جل جائے، پس کہا وزیر نے: دیکھئے اے بادشاہ! کیسے غالب ہوتی ہے طبیعت ادب پر، اور لوٹتی ہے فرع اپنی اصل کی طرف، بادشاہ نے کہا: سچ کہا آپ نے، اللہ ہی کیلئے ہے آپ کی خوبی۔

اَلْمُلُوْکُ: مَلِکٌ کی جمع ہے، بادشاہ، راجہ، صاحب اقتدار، مَلَکَ یَمْلِکُ مِلْکًا (ض) مالک ہونا۔ وزیر: بادشاہ کا مددگار، منتری، جمع وُزَرَاءُ، وَزَرَ یَزِرُ وَزَارَۃً لِلْمَلِکِ (ض) وزیر بننا۔ غَلَبَ یَغْلِبُ غَلَبًا وغَلَبَۃً (ض) غالب ہونا۔ أَصْلٌ: جڑ، بنیاد، جمع اُصُوْلٌ۔ فَرْعٌ: اوپر کا حصہ جو اصل سے نکلا ہو، ٹہنی، شاخ، تابع، جمع فُرُوْعٌ۔ إِسْتَدْعٰی یَسْتَدْعِی إِسْتِدْعَاءً (استفعال) طلب کرنا۔ شَرَابٌ: پینے کی چیز، مشروب، شربت، جمع أَشْرِبَۃٌ۔ أَحْضَرَ یُحْضِرُ إِحْضَارًا (افعال) حاضر کرنا۔ سَنَانِیْرُ: سِنَّوْرٌ کی جمع ہے بمعنی بلی۔ الشُّمُوْعُ: موم بتی، شہد کا موم جس سے چراغ جلایا جاتا ہے، شمع، یہ شَمْعٌ کی جمع ہے کبھی چراغ اور لالٹین کو بھی کہتے ہیں۔ مفید الطالبین کے تمام نسخوں وشروحات میں الشِمَاعُ لکھا ہوا ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے اس لئے کہ شمع کی کوئی جمع شماع نہیں آتی اس حکایت کے ماخذ نفحۃ الیمن میں الشموع درست لکھا ہوا ہے۔

أَمْهِلْنِیْ: فعل امر ہے، أَمْهَلَ یُمْهِلُ إِمْهَالًا (افعال) مہلت دینا۔ کُمٌّ: آستین جمع أَکْمَامٌ اور کِمَمَۃٌ آتی ہے۔ رَبَطَ یَرْبُطُ رَبْطًا (ن،ض) باندھنا، مضبوط کرنا۔ رِجْلٌ: بالکسر پاؤں، پیر جمع أَرْجُلٌ آتی ہے، یہ کلمہ مؤنث ہے انسان کے اعضاء میں سے جو عضو مکرر ہے وہ سب مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ خَیْطٌ: دھاگا، تاگا، ڈور، جمع خُیُوْطٌ، أَخْیَاطٌ اور خُیُوْطَۃٌ آتی ہے۔ تَبِعَ یَتْبَعُ تَبْعًا وتِبَاعًا (س) پیچھے چلنا، ساتھ چلنا، مطیع ہونا۔ یَحْتَرِقُ مضارع معروف کا واحد غائب کا صیغہ ہے، إِحْتَرَقَ یَحْتَرِقُ إِحْتِرَاقًا (افتعال) جلنا۔ دَرٌّ: بالفتح جمع دُرُوْرٌ دودھ اور خون تو اصل معنی ہیں لیکن خیر کثیر، خوبی اور خوشحالی کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے، چنانچہ یہاں خوبی کے معنیٰ میں ہے کہا جاتا ہے لِلّٰہِ دَرُّہٗ ای لِلّٰہِ مَاخَرَجَ مِنْکَ مِنْ خَیْرٍ اصل اس ترکیب کے استعمال میں یہ ہے کہ جب مرد کے خیر اور عطا اور لوگوں کو دینا کثیر ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے لِلّٰہِ دَرُّہٗ ای عَطَاءُہٗ وَمَایُؤْخَذُ مِنْهُ، پس تشبیہ دی اس کے عطاء کو اونٹ کے دودھ کے ساتھ پھر کثرت استعمال کی وجہ سے ہر متعجب منه کو کہنے لگے للہ دَرُّہٗ۔

خلاصہ: جس کی طبیعت جیسی ہوتی ہے ویسی ہی رہتی ہے طبیعت کا بدلنا محال ہوتا ہے، بدذات کبھی تربیت وادب سے درست نہیں ہوتا، ہندی کہاوت ہے: ’’کتے کی دم کو بارہ سال نلکی میں رکھا، پھر دیکھا تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی‘‘۔

بری سرشت نہ بدلی جگہ بدلنے سے چمن میں آکے بھی کانٹا گلاب نہ ہوسکا

حِكَايَةٌ: ۳۰) أَتٰى مَكْفُوْفٌ نَخَّاسًا، فَقَالَ لَهُ: أُطْلُبْ لِيْ حِمَارًا لَيْسَ بِالصَّغِيْرِ الْمُحْتَقَرِ وَلَا بِالْكَبِيْرِ الْمُشْتَهَرِ، إِنْ خَلَا الطَّرِيْقُ تَدَفَّقَ، وَإِنْ كَثُرَ الزِّحَامُ تَرَفَّقَ، لَا يُصَادِمُ فِي السَّوَارِيْ، وَلَا يُدْخِلُنِيْ تَحْتَ الْبَوَارِيْ، وَإِنْ أَقْلَلْتُ عَلَفَهُ صَبَرَ، وَإِنْ كَثَّرْتُهُ شَكَرَ، وَإِنْ رَكِبْتُهُ هَامَ، وَإِنْ تَرَكْتُهُ نَامَ، فَقَالَ لَهُ: إِصْبِرْ إِنْ مَسَخَ اللّٰهُ الْقَاضِيَ حِمَاراً قَضَيْتُ حَاجَتَكَ (نفحۃ الیمن رص: ۲۵ ر اخبار الحمقی والمغفلین رص: ۱۳۴ ر الباب الثامن عشر)۔

آیا ایک نابینا (جانوروں کے) ایک تاجر کے پاس، پس تاجر کو کہا: تلاش کیجئے میرے لئے ایسا گدھا جو نہ تو چھوٹا (اور) حقیر ہو اور نہ ہی بہت بڑا، اگر خالی ہو راستہ تو تیز دوڑے، اور اگر زیادہ ہو بھیڑ تو آہستہ چلے، نہ ٹکرائے ستونوں سے، اور نہ داخل کرے مجھ کو ہلاکتوں میں، اگر کم کردوں میں اس کا چارہ تو صبر کرے، اور اگر زیادہ کروں تو شکر ادا کرے، اور اگر سوار ہو جاؤں میں اس پر تو سیدھا چلے، اور اگر چھوڑ دوں میں اس کو تو وہ سوجائے، پس کہا تاجر نے نابینا کو: صبر کیجئے آپ اگر اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو گدھا بنادے تو پوری کردوں گا میں آپ کی ضرورت کو۔

مَكْفُوْفٌ: اندھا، نابینا، اس کے لئے كَفِيْفٌ بھی آتا ہے جمع مَكَافِيْفُ آتی ہے، كَفَّ يَكُفُّ كَفًّا (ن) روکنا وَ كَفَّ بَصَرُهُ اندھا ہونا۔ اندھے کو مکفوف اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے بصارت روک دی گئی۔ نَخَّاسٌ: جانور فروش، جانوروں وغلاموں کا تاجر، دلال۔ الْمُحْتَقَرُ: اسم مفعول، لائق حقارت، چھوٹا، ذلیل، إِحْتَقَرَ يَحْتَقِرُ إِحْتِقَارًا (افتعال) چھوٹا سمجھنا، ذلیل سمجھنا، اور مجرد میں باب ضرب سے اسی معنی میں آتا ہے، خَلَا يَخْلُوْ خُلُوًّا وخَلَاءً (ن) خالی ہونا، تنہائی میں ملنا، اکیلا ہونا۔ تَدَفَّقَ يَتَدَفَّقُ تَدَفُّقًا (تفعل) جانور کا تیز دوڑنا۔ الزِّحَامُ: بھیڑ، تنگی، قیامت کے دن کو يَوْمُ الزِّحَامِ کہتے ہیں کیونکہ اس دن تمام امتیں اکٹھا ہوں گی اور بھیڑ ہوگی، زَحَمَ يَزْحَمُ زَحْمًا وزِحَامًا (ف) بھیڑ کرنا، تنگی کرنا۔ تَرَفَّقَ يَتَرَفَّقُ تَرَفُّقًا (تفعل) نرمی کرنا، مہربانی کا برتاؤ کرنا مراد

یہاں آہستہ چلنا۔ لَایُصَادِمُ: فعل مضارع منفی صَادَمَ یُصَادِمُ مُصَادَمَۃً (مفاعلت) مارنا،ٹکرانا۔ السَّوَارِیُ: جمع ہے سَارِیَۃٌ کی ستون، کھمبا۔ البَوَارِی: بَوْرٌ کی جمع ہے بمعنی مہلکات، ہلاک کرنے والی، غیر مزروعہ زمین، دَارُ البَوَارِ ہلاکت کا گھر، یعنی دوزخ کو کہتے ہیں بَارَیَبُوْرُ بَوْرًا وبَوَارًا (ن) ہلاک ہونا، ٹھپ اور مندا ہو جانا، زمین کا غیر مزروعہ ہونا، غیر آباد ہونا یہ بھی کہا گیا ہے کہ بَوَارِیُ جمع ہے بَارِیَۃٌ کی اور قاموس میں البُوْرِیَۃُ و البَارِیُ والبَارِیَا و البَارِیَۃُ بمعنی الحَصرُ المَنسُوجُ یعنی بنی ہوئی چٹائی، اس بنا پر حاصل مطلب یہ ہوگا کہ اگر بازار میں جاؤں تو مجھ کو سائبان کے ستون سے (جو کہ آفتاب کی گرمی اور ہلکی بارش سے حفاظت کے واسطے چٹائی سے بنا کر مکانوں کے سامنے ڈالتے ہیں) نہ ٹکرائے اور سائبان میں مجھ کو داخل نہ کرے بلکہ اس کے ستونوں سے مجھ کو علیحدہ رکھے ایسا گدھا چاہئے۔ أَقْلَلْتُ: فعل ماضی صیغہ واحد متکلم أَقَلَّ یُقِلُّ إِقْلَالًا (افعال) کم کرنا، مجرد میں قَلَّ یَقِلُّ قَلًّا وقِلَّۃً (ض) کم ہونا، قلیل ہونا۔ عَلَفٌ: بفتحتین چارہ جمع أَعْلَافٌ، عِلَافٌ، عُلُوفَۃٌ آتی ہے، عَلَفَ یَعْلِفُ عَلْفًا (ض) جانور کو چارہ ڈالنا۔ هَامَ یَهِیمُ هَیمًا وهُیُومًا (ض) آوارہ پھرنا، مراد یہاں سیدھا چلنا۔ مَسَخَ یَمْسَخُ مَسْخًا (ف) مسخ کرنا، بری صورت میں بدل دینا، کہا جاتا ہے مَسَخَهُ اللّٰهُ قِرْدًا اللہ تعالیٰ نے اس کو بندر کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ القَاضِی: معاملات کو نافذ کرنے والا، فیصلہ کُن، حاکم عدالت، جمع قُضَاۃٌ، قَضَیْتُ: ماضی صیغہ واحد متکلم، قَضٰی یَقْضِیُ قَضَاءً حَاجَتَہٗ (ض) ضرورت پوری کرنا، فارغ ہونا۔

خلاصہ: اس حکایت میں جہالت کی انتہا کو بیان کیا گیا ہے، کہ لامحال چیز کا مطالبہ لغو بیکار ہے، جانور کو بالکل سدھار دینا خام خیالی اور حماقت ہے حتی الامکان کوشش کرے۔ ہندی کہاوت ہے: بیوقوف کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہیں؟۔ کہتے ہیں کہ: بالکل بے عیب اور صرف خوبیوں والے یار کو ڈھونڈنے والا بے یار ہی رہ جاتا ہے۔

؎ ریت ہے، سورج ہے، وسعت ہے، تنہائی لیکن ناں اس دل کی خام خیال جائے

؎ کیوں ہنسی آئے نہ مجھ کو ایسے خیال خام پر
دیکھتے ہیں جھونپڑی میں بیٹھ کے محلوں کے خواب

حِكَايَةٌ :(٣١)قِيلَ :إِنَّ الْهُدْهُدَ قَالَ لِسُلَيْمَانَ ؑ :إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ فِيْ ضِيَافَتِيْ، فَقَالَ لَهُ سُلَيْمَانُ ؑ :أَنَا وَحْدِيْ؟ فَقَالَ :لاَ،بَلْ أَنْتَ وَالْعَسْكَرُ فِيْ جَزِيْرَةٍ كَذَا فِيْ يَوْمٍ كَذَا، فَمَضٰى سُلَيْمَانُ ؑ وَجُنُوْدُهُ إِلٰى هُنَاكَ، وَصَعِدَالْهُدْهُدُ إِلَى الْجَوِّ، وَصَادَ جَرَادَةً وَكَسَرَهَا وَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ،وَقَالَ :يَانَبِيَّ اللّٰهِ ! كُلُوْا، فَمَنْ فَاتَهُ اللَّحْمُ لَمْ تَفُتْهُ الْمَرَقَةُ، فَضَحِكَ سُلَيْمَانُ ؑ وَجُنُوْدُهُ، وَأَخَذَهُ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ، فَقَالَ :

وَكُنْ قَنُوْعًا فَقَدْ جَرٰى مَثَلٌ ؎ إِنْ فَاتَكَ اللَّحْمُ فَاشْرَبِ الْمَرَقَهُ

(نفحۃ الیمن رص:۲۹روحکی القزوینی فی عجائب المخلوقات رص:۲۸۶رحیاۃ الحیوان الکبری رص:۱۴۵رج ۴رکتاب لأذکیاءلابن الجوزی رص:۳۴۸رباب ۳۲)۔

کہا گیا ہے: کہ ہدہد نے کہا حضرت سلیمانؑ کو: تحقیق کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ شریک رہیں میری مہمان داری میں، پس کہا سلیمانؑ نے اس کو: میں تنہا؟ ہدہد نے کہا: نہیں بلکہ آپ اور تمام لشکر فلاں ٹاپو میں (اور) فلاں دن، پس گئے سلیمانؑ اور ان کا لشکر وہاں، اور چڑھا ہدہد ہوا میں، اور شکار کیا ایک ٹڈی کا اور توڑا اس کو اور پھینک دیا اس کو سمندر میں، اور کہا ہدہد نے: اے اللہ کے نبی! کھاؤ سب، پس جس شخص سے فوت ہو جائے بوٹی تو نہیں فوت ہوگا اس سے شوربا، پس ہنسے سلیمانؑ اور ان کا لشکر، اور لیا اس کو ایک شاعر نے، پس کہا اس نے:

اور ہو جاؤ آپ قناعت کرنے والے، پس تحقیق کہ جاری ہوگئی کہاوت
اگر نہ ملے آپ کو بوٹی تو پی لیجئے شوربا

هُدْ هُدُ: بضم الهائين اس کی جمع هَدَاهِدُ اور هَدَاهِيْدُ آتی ہے ایک مشہور پرندہ ہے جس کو ہندی میں کٹھ پھوڑ، کھٹ بڑھئی، تاجدار پرندہ، مرغ سلیمان کہتے ہیں اس کے بدن پر مختلف رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں اس کے سر پر تاج ہوتا ہے، چونچ لمبی اور آگے سے مڑی ہوئی ہوتی ہے جس سے درخت کو کھود کر اس کے اندر گھر بناتا ہے، یہ فطرتاً بدبودار اور بدبو پسند پرندہ ہے یہ اپنا گھونسلہ گندی جگہوں پر بناتا ہے یہ زمین کے اندر پانی کو اس طرح دیکھ لیتا ہے جس طرح انسان شیشے کے گلاس کے اندر پانی دیکھ لیتا ہے، نیز یہ پرندہ حضرت سلیمانؑ کا پانی کے سلسلہ میں رہبر تھا، اصح قول کی بنا پر ہدہد کا کھانا حرام ہے (ماخوذ از حیاۃ الحیوان رص:۱۴۵رج:۴)۔

سلیمان کے معنیٰ سلامتی سے پُر ، اس کی اصل عبرانی عجمی ہے، اس صورت میں یہ علمیت اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا، اور یہ عربی میں مشتق ہے سَلِمَ یَسْلَمُ سَلامًا وَسَلامَةً (س) جس کے معنیٰ نجات پانا، بری ہونا، اور یہ سلمان کی تصغیر ہے، اس صورت یں یہ علمیت اور الف نون زائدتان کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا، یہ اسم علم ہے، اس کے معنی ہیں عیوب ونقائص سے پاک شخص۔

آپ کی پیدائش بیت المقدس شہر میں ہوئی، آپ بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر و نبی ہوئے، حضرت داؤدؑ کے ۱۹ر بیٹے تھے جن میں سے ایک حضرت سلیمانؑ بھی تھے، ان کا سلسلہ نسب یہودا کے واسطہ سے حضرت یعقوبؑ تک پہونچتا ہے، حضرت سلیمانؑ جوانی کو پہونچ چکے تھے کہ حضرت داؤدؑ کا انتقال ہوگیا اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور حکومت میں حضرت داؤدؑ کا جانشین بنادیا، اس طرح فیضان نبوت کے ساتھ ساتھ اسرائیلی حکومت بھی ان کے قبضے میں آگئی، قرآن کریم میں حضرت سلیمانؑ کا ذکر ۱۶ر جگہ پر آیا ہے، وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (سورۂ نمل) اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے، شرف نبوت اور عظیم الشان سلطنت کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چند امتیازات عطا فرمائے تھے، انسانوں کے علاوہ جنات وحیوانات آپ کے تابع وفرماں بردار تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ہوا کو آپ کیلئے مسخر کردیا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے تانبے کو پگھلا دیا تھا جن سے آپ عظیم الشان عمارات وقلعوں کی تعمیر کراتے تھے۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) جس کو سب سے پہلے حضرت یعقوبؑ نے تعمیر کیا۔ پھر حضرت داؤدؑ نے اپنے زمانہ میں اس کی تعمیر جدید فرمائی مگر صرف قد آدم تک اس کی بنیادیں اٹھنے پائی تھیں کہ حضرت داؤدؑ کی وفات ہوگئی، ان کے بعد حضرت سلیمانؑ نے جنات کی مدد سے مسجد اقصی کی تعمیر فرمائی جس کی تعمیر میں ۷ر سال لگے، مسجد کو سونے اور چاندی کے ستونوں سے آراستہ کیا، مسجد کی چھت کے اوپر نہایت ہی بلند گنبد تعمیر کرا کر سرخ گندھک کا ایسا پلستر چڑھوایا جس کی شعائیں ۱۲/۱۲ر کوس تک نظر کو خیرہ کرتی تھیں، حضرت سلیمانؑ نے پوری دنیا پر حکومت کی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ معجزہ بھی عطا کیا تھا کہ ہوا آپ کے تابع تھی، چنانچہ ہوا آپ کے تجارتی جہاز کو لے کر اڑتی تھی حتیٰ کہ ہوا آپ کے تخت کو لے کر صبح بیت المقدس سے نکلتی اور دوپہر تک آپ کو اصطخر (ایران) پہونچادیتی تھی، یہاں تک کہ رات آپ خراسان میں گزارتے تھے، اس تخت پر ۶ر لاکھ کرسیاں رکھی جاتی

تھیں جن پر علماء واہل ایمان بیٹھتے تھے اوران کے اوپر پرندے صفوف کی شکل میں سایہ فگن رہتے تھے، جب حضرت سلیمانؑ حج کرنے کیلئے مکہ معظّمہ جانے لگے تو آپ نے جناتوں، انسانوں، پرندوں اور دیگر جانوروں کو ساتھ چلنے کا حکم دیا حتیٰ کہ ایک بہت بڑا لشکر تیار ہوگیا یہ عظیم لشکر تقریباً تیس میل میں پورا آیا، حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم دیا تو ہوا نے تخت سلیمان کو مع اس لشکر عظیم کے اٹھایا اور فوراً حرم شریف پہونچا دیا، حضرت سلیمانؑ حرم شریف میں کچھ عرصہ ٹھہرے اس عرصہ میں آپ مکہ معظّمہ میں ہر روز پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار بکریاں ذبح فرماتے تھے، پھر آپ وہاں سے ایک صبح کو چل کر صفا پہونچ گئے اور صنعا (یمن) زوال کے وقت پہونچ گئے حالانکہ وہ ایک مہینہ کا سفر تھا۔

حضرت سلیمانؑ کی وفات کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے، سلیمانؑ کے حکم سے جنات کی ایک جماعت ہیکل سلیمانی (مسجد بیت المقدس) کی تعمیر میں مصروف تھی کہ سلیمانؑ کی وفات کا وقت آن پہونچا، آپ ایک لاٹھی کے سہارے کھڑے ہوگئے اور انتقال فرما گئے، جنات کو آپ کی موت کی خبر نہ ہوئی اور وہ اپنے کام میں لگے رہے، آخر ایک عرصہ کے بعد جب ان کی لاٹھی کو دیمک نے چاٹ لیا تو وہ بودی ہوکر ٹوٹ کر گر پڑی اور سلیمانؑ جو لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے وہ بھی گر پڑے، اس وقت جنات کو معلوم ہوا کہ سلیمانؑ تو مدت پہلے انتقال کر چکے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کی عمر شریف ۵۳/سال ہوئی اوران کی سلطنت وحکومت چالیس سال رہی، تیرہ سال کی عمر میں سلطنت کا کام سنبھال لیا تھا اور بیت المقدس کی تعمیر اپنی حکومت کے چوتھے سال شروع کی تھی، اور آپ کی وفات بیت المقدس شہر میں ہوئی اور وہیں دفن ہیں، حضرت سلیمانؑ کی زوجیت میں ایک سو بیویاں تھیں، بخاری شریف کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ سلیمان بن داؤدؑ نے کہا: کہ آج رات میں سو عورتوں کے پاس جاؤں گا ہر عورت ایک بچہ جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے گا، تو فرشتے نے کہا: ان شاء اللہ کہہ لو، تو انہوں نے نہ کہا اور ان شاء اللہ کہنا بھول گئے تو اس رات سب کے پاس گئے تو ان میں سے کسی نے بھی کچھ نہ جنا صرف ایک بیوی نے ناقص بچہ جنا، نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ایسا نہ ہوتا اور ان کی ضرورت کو پورا کرنے کا باعث بن سکتا تھا (صحیح البخاری رقم: ۵۲۴۲) اور مسلم شریف کی روایت رقم: ۱۶۵۴/ میں ننانوے بیویوں کا ذکر ہے، آپؑ کے بعد آپ کا بیٹا ابعام جانشین بنا، حضرت سلیمانؑ کا دور حکومت ۹۷۰/قبل مسیح سے لیکر ۹۳۱/تک ہے (ماخوذ از مقامات انبیاء/ص: ۱۷۵ تا ۱۸۹)۔

ضَافَ يَضِيفُ ضِيَافَةً (ض) مہمان ہونا۔ اَلْعَسْكَرُ: لشکر، فوج، جماعت، جمع عَسَاكِرُ۔ جَزِيرَةٌ: ٹاپو، وہ زمین جس کے چاروں طرف پانی ہو، جمع جَزَائِرُ، جُزُرٌ اور جُزْرٌ۔ جُنُودٌ: جُنْدٌ کی جمع ہے بمعنیٰ لشکر اس کی جمع أَجْنَادٌ بھی آتی ہے، واحد کیلئے جُنْدِيٌّ آتا ہے۔ هُنَاكَ: اصل لفظ هُنَا ہے جو اسم اشارہ ہے اور قریب کے لئے آتا ہے، اسی میں کاف خطاب بڑھا دیا گیا تو هناک ہو گیا، بمعنیٰ یہاں، صَعِدَ يَصْعَدُ صُعُودًا (س) زینہ پر چڑھنا۔ اَلْجَوُّ: فضا، آسمان وزمین کا درمیانی حصہ، ہوا جمع جِوَاءٌ، أَجْوَاءٌ آتی ہے۔ اَللَّحْمُ: گوشت جمع لِحَامٌ، لُحُومٌ، لُحْمَانٌ، لِحْمَانٌ آتی ہے۔ لَمْ تَفُتْهُ: فعل مضارع نفی جحد بلم، فَاتَ يَفُوتُ فَوْتًا (ن) گزرنا، ختم ہونا۔ اَلْمَرَقُ اَلْمَرَقَةُ: بفتحتین شوربا، گوشت کا پکا ہوا پانی، سُوپ۔ قَنُوعًا: صیغۂ مبالغہ تھوڑے پر راضی ہونے والا، قناعت کرنے والا جمع قُنُعٌ، قَنَائِعُ آتی ہے، قَنِعَ يَقْنَعُ قَنْعًا و قَنَاعَةً (س، ف) قناعت کرنا، اکتفا کرنا، قائل ہونا، مطمئن ہونا، جو ملے اس سے مطمئن اور خوش ہو جانا۔ مَثَلٌ: بفتحتین نظیر، مشابہ، کہاوت یہ دراصل مِثْلٌ بالکسر کے ہم معنیٰ ہے، جمع أَمْثَالٌ آتی ہے، مَثَلَ يَمْثُلُ مُثُولًا (ن) مانند ہونا، مشابہ ہونا۔ جَرٰى يَجْرِيْ جَرْيًا وجَرْيَانًا الماءُ (ض) جاری ہونا، بہنا۔

خلاصہ: مہمان کی مہمان نوازی خوب کرنی چاہئے یہ بڑی اچھی صفت ہے اور قناعت اختیار کرنی چاہئے اور کھانے میں اگر کسی کو عمدہ کھانا نہ ملے تو جیسا ملے ویسا ہی کھالے عیب نہ نکالے گوشت و بوٹی وغیرہ نہ ملے تو شوربے ہی سے کھالے، خوش طبعی اور ہنسی مذاق کرنا جس سے کسی کو تکلیف نہ ہو اور جھوٹ پر مشتمل نہ ہو انبیاء کرام سے منقول ہے، جائز ہے، حضرت سلیمان اور آپ کا لشکر اس قصہ کو یاد کر کے ایک سال تک ہنستے رہے۔ ہندی کہاوت ہے: خوش مزاجی اور زندہ دلی کامیابی کا راز ہے۔

خوش آمدید وہ آیا ہماری چوکھٹ پر　　بہار جس کے قدم کا طواف کرتی ہے

حِكَايَةٌ: (۳۲) قِيلَ: إِنَّ بَهْرَامَ الْمَلِكَ خَرَجَ يَوْمًا لِلصَّيْدِ، فَانْفَرَدَ، وَرَأَى صَيْدًا، فَتَبِعَهُ طَامِعًا فِيْ لَحَاقِهِ، حَتّٰى بَعُدَ عَنْ أَصْحَابِهِ، فَنَظَرَ إِلٰى رَاعٍ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَنَزَلَ عَنْ فَرَسِهِ لِيَبُوْلَ، وَقَالَ لِلرَّاعِيْ: إِحْفَظْ عَنِّيْ فَرَسِيْ حَتّٰى أَبُوْلَ، فَعَمِدَ الرَّاعِيْ إِلَى الْعِنَانِ، وَكَانَ مُلَبَّسًا ذَهَبًا كَثِيْرًا، فَاسْتَغْفَلَ

بَهْرَامَ وَأَخَذَ سِكِّيْنًا، وَقَطَعَ طَرْفَ اللِّجَامِ،فَرَفَعَ بَهْرَامُ طَرْفَهُ إِلَيْهِ، فَاسْتَحْيٰى وَأَطْرَقَ يُبْصِرُ إِلَى الْأَرْضِ،وَأَطَالَ الْجُلُوْسَ حَتّٰى أَخَذَ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ،فَقَامَ بَهْرَامُ وَجَعَلَ يَدَهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ،وَقَالَ لِلرَّاعِيْ: قَدِّمْ إِلَيَّ فَرَسِيْ ، فَإِنَّهُ دَخَلَ فِيْ عَيْنِيْ تُرَابٌ مِنْ سَافِي الرِّيْحِ،فَمَا أَقْدِرُ عَلٰى فَتْحِهَا،فَقَدَّمَهُ إِلَيْهِ، فَرَكِبَ وَسَارَ إِلٰى أَنْ وَصَلَ إِلٰى عَسْكَرِهٖ،فَقَالَ لِصَاحِبِ مَرَاكِبِهٖ:طَرْفُ اللِّجَامِ وَهَبْتُهُ، فَلَا تَتَّهِمْ بِهٖ أَحَدًا (نفحۃ الیمن رص:۳۵رالمستطرف رص:۱۷۴)۔

کہا گیا ہے: کہ بہرام گور بادشاہ نکلا ایک دن شکار کیلئے ،پس تنہا رہ گیا ،اور دیکھا اس نے ایک شکار کو، پس پیچھا کیا اس کا لالچ کرتے ہوئے اس کے پالینے میں ، یہاں تک کہ دور نکل گیا اپنے ساتھیوں سے ،پس دیکھا اس نے ایک چرواہے کو ایک درخت کے نیچے ، پس وہ اترا اپنے گھوڑے سے پیشاب کرنے کیلئے ، اور کہا بادشاہ نے چرواہے کو: حفاظت کیجئے آپ میری طرف سے میرے گھوڑے کی یہاں تک کہ میں پیشاب کرلوں ، پس ارادہ کیا چرواہے نے لگام (حاصل کرنے) کی طرف ، اور لگام آراستہ تھی بہت زیادہ سونے سے ، پس غافل پایا چرواہے نے بہرام گور کو اور ایک چھری لی ، اور کاٹ لیا لگام کا (ایک) کنارہ ، پس اٹھائی بہرام گور نے اپنی نگاہ اس کی طرف ، پس شرمایا بہرام گور اور سر جھکا کر دیکھتا رہا زمین کی طرف ، اور لمبا کیا بیٹھنے کو یہاں تک کہ آدمی (چرواہے) نے اپنی ضرورت پوری کرلی ، پس کھڑا ہوا بہرام گور اور رکھا اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر ، اور کہا چرواہے کو: آگے کیجئے میرے گھوڑے کو ، پس تحقیق کہ داخل ہوگئی میری آنکھ میں مٹی ہوا کے خاک اڑانے سے ، پس نہیں قدرت رکھتا میں اس کے کھولنے پر ، پس آگے بڑھا دیا چرواہے نے گھوڑے کو بہرام گور کی طرف ، پس سوار ہوا بہرام گور اور چلا یہاں تک کہ پہونچ گیا اپنے لشکر کے پاس ، پس کہا بہرام گور نے اپنی سواریوں کے نگراں کو: کہ لگام کے کنارے کو ہبہ کردیا میں نے ، پس کسی پر اس کی تہمت مت لگانا۔

بَهْرَامُ: اس کو بہرام گور بھی کہتے ہیں ، یہ ایران کا ساسانی فرماں روا یزدِگُرِد اول کا بیٹا تھا اس کو بہرام پنجم بھی کہا جاتا ہے ، یہ بڑا بہادر تھا ، کہتے ہیں: کہ باپ کے مرنے کے بعد جب تینوں بھائیوں میں تاج وتخت کیلئے کش مکش شروع ہوئی تو امرائے دربار نے یہ فیصلہ کیا کہ شاہی تاج دو بھوکے شیروں کے درمیان رکھ دیا جائے اور تینوں

شہزادوں میں سے جو تاج اٹھا کر لائے وہی بادشاہت کا مستحق سمجھا جائے، بہرام کے بھائیوں کی ہمت نے جواب دے دیا لیکن بہرام تاج اٹھالایا، اس نے سفید ہن حملہ آوروں کو شکست دی اور دریائے آکسس کے اس پار تک ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہوں نے عہد کیا کہ آئندہ ایران پر حملہ نہیں کریں گے، بعض مؤرخین کے بقول اس نے ہندوستان پر بھی حملہ کیا تھا اور سندھ اور مکران کو اپنی سلطنت میں شامل کیا تھا، اسے شکار کا بڑا شوق تھا بالخصوص گور یعنی جنگلی گدھے کے شکار کا، ایک بار شکار کھیلتا ہوا دلدل میں پھنس گیا اور ہلاک ہوگیا، اس نے ۴۲۰ء سے ۴۴۰ء تک حکومت کی ہے (تاریخ ایران رص:۳۷۹رج:ارمؤلف مقبول بیگ بدخشانی)۔

إِنْـفَـرَدَ يَـنْـفَـرِدُ إِنْفِـرَادًا (انفعال) اکیلا ہونا، تنہا ہونا، اور مجرد میں باب نصر، سمع، کرم سے آتا ہے۔ طَامِعًا: صیغہ صفت ہے، لالچی، طَمِعَ يَطْمَعُ طَمْعًا (س) لالچ کرنا، حرص کرنا۔ لَحَاقٌ: بالفتح مصدر ہے، لَحِقَ يَلْحَقُ لَحْقًا و لَحَاقاً (س) پالینا، آپہونچنا، لاحق ہوجانا۔ رَاعٍ: اسم فاعل ہے رَامٍ کے وزن پر بمعنی چرواہا، جمع رُعَاةٌ، رَعٰی يَرْعٰی رَعْيًا و رِعَايَةً (ف) جانور کو گھاس چرانا، رَعَی الشَّیْءَ حفاظت کرنا۔ يَبُوْلُ: مضارع معروف کا واحد غائب کا صیغہ ہے، بَالَ يَبُوْلُ بَوْلًا (ن) موتنا، پیشاب کرنا۔ عَـمَـدَ يَعْمِدُ عَمْدًا الشیءَ (ض) سہارا دینا، مضبوط کرنا، کسی چیز کا قصد وارادہ کرنا۔ الْعِنَانُ: لگام، باگ جمع أَعِنَّةٌ اور عُنَنٌ آتی ہے۔ فَرَسٌ: گھوڑا، گھوڑی، مذکر کو حِصَانٌ اور مؤنث کو حَجَرٌ کہتے ہیں بسا اوقات مؤنث کیلئے فَرَسَةٌ بھی استعمال کرتے ہیں اور فَرَسٌ کی جمع غیر لفظ سے خَيْلٌ آتی ہے۔ ذَهَبٌ: سونا جمع أَذْهَابٌ۔ مُلَبَّسًا اسم مفعول مِنَ اللَّبس مخلوط، مزین وآراستہ، لَبَّسَ يُلَبِّسُ تَـلْبِيْسًـا الْأَمْـرُ عَـلَيْـهِ (تفعیل) مشتبہ اور مخلوط ہونا، الجھا ہوا ہونا، پیچیدہ ہونا، کسی پر کوئی چیز واضح نہ ہونے دینا۔ إِسْتَغْفَلَ: فعل ماضی إِسْتَـغْـفَـلَ يَسْتَـغْفِلُ إِسْتِغْفَالًا (استفعال) غافل سمجھنا، غفلت کے وقت کا انتظار کرنا، اور مجرد میں غَـفَـلَ يَغْفُلُ غُفُوْلًا و غَفْلَةً عنه (ن) غافل ہونا۔ سِكِّيْنًا: بکسر الاول وتشدید الثانی، چھری، چاقو جمع سَكَاكِيْنُ آتی ہے۔ اللِّجَامُ: بالکسر لگام، باگ، جمع لُجُمٌ، لُجْمٌ اور أَلْجِمَةٌ آتی ہے۔ طَرْفٌ: بالفتح آنکھ، نگاہ، کنارہ، ایک حصہ، جمع أَطْرَافٌ آتی ہے۔ إِسْتَحْيٰی: فعل ماضی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے، إِسْتَـحْـيٰـی يَسْتَحْيِی إِسْتِحْيَـائًـا (استفعال) شرم کرنا۔ اسی سے حیاء بمعنی شرم وحیاء کے آتا ہے۔ أَطْـرَقَ يُطْرِقُ إِطْرَاقًا (افعال

)سر جھکانا، خاموش ہونا، زمین کی طرف آنکھ ڈالنا یہاں پر معنی اول مراد ہیں۔قَدِّمْ: فعل امر حاضر ہے، قَدَّمَ یُقَدِّمُ تَقْدِیْمًا (تفعیل) آگے کرنا، سامنے کرنا، بڑھانا۔تُرَابٌ: بالفتح مٹی جمع أَتْرِبَةٌ، تُرْبَانٌ آتی ہے۔سَافِیُ: صیغہ صفت خاک اڑانے والی، سَفٰی یَسْفِیْ سَفْیًا التراب (س) غبار اڑانا۔مَرَاکِبُ: جمع ہے مَرْکَبٌ کی بمعنی سواری، یہاں صاحب مراکب سے مراد سواریوں کا نگراں اور داروغہ ہے۔وَهَبْتُهٗ: فعل ماضی واحد متکلم وَهَبَ یَهِبُ وَهْبًا وهِبَةً (ف) ہبہ کرنا۔فَلَا تَتَّهِمْ: فعل نہی، إِتَّهَمَ یَتَّهِمُ إِتِّهَامًا (افتعال) تہمت لگانا، بدگمانی کرنا۔

خلاصہ: چوری کرنا بہت بری خصلت ہے دنیا وآخرت میں بدنامگی کا باعث اور بڑی سخت سزا ہے۔ ہندی کہاوت ہے: چوری جیسے تنکے کی ویسی لاکھ کی۔

شاعر کہتا ہے:

؎ چوری کرنا کام برا ہے چھی چھی چھی　لالچ کا انجام برا ہے چھی چھی چھی

(عطاء الرحمٰن طارق)

اس واقعہ میں جہاں چوری کی مذمت ہے وہیں پر سامان کے مالک کی دریادلی کی طرف بھی اشارہ ہے، اس لئے کہ بہت سے حضرات زندہ دل اور بڑے سخی ہوتے ہیں وہ چور اور دشمن کے دل کو بھی نہیں دکھاتے، بلکہ اس کے جرم کو بھی معاف کردیتے ہیں۔حضرت شیخ سعدیؒ نے اسی کے مثل ایک حکایت نقل کی ہے:

ایک چور ایک درویش کے گھر میں جا گھسا، ہر چند تلاش کی کچھ نہ پایا، رنجیدہ ہوا اور ناامید ہو کر واپس جانے کا ارادہ کیا، درویش کو خبر ہوگئی جس کمبلی پر درویش سویا ہوا تھا چور کے راستہ میں ڈال دی تا کہ محروم نہ جائے:

؎ شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا　دلِ دشمناں رانگردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام　کہ بادوستانت خلافست وجنگ

(گلستاں باب دوم دراخلاق درویشاں رص:٦٨)

میں نے سنا کہ راہ خدا کے مردوں نے، دشمنوں کے دلوں کو رنجیدہ نہیں کیا، اے مخاطب! تجھ کو یہ مرتبہ کب حاصل ہوسکتا ہے، اس لئے کہ تیری دوستوں کے ساتھ جنگ اور مخالفت رہتی ہے۔

کسی کی غلطی کو بے نقاب نہ کرو ہے اللہ کافی ہے، تم حساب نہ کرو

حِكَايَةٌ:۳۳۳)قَالَ الْجَاحِظُ :مَاأَخْجَلَنِيْ أَحَدٌ قَطُّ إِلَّا عَجُوْزَةٌ عَارَضَتْنِيْ فِي الطَّرِيْقِ، وَقَالَتْ:لِيْ فِيْکَ حَاجَةٌ، فَسِرْتُ فِيْ إِثْرِهَا، وَمَرَّتْ بِيْ إِلٰى صَائِغٍ ،وَقَالَتْ:مِثْلَ هٰذَا وَمَضَتْ،فَبَقِيْتُ مَبْهُوْتًا، وَسَأَلْتُ الصَّائِغَ؟فَقَالَ: هٰذِهٖ عَجُوْزَةٌ أَرَادَتْ أَنْ أَعْمَلَ لَهَا صُوْرَةَ شَيْطَانٍ،فَقُلْتُ: مَاأَدْرِيْ كَيْفَ صُوْرَتُهٗ؟فَجَاءَ تْ بِکَ،وَقَالَتْ:مِثْلَ هٰذَا، فَخَجِلْتُ (نفحۃ الیمن رص:۲۹ رالمستطرف رص:۳۸۴)۔

کہا علامہ جاحظؒ نے: نہیں شرمندہ کیا مجھ کو کسی نے بھی مگر ایک بڑھیا نے جو میرے سامنے آگئی راستہ میں، اور اس نے کہا: مجھے آپ سے ایک کام ہے، پس چلا میں اس کے پیچھے، اور وہ مجھے لیکر گئی ایک سنار کے پاس، اور بڑھیا نے کہا: اس جیسا اور چلی گئی، پس میں کھڑا رہا حیران، اور پوچھا میں نے سنار سے؟ تو اس نے کہا: یہ ایک بڑھیا ہے اراد کیا اس نے کہ میں بناؤں اس کیلئے شیطان کی تصویر، تو میں نے کہا: میں نہیں جانتا کیسی ہوتی ہے شیطان کی تصویر؟ پس وہ لے کر آگئی آپ کو، اور کہا بڑھیا نے: اس جیسا، تو میں (بہت) شرمندہ ہوا۔

الْجَاحِظُ: آپ کا نام ابوعثمان عمر بن بحر بن محبوب لیثی کنانی ہے، آپ کی پیدائش عراق کے مشہور شہر بصرہ میں ۱۵۹ھ ۷۷۵ء میں ہوئی اور اپنے زمانہ میں نوعباسی خلفاء کا دور حکومت پایا، آپ بچپن ہی میں یتیم ہوگئے تھے، آپ کا خاندان بے حد غریب تھا، آپ کے دادا ساربان تھے، جاحظ خود بچپن میں بصرہ کی نہروں کے کنارے مچھلیاں بیچا کرتے تھے لیکن اسی کے ساتھ وہ اپنے زمانہ کے مایہ ناز علماء کی مجالس میں حاضر ہوتے اور علمی پیاس بجھاتے، امام اصمعی اور ابوعبیدہ جیسے نعت وروایت کے بلند پایہ علماء اور نقادوں کی سرپرستی حاصل رہی، ابواسحاق نظام معتزلی سے علم کلام میں سند حاصل کی اور انہیں کے ہم خیال ہوگئے اور اپنی تحریروں میں بھی معتزلہ کی حمایت کرتے، اپنی عمر کا بیشتر حصہ بے فکری اور آسودگی کے ساتھ اپنے وطن میں رہ کر تصنیف وتالیف میں گزارا، آپ نے انشاپردازوں کو پرانی طرز سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا، وہ اپنے خطوط ورسائل، مضامین وتصانیف کی وجہ سے گورنروں میں مقبول اور شہر کے باعزت لوگوں میں شمار ہوتے تھے، رنگ وصورت سے اچھے نہ تھے، خلیفہ متوکل نے انہیں اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کرنا چاہا لیکن ان کی صورت دیکھ کر فیصلہ واپس لیا، وقت کی قدر، زندگی کی اہمیت اور مطالعہ میں محنت وشوق کا یہ عالم

تھا کہ کتابوں کی دکانیں کرایہ پر لیکر رات رات بھر مطالعہ کرتے، کوئی کتاب اٹھاتے جب تک اول تا آخر ختم نہ کرڈالتے کتاب ہاتھ سے نہیں رکھتے، وقت کی قدر اور راہ علم میں محنت ومشقت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے کئی مقبول تصانیف چھوڑیں، ان کی تصانیف کی تعداد دوسو (۲۰۰) ہے، لیکن ایام کی گردش پیہم نے اکثر پر پردہ ڈال دیا ہے، اسّی کے لگ بھگ ان کی کتابیں مطبوعہ اور مسودات کی شکل میں اس وقت موجود ہیں، جن میں ''البیان والتبیین'' اور ''کتاب الحیوان'' آفاقی شہرت کی حامل ہیں، ان کی کتاب ''کتاب البخلاء''، تصویر کشی کا ایک نگارخانہ، عجمیوں کی ہجو اور بخل کا ایسا تجزیہ ہے جس کی مثال عربی ادب میں نہیں پائی جاتی، جاحظ عربی میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کی آنکھوں کے ڈھیلے ابھرے ہوئے ہوں، چونکہ ان کی آنکھوں کی بناوٹ میں پیدائشی نقص تھا اس لئے ان کا لقب ''الجاحظ'' پڑ گیا، لیکن جاحظ نے ان رکاوٹوں کو آڑے نہیں آنے دیا اور طے کرلیا کہ اپنے مخالفوں کو علم کی روشنی سے شکست دیں گے، آپ کا قول ہے کہ جب آپ چاہیں کتاب خاموش رہتی ہے مگر جب آپ بات کرنا چاہیں تو کتاب فصاحت وبلاغت کے ساتھ بولنا شروع کردیتی ہے، جب آپ تنہائی محسوس کریں تو یہ رفیق شفیق بن جاتی ہے، کتاب ایسی پرخلوص ہے جو آپ کو زندگی بھر دھوکہ نہیں دے سکتی یہ آپ کی خوشامد نہیں کرتی اور نہ ہی کبھی اکتاتی ہے۔

عمر کے آخری ایام میں بدن کا نصف حصہ مفلوج ہوگیا تھا، لیکن مطالعہ کا محبوب مشغلہ اس حال میں بھی جاری رہا، کتابوں کے جمگھٹے میں پڑے مطالعہ کرتے رہتے، کہ ایک بار آس پاس رکھی ہوئی کتابیں ان پر آگریں، مفلوج وبیمار جسم اٹھنے کی تاب کہاں سے لاتا، اس طرح اپنی محبوب کتابوں ہی میں دب کر جان جان آفریں کے حوالہ کردی اور اس شعر کے مصداق ہوئے:

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

یہ محرم ۲۵۵ھ ۸۶۸ء کا واقعہ ہے اور بصرہ شہر ہی میں مدفون ہیں (تاریخ ادب عربی رص: ۳۲۲ رمتاع وقت رص: ۱۵۶)۔

أَخْجَلَ يُخْجِلُ إِخْجَالًا (افعال) شرمندہ کرنا، مجرد میں خَجِلَ يَخْجَلُ خَجَلًا (س) شرمندہ ہونا۔

قَطُّ: بفتح قاف ظرف زمان ہے، ضمہ پر مبنی ہے، ماضی کے استغراق کیلئے آتا ہے، لیکن صرف نفی کے ساتھ مخصوص ہے جیسے بولا جاتا ہے مَا فَعَلْتُ هٰذَا قَطُّ میں نے اسے کبھی نہیں کیا۔ عَارَضَتْنِيْ: ماضی معروف کا واحد مؤنث

غائب کا صیغہ ہے، نون وقایہ یائے متکلم، عَارَضَ یُعَارِضُ مُعَارَضَةً (مفاعلۃ) پیش آنا، چلنے میں برابری کرنا، مقابلہ کرنا۔ إِثْرٌ: بالکسر بمعنی پیچھے، بعد، نقشِ قدم، جمع آثَارٌ، اُثُوْرٌ۔ صَائِغٌ: صیغہ صفت بمعنی سنار، زرگر، جمع صَاغَةٌ، صُيَّاغٌ، صُوَّاغٌ آتی ہے، صَاغَ يَصُوْغُ صِيَاغَةَ الشيءَ (ن) پگھلانا، ڈھالنا۔ بَقِيَ يَبْقٰى بَقَاءً (س) دیر پا ہونا، باقی رہنا۔ مَبْهُوْتًا: متحیر، ہکابکا، بَهُتَ يَبْهَتُ بَهْتًا وَبَهَتًا (ک،س) حیرت میں پڑکر خاموش رہنا، ہکابکا رہنا۔ صُوْرَةٌ: تصویر، شکل، مجسمہ، حلیہ جمع صُوَرٌ۔ مَاأَدْرِیْ: واحد متکلم دَرٰی يَدْرِیْ دِرَايَةً (ض) جاننا۔

خلاصہ: کسی کا مذاق اڑانا اچھی بات نہیں ایسا مذاق نہ کرو جو دوسروں کو ناگوار گزرے، اس حکایت میں علامہ جاحظؒ کی مذاق اڑانے کا تذکرہ ہے، چونکہ علامہ جاحظ شکل وصورت سے کریہ المنظر تھے لیکن بایں ہمہ ان کی ظرافت دوسروں پر جملے کسنے سے باز نہ رہتی، دوسروں کو شرمندہ کرتے اور خود شرمندگی اٹھانے میں تو کوئی باک نہ تھا، ایک بار کوئی سیاہ فام عورت آئی، علامہ جاحظ نے اس کی پھبتی اڑاتے ہوئے قرآن کی یہ آیت پڑھی: وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (سورۂ تکویر آیت:۵) (جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے) تو عورت کہنے لگی: وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ (سورۂ یٰس آیت:۷۸) (اور ہمارے لئے مثال بیان کی اور خود اپنی خلقت بھول بیٹھا ہے) (متاع وقت اور کاروان علم ص:۱۵۷)۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

(مولانا محمد اسماعیل میرٹھیؒ)

حِكَايَةٌ :(۳۴) دَخَلَ أَبُوْ دُلَامَةَ الشَّاعِرُ عَلَى الْمَهْدِیْ يَوْمًا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ وَأَرْخٰى عَيْنَيْهِ بِالْبُكَاءِ، فَقَالَ لَهٗ: مَالَكَ؟ قَالَ: مَاتَتْ أُمُّ دُلَامَةَ، فَقَالَ: إِنَّالِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَدَخَلَتْ لَهٗ رِقَّةٌ لِمَارَاٰیْ مِنْ جَزَعِهٖ، فَقَالَ لَهٗ: عَظَّمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ يَا أَبَادُلَامَةَ! وَأَمَرَلَهٗ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، وَقَالَ لَهٗ: إِسْتَعِنْ بِهَا فِیْ مُصِيْبَتِكَ، فَأَخَذَهَا، وَدَعَالَهٗ، وَانْصَرَفَ. فَلَمَّا دَخَلَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَقَالَ لِأُمِّ دُلَامَةَ: إِذْهَبِیْ، فَاسْتَأْذِنِیْ عَلَى الْخَيْزُرَانِ جَارِيَةِ الْمَهْدِیِّ، فَإِذَا دَخَلْتِ عَلَيْهَا فَتَبَاكَیْ وَقُوْلِیْ: مَاتَ أَبُوْ دُلَامَةَ، فَمَضَتْ وَاسْتَاذَنَتْ عَلَى الْخَيْزُرَانِ، فَأَذِنَتْ لَهَا، فَلَمَّا اطْمَأَنَّتْ أَرْسَلَتْ

عَيْنَيْهَا بِالْبُكَاءِ،قَالَتْ لَهَا:مَالَكِ؟ قَالَتْ:مَاتَ أَبُوْ دُلَامَةَ فَقَالَتْ:إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّاإِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، عَظَّمَ اللّٰهُ أَجْرَكِ، وَتَوَجَّعَتْ لَهَا،ثُمَّ أَمَرَتْ لَهَا بِأَلْفَيْ دِرْهَمٍ،فَدَعَتْ لَهَا وَانْصَرَفَتْ،فَلَمْ يَلْبَثِ الْمَهْدِيُّ أَنْ دَخَلَ عَلٰى الْخَيْزُرَانِ،فَقَالَتْ:يَا سَيِّدِيْ!أَمَاعَلِمْتَ أَنَّ اَبَا دُلَامَةَ مَاتَ؟قَالَ:لَايَا حَبِيْبَتِيْ! إِنَّمَا هِيَ إِمْرَاتُهُ أُمُّ دُلَامَةَ،قَالَتْ:لَا وَاللّٰهِ إِلَّا أَبُوْ دُلَامَةَ،فَقَالَ:سُبْحَانَ اللّٰهِ! خَرَجَ مِنْ عِنْدِيْ السَّاعَةَ،فَقَالَتْ:وَخَرَجَتْ عِنْدِيْ السَّاعَةَ،وَأَخْبَرَتْهُ بِخَبَرِهَا وَبُكَاءِ هَا،فَضَحِكَ وَتَعَجَّبَ مِنْ حِيَلِهِمَا (نفحۃ الیمن رص:۶۲ روفیات الأعیان رص:۲۳۶ رج:۲ رمحاضرات الأدباء رص:۲۱۳ رج:۲)۔

داخل ہوا ابو دلامہ شاعر خلیفہ مہدی کے پاس ایک دن، پس سلام کیا اس پر، پھر بیٹھ گیا اور جھکایا اپنی آنکھوں کو رونے کے ساتھ، پس کہا مہدی نے اس کو: کیا ہوا آپ کو؟ ابو دلامہ نے کہا: مرگئی ام دلامہ (میری بیوی) پس پڑھا مہدی نے: انا اللہ وانا الیہ راجعون بیشک ہم سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور بیشک ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور داخل ہوئی (یعنی طاری ہوئی) مہدی کو رقت ونرمی بوجہ اس کے کہ دیکھا اس نے اس کی گھبراہٹ کو، پس کہا مہدی نے ابو دلامہ کو: اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو بڑا کرے اے ابو دلامہ! اور حکم دیا اس کے لئے ایک ہزار درہم کا، اور کہا اس کو: مدد حاصل کیجئے اس سے اپنی مصیبت میں، پس لیا اس کو ابو دلامہ نے، اور دعا دی مہدی کو، اور لوٹ گیا، پس جب داخل ہوا اپنے گھر میں تو کہا ام دلامہ (اپنی بیوی) کو: چلی جا تو، پس اجازت طلب کرنا داخل ہونے کی خیزران کے پاس جو کہ مہدی کی باندی ہے، پس جب داخل ہونا باندی کے پاس تو رونے کی صورت بنالینا اور کہنا: مرگیا ابو دلامہ (میرا شوہر)، پس گئی وہ اور جازت طلب کی خیزران کے پاس جانے کی، پس خیزارن نے ام دلامہ کو اجازت دیدی، پس جب مطمئن ہوئی ام دلامہ تو چھوڑا اپنی آنکھوں کو (یعنی جھکالیا) رونے کے ساتھ، خیزران نے ام دلامہ سے پوچھا: کیا ہوا آپ کو؟ بولی: مرگیا ابو دلامہ تو خیزران نے پڑھا: انا اللہ...... بے شک ہم سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور بیشک ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو بڑا کرے، اور غمگین ہوئی اس کی وجہ سے، پھر حکم دیا ام دلامہ کیلئے دو ہزار درہم کا، پس دعا دی اس کو ام دلامہ نے اور لوٹ گئی، پس نہیں ٹھہرا مہدی یہاں تک کہ داخل ہوا خیزارن کے پاس، پس کہا خیزران نے: اے میرے آقا! کیا آپ کو

معلوم ہے کہ ابودلامہ مر گیا؟ مہدی نے کہا: نہیں، اے میری محبوبہ! بے شک وہ تو اس کی بیوی ام دلامہ مری ہے، خیزران نے کہا: نہیں اللہ قسم بلکہ ابودلامہ مرا ہے، پس مہدی نے کہا: سبحان اللہ (اللہ کی ذات پاک ہے) ابودلامہ تو ابھی میرے پاس سے گیا ہے، پس خیزران نے کہا: کہ ام دلامہ تو ابھی ابھی میرے پاس سے گئی ہے، اور خبر دی مہدی کو ام دلامہ اور اس کے رونے کی خبر، پس مہدی ہنسا اور تعجب کیا ان دونوں کی تدبیر سے۔

اَبُوْ دُلَامَةَ: بِضَمِّ الدَّالِ کوفہ کا ایک مشہور فصیح و بلیغ شاعر جس نے اموی اور عباسی دور حکومت پایا، اصل نام زَنْدُ زا کے فتح اور نون کے سکون کے ساتھ اور اس کے بعد دال مہملہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام زبد بن جَوْن اسدی کوفی ہے، زبد باء کے ساتھ جَوْن جیم کے فتح اور واؤ کے سکون کے ساتھ اور اس کے بعد نون، اور یہ ایک حبشی غلام تھا، اور اس کا باپ بنو اسد کے ایک آدمی کا غلام تھا جس نے ان کو آزاد کر دیا تھا، اس کی کنیت ابودلامہ ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے کا نام دلامہ تھا اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو ابودلامہ کہتے ہیں، بعض دوسرے حضرات نے فرمایا کہ دلامہ مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو سیاہ رنگ کا ایک لمبا پہاڑ ہے زمانۂ جاہلیت میں اس کے دامن میں لوگ اپنی بیٹیاں زندہ درگور کیا کرتے تھے، اس پہاڑ اور اس کے درمیان کالے پن اور لمبائی میں مشابہت کی وجہ سے اس کو ابودلامہ کہا جانے لگا، دَلِمَ يَدْلَمُ دَلَمًا (س) چمکدار سیاہ ہونا، دَلَامٌ: سیاہ، سیاہی، کالی چیز، ابودلامہ کی پیدائش کوفہ میں ۱۰۰ھ یا ۱۱۰ھ ہوئی بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کر لی، بڑا دانشمند اور مزاحیہ شاعر تھا، خلیفہ منصور کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اس لئے کہ یہ اسے ہنساتا تھا اور اشعار سناتا تھا اور اس کی مدح کرتا تھا، ایک روز منصور کی بیوی کے جنازہ میں شامل ہوا اور وہ منصور کی عم زادی تھی جسے حمادہ بنت عیسی کہا جاتا تھا اور منصور کو اس کا غم تھا اور جب لوگوں نے اس پر مٹی ڈال دی تو ابودلامہ بھی موجود تھا، منصور نے اسے کہا: اے ابودلامہ! تیرا ناس ہو آج کے دن کے لئے تو نے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین کے عم زادی کے جنازہ کو تیار کیا ہے، تو منصور ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گیا اور کہا: تیرا ناس ہو جا، تو نے ہمیں رسوا کر دیا، ابودلامہ کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی، دوسرا قول ۱۷۰ھ ہے (وفیات الأعیان رص: ۳۲۷رج: ۲رالبدایہ والنہایہ رص: ۱۳۴رج: ۱۰رمعجم الأدباء رص: ۱۳۲۷)۔

الشَّاعِرُ: اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی شاعر، شعر کو جمع شُعَرَاءُ، شَعَرَ یَشْعُرُ شِعْرًا وشَعْرًا الرَّجُلُ (ن) شعر کہنا موزوں اور مقفی کلام کہنا۔ الْمَهْدِیُ: ابوعبداللہ محمد بن منصور خلافت عباسیہ کا تیسرا حکمراں اور خلیفہ اسلام تھا، المہدی باللہ العباسی کی ولادت ۱۲۶ھ ہواز کے ایک قصبہ ایراج میں ہوئی، اصل نام محمد کنیت ابوعبداللہ اور لقب مہدی تھا والدہ کا نام موسی بنت منصور حمیری تھا، مہدی نے اپنے باپ منصور کے سایہ میں نشو ونما پائی، دربار کے اکابر علماء کی نگرانی میں علوم مروجہ حاصل کیے، حدیث کی سماعت اپنے باپ اور مبارک بن فضلہ جیسے متبحر عالم سے کی، خلیفہ منصور نے خالد برمکی کو اس کا اتالیق مقرر کیا، اور ہدایت کردی رزم ہو یا بزم خالد ہر جگہ مہدی کے ساتھ رہے، مہدی کو امام مالک کی خدمت میں بھیجا جہاں اس نے سند حدیث لی، واپسی کے بعد ۱۵/ سال کی عمر میں منصور نے رے اور طبرستان کی حکومت مہدی کے سپرد کردی اور خالد برمکی کو ساتھ کر دیا اور جب مہدی کی عمر ۱۸/ سال ہوئی تو منصور نے اس کی شادی چچازاد بہن ریطہ بنت ابوالعباس سفاح سے کردی، اور دوسری شادی مہدی نے اپنی آزاد کردہ باندی خیزران سے کی جو حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھی، منصور کی وفات کے بعد ۱۲/ ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں مہدی منصب خلافت پر متمکن ہوا اس وقت اس کی عمر تقریبا ۳۳/ برس تھی، اس کے دور حکومت میں ملک کی اقتصادی حالت مستحکم و مضبوط ہوئی، تعلیم و تعمیرات میں ترقی ہوئی اور سلطنت اسلامیہ دور دراز تک وسیع ہوگئی، مہدی شرم و حیاء کا پیکر مجسم تھا اور حلیم الطبع، فیاض، فصیح اللسان، عابد اور سنت رسول کا متبع تھا، مہدی نے جب سفر حج کیا تو بڑی شان و شوکت کے ساتھ کیا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، اس نے اس سفر میں ساٹھ لاکھ دینار خیرات کیے، وفات سے قبل اپنے بیٹے ہادی اور ہارون رشید کو (جو دونوں خیزران کے بطن سے تھے) اپنا جانشین نامزد کیا اور وفات ۱۲/ محرم الحرام ۱۶۹ھ/ ۲۵/ جولائی ۷۸۵ء میں بعمر ۴۳/ سال ہوئی جب وہ جرجان کی طرف شکار کھیلنے گیا اور وہاں زخمی ہوگیا ماسندان ایران میں پہونچ کر ۱۲/ محرم کو انتقال ہوگیا، مدت خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ ہے اور شمسی اعتبار سے ۹/ سال ۹/ ماہ ۱۸/ دن مدت خلافت رہی (ماخوذ از تاریخ ملت/ ص: ۱۵۲ تا ۱۶۵/ ج: ۲)۔

أَرْخَى يُرْخِي إِرْخَاءً (افعال) نرم کرنا، ڈھیلا کرنا، چھوڑ دینا، لٹکانا۔ رِقَّةٌ: مہربانی، رحمت، رَقَّ يَرِقُّ رِقَّةً (ض) پتلا ہونا، رحم کرنا۔ جَزِعَ يَجْزَعُ جَزَعًا وجُزُوعًا (س) گھبرانا، بےصبری کرنا، غمگین ہونا، ڈرنا۔ عَظَّمَ

اللّٰهُ: یہ دعائیہ جملہ ہے، عَظَّمَ يُعَظِّمُ تَعْظِيمًا (تفعیل) تعظیم کرنا، توقیر کرنا یہاں پر مراد زیادہ کرنا، بڑا کرنا، اور مجرد میں عَظُمَ يَعْظُمُ عِظَمًا و عَظَامَةً (ک) بڑا ہونا۔ إِنْصَرَفَ يَنْصَرِفُ إِنْصِرَافًا (انفعال) لوٹ جانا، واپس ہونا، باز رہنا، اورنحاۃ کی اصطلاح میں منصرف کے معنیٰ میں آتا ہے، بولتے ہیں إِنْصَرَفَتِ الْكَلِمَةُ کلمہ منصرف ہوگیا۔ إِسْتَعِنْ: صیغہ امر ہے إِسْتَعَانَ يَسْتَعِينُ إِسْتِعَانَةً (استفعال) مدد طلب کرنا۔ مُصِيبَةٌ: پریشانی، تکلیف، جمع مَصَائِبُ۔ أُمُّ دُلَامَةَ: ابودلامہ کی بیوی۔ خَيْزُرَانُ: خلیفہ مہدی کی باندی اصل معنی درخت بید، نرکل، بانس، گھوڑا ہانکنے کی چابک اور یہ لفظ مرکب ہے ''خَيْز'' اور ''رَان'' سے خیز اندن کے معنیٰ اٹھانا اور راندن کے معنی ہنکانا، چلانا، چونکہ چابک کے ذریعہ گھوڑے کو اٹھایا اور چلایا جاتا ہے اسلئے خیزران ہوگیا، خَيْزُرَانُ بنت عطاعربی باندی تھی، اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ بربریہ خاتون تھی جو یمن سے لائی گئی تھی یہ بچپن میں بردہ فروشوں کے ہاتھ لگ گئی، جب خلیفہ مہدی کے سامنے یہ خاتون لائی گئی اس نے اس کو ایک لاکھ درہم میں خرید لیا بہ لحاظ حسن و جمال اپنا جواب نہ رکھتی تھی، نہایت عقیل اور ذی علم خاتون تھی ابتدائے عمر میں کنیزی کا ٹیکہ قسمت میں لکھا تھا مگر اللہ نے اس پر کرم کیا مہدی کی منظور نظر ہوگئی اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا، حضرت امام اوزاعیؒ سے اس نے علم حاصل کیا، دینیات، شعر و ادب پر درک تھا، امور ملکی میں مہدی کو مشورہ دیتی تھی، ہادی اور ہارون رشید کے ابتدائی عہد خلافت میں کل سلطنت پر حکمرانی کرتی تھی، فیاضی میں ضرب المثل تھی دروازے پر ہر وقت عام سائلوں کا مجمع رہتا تھا، مہدی نے اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لی تھی اس کے بطن سے دولڑکے پیدا ہوئے ایک ہادی دوسرا ہارون رشید، مہدی کی وفات کے بعد ہادی خلیفہ بنا اور ہادی کے بعد ہارون رشید بنا، خیزران نے اپنے بیٹے ہارون کے عہد خلافت میں ۱۷۱ھ میں بیت اللہ کا حج کیا اور نیکی کے کاموں میں حاجت مندوں کی مدد میں ایک خطیر رقم اللہ کی راہ میں تقسیم کی، ۲۱/ جمادی الثانی ۱۷۳ھ/ ۲۶/ اکتوبر ۷۸۹ء میں انتقال ہوا اور مقبرہ خیزران بغداد میں تدفین ہوئی (تاریخ ملت/ص:۱۶۶/ج:۲)۔

فَتَبَاكَىٰ: فعل امر حاضر، صیغہ واحد مؤنث حاضر، تَبَاكَىٰ يَتَبَاكَىٰ تَبَاكِيًا (تفاعل) رونے کی صورت بنانا، بتکلف رونا، اور مجرد میں بَكَىٰ يَبْكِي بُكَاءً و بُكِيً (ض) رونا۔ صفت کیلئے بَاكٍ آتا ہے، بُكَاةٌ جمع آتی ہے اور مؤنث کیلئے بَاكِيَةٌ آتا ہے، اس کی جمع بَاكِيَاتٌ اور بَوَاكٍ آتی ہے۔ مَضَتْ: فعل ماضی، صیغہ

واحدمؤنث غائب،مَضٰی یَمضِی مُضِیًّا و مُضُوًّا (ن،ض) گزرنا۔إِستَاذَنَتْ: ماضی واحدمؤنث غائب، إِستَاذَنَ یَستَاذِنُ إِستِیذَانًا (استفعال)اجازت مانگنا علٰی کے صلہ کے ساتھ اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا۔اِطْمَانَّتْ: إِقْشَعَرَّتْ کے وزن پر ماضی کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے معنی مطمئن ہوئی وہ ،اِطْمَئَنَّ یَطْمَئِنُّ اِطْمِئْنَانًا و طَمَانِیْنَةً (افعلال) آرام پانا،سکون پکڑنا، مطمئن ہونا۔أَرْسَلَتْ: ماضی کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے،أَرْسَلَ یُرْسِلُ إِرْسَالًا (افعال) بھیجنا، چھوڑ دینا۔تَوَجَّعَتْ: ماضی کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے،تَوَجَّعَ یَتَوَجَّعُ تَوَجُّعًا (تفعل)اظہارغم کرنا، دردمند ہونا،لام کے صلہ کے ساتھ دردمند ہونے کے معنیٰ میں آتا ہے،اور مجرد میں وَجِعَ یَجَعُ وَجَعًا(س) دردمند ہونا، مریض ہونا۔لَبِثَ یَلْبَثُ لَبْثًا و لُبْثًا بالمکان (س)ٹھہرنا،اقامت کرنا،کہا جاتا ہے مَالَبِثَ أَنْ فَعَلَ کَذَا یعنی اس نے ایسا کرنے میں تاخیر نہ کی،یہی مفہوم یہاں مراد ہے۔أَلْفَی: یہ تثنیہ ہے أَلْفٌ کا بمعنی ایک ہزار۔ أَنْ دَخَلَ یہاں پر أَنْ بمعنی حَتّٰی جارہ ہے۔سَیِّدٌ: بمعنی مولیٰ،سردار، ہر واجب الاطاعت شخص، ہر چیز کا اعلیٰ وارفع،عصر حاضر میں تَوَسُّعًا ہر معزز آدمی کیلئے مستعمل ہے،جیسے مسٹر،جناب،یا صاحب کی جگہ کہا جائے،السَّیِّدُ فُلَانٍ، نبی اکرم ﷺ کی نسل یعنی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے تعلق رکھنے والا ہر فرد،سَائِدٌ بھی اسی معنیٰ میں مستعمل ہے،جمع سَادَةٌ،سَیَائِدُ،اور جمع الجمع سَادَاتٌ،سَادَ یَسُوْدُ سِیَادَةً (ن) سردار ہونا،صاحب اقتدار ہونا، سَیِّدٌ،صفت کا صیغہ ہے اصل میں سَیْوِدٌ بروزن فَیْعِلٌ تھا واؤ اور یاء غیر ملحق میں ایک کلمہ میں جمع ہوگئے اور ان میں سے پہلا ساکن ہے اور کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہیں ہے،لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام کر دیا سَیِّدٌ ہو گیا۔أَمَا عَلِمْتَ: میں ہمزہ استفہامیہ ہے اور ما نافیہ۔یَاحَبِیْبَتِی: یہ مؤنث ہے حَبِیْبٌ کا بمعنی عاشق،معشوق،محبوب،دوست،حَبَّ یَحِبُّ حُبًّا (ض) محبت کرنا۔إِنَّمَا هِیَ إِمْرَأَتُهٗ: إِنَّمَا یہ مرکب ہے إِنَّ حرف مشبہ بالفعل اور مائے کافہ سے یہ حصر کیلئے وضع کیا گیا ہے، یہ مذکورہ کو ثابت کرتا ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرتا ہے،بمعنی صرف،فقط،تنہا،بس، یہ ہے اس کے علاوہ نہیں ہے،لفظی ترجمہ ہوگا سوائے اس کے نہیں ہے کہ مری ابودلامہ کی عورت ام دلامہ،وَاللّٰهِ واؤ قسمیہ ہے أَیْ لَمْ تَمُتْ أُمُّ دُلَامَةَ وَاللّٰهِ إِلَّا مَاتَ أَبُوْ

دُلامَةَ۔سُبحَانَ اللّٰهِ :تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے،یعنی میں اللہ کی عیوب ونقائص سے پاکی بیان کرتا ہوں، اللہ ہرعیب وبرائی سے پاک ہے،کہا جاتا ہے:سُبحَانَ مَنْ كَذا یہ بہت ہی عجیب ہے۔السَّاعَةُ: گھڑی، وقت،جمع سَاعَاتٌ، یہاں پرمراد ابھی ،اسوقت ۔حِیَلٌ: حِیلَةٌ کی جمع ہے،بمعنی تدبیر،ہوشیاری،دوراندیشی۔

خلاصہ:اس حکایت میں ابودلامہ شاعراوراس کی بیوی نے خلیفہ کوہنسانے اوراس کی دل جوئی کے لئے دھوکہ دہی سے کام لیا،حالانکہ شریعت میں اس کی قطعا اجازت نہیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:"وَيلٌ لِلَّذِي يُحدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضحِكَ بِهِ الْقَوْمُ، وَيْلٌ لَهُ ، وَيْلٌ لَهُ"(سنن أبي داود کتاب الأدب ۴۹۹۰) کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جوکہ بات کرے تو جھوٹ بولے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے اس کے لئے ہلاکت ہے،اس کے لئے ہلاکت ہے،نیز اس حکایت میں شعراء کی مذموم خصلت مانگنے کھانے کے لئے موت کومذاق بنانا انعام کے لالچ میں کذب گوئی کو بیان کیا گیا ہے، کیوں کہ شعر بمعنی کذب بھی استعمال ہوتا ہےاورشاعرکاذب کوبھی کہا جاتا ہے،کذب گوئی سے ہرانسان کواجتناب ضروری ہے،اگرموت کے مجازی معنیٰ خرابی وبربادی مرادلیں تب بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں،قرآن کریم میں ایسے ہی شعراء کی مذمت بیان کی گئی ہے،وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ (سورۃ الشعراء آیت:۲۲۶)اورشاعروں کی بات پرچلیں وہی جو بےراہ ہیں،تونے نہیں دیکھا کہ وہ ہرمیدان میں سرمارتے پھرتے ہیں اوریہ کہ وہ کہتے ہیں جونہیں کرتے۔

یعنی شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں تحقیق سے اس کولگاؤ نہیں ہوتا،اس لئے اس کی باتوں سے بجز گرمیٔ محفل یاوقتی جوش اورواہ واہ کےکسی کومستقل ہدایت نہیں ہوتی،اورجومضمون پکڑلیا اس کوبڑھاتے چلے گئےکسی کی تعریف کی توآسمان پرچڑھادیا،مذمت کی توساری دنیا کے عیب اس میں جمع کردئے،موجودکومعدوم اورمعدوم کوموجودثابت کرنا ان کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے،غرض جھوٹ،مبالغہ اورتخیل کے جس جنگل میں نکل گئے پھرمڑکر نہیں دیکھا اسی لئے شعرکی نسبت مشہور ہے"أَكْذَبُ أَوْ أَحْسَنُ"یعنی شعرپڑھوتومعلوم ہوکہ رستم سےزیادہ بہادراورشیرسےزیادہ دلیرہوں گےاورجاکرملوتوپرلےدرجہ کےنامرداورڈرپوک،کبھی دیکھوتوہٹےکٹےہیں اور اشعارپڑھوتوخیال ہونبضیں ساقط ہوچکیں قبض روح کاانتظار ہے(ماخوذازتفسیرعثمانی)۔جواشعارمعاصی اورمکروہات سے

پاک ہوں اور حکیمانہ مضامین وعظ ونصیحت پر مشتمل ہوں ان پر اجر وثواب بھی ملتا ہے لیکن جھوٹ بولنا اور جھوٹے اشعار کہنا گناہ ہے جس سے بچنا بے حد ضروری ہے۔ کہا جاتا ہے: **لَا تُوَاخِ شَاعِرًا فَإِنَّهُ يَمْدَحُكَ بِثَمَنٍ وَيَهْجُوكَ مَجَّانًا** (محاضرات الأدباء،ص:۹۰،ج:۱) کہ شاعر کے ساتھ بھائی چارگی مت کر اس لئے کہ وہ تیری تعریف کرے گا قیمت کے بدلے، اور تیری برائی کرے گا مفت میں۔

ہندی کہاوت ہے: حق کی مصیبت جھوٹ کی آسائش سے اچھی۔ نیز کہا گیا: صرف ایک جھوٹ پچھلے تمام سچ کو مشکوک بنا دیتا ہے، شاعروں کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

سلسلہ وار جھوٹ بولتے ہیں — سب اداکار جھوٹ بولتے ہیں

جھوٹ کیوں بولیں فروغ مصلحت کے نام پر — زندگی پیاری سہی لیکن ہمیں مرنا تو ہے

عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ وَلَوْ أَنَّهُ — أَحْرَقَ الصِّدْقُ بِنَارِ الْوَعِيْدِ

وَابْغِ رِضَا اللّٰهِ فَأَغْبَى الْوَرٰى — مَنْ أَسْخَطَ الْمَوْلٰى وَأَرْضَى الْعَبِيْدِ

(کشف الخفاء،ص:۴۵،ج:۱،رقم:۸۸)

سچ کو لازم پکڑ لو اگرچہ ایسا ہو کہ، سچائی تم کو دھمکی کی آگ میں جلا ڈالے،

اور اللہ کی خوشنودی تلاش کرو کیونکہ لوگوں میں سب سے بیوقوف، وہ شخص ہے جو مولائے کریم کو ناراض اور لوگوں کو راضی کرتا ہو۔

حِكَايَةٌ :۳۵) قِيْلَ: إِنَّ أَبَادُلَامَةَ الشَّاعِرَ كَانَ وَاقِفًا بَيْنَ يَدَيِ السَّفَّاحِ فِيْ بَعْضِ الْأَيَّامِ، فَقَالَ لَهُ: سَلْنِيْ حَاجَتَكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ دُلَامَةَ: أُرِيْدُ كَلْبَ صَيْدٍ، فَقَالَ: أَعْطُوْهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: وَأُرِيْدُ دَابَّةً أَتَصَيَّدُ عَلَيْهَا، قَالَ: أَعْطُوْهُ إِيَّاهَا، قَالَ: وَغُلَامًا يَقُوْدُ الْكَلْبَ وَيَصِيْدُ بِهِ، قَالَ: وَأَعْطُوْهُ غُلَامًا، قَالَ: وَجَارِيَةً تُصْلِحُ الصَّيْدَ وَتُطْعِمُنَا مِنْهُ، قَالَ: أَعْطُوْهُ جَارِيَةً، قَالَ هٰؤُلَاءِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَا بُدَّ لَهُمْ مِنْ دَارٍ يَسْكُنُوْهَا، فَقَالَ: أَعْطُوْهُ دَارًا تَجْمَعُهُمْ، قَالَ: وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ

ضَيْعَةٌ فَمِنْ أَيْنَ يَعِيْشُوْنَ؟ قَالَ : قَدْ أَقْطَعْتُكَ عَشْرَ ضِيَاعٍ عَامِرَةٍ وَعَشْرَ ضِيَاعٍ غَامِرَةٍ قَالَ: وَمَا الْغَامِرَةُ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: مَالَا نَبَاتَ فِيْهَا، قَالَ: قَدْ أَقْطَعْتُكَ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِائَةَ ضَيْعَةٍ غَامِرَةٍ مِنْ فَيَافِيْ بَنِيْ أَسَدٍ، فَضَحِكَ مِنْهُ، وَقَالَ: إِجْعَلُوْهَا كُلَّهَا عَامِرَةً (نفحۃ الیمن ص:۶۵/ وفیات الأعیان ص:۳۲۱/ ج:۲/ عیون الأخبار ص:۱۲۸/ ج:۳/ کتاب الحوائج)۔

بیان کیا گیا ہے: کہ ابودلامہ شاعر کھڑا ہوا تھا ایک دن سفاح کے سامنے، پس کہا سفاح نے اس کو: سوال کیجئے مجھ سے اپنی حاجت کا، پس ابودلامہ نے کہا: میں چاہتا ہوں ایک شکاری کتا، پس کہا سفاح نے: دیدو اس کو کتا، پھر کہا ابودلامہ نے: اور چاہتا ہوں میں ایک چوپایہ (جانور) کہ شکار کروں میں اس پر (سوار ہوکر) سفاح نے کہا: دیدو اس کو چوپایہ، ابودلامہ نے کہا: اور ایک غلام بھی (چاہتا ہوں) جو ہنکائے کتے کو اور شکار کرے اس سے، سفاح نے کہا: دیدو اس کو ایک غلام، ابودلامہ نے کہا: اور ایک باندی بھی (چاہتا ہوں) جو بنائے شکار کو اور کھلائے ہم کو اس سے، سفاح نے کہا: دیدو اس کو ایک باندی بھی، ابودلامہ نے کہا: اے مؤمنوں کے سردار! ضروری ہے ان سب کیلئے ایک گھر جس میں رہیں یہ سب، پس کہا سفاح نے: دیدو اس کو ایسا گھر جو کافی ہو ان سب کو، ابودلامہ نے کہا: اگر نہیں ہوگی ان کے لئے جاگیر پس کہاں سے زندگی گزاریں گے؟ سفاح نے کہا: تحقیق کہ میں نے کاٹ دی (الاٹ کردی) آپ کیلئے دس جاگیریں زرخیز اور دس جاگیریں بنجر (قسم کی) ابودلامہ نے کہا: کیا ہے بنجر اے مومنوں کے سردار؟ سفاح نے کہا: بنجر وہ ہے جس میں گھاس (وغیرہ) نہ اُگے، ابودلامہ نے کہا: تحقیق کہ کاٹ دی (الاٹ کردی) میں نے آپ کیلئے اے مومنوں کے سردار سو بنجر جاگیریں بنو اسد کے جنگلوں میں سے، پس ہنسا سفاح اس بات سے، اور کہا: دیدو اس کو پوری کی پوری زرخیز جاگیریں۔

يَدَىْ: يَدٌ کا تثنیہ ہے بمعنی ہاتھ، ہتھیلی، ملکیت، قبضہ، مدد، جمع أَيْدٍ يَدِيٌّ، أَيَادٍ يَدَىْ اصل میں يَدَيْنِ تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ السَّفَّاحُ: مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی بہت زیادہ خون بہانے والا، بہت زیادہ دینے والا، قادر الکلام فصیح، سَفَحَ يَسْفَحُ سَفْحًا وسُفُوْحًا (ف) خون یا اس جیسی چیز کا گرانا، بہانا، سفّاح بنوعباسیہ کے سب سے پہلے خلیفہ کا لقب ہے، چونکہ یہ بہت خون گرانے والا، ظالم، سخی اور سخت تھا اس وجہ سے یہ لقب ہوا،

اصل نام ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ، یہ خلافت عباسیہ کا پہلا حکمراں، اموی خلیفہ مروان ثانی نے ۱۲۹ھ میں ابراھیم بن محمد بن علی کو گرفتار کرا کر مرواڈالا تو ابراہیم کے چھوٹے بھائی ابوالعباس سفاح نے ان کی جگہ لی، ان کے زمانہ میں عباسیوں میں کافی طاقت آگئی تھی اور عباسی تحریک کوفروغ ملالیکن یہ محض ابراہیم کی جانشینی کی بیعت تھی اوران کے حامیوں تک محدود تھی ربیع الاول ۱۳۲ھ میں جب عباسیوں کا قبضہ کوفہ پر ہوا تو ابوالعباس سفاح کے ہاتھ پر اہل کوفہ نے بیعت کر کے ان کو خلیفہ بنادیا اور مروان ثانی کے قتل کے بعد عراق پر عباسیوں کے مکمل قبضہ کے بعد ذی الحجہ ۱۳۲ھ میں ابوالعباس سفاح دنیائے اسلام کا خلیفہ تسلیم کیا گیا، اور اس نے بحیثیت خلیفہ پہلا خطبہ دیا، اس کا زمانہ زیادہ تر فتنوں کے دبانے اور نئی حکومت کے استوار کرنے میں گزرا، اس نے بنوامیہ کے افراد کو چن چن کر قتل کیا اور بنوامیہ کے خاتمہ اور عباسی خلافت قائم کرنے میں اس نے بڑی خونریزی کی، اسی لئے وہ سفاح (خونریز) کے لقب سے تاریخ اسلام میں مشہور ہوا۔

سفاح باوقار، عاقل، مدبر اور حسن اخلاق سے آراستہ تھا اس میں خوبیاں زیادہ تھیں برائیاں کم، یہ جہاں ظلم وستم میں شہرہ آفاق ہے سخاوت اور داد و دہش میں بھی بہت اونچا درجہ رکھتا ہے، جو وعدہ کرتا اس کو فورا اسی مجلس میں پورا کرتا تھا، شعروادب سے بھی بڑی دلچسپی رکھتا اور شعراء کو بہت نوازتا تھا، سفاح نے خلافت پر بیٹھتے ہی بڑی عمدگی سے سلطنت کا انتظام کیا، کوفہ سے مکہ تک میل بنائے اور ہر میل پر منارہ اور مہمان سرائے بنائیں تاکہ مسافروں کو آرام پہونچے، اور ۱۳۶ھ میں سفاح نے اپنے بھائی منصور اور اس کے بعد عیسی بن موسی کو ولی عہد کی مقرری کا فرمان لکھا اور ۳۶ رسال عمر پاکر ماہ ذی الحجہ ۱۳۶ھ/ ۱۰رجون ۷۵۴ء میں چیچک کے مرض میں مبتلا ہوکر وفات پائی اور نماز جنازہ عیسی بن علی عباسی نے پڑھائی اور انبار شہر کے قصر امارت میں تدفین ہوئی، سفاح کی مدت خلافت چار برس نو ماہ رہی اور دائرہ حکومت اقصاء مغرب تک تھا (تاریخ ملت رص:۵۴ تا ۸۷ رج:۲ رتاریخ اسلام معینی رص:۲۶ رج:۳)۔

سَلْنِی: میں ''سَلْ'' امر حاضر، اور ''نی'' نون وقایہ یائے متکلم، سَأَلَ یَسْئَلُ سُوَالًا وسَأَلَةً ومَسْأَلَةً (ف) طلب کرنا، درخواست کرنا، مانگنا، سوال کرنا۔ أَعْطُوْهُ: فعل امر حاضر جمع مذکر کا صیغہ ہے، أَعْطٰی یُعْطِی إِعْطَاءً

(افعال) دینا۔ دَابَّۃٌ: اصل میں ہر رینگنے، گھسٹ کر چلنے والے جانور کو کہتے ہیں پھر بعد میں اس کا استعمال سواری کے جانور اور چوپائے کیلئے ہونے لگا یہ مذکر و مؤنث دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، دَبَّ یَدُبُّ دَبًّا (ن) رینگنا، گھسٹ کر چلنا۔ أَتَصَیَّدُ: فعل مضارع صیغہ واحد متکلم، تَصَیَّدًا اور إِصْطَادَ اور صَادَ یَصِیْدُ صَیْدًا (ض) ہر ایک کے معنی شکار کرنے کے ہیں، غُلَامٌ: نوجوان، لونڈا، غلام جمع غِلْمَانٌ، وَغِلْمَۃٌ و أَغْلِمَۃٌ ۔ جَارِیَۃٌ: لونڈی، بچی، باندی، جمع جَارِیَاتٌ، جَوَارٍ ۔ أَصْلَحَ یُصْلِحُ إِصْلَاحًا (افعال) درست کرنا، یہاں پر مراد شکار کو پکانا، بھوننا ہے۔ قَادَ یَقُوْدُ قَوْدًا (ن) سامنے سے کھینچنا۔ هٰؤُلَاءِ: اسم اشارہ برائے جمع مذکر و مؤنث اس پر ھاء کو داخل کر کے هٰؤُلَاءِ ہو گیا۔ أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ: خلیفۃ المسلمین کا لقب، مومنوں کا سردار۔ لَابُدَّ: ضروری، ناگزیر، ناچار، بالضرور، اس میں ''لا'' حرف نفی اور ''بُدّ'' بمعنی چارہ، عوض، ہر شئے کا حصہ، چھٹکارا، بدلہ، کہا جاتا ہے لَا بُدَّمِنْہُ اس سے چھٹکارا نہیں یعنی وہ ضروری ہے۔ تُطْعِمُنَا: مضارع کا واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے، أَطْعَمَ یُطْعِمُ إِطْعَامًا (افعال) کھانا کھلانا۔ تَجْمَعُهُمْ: مضارع کے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے، جَمَعَ یَجْمَعُ جَمْعًا (ف) اکٹھا کرنا، جمع کرنا۔ ضَیْعَۃٌ: زمین، جائداد، جاگیر جمع ضِیَاعٌ، ضِیَعٌ، ضَیْعَاتٌ آتی ہے۔ یَعِیْشُوْنَ، عَاشَ یَعِیْشُ عَیْشًا و عِیْشَۃً (ض) زندہ رہنا، زندگی گزارنا۔ أَقْطَعَ یُقْطِعُ إِقْطَاعًا فُلَانًا اَرْضًا (افعال) کسی کو زمین دینا، مالک بنا دینا، الاٹ کرنا، پلاٹ کاٹنا۔ مجرد میں قَطَعَ یَقْطَعُ قَطْعًا (ف) کاٹنا، جدائی اختیار کرنا۔ عَامِرَۃٌ: آباد، پُر رونق، قابل زراعت زمین، جمع عَوَامِرُ، عَمَرَ یَعْمُرُ عَمْرًا (ن) آباد ہونا۔ غَامِرَۃٌ: بالغین المعجمة اجاڑ زمین جو کھیتی کے لائق نہ ہو، بنجر، خراب زمین، غیر آباد زمین، غَمَرَ یَغْمُرُ غَمْراً (ن) بلند ہو کر ڈھانپ لینا، چہار طرف سے گھیر لینا، پانی وغیرہ کا ہر طرف پھیلنا۔ نَبَاتٌ: گھاس، پودا، بیل، زمین سے جو کچھ اگے سب کو نبات کہتے ہیں، واحد نَبَاتَۃٌ اور جمع نَبَاتَاتٌ آتی ہے، نَبَتَ یَنْبُتُ نَبْتًا و نَبَاتًا الْبَقْلُ (ن) سبزی کا اگنا۔ فَیَافِیْ: جمع ہے فَیْفٰی کی بمعنی ایسا جنگل جس میں پانی نہ ہو، بغیر پانی کا کشادہ میدان، جنگل بیابان، اسی معنی میں فَیْفٌ بھی آتا ہے اس کی جمع أَفْیَافٌ و فُیُوْفٌ آتی ہے، بَنُوْ أَسَدٍ عرب کا ایک مشہور قبیلہ۔ یہ اسد بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس کی اولاد میں سے ہے۔

خلاصہ: اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اپنا مقصد بیدار مغزی، تدبیر اور ہوشیاری سے نکال لینا چاہیئے، امراء وحکام اگر سائل کی حاجت کو پورا کرنا چاہیں تو سائل کو اپنی حاجت ومقصد بیان کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیئے، اور حکام کو چاہیئے کہ وہ عوام کی بھرپور اعانت ومدد کریں، فیاضی اور سخاوت کو عام کریں۔ ہندی کہاوت ہے: عقل مندی کے ساتھ ہوشیاری کا ہونا ضروری ہے۔

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند　　　کس کی حاجت روائی کرے کوئی

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ، تَمَّ وَكَمُلُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

آج بتاریخ ۱۶ر شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ/ ۱۱راپریل ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ دوپہر ۱۱ر بج کر ۳۰ر منٹ پر مفید الطالبین کی یہ شرح بحسن خوبی اختتام کو پہونچی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو بے حد قبول ومنظور فرمائے اور اس کے نفع کو عام وتام فرمائے اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے اور خاتمہ بالخیر کی دولت عظمیٰ سے نوازے آمین یارب العالمین۔

بندۂ عاصی پہ رب کی نوازش ہوگئی　　　پوری اس کے فضل سے یہ کاوش ہوگئی

بخش دے یارب خطا اس کاتبِ لاچار کی　　　اور اس قاری کی جس نے آمین کی تکرار کی

بندہ عبدالصمد رشیدی بن محمد الطاف کھیڑوی سہارنپوری
مدرس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سہارنپور

المراجع والمصادر

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱	القرآن الکریم		
۲	احادیث المنتشرة	حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی : ۹۱۱ھ	
۳	الدررالمنتشرة	// //	
۴	المستدرک علی الصحیحن	حافظ ابو عبدالله محمد بن عبدالله النیساپوری :۴۰۵ھ	دارالکتب العلمیة بیروت لبنان
۵	المعجم الکبیر	امام سلیمان بن احمد الطبرانی : ۳۶۰ھ	مکتبه ابن تیمیة القاهرة
۶	المعجم الاوسط	// //	دارالحرمین القاهرة
۷	المقاصد الحسنة	شمس الدین ابی الخیر محمد بن عبدالرحمن السخاوی :۹۰۲ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۸	المصنف لابن ابی شیبة	حافظ ابو بکر عبدالله بن محمد بن ابی شیبة العبسی الکوفی:۲۳۵ھ	دارالقبلة للثقافة الاسلامیة جده
۹	الترغیب والترهیب	ابو محمد ذکی الدین عبدالعظیم المنذری :۶۵۶ھ	دار احیاء التراث بیروت
۱۰	السنن الکبری	حافظ ابو بکر احمد بن حسین البیهقی :۴۵۸ھ	دارالفکر بیروت
۱۱	الادب المفرد	ابو عبدالله محمد بن اسماعیل البخاری :۲۵۶ھ	دارالبشائر الاسلامیة بیروت
۱۲	التاریخ الکبیر	// //	
۱۳	ابن ابی الدنیا	امام عبدالله بن محمد القرشی البغدادی: ۲۸۱ھ	داراطلس الخضراء للنشر والتوزیع الریاض
۱۴	ارشاد العباد الی سبیل الرشاد	الشیخ زین الدین الملیباری	
۱۵	انوارالقرآن واسرار الفرقان	نورالدین الشیخ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاریؒ:۱۰۱۴ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۶	الامثال والحکم	علی بن محمد بن حبیب الماوردی: ۴۵۰ھ	دارالوطن قطر
۱۷	الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبلؒ	شیخ احمد بن عبدالرحمن بناساعاتی	

المراجع والمصادر

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
١٨	العقل والجهل فی الکتاب والسنة	محمد الریشهری	دارالحدیث للطباعة والنشر والتوزیع بیروت
١٩	البصائر والذخائر	ابو حیان علی بن محمد العباس التوحیدی: ۴۱۴ھ	دارصادر بیروت
٢٠	اصلاح المجتمع	علامة محمد بن سالم البیحانی	دارالعصامة للنشر والتوزیع بیروت
٢١	احیاء علوم الدین	الامام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی: ۵۰۵ھ	دارابن حزم بیروت
٢٢	الادب النافعة بالفاظ المختارة الجامعة	ابن شمس الخلافة جعفر بن محمد: ٦٢٢ھ	
٢٣	التاریخ والمؤرخون فی مصر والاندلس	الدکتور عبدالفتاح فتحی	دارالکتب العلمیة بیروت
٢۴	المجد فی بیان بغداد والبصرة ونجد	العلامة ابراهیم بن سید صغة الدین الحیدری بغدادی	دار منشورات بغداد
٢۵	اقوال السلف		
٢٦	المحاسن والمساوی	الشیخ ابراهیم بن محمد البیهقی: ٣٢٠ھ	دارصادر بیروت
٢٧	البیان والتبیین	الحافظ عمر بن بحر ابو عثمان الکنانی البصری: ٢۵۵ھ	
٢٨	القاموس الوحید	شیخ وحیدالزمان کیرانویؒ	
٢٩	الکامل فی اللغة والادب	ابو العباس محمد بن یزید المبرد	
٣٠	امثال لقمان الحکیم وبعض اقوال العرب		دارالفکر العربی قاهرة
٣١	الاستیعاب فی معرفة الاصحاب	حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر القرطبی المالکی: ۴٦٣ھ	
٣٢	المصنوع فی معرفة احادیث الموضوع	شیخ علی بن سلطان القاری الهروی المکی: ١٠١۴ھ	مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب

المراجع والمصادر

۳۳	الامثال فی فی القرآن الکریم	شمس الدین محمد معروف به ابن قیم الجوزیة: ۷۵۱ھ	دارالمعرفة بیروت
۳۴	النجوم الزاهرة فی ملوک مصرو القاهرة	جمال الدین ابو المحاسن یوسف الاتابکی: ۸۷۴ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۳۵	اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم	شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن تیمیه: ۷۲۸ھ	دار عالم الکتب بیروت
۳۶	التمثیل والمحاضرة	ابو منصور عبدالمالک بن محمد ثعالبی نیشاپوری: ۴۲۹ھ	
۳۷	المنجد	الشیخ ابوالحسن علی بن حسن الهنائی	خزنیۂ علم وادب لاهور
۳۸	المعاجم اللغویة العربیة	الدکتور امیل یعقوب	دارالعلم للملابس بیروت
۳۹	البدایة والنهایة	حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیردمشقی: ۷۷۴ھ	مکتبة المعارف بیروت
۴۰	المستطرف فی کل فن مستظرف	شهاب الدین محمد بن احمد الابشیهی	دارالمعرفة بیروت
۴۱	ادب الدنیا والدین	ابوالحسن علی بن محمد البصری الماوردی: ۳۲۰ھ	داراقراء بیروت
۴۲	المزهرفی علوم اللغة وانواعها	حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی: ۹۱۱ھ	منشورات المکتبة العربیة بیروت
۴۳	اشعة اللمعات	حضرت شیخ محدث دهلویؒ	
۴۴	الکشاف	علامہ جاراللہ ابی القاسم محمود بن عمرالزمخشری: ۵۳۸ھ	مکتبة العبیکان الریاض
۴۵	اهمیة علم النحو فی فهم النص والشرع	ولید هاشم کردی	
۴۶	المخلاة	الامام الکبیر بهاء الدین محمد بن حسین العاملی صاحب الکشکول: ۱۰۰۳ھ	عالم الکتب بیروت
۴۷	الحدیقة مجموعة ادب بارع وحکمة بلیغة	محب الدین الخطیب	دارالعصامة الریاض
۴۸	اتحاف السادة المتقین	محب الدین محمد بن محمد مرتضٰی الحسینی الزبیدی الحنفی: ۱۲۰۵ھ	

المراجع والمصادر

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۴۹	الاجوبة المستحكمة فی سلسلة الاحاديث الضعيفة الموضوعة	ابواحمد حسان بن شیخ یونس تاجپوری گجراتی:	
۵۰	المبسوط	شمس الدين ابی بكر محمد بن احمد السرخسی:۴۸۳ھ	دارالمعرفة بيروت
۵۱	احسن المسائل	مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی: ۱۳۱۲ھ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۲	احسن الفتاویٰ	فقیه العصر مفتئ اعظم مفتی رشیداحمد لدھیانوی	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۳	المعجم المفصل فی الحكم والامثال والاقوال الخالدة	املين نسب الباس	دارالكتب العلمية بيروت
۵۴	العقد الفريد	الفقيه احمد بن محمد بن عبدربه الاندلسی: ۳۲۸ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۵۵	الكامل فی اللغة والادب	ابوالعباس محمد بن يزيد المبرد	دارالفكر العربی قاهرة
۵۶	البحرالرائق	الشيخ الامام ابی البركات عبدالله بن احمد بن محمود النسفی: ۷۱۰ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۵۷	القصة القصيرة	علی الدوعاجی محمود تيمور: ۵۳۵ھ	
۵۸	الحجة فی بيان المحجة وشرح عقيدة اهل السنة	ابو القاسم اسماعيل بن محمد بن الفضل التميمی الاصفهانی:	دارالراية بيروت
۵۹	اردوزبان کی پہلی دوسری کتاب	مولانا محمد اسماعیل میرٹھی	دارالكتب الاسلامية گنگوه
۶۰	الكامل فی ضعفاء الرجال	ابو احمد عبدالله بن عدی الجرجانی: ۳۶۵ھ	
۶۱	المؤطاء	الامام مالک بن انس: ۱۷۹ھ	مؤسة الرسالة ناشرون دمشق
۶۲	الجامع لاحكام القرآن	محمد بن احمد بن ابی بكرالقرطبی: ۶۷۱ھ	مؤسة الرسالة بيروت
۶۳	بمعروف تفسير قرطبی		
۶۴	الايجا ز والايجاز	ابومنصور عبدالمالک بن محمد اسماعيل الثعالبی النيساپوری: ۴۲۹ھ	دارالبشائر دشمق
۶۵	بستان العارفين	نصربن محمد بن ابراهيم ابو الليث السمرقندی	اداره تالیفات اشرفیه ملتان

المراجع والمصادر

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
٦٦	بصائر ذوالتمیز لطائف الکتاب العزیز	مجدالدین محمد یعقوب الفیروزآبادی:٨١٧ھ	المکتبة العلمیة بیروت
٦٧	بغیة الطلب فی تاریخ حلب	الصاحب کمال الدین عمر بن احمد بن ابی جرادة	دالفکر بیروت
٥٨	بوستان سعدی	شیخ شرف الدین سعدی شیرازی:٦٩١ھ	مکتبہ بلال دیوبند
٦٩	پندنامہ عطار	شیخ فرید الدین عطار	مکتبة البشریٰ کراچی
٧٠	تاریخ مدینة السلام	ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی:٤٦٣ھ	دار الغرب الاسلامی بیروت
٧١	تاریخ مدینة دمشق	ابوالقاسم علی بن الحسن الشافعی بن عساکر: ٥٧١ھ	دار الفکر بیروت
٧٢	تاریخ الامم والملوک	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری: ٣١٠ھ	دار العلمیة بیروت
٧٣	تاریخ عربی ادب	احمد حسن زیات	مکتبہ دانیال اردوبازار لاهور
٧٤	تاریخ ایران	مقبول احمد بیگ بدخشانی	مجلس ترقی اردو لاهور
٧٥	تذکرة الحفاظ	الامام ابوعبدالله شمس الدین محمد الذهبی:٧٤٨ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
٧٦	تهذیب التهذیب	الحافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر شهاب الدین العسقلانی : ٨٥٢ھ	وزارات الشؤن السعودیة
٧٧	تذکرة الرشید	حضرت مولانا الحاج محمد عاشق الٰهی میرٹھیؒ	اداره اسلامیات لاهور
٧٨	تذکرہ حضرت مولانا محمداحسن صاحب نانوتویؒ	حضرت مولانا محمد ایوب قادری	روهیل کهنڈ لٹیریری کراچی
٧٩	تذکرة الموضوعات	علامہ طاهر پٹنی:٩٨٦ھ	
٨٠	تفسیر القرآن العظیم	حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمربن کثیر دمشقی : ٧٧٤ھ	دار الفکربیروت
٨١	تفسیر لابن ابی حاتم	ابومحمد عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی:٣٢٧ھ	مؤسة الرسالة بیروت
٨٢	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
٨٣	تفسیرروح البیان	الشیخ اسماعیل حقی البروسوی:١١٣٧ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
٨٤	تفسیر روح المعانی	ابوالفضل شهاب الدین سید محمود آلوسی البغدادی:١٠٧٥	احیاء التراث العربی بیروت

المراجع والمصادر

۸۵	تفسیر مدارک	الشیخ ابو البرکات عبدالله بن احمدبن محمود النسفی :۷۱۸ھ	مکتبة العلم لاهور
۸۶	تفسیر ابن جریرطبری	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری: ۳۱۰ھ	
۸۷	تفسیر عثمانی	شیخ الاسلام حضرت علامه شبیراحمد عثمانی	دارالاشاعت کراچی
۸۸	تحفة الاحوذی	الامام الحافظ ابو یعلی محمد بن عبدالرحمن المبارک فوری:۱۳۵۳ھ	دارالفکر بیروت
۸۹	تعلیم المتعلم	الامام برهان الاسلام الزرنوجی: ۵۹۱ھ	مکتبة البشریٰ کراچی
۹۰	تاریخ ملت	مفتی زین العابدین میرٹھی	اداره اسلامیات لاهور
۹۱	تاریخ اسلام	شاه معین الدین احمد ندوی	مکتبه الاسلامیه اردو بازار لاهور
۹۲	جامع الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسی الترمذی: ۲۷۹ھ	دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض
۹۳	جامع بیان العلم وفضله	حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالله:۴۶۳ھ	دارالفکر بیروت
۹۴	جمهرة الامثال	ابوهلال الحسن بن عبدالله بن سهل العسکری	دارالکتب العلمية بیروت
۹۵	جامع الاحادیث المسانید	حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی: ۹۱۱ھ	دارالفکر بیروت
۹۶	جواهر الادب من خزائن العرب	سلیم ابراهیم صادر	المطبعة العلمية بیروت
۹۷	جوامع الآداب فی اخلاق الانجاب	شیخ جمال الدین بن محمد القاسمی الدمشی: ۱۳۳۲ھ	دارالکتب العلمية بیروت
۹۸	چهل حدیث	مولانا عبدالرحمن جامی:۸۹۹ھ	
۹۹	حلية الاولياء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبدالله: ۴۳۰ھ	دارالفکربیروت
۱۰۰	حاشية الطحطاوی	الامام احمد بن اسماعیل الطحطاوی الحنفی	دارالکتاب دیوبند
۱۰۱	حدائق الروح والریحان	محمد الامین بن عبدالله الأرمی العلوی الهروی الشافعی	دارطوق النجاة بیروت
۱۰۲	حسن السمت فی الصمت	حافظ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی: ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمية بیروت
۱۰۳	حياة الحيوان الكبرى	محمد بن موسی بن عیسی کمال الدین الدمیری	احیاء التراث العربی بیروت
۱۰۴	حکایات قلیوبی	احمد شهاب الدین قلیوبی	

المراجع والمصادر

۱۰۵	دستورالعلماء أوجامع العلوم فی اصطلاحات الفنون	القاضی عبدالنبی بن عبدالرسول الاحمد نگری	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۰۶	دیوان الامام الشافعیؒ		
۱۰۷	دیوان الامام علیؓ		
۱۰۸	ذکر اخبار اصبهان	ابونعیم احمد بن عبدالله بن احمد الاصبهانی: ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۰۹	روضة الادب فی تسهیل کلام العرب	الشیخ مولانا مشتاق احمد چرتهاولی	
۱۱۰	روضة العقلاء	ابوحاتم محمد بن حِبان البُستی: ۳۵۴ھ	
۱۱۱	روضة الطالبین فی حل زاد الطالبین	مولانا حسین صدیقی	زمزم پبلی شرز کراچی
۱۱۲	روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار	محمد بن قاسم بن یعقوب الاماسی المعروف بابن الخطیب: ۹۴۰ھ	دارالقلم العربی حلب
۱۱۳	زهرالآداب	ابواسحاق ابراهیم بن علی بن تمیم الحصری القیروانی: ۴۵۳ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۱۴	سنن ابی داؤد	ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی: ۲۷۵ھ	دارالسلام للنشروالتوزیع الریاض
۱۱۵	سنن ابن ماجة	ابوعبدالله محمد یزید القزوینی: ۲۷۳ھ	دارالسلام للنشروالتوزیع الریاض
۱۱۶	سنن الدارمی	امام ابو محمد عبدالله بن عبدالرحمن الدارمی: ۲۵۵ھ	قدیمی کتب خانه کراچی
۱۱۷	سنن دارقطنی	حافظ ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی: ۳۸۵ھ	
۱۱۸	سراج الملوک	ابوبکر محمد الولید الفهری الطرطوشی: ۵۲۰ھ	دارمصریه البنائیة قاهرة
۱۱۹	سیرت حلبیه	العلامة نورالدین علی بن ابراهیم الحلبی: ۱۰۴۴ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۲۰	سیراعلام النبلاء	حافظ ابو عبدالله شمس الدین محمد بن احمد الذهبی: ۷۴۸ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۲۱	شعب الایمان	حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیهقی: ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیة بیروت

المراجع والمصادر

۱۲۲	شرح شرعة الاسلام	مفتی بخارا رکن الاسلام محمد بن ابی بکر السمرقندی: ۵۷۳ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۲۳	شرح ثلاثیات مسنداحمد	العلامه الشیخ محمد السفارینی الحنبلی	المکتب الاسلامی بیروت
۱۲۴	شرح اسماء الحسنیٰ	مولانا محمد علی لاھوری	شعبة التالیف والاشاعة لانجمن خدام الدین لاھور
۱۲۵	صحیح البخاری	ابوعبدالله محمد اسماعیل البخاری: ۲۵۶ھ	دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض
۱۲۶	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج النیسابوری: ۲۶۱ھ	دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض
۱۲۷	صحیح ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان البُستی: ۳۵۴ھ	مؤسة الرسالة بیروت
۱۲۸	ظرائف ونوادرالعرب	ابراهیم شمس الدین	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۲۹	ظفرالمحصلین	حضرت مولانا محمد حنیف صاحب گنگوهی: ۱۴۳۴ھ	دارالاشاعت کراچی
۱۳۰	عمدة الاقاویل	مولانا رضوان الدین معروفی	معروفی کتب خانه اکل کوا
۱۳۱	عیون الحکم والمواعظ	الشیخ کافی الدین ابوالحسن علی بن محمد اللیثی	مرکز تحقیقات علوم اسلامی تهران
۱۳۲	عیون الاخبار	ابومحمدعبدالله بن مسلم بن قتیبه الدینوری: ۲۷۶ھ	دارالکتب العربیة بیروت
۱۳۳	عمدة القاری شرح البخاری	الامام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی: ۸۵۵ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۳۴	عنوان البیان وبستان الاذهان	عبدالله الشبراوی الشافعی: ۱۱۷۱ھ	دارابن حزم بیروت
۱۳۵	عجائب المخلوقات	امام زکریا بن محمد بن محمود القزوینی: ۶۸۲ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۳۶	غرر الحکم کلام علی بن ابی طالب	عبدالواحد محمد التمیمی: ۵۵۰ھ	دارالهادی بیروت
۱۳۷	فردوس الاخبار بماثورالخطاب	الحافظ شیرویه الدیلمی	دارالکتاب بیروت
۱۳۸	فیض القدیر شرح الجامع الصغیر	علامة محمد عبدالرؤف المناوی: ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیة بیروت

المراجع والمصادر

۱۳۹	فتح الکریم الخالق فی حل الفاظ الدر الفائق فی الصلاة	علامة سید مصطفیٰ بن کمال الدین البکرم: ۱۱۶۲ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۴۰	علی اشرف الخلائق		
۱۴۱	فتح المغیث شرح الفیة الحدیث	شمس الدین ابی الخیر محمد بن عبدالرحمن السخاوی: ۹۰۲ھ	دارالمنهاج الریاض
۱۴۲	فی رحاب التفسیر	عبدالحمید الشبک	
۱۴۳	فتاویٰ عالم گیری	العلامه الهمام الشیخ نظام	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۴۴	فضائل زبان عربی	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا: ۱۴۹۲ھ	مکتبة البشریٰ کراچی
۱۴۵	فصل الخطاب فی الزهد والرقاق والآداب	محمد نصرالدین محمد عویضة	
۱۴۶	قاموس الطلاب فی الحکم والامثال	فائز یوسف محمد	دارالکتب العربیة بیروت
۱۴۷	قلائد الدرر علی نتیجة النظر	شمس الدین ابوعبدالله محمد بن حسن دمشقی: ۱۱۷۵ھ	
۱۴۸	قصص العرب	ابراهیم شمس الدین	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۴۹	کنز العمال	علاء الدین علی متقی البرهان فوری الهندی: ۹۷۵ھ	مؤسة الرسالة بیروت
۱۵۰	کتاب الزهد	امام عبدالله بن المبارک: ۱۸۱ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۱۵۱	کتاب الزهد	امام احمد بن حنبل: ۲۴۱ھ	دارالغدالجدید المنصورة
۱۵۲	کتاب الزهد	ابن ابی عاصم	
۱۵۳	کتاب الزهد الکبیر	امام احمد بن حسین بیهقی	مؤسة الکتب الثقافة بیروت
۱۵۴	کنز الفوائد	ابوالفتح الشیخ محمد بن علی بن عثمان الطرابلسی: ۴۴۹ھ	دارالاضواء بیروت
۱۵۵	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل محمد بن العجلونی: ۱۱۶۲ھ	مکتبة العلم الحدیث جده
۱۵۶	کفایة الاتقیاء ومنهاج الاصفیاء		

المراجع والمصادر

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱۵۷	كتاب الاذكيا	الحافظ جمال الدين ابى الفرج عبدالرحمن الجوزى البغدادى:۵۹۷ھ	
۱۵۸	كشف الاسرار فى حكم الطيور والازهار	عزالدين عبدالسلام بن احمد بن غانم المقدسى:۶۷۸ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۵۹	كتاب المعجم	ابوبكر ابراهيم الاصبهانى معروف به ابن المقرى: ۳۸۱ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۶۰	كتاب امثال العرب	المفضل بن محمد الضبى :۹۰۲ھ	دارالرائد العربى بيروت
۱۶۱	گلستان سعدى	شيخ شرف الدين شيرازى: ۶۹۱ھ	مكتبۂ بلال ديوبند
۱۶۲	لباب الآداب	الامير اسامه بن منفذ :۵۸۴ھ	
۱۶۳	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل: ۲۴۱ھ	
۱۶۴	مجمع الزوائد	امام نورالدين على بن ابى بكر الهيثمى :۸۰۷ھ	دارالمنهاج للنشر والتوزيع جده
۱۶۵	مشكوٰة المصابيح	ابوعبدالله محمد بن عبدالله الخطيب التبريزى	قديمى كتب خانه كراچى
۱۶۶	مسند الشهاب	القاضى ابو عبدالله محمد بن سلامة القضاعى	مؤسة الرسالة بيروت
۱۶۷	مصنف عبدالرزاق	ابوبكر عبدالرزاق بن هشام الصنعانى: ۲۱۱ھ	
۱۶۸	مسند ابى يعلى الموصلى	الامام احمد بن على بن المثنى التميمى:۳۰۷ھ	دارالمامون للتراث بيروت
۱۶۹	موضوعات كبير	الشيخ على بن سلطان محمد القارى الهروى:۱۰۱۴ھ	نعمانى كتب خانه لاهور
۱۷۰	معالم التنزيل معروف به تفسير بغوى	الامام محى السنة ابى محمد بن الحسين بن سعود البغوى	
۱۷۱	مصباح اللغات	ابو الفضل مولانا عبدالحفيظ بلياوى	مكتبۂ برهان جامع مسجد دهلى
۱۷۲	محاضرات الادباء	ابو القاسم الحسين بن محمد بن المفضل: ۴۰۲ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۷۳	معجم الادباء	ياقوت الحموى الرومى	دارالغرب الاسلامى بيروت
۱۷۴	محاورات هند	افضل العلماء مولانا سبحان بخش شكارپورى	مطبع مجتبائى دهلى
۱۷۵	مرأة الانوار شرح مشكوٰة الآثار	حضرت مولانا نسيم احمد غازى مظاهرى بجنورى:۱۴۳۸ھ	مكتبه نسيميه مرادآباد
۱۷۶	معجم عجائب اللغة	شوقى حماد	دارصادر بيروت

المراجع والمصادر

۱۷۷	مفاتيح الجنان فی شرح شرعة الاسلام	يعقوب بن سيد علی البروسوی: ۹۳۱ھ	ناشرون بيروت
۱۷۸	مجمع الانهر	المحقق الفقيه عبدالرحمن بن محمد سليمان الكيبولی:۱۰۷۸ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۷۹	مرقاة المفاتيح	الشيخ علی بن سلطان محمد القاری الهروی :۱۰۱۴ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۸۰	مظاهر حق جديد	مولانا عبدالله جاويد غازيپوری: ۱۴۱۰ھ	مكتبه جاويد ديوبند
۱۸۱	مثنوی مولانا روم	مولانا جلال الدين الرومی	حامد اینڈ کمپنی لاهور
۱۸۲	مخطوطات فی الامثال العربية	فيصل مفتاح الحداد	دارالكتب العلمية بيروت
۱۸۳	مآرب الطلبه	مولانا شبيراحمد چاٹ گام	دارالكتاب ديوبند
۱۸۴	مخزن اخلاق	مولانا رحمت الله سبحانی	مكتبه تهانوی ديوبند
۱۸۵	مكارم الاخلاق	ابوبكر محمد بن جعفر الخرائطی:۳۲۷ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۸۶	معجم اللغة الغربية المعاصرة		
۱۸۷	مروج الذهب	امام المؤرخين ابوالحسن بن حسين بن علی المسعودی: ۳۴۶ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۸۸	مختارات ولطائف	عبدالمالک القاسم	
۱۸۹	مقامات انبياء	مولانا ارسلان بن اختر ميمن	مكتبه ارسلان لاهور
۱۹۰	متاع وقت اوركاروان علم	مولانا بوالحسن عباسی	المكتبة المدينة ديوبند
۱۹۱	مطالع الدور فی مازل السرور	علاء الدين علی بن عبدالله البهائی الغزولی الدمشقی: ۸۱۵ھ	دارالكتب العلمية بيروت
۱۹۲	مختصرتاريخ دمشق	الامام محمد بن مكرم المعروف بابن منظور: ۷۱۱ھ	دارالفكر بيروت
۱۹۳	مصنف ابن ابی شيبة	الامام ابوبكر عبدالله بن محمد بن ابی شيبة العبسی الكوفی:۲۳۵ھ	

المراجع والمصادر

۱۹۴	مجانی الادب فی حدائق العرب	الاب لویس شیخو البسوعی رزق الله بن یوسف: ۱۳۴۶ھ	مطبع الآباء الیسوعین بیروت
۱۹۵	نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور	برهان الدین ابوالحسن ابراهیم بن عمر البقاعی: ۸۸۵ھ	دارالکتب الاسلامی قاهرة
۱۹۶	نفحة الیمن	شیخ الادب احمد بن محمد الانصاری الیمنی الشروانی	
۱۹۷	نهج البلاغة	علامة ابوالحسن محمد بن حسین سید شریف الرضی	دار الحبیب بحرین
۱۹۸	نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب	الشیخ احمد بن المقری التلمسانی: ۱۰۴۱ھ	دارصادربیروت
۱۹۹	نثرالدرر فی المحاضرات	الوزیر الادیب ابی سعد منصور بن حسین الآبی: ۴۳۱ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۲۰۰	نفحة الادب	شیخ الادب والفقه مولانا محمد اعزاز علی امروهوی	مکتبة البشریٰ کراچی
۲۰۱	وفیات الاعیان	ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر	دارصادر بیروت
۲۰۲		خلکان: ۶۸۱ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
۲۰۳	وصایا لقمان الحکیم لابنه		